اسلام علیکم !
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.znzlibrary.com/

https://www.znz.today/

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاٹسیپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now

باکس میں موجود کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Novels Categories

Web Special

Short Novels

Long Novels

Digest Novels

Romantic Novels

Facebook Novels

Ebook Novels PDF

Youtube Novels PDF

مکمل ناول

حسرتِ دل

فاطمہ طارق

مغرب کے وقت آسمان پر کالے بادل چھائے ہوئے تھے۔مدھم مدھم سی ہوا چل رہی تھی۔جو جاتی گرمیوں کو مزید نکھار رہی تھا۔۔۔

ہاہاہا یہ لو میں نے پکڑ لی۔۔اس چھوٹے سے گھر میں کسی کی کھلکھلاہٹ سنائی دی۔۔۔

دھیان سے پکڑنا کہی اُڑ نا جائے۔۔مدھم سی آواز گونجی۔۔۔

کتنی پیاری ہے۔اس کے رنگ دیکھو وہ تتلی کو پکڑ کر بولی۔۔۔

اس کو چھوڑنا مت اسے جار میں ڈال لو۔آمنہ مشورہ دیتے ہوئے بولی۔۔

بالکل نہیں میں اسے قید نہیں کروں گئی۔۔یہ تو اُڑے گئ بہت اونچی اس نے تتلی کو چھوڑ دیا۔وہ خود کو آزاد محسوس کر کے اب ہواؤں میں اُڑ رہی تھی۔۔۔

اف زویا کی بچی کیوں چھوڑا۔۔اتنی پیاری تھی۔آمنہ غصے سے بولی۔اور منہ بنا کر صحن میں پڑی چارپائی پر بیٹھ گئ۔۔۔

تمہیں پتہ ہے نا میں اسے قید کر کے نہیں رکھ پاتی۔جب اللہ نے اسے پر دیے ہیں تو بھلا میں کیوں اس کے پر کاٹ کر قید کرتی۔زویا مسکراتے

ہوئے آسمان پر اُڑتی ہوئی تتلی کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

جانتی ہوں تم بہت دیالو ہو۔۔آمنہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔۔۔

ہاہا نہیں دیالو نہیں تم جانتی ہو مجھے نا آسمان پر اُڑتے سارے پرندے بہت اچھے لگتے ہیں۔ تم اگر دھیان سے دیکھو تو وہ بنا کسی کے ڈر خوف کے اُڑ رہے ہوتے ہیں۔انہیں یہ ڈر نہیں ہوتا کوئی ان کا راستہ روکے گا۔۔یا کوئی ان کی منزل کی رُکاوٹ بنے گا،وہ پرسکون ہوتے ہیں۔۔۔۔زویا اوپر اسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

زویا میڈم تمہاری ساری باتیں میرے سر کے اوپر سے گزر رہی ہیں۔آمنہ اسے کہنی مارتے ہوئے بولی۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تم نہیں سمجھ سکتی پر میری ایک بات یاد رکھنا ایک دن میں زویا احمد بالکل ان پرندوں کی طرف اس گاؤں سے باہر شہر کی کھولی فضا میں سانس لوں گئی۔ اپنا خواب پورا کروں گئی۔۔ بالکل اس تتلی کی طرح میں آزاد ہو جاؤ گئی۔۔۔۔وہ پر ازم لہجے میں بولی۔۔۔

اتنے برے برے خواب مت دیکھو جو تم پورے نا کر پاؤ تم جانتی ہو۔۔ان پانچ گاؤں کی لڑکیاں کہی نہیں جا سکتیں۔۔جہانگیر خان نے پچھلے پچیس سالوں سے آج تک ان پانچ گاؤں کی ایک بھی لڑکی کو آزادی نہیں دی۔۔۔۔اور تم کہہ رہی ہو شہر جاؤ گئی۔۔۔وہ بھی اکیلے۔۔۔۔آمنہ تمسخرانہ انداز میں بولی۔۔

جانتی ہوں۔۔آمنہ میں اس روایت کو ہی توتوڑنا چاہتی ہوں۔ تم جانتی ہو میں پڑھنا چاہتی ہوں۔ میں میں کچھ بننا چاہتی ہوں۔ آج کل دس پڑھنا

بہت نہین ہوتا۔۔۔مجھے آگے پڑھنا ہے۔۔اور میں پڑھوں گئی۔۔۔چاہیے مجھے اس سب کے لیے اس خان سے بھی کیوں نا لڑنا پڑے مین لڑوں گئی۔۔۔دیکھنا ایک دن میں پڑھی لکھی کسی اچھی پوزیشن پر بیٹھی ہوں گئی۔۔زویا کی انکھیں اپنا مستقبل سوچ کر چمک اُٹھیں۔۔۔

ارے او زویا کمروں میں جھاڑو لگا دے۔۔۔ تبھی اندر سے زلیخہ بی کی آواز آئی۔۔۔۔

لو کر لو اپنے خواب پورے۔جاؤ جھاڑو لگاؤ۔۔آمنہ ہنستے ہوئے بولی۔۔۔

آمنہ کی بچی دفع ہو جا مجھ سے بات مت کر نا زویا اسے دھکہ دیتے ہوئے بولی اور اُٹھ کر جھاڑو پکڑ کر اندر جانے لگی۔۔۔

زویا خوابوں کی دنیا سے باہر آجا۔۔اور جھاڑو لگا کر میرے گھر آجانا آج مجھے اس مائدہ چھپکلی کو سٹاپو میں ہرا کر شرط جیتنی ہے۔۔۔آمنہ اسے یاد دلانے لگی۔۔۔۔

آجاؤ گئی۔۔۔۔زویا بول کر اندر کمرے میں گھس گئی۔آمنہ مسکراتے ہوئے اپنے گھر کی طرف چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔

****

لالا لالا جان جلدی سے باہر آجائیں۔ماجد لالا کب سے آپ کا بیٹھک میں انتظار کر رہے ہیں۔اریشہ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے زور زور سے بولی۔۔۔۔۔۔(اونچی آواز میں وہ بس اس کمرے میں بات کر سکتی تھی۔ورنہ اس حویلی میں لڑکیوں کا اونچی آواز میں بات کرنے کا مطلب

اپنی موت کو خود دعوت دینا تھا)

آ گیا چھوٹی کیوں اتنا شور مچایا ہوا ہے۔ تبھی واشروم کا دروازہ کھول کر گیلے بالوں کو تولیے سے رگڑتے ہوئے وہ کمرے میں داخل ہوا۔ کالی شلوار قمیض میں اس کی سفید رنگت اور بھی واضع ہو رہی تھی۔ وہ متوازن چال چلتا شیشے کے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔ اپنے گیلے بالوں کو برش کرنے لگا۔ چہرے پر داڑھی بڑھی ہوئی تھی۔۔ جو اس کے تیکھے نقوش کو اور بھی زیادہ رعب دار بناتی تھی۔ کسرتی جسم اس کی خوبصورتی کو۔ چار چاند لگا رہا تھا۔ وہ مردانہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ اس کی وجاہت کو اس کی کالی گہری آنکھیں اور نکھار تیں تھیں۔ وہ التمش خان تھا۔ اس حویلی کا چہیتا، اپنی بہنوں کا پیارا۔۔۔ خان بابا کی بات کو اگر کوئی نا کر سکتا تھا تو وہ صرف اور صرف تھا۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

لالا جلدی کریں۔لالا پلیز آپ نا آج ہی موقع دیکھ کر دادا جان اور ابا سے بات کر لیجیے گا۔۔آپ جانتے ہیں نا مجھے کالج جانا ہی جانا ہے۔۔۔اریشہ وہی بات دہرا رہی تھی جس کے لیے وہ پچھلے دو دن سے التمش کے پیچھے لگی تھی۔۔۔

کر لوں گا۔لیکن تم یہ بھی اپنے ذہین میں رکھو دادا جان کو منانا اتنا آسان نہیں ہے۔۔۔۔پھر بھی میں کوشش کروں گا۔۔۔فلحال مجھے لالا کی بات سننی ہے وہ اپنے پاؤں میں پشوری چپل پہنتے ہوئے بولا۔۔

اگر آپ نے بات نا کی تو میں ناراض ہو جاؤں گی۔۔۔اریشہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔۔۔۔

لالا کی جان میں بات کر لوں گا۔۔۔ابھی جاؤں۔۔وہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔اریشہ کھل کر مسکرا دی اور سر ہاں میں ہلا دیا۔۔دونوں کمرے

سے باہر نکلے۔۔۔۔۔۔۔

اریشہ بی بی آپ کو مالکن بلا رہی ہیں۔ وہ دونوں راہداری سے گزر رہے تھے جب نوری نظریں جھکائے ان دونوں کے پاس آکر بولی۔۔۔

چلیں لالا اللہ حافظ۔ اریشہ مسکرا کر التمش کو الوداع کر کے نوری کے ساتھ چل دی۔۔۔

Zubi Novels Zone

التمش مردان خانہ کی طرف بڑھا۔۔۔ وہ پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوا۔۔۔

جہاں سامنے بڑے سے صوفے پر جہانگیر خان عُرف خان بابا براجمان تھے۔۔ ایک ہاتھ میں سگار لیے وہ سلگھا رہے تھے۔۔ ایک طرف پڑے

صوفے پر رفاقت صاحب،اور خالد صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔تو دوسری طرف پڑے صوفے پر بری شان کے ساتھ ماجد براجمان تھا۔۔اور زمین پر پندرہ بیس گاؤں والے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔۔

جہانگیر خان گاؤں کے سرپنچ تھے۔ہر چھوٹا، برا مسلہ وہی حل (کرتے۔۔۔اور آج بھی وہی ہو رہا تھا۔۔ کسی بات پر بحث ہو رہی تھی۔۔

اس کے اندر آنے پر سب نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا۔۔وہ متوازن چال چلتا سلام کرکے ماجد کے پاس آکر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

جب اس گاؤں کے سارے فیصلے میں کرتا ہوں۔تو تم نے کس سے پوچھ کر اپنی بیٹی کو شہر پڑھنے کے لیے بھیجا۔کمرے میں جہانگیر خان کی برہم آواز گھونجی وہاں پر بیٹھا ہر انسان جہانگیر خان کے غصے سے ڈرتا تھا۔۔۔۔

سائیں میری بچی پڑھنے میں بہت اچھی ہے۔اسی لیے اس کی ضد کے آگے میں ہار گیا۔۔۔پچاس سالہ آدمی ہاتھ جوڑ کر گردن جھکے ہوئے بولا۔۔۔

واہ پھر تو ساری لڑکیوں کو شہر پڑھنے کی اجازت دے دینی چاہی۔تاکہ کل کو وہ منہ کالا کر کے آجائیں۔۔۔وہ برھم انداز میں بولے۔۔۔اس آدمی کی گردن شرمندگی کے مارے مزید جھک گئی۔۔التمش کو ان کی بات سن کر ایک دم اریشہ کی ضد یاد آئی۔۔۔۔

اس مسلے کا ایک ہی حل ہے۔۔تم اپنی بیٹی کو آج ہی شہر سے بلواؤ۔اور اسی ہفتے اس کی شادی کرو۔۔۔اگر ایسا نا ہوا تو تم ساری زندگی اپنی بیٹی کی شادی نہیں کر پاؤ گے۔تمہاری بیٹی ساری عمر کواری رہے گئ۔۔۔اور تم

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سب جانتے ہو۔جو بھی میرے فیصلے کے خلاف گیا ہے۔۔وہ پچھتایا ہی ہے۔۔۔۔۔۔یہ پنچائیت اب ختم ہوتی ہے جہانگیر خان نے فیصلہ سنا دیا۔۔۔سارے گاؤں والے ایک ایک کر کے کھڑے ہوئے اور جہانگیر کے پاس آکر ان کا ہاتھ چوم کر باہر کی طرف جا رہے تھے۔۔۔۔۔۔

لالا آپ نے کیا بات کرنی تھی۔۔۔التمش ماجد کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔

ہاں وہ تم آج ڈیرے کی طرف چکر لگا آؤ۔۔۔مجھے اور چچا کو شہر جانا ہے۔ ارسلان کی یونیورسٹی سے فون آیا تھا۔۔۔ماجد بتا رہا تھا۔۔

چلیں میں چلتا ہوں التمش اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

Zubi Novels Zone

روکو تبھی خان بابا کی آواز گونجی۔۔۔۔۔

یہ اپنے پاس رکھا کرو۔۔۔ ویسے بھی ہمارے بہت دشمن ہیں۔۔ خان بابا نے چھوٹی کالے رنگ کی پستول التمش کی طرف اچھالی۔۔۔۔

کیا دادا جان ابھی تک اس دنیا میں کوئی ایسا انسان پیدا نہیں ہوا جو التمش خان کو ہاتھ بھی لگا سکے۔۔۔۔اور مجھے اپنی حفاظت کرنے کے لیے اس پستول کی ضرورت نہیں۔۔۔ میرے بازوں میں اتنی طاقت ہے۔۔ کہ اگلے بندے کو مار۔ سکوں۔۔ وہ مغرور انداز میں بولا۔۔۔۔

پتر جب مخالف ہی پستول کی گولیوں سے وار کرے تو یہ جوش اور طاقت کسی کام نہیں آتی۔۔۔ تب یہی جسے تم چھوٹی سی چیز بول رہے ہو۔۔۔۔یہی تمہارا ساتھ دیتی ہے۔۔۔ تو اسے اپنے پاس رکھو۔۔ خان بابا

چلتے ہوئے اس تک آئے اور اس کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے بولے۔۔اور مسکرا کر کمرے سے باہر نکل گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چلیں چچا جان دیر ہو رہی ہے۔۔۔ماجد کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔۔۔۔

التمش پستول کو قمیض کی جیب میں ڈال کر باہر کی طرف چلا گیا۔۔۔۔۔

****

*******★*

دیکھ زویا میری بات سمجھ ہمیں واپس چلے جانا چاہیے۔۔اس چھپکلی کو سبق ہم بعد میں سیکھائیں گے۔۔۔آمنہ زویا کا بازو پکڑ کر بولی۔۔۔۔

آمنہ اگر تم میرے ساتھ چلنا چاہتی ہو تو چلو ورنہ دفع ہو جاؤ۔۔۔زویا غصے سے بولی۔۔۔اور آگے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔

اچھا میری ماں چل آمنہ اپنی چادر سھنمبال کر بولی۔۔۔اور اس کے پیچھے چل دی۔۔۔۔۔۔

دس منٹ کے پیدل سفر کے بعد وہ دونوں بالآخر مائدہ کے گھر پہنچ گئیں۔۔۔۔

السلام علیکم! چاچی وہ دونوں گھر میں داخل ہوتے ہوئے بولیں۔۔۔۔

وعلیکم السلام! تم دونوں اتنی دوپہر میں یہاں؟ وہ حیرانگی سے بولیں۔۔

چاچی ہمیں بس مائدہ سے بات کرنی ہے وہ کہاں ہے۔زویا ایک ہاتھ سے اپنی چادر کو سنبھالتے ہوئے بولی۔۔۔۔

وہ تو ڈیرے سے پالک لینے گئی ہے۔۔۔چاچی بولیں۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔زویا سنتے ہی پلٹ گئی۔۔آمنہ اس کے پیچھے بھاگی۔۔۔

زویا تو پاگل ہے۔۔اگر ہم لوگ ڈیرے پر گے کسی نے دیکھ لیا تو پتہ ہے کیا ہوگا۔۔۔تو جانتی ہے اس گاؤں میں لڑکیوں کو باہر نکلنے کی آجازت نہیں مرے گئی۔۔چل وپس چلتے ہیں۔۔۔آمنہ اس کا بازو پکڑ کر روکتے ہوئے بولی۔۔۔

آمنہ میں جاؤں گئی اور رہی بات کسی کے دیکھنے کی تو میں نقاب کر لیتی

ہوں۔زویا چادر کے ایک کونے کو چہرے کے گرد لپیٹتے ہوئے بولی۔۔۔

اب اس کے چہرے میں صرف آنکھیں ہی نظر آرہیں تھیں۔۔۔۔

زویا جانتی تھی۔۔۔اب وہ ضد پر آچکی ہے اور اب بحث کرنا بے فضول ہے۔۔وہ خود بھی اپنا منہ ڈھکتی اس کے پیچھے بھاگی۔۔

وہ دونوں پندرہ منٹ میں ڈیرے پر پہنچ گئیں۔۔۔۔

مائدہ زویا اونچی اواز میں بولی۔۔۔پالک کو ٹوکری مین ڈالتی مائدہ رک گئی اور پلٹ کر زویا کی طرف دیکھا۔۔

کیا ہے تم دونوں یہاں کیا کر رہی ہو؟وہ دونوں کی طرف پلٹ کر بولی۔۔۔۔

تو نے سارے گاؤں میں کیا مشہور کیا ہوا ہے۔۔۔کہ میں بچوں کو بہت برا پڑھاتی ہوں۔۔۔۔اور جب میری امی تم لوگوں کے گھر تمہارے دونوں بھائیوں کی فیس لینے آئیں تو پیسے دینے سے منا کیوں کیا۔۔۔زویا غصے سے بولی۔۔۔۔

ہاں بولا۔اور بولوں گئی۔۔۔اور بھول جا کوئی فیس نہیں ملے گئی۔خود کو پڑھنا آتا نہیں بری آئی دوسروں کو پڑھانے والی۔۔مائدہ تمسخرانہ انداز میں بولی۔۔۔۔

خبردار جو آج کے بعد تو نے گاؤں میں کسی سے بھی میرے متعلق بات کی۔اور جہاں تک رہی پیسے کی بات وہ تو میں لے کر رہوں گئی۔۔۔۔

زویا چھوڑ نا پانچ سو کے پیچھے کیوں لڑ رہی ہے۔۔ چل واپس چلتے ہیں۔۔۔ابا ادھر ہی کام کرتے ہیں اگر انہیں نے دیکھ لیا تو۔۔۔ آمنہ کو اپنے ابا کی ٹینشن لگی ہوئی تھی۔ زویا نے اسے گھورا وہ چپ ہو گئی۔۔

جاؤ جاؤ گھر جا کر چلہا چو کی کرو۔۔ بری آئی۔۔۔۔ مائدہ ہنستے ہوے بولی۔۔۔

میں اپنے پیسے نہیں چھوڑو گئی۔۔اپنی اماں کو بول دینا اگر کل تک پیسے نا پہنچے تو پھر۔۔۔۔۔۔۔

کیا تو پھر کیا کرو گئی۔۔۔۔ہاں بولو۔۔ لڑو گئی۔۔ ابھی بتا دیتی ہوں نہین دوں گئی بولو کیا کرو گئی۔۔۔ مائدہ اس کے پاس آ کر ہلکے سے اسے دھکہ دیتے ہوئے بولی۔۔۔۔

دیکھ مائدہ میں اپنا حق نہیں چھوڑوں گئی۔۔اور مجھ سے دور رہ کر بات کر زویا اپنا نقاب پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔۔

لے پر لے لے اپنا حق مائدہ نے ہنستے ہوئے کہا اس سے پہلے کہ زویا یا آمنہ کچھ سمجھتیں مائدہ نے زویا کو دھکہ دے دیا۔ جس سے وہ پیچھے ایک سائڈ کی زمین پر گرڑی۔۔۔مائدہ زور زور سے ہنسے لگی۔۔۔۔۔آمنہ جلدی سے زویا کی طرف بڑھی۔۔۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔ تبھی پیچھے سے مردانہ آواز آئی۔۔۔

۔مائدہ کی ہنسی کو بریک لگی۔ایک دم اس نے نظریں نیچیں کر لیں۔۔۔آمنہ نے زویا کو اُٹھنے میں مدد کی۔۔۔دونوں نے اپنا چہرہ چادر

سے ڈھکا ہوا تھا۔۔۔

تم لڑکیاں یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔ایک بار پھر آواز گونجی۔۔۔۔

التمش ڈیرے پر کام دیکھنے آیا ہوا تھ۔اوہ ان تینوں سے دور فصلوں کے) درمیان کھڑا نوکروں کو حکم دے رہا تھا جب اس کی نظر تینوں لڑکیوں پر پڑی جو جھگڑا کر رہیں تھیں۔اس کے ماتھے پر بل پڑے گے۔۔وہ ان تک (آیا۔۔پر تب تک مائدہ نے زویا کو دھکہ دے کر گرا دیا تھا۔۔۔

وہ وہ میں مین پالک لینے آئی تھی۔۔۔مائدہ حقلاتے ہوئے بولی۔۔۔۔اور جھک کر پالک کی ٹوکری اُٹھالی۔۔۔۔۔

کیوں تمہارے گھر کے مرد مر گے تھے جو تمہیں یہاں بھیج دیا۔۔۔تم

سب کو معلوم نہیں اس گاؤں میں کیا قانون ہے۔التمش غصے سے بھرے لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

نہیں پتہ ہمیں نہیں مانتے ہم۔آپ جیسے حاکموں کا حکم۔۔۔اور یہ زمین ہم سب کی ہے۔۔۔جہاں دل کرے گا وہاں جائیں گے۔۔۔۔زویا ایک دم مڑ کر غصے سے بولی۔۔۔۔۔

التمش حیرانگی سے اپنے سامنے کھڑی لڑکی کی بہادری دیکھ رہا تھا۔ایک پل کے لیے وہ اس کی چادر سے نظر آتیں گہری بلو آنکھوں میں کھو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسے دیکھو حکم چلانے آجاتا ہے۔بڑے آئے جگیر دار، حکم بس عورتوں پر چل سکتا ہے۔۔۔۔۔اور تم اپنی اماں سے پیسے لے کر دے کر جانا۔۔۔تم

جانتی ہو میں اپنا حق لے کر رہوں گئی۔۔۔وہ پلٹ کر مائدہ کو بولتی آمنہ کا ہاتھ پکڑ کر بنا التمش کے چہرے کو دیکھے چل دی۔۔۔۔مائدہ بھی ان کے پیچھے بھاگی۔۔۔۔۔

التمش ہوش میں آیا۔۔۔۔

اس کی ہمت کیسے ہوئی مجھ سے ایسے بات کرنے کی۔۔۔اور میں نے کچھ بولا کیوں نہیں۔۔۔التمش حیرانگی سے خود سے بولا۔۔۔۔اور پلٹ کر دیکھا جہاں سے وہ جا رہی تھی۔

سائیں وہاں پر ایک آدمی کام میں نخرے دیکھا رہا ہے۔۔۔تبھی اس کا خاص آدمی آکر بولا۔۔۔۔التمش اپنا سر جھٹکتا اس کے ساتھ چلا گیا۔۔

****

تجھے پتہ تونے کس کو باتیں سنائیں۔۔۔وہ دونوں اس وقت زویا کے کمرے مین بیٹھیں ہوئیں تھیں۔۔۔۔

شائد کوئی خان بابا کی حویلی کا تھا۔۔وہ شانے اچکاتے ہوئے بولی۔۔۔

پاگل وہ اور کوئی نہیں خان بابا کا پوتا تھا۔۔۔اور تونے اتنی باتیں سنا دیں اب پتہ نہین وہ کیا کرے گا۔۔تیرے ابا تو وہاں منیجر ہیں اگر انہیں بتا دیا۔۔تو تو جانتی ہے کیا ہوگا۔۔۔آمنہ پریشان سی بولی۔۔۔

پاگل اپنا دماغ کھول انہیں کیا پتہ ہم کون ہین ہم۔نے تو منہ پر چادر کی ہوئی تھی۔زویا اس کے سر پر تھپر مارتے ہوئے بولی۔۔۔

ان باتوں کو چھوڑ چل لڈو لا کھیلتے ہیں زویا مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

اچھا آمنہ منہ بنا کر بولی۔۔۔

****

آپ نے اتنی دیر لگا دی۔میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ماجد رات کے بارہ بجے کمرے میں داخل ہوا تو اس کی بیوی عائلہ بولی۔۔۔

تمہیں کتنی دفع بولا ہے۔جب بھی میں حویلی واپس آؤ۔۔یہ بے تکے سوال مت پوچھا کرو۔۔۔۔پر تمہاری موٹی عقل میں یہ سب کہاں سے بیٹھے گا۔چلو یہ جوتے اتاروں وہ بیڈ پر بیٹھ کر حکم دیتے ہوئے بولا۔۔۔

عائلہ سر کو جھکا کر اس کی طرف آئی۔۔۔اور زمین پر بیٹھ کر اس کے جوتے اتارنے لگی۔۔۔۔۔۔

منحوس ہر کام میں سست ہے۔۔۔چل جا کھانا لے کر آ۔۔۔۔ماجد نے اسے پاؤں سے دھکہ دیتے ہوئے بولا۔۔۔۔

جی وہ اپنا ڈوپٹہ سھنمبالتی ہوئی کھڑی ہوئی۔۔۔اور باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔

اماں نے بھی نا جانے کس منحوس کے ساتھ باندھ دیا ہے۔۔۔۔ماجد اس کے جاتے ہی خود سے بولا۔۔۔۔

موبائل نکال کر وہ کسی سے میسج پر بات کرنے لگا۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد کال

ملالی۔۔

ڈارلنگ بس تھوڑے دن کا انتظار کر لو پھر میں آجاؤ گا۔۔۔وہ مسکرا مسکرا کر کسی سے بات کر رہا تھا۔۔۔وہ بات کر رہا تھا جب عائلہ ٹرے لے کر کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

چلو میں تھوڑی دیر مین بات کرتا ہوں۔۔۔ماجد نے کال بند کر دی۔۔اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔

عائلہ نے ٹرے سامنے رکھی۔۔۔اور سامنے بیٹھ گئی۔۔۔

وہ مجھے اپ سے بات کرنی تھی۔۔۔حیدر چار سال کا ہو چکا ہے اسے سکول مین داخل کروا دیں۔۔۔عائلہ انگلیاں مڑورتے ہوئے بولی۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے مجھے اس کی فکر نہیں۔۔جانتا ہوں اسے سکول داخل کروانا ہے۔وہ روٹی کا نوالہ بناتے ہوئے بولا۔۔

تھو ماجد نے منہ میں ڈالا نوالہ باہر پھینک دیا۔۔۔

کیا ہوا جی۔۔۔۔عائلہ پریشان سی ہو گئی۔۔۔۔

ZNZ Zubi Novels Zone

ٹھاہ۔۔۔۔۔۔ماجد کا ہاتھ اُٹھا اور عائلہ کے چہرے ہر نشان چھوڑ گیا۔۔۔۔

پاگل جاہل عورت کھانا بنانا بھی نہیں آتا۔۔۔۔اتنا نمک کون ڈالتا ہے۔۔۔۔دفع ہو جا میری نظروں سے۔۔۔۔۔۔ماجد غصے سے چلایا۔۔۔

عائلہ ٹرے کو اُٹھا کر کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ کمرے میں واپس آئی۔۔دروازہ بند کر کے وہ بستر پر لیٹ گئی۔۔۔بالکنی سے کسی کے ہنسنے کی اواز آرہی تھی۔۔عائلہ نے گردن گھما کر دیکھا۔وہ ماجد تھا۔۔

ایک آنسوں اس کے چہرے کو بھگو گیا۔۔۔۔۔۔۔یہ تو روز کا معمول تھا۔۔وہ روز اسے اسی طرح چھوٹی چھوٹی بات پر مارتا تھا اور روز رات کو بالکنی میں بیٹھ کر وہ اپنی معشوقہ سے باتیں کرتا۔تھا۔۔عائلہ سب کچھ جاننے کے باوجود خاموش تھی۔وہ جانتی تھی۔وہ کچھ نہین کر سکتی۔۔۔اس حویلی میں عورت کی بس اتنی ہی عزت تھی۔۔کہ وہ یہاں کے مردوں کی بیوی تھی۔۔

گردن گھما کر اس نے اپنی چھے ماہ کی بیٹی سائرہ کو دیکھا جو کہ نیند سے جاگ گئی تھی۔۔۔اس نے سر جھٹ کر اسے گود میں اور دوبارہ سے سلانے کی کوشش کرنے لگی۔

*************★★★★★******★****
*******★**

بھائی بھائی آپ آگے۔۔۔میرے کلرز لائے۔۔۔۔۔وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوا سامنے سے اس کی بہن دوڑتے ہوئے اس کے پاس آئی۔۔۔۔۔

لایا ہوں پر پہلے اپنے بھائی سے نہیں ملو گئی۔۔۔وہ لاڈ سے بولا۔۔۔

افکورس وہ ہنستے ہوئے اس کے گلے سے لگ گئی۔۔۔۔

دس از فاؤل آپ دونوں ہمیشہ مجھے اگنور کرتے ہو۔۔۔۔ تبھی سامنے سے اس کی دوسری بہن منہ بنا کر بولی۔۔۔

ہاہا تم دونوں میری جان ہو ادھر آؤ۔۔۔۔ وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔۔ تو سیرت بھاگ کر ان دونوں کے پاس آئی اور گلے لگ گئی۔۔۔۔۔

چلو بھائی اب میرے کلرز نکالوں۔۔۔ منت الگ ہوتے ہوئے بولی۔۔۔

لو جی آتے ہی شروع ہو گئیں۔۔ ارے بچارے میرے بچے کو سانس تو لینے دو۔۔۔۔۔۔ کیچن سے نکلتی حمیدہ بیگم بولیں۔۔۔۔۔

ماما سراج ملک آگے بڑھ کر اپنی ماں کے گلے لگا۔۔۔۔وہ ایک مہینے بعد اسلام آباد کے بزنس ٹرپ سے واپس آیا تھا۔۔۔۔

میرا بچہ پتہ میں نے کتنا یاد کیا۔۔۔حمیدہ بیگم اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے بولیں۔۔۔۔

جانتا ہوں۔۔۔چلیں آئے میں آپ سب کے لیے جو گفٹس لایا ہوں وہ دیکھاتا ہوں۔۔سراج مسکراتے ہوئے تینوں کو لے کے لاونج میں رکھے صوفے پر بیٹھا۔۔۔

اور ایک ایک کر کے چیزیں دیکھانے لگا۔۔۔۔سیرت اور منت تو چیزیں دیکھ کر خوشی سے پاگل ہی ہو گئی۔۔۔۔سراج ان دونوں کے لیے بہت ساری چیزیں لایا تھا۔۔۔۔

ماما یہ بابا نظر نہین آ رہے کہاں ہیں۔۔۔سراج ادھر اُدھر نظر دھرا کر بولا۔

تمہارے بابا ابھی تک آفس مین ہیں کہ رہے تھے آج دیر ہو جائے گئی۔۔۔حمیدہ بیگم مسکراتے ہوئے بولیں۔۔۔۔

چلیں میں فریش ہو کر آتا ہوں آپ پلیز اچھا سا کھانا بنائے مجھے بہت بھوک لگی ہوئی ہے۔۔۔سرِاج اپنا کوٹ پکڑتے ہوئے کھڑا ہوا۔اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

حمیدہ بیگم کیچن کی طرف بڑھ گئیں۔۔۔

یہ والا فراق میرا امنت سیرت کا فراق پکڑ کر بھاگتے ہوئے بولی۔۔۔

نوماماسیرت اونچی آوازمین بولی۔۔۔اور منت کے پیچھے بھاگی۔۔۔۔۔

★**★**********★***********
*****

رنگ برنگے سپنوں جیسی انکھیں تیری
شام کی پہلی کرنوں جیسی آنکھیں تیری

صبح کی بھیگی خوشبورنگت چہرہ تیرا
دیوالی کی راتوں جیسی آنکھیں تیری

مہکاتی ہیں جنگنو بن کر منظر سارا

میرے دل کے سجدوں جیسی آنکھیں تیری

حسن تبسم تیری نظروں کی ہر دھڑکن
براندا ون کی شاموں جیسی آنکھیں تیری

نغمہ بن کر چھا جاتی ہیں دل پر
وصل کی روشن لمحوں جیسی آنکھیں تیری

وہ کب سے یہ غزل سن رہا تھا جو اس کے ٹیوی پر چل رہی تھی۔۔۔۔اس نے لمبا سانس لیا اور اپنی آنکھیں موندھ لیں۔۔آنکھوں کے پردوں پر جھیل سی نیلی آنکھیں۔لہرائیں۔نقاب سے جھانکتی غصے سے لالا وہ دل کو موہ لینے والی نیلی آنکھیں اسے مسکرانے پر مجبور کر گئیں۔۔۔۔ایک دم اس نے آنکھیں کھول لیں۔۔۔۔

یہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔۔۔میں کیسے یہ سب سوچ سکتا ہوں۔۔۔التمش خود کو ڈپٹ کر بولا۔۔۔

لیکن اب اسے اس کے جملے سنائی دینے لگے۔۔۔اپنے آس پاس اسے اس کی خوبصورت آواز سنائی دینے لگی۔۔۔۔۔وہ کھل کر ہنس دیا۔۔۔

وہ ساتھ ساتھ غزل کو گنگنا رہا تھا۔۔۔۔۔

تیری آنکھیں وہ نیلی آنکھیں۔۔۔۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے گنگنا رہا تھا۔۔۔

وہ مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔صائمہ بیگم چائے کی ٹرے پکڑے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے خالد صاحب سے بولیں۔

بولو !لٹھ مار انداز تھا۔وہ کھیتوں کا کھاتہ کھولے بیڈ پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

وہ دراصل بات یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔چائے کی ٹرے بیڈ پر رکھتے ہوئے بولیں۔۔۔

مجھے تمہاری یہ باتوں کو طویل دینے والی عادت زہر لگتی ہے۔جو بولنا ہے جلدی بولو۔حساب میں ساری گڑ بر ہو رہی ہے۔۔۔۔وہ جھنجھلا کر بولے۔۔

وہ دراصل پچھلے دو ہفتے سے اریشہ نے میری جان کھا رہی ہے۔۔ کہ آپ سے بات کروں۔ وہ شہر جا کر پڑھنا چاہتی ہے۔۔۔ آپ بھی جانتے ہیں وہ پڑھائی میں کتنی لائق ہے۔ میٹرک میں بھی پہلی پوزیشن لی۔ آج صبح التمش بھی بول رہا تھا۔ کہ میں آپ سے بات کروں کہ اسے اجازت دے دیں۔۔۔ صائمہ بیگم اپنی نظریں نیچیں کر کے جلدی جلدی بولے جا رہی تھیں۔ یہ جانے بغیر کہ خالد صاحب کا چہرہ غصے کے مارے لال ہو چکا تھا۔۔۔

بس بہت کہ لیا چپ ایک دم چپ، صائمہ بیگم ابھی اور بھی بولتیں تبھی خالد صاحب نے بیڈ پر رکھی چائے کی ٹرے کو زمین پر پھینک دیا۔۔۔

آہ۔۔۔ چائے صائمہ بیگم کے ہاتھ پر گرڑھی۔۔ اپنے درد کی آواز انہوں نے اندر ہی دبالی۔۔۔۔

کیا بکواس کر رہی ہو۔۔تم کیا چاہتی ہو۔میں اپنی بیٹی کو شہر جا کر پڑھنے کی اجازت دے دوں۔۔تا کہ کل کو وہ بھی وہی گل کھیلائے جو آج سے بیس سال پہلے اُس بے غیرت نے کھیلائے تھے۔۔۔۔وہ غصے سے بھری لال انکھوں سے گھورتے ہوئے بولے۔۔۔۔

آپ آپ وہ سب بھول کیوں نہیں جاتے؟ صائمہ بیگم ہمت کر کے بولیں۔

کیا بھولوں ہاں کیا بھولوں اپنے باپ کی عزت کا جنازہ بھولوں یا اپنے یقین پر لگے اس طماچے کو بھولوں۔یا پھر اپنی ماں کا جنازہ بھولوں۔جو اس دن اُٹھا۔۔۔بولو کیا بھولوں۔۔۔اب تم کیا چاہتی ہو دوبارہ سے اس حویلی میں جنازہ اُٹھے۔۔۔۔وہ تلخ ماضی کو یاد کرتے ہوئے بولے۔۔۔۔

یہ مت بھولیں آپ نے بھی برے جنازے۔۔۔۔۔۔صائمہ بیگم ابھی بول رہی تھیں۔کہ اپنے منہ پر پڑنے والے تھپڑ نے انہیں چپ کروا دیا۔۔۔۔

خبردار جو تم نے دوبارہ یہ لفظ نکالے۔۔۔۔تمہاری زبان گدی سے نکال لوں گا۔۔خالد صاحب نے ان کا جبڑا زور سے پکڑتے ہوئے وارنگ دیتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

فلحال میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔۔یہی تمہارے لیے اچھا ہو گا۔۔۔ان کا چہرہ جھٹکتے ہوئے بولے۔۔۔۔

صائمہ بیگم جلدی سے اُٹھیں اور کمرے سے بایر کی طرف بھاگیں۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

اپنے آپ کو سھنمبال کر وہ کیچن میں آ گیں۔۔۔۔

اماں آپ نے ابا سے بات کر لی۔انہوں نے کیا جواب دیا۔۔اریشہ بھاگتی ہوئی کیچن میں آئی اور جلدی جلدی بولی۔۔۔۔

اریشہ اگر اپنی زندگی چاہتی ہو تو یہ سب بھول جاؤ۔۔اج تمہارے ابا کو پتہ چلا انہوں نے مجھے بہت ذلیل کیا۔۔اگر تم چاہتی ہو کہ حویلی میں کرا ہم نا مچے تو یہ پڑھائی کا جنون چھوڑ دو۔۔۔صائمہ بیگم روندھے ہوئے لہجے میں بولیں۔۔۔

اماں کیا ہوا آپ رو کیوں رہی ہیں۔۔اریشہ پریشان ہو گئی۔۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تم یہ ڈوپٹہ سر پر لیا کرو۔۔اور ابھی اپنے کمرے میں جاؤ اپنے ابا کے سامنے مت آنا۔جاؤالماری سیٹ کرو جو کپڑے نہیں پہننے وہ نکالو۔۔۔دائی کی بیٹی کو دینے ہیں انہوں نے اپنے آپ کو مصروف دیکھاتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔۔۔

اریشہ اپنی ماں کے چہرے پر پڑے تھپڑ کے نشان کو دیکھ چکی تھی۔۔وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں آ گئی۔اپنے رُکے ہوئے آنسوں بہانے لگی۔۔۔۔

****
****

یہ خان حویلی تھی۔اس حویلی کے سر براہ جہانگیر خان تھے۔۔۔جن کو

سب خان بابا کہتے تھے۔۔۔ان کی بیوی بیس سال پہلے ہی وفات پا چکیں تھیں۔۔

ان کے چار بچے تھے۔ تین بیٹے اور ایک بیٹی۔۔۔
سب سے بڑے خالد صاحب جن کی شادی صائمہ بیگم سے ہوئی تھی۔۔۔ان کے چار بچے تھے۔۔۔ماجد خان جن کی شادی عائلہ سے ہوئی جن کے دو بچے حیدر اور سائرہ تھے۔

۔دوسرے نمبر پر التمش خان تھا۔پھر اریشہ اور ارسلان تھے جو دونوں ٹوینز تھے۔۔التمش اور ماجد دونوں نے پڑھائی مکمل کرنے کے بعد اپنے باپ دادا کی زمینوں کو سنبھالا ہوا تھا۔۔۔

دوسرے نمبر پر رفاقت صاحب تھے جن کی شادی آئمہ بیگم سے ہوئی

تھی۔۔۔ان کے تین بچے شمس نادیہ اور ماہ رخ تھے۔۔۔۔

تیسرے نمبر پر سہیل صاحب تھے ان کی بیوی الگ خیالات کی تھیں وہ اس حویلی میں رہ نا پائیں اور طلاق لے کر چلی گئی۔۔۔اور پیچھے ایک بیٹا سعد چھوڑ گئیں۔۔اس کے بعد سہیل صاحب نے شادی نا کی۔۔۔۔

سب سے آخر پر مہوش تھیں۔۔۔تینوں بھائیوں کی اکلوتی بہن۔۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

****
*****

لالا آپ آج کل کہاں مصروف ہوتے ہیں۔شام کے چار بج رہے تھے۔التمش اور ماجد دونوں حویلی کے پیچھے گارڈن میں کھڑے

تھے۔۔جہاں سامنے نشانے بازی کا سیٹ اپ لگایا جارہا تھا۔۔وہ دونوں اکثر اوقات فارغ وقت میں ایسے چھوٹے موٹے مقابلے کرتے تھے۔۔۔

کیا مطلب ہے؟یہی ہوتا ہوں۔۔۔ماجد اپنی گن کو نشانے پر پوائینٹ کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

وہی جو آپ سمجھنا نہیں چاہتے۔باز آجائیں۔ان سب چکروں کے بارے میں اگر ابا یا خان بابا کو پتہ چل گیا۔۔تو ان کے قہر سے آپ کو کوئی نہیں بچا سکتا۔

ٹھاہ فضا میں آواز گھونجی اور سامنے پوائینٹ پر رکھی ہوئی شیشے کی بوتل ٹوٹ کر زمین پر گر گئی۔۔۔۔

اس طرح کے شوق اس حویلی کے ہر مرد میں موجود ہیں۔اور تمہاری اطلاع کے لیے بتادوں۔میں کون سا اسے بیاہ کر حویلی میں لے آؤں گا۔۔بس دل لگی ہے پوری ہو جائے گئی تو چھوڑ دوں گا۔۔۔۔وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

لالا یہ مت بھولیں۔کہ حویلی میں آپ کی ایک عدد بیوی اور دو بچے ہیں۔۔۔اور کسی کا نا سہی اپنے بچوں کا ہی خیال کر لیں انہیں ہی وقت دے دیا کریں۔التمش اپنے پوائینٹ پر رکھی بوتل کو اُڑاتے ہوئے بولا۔۔۔

تم میرے معملوں سے دور رہا کرو۔میں کیا کرتا ہوں۔۔کیا نہیں۔تم ان سب میں مت پڑو۔۔میں جانتا ہوں مجھے کیا کرنا ہے۔اور ویسے بھی میں نے نہیں کہا تھا مجھے عائلہ جیسی بیوی دیں۔۔۔مجھے وہ آج تک پسند نہیں آئی۔۔۔خیر چھوڑو۔یہ بحث بہت لمبی چلی گئی۔۔۔۔مقابلے پر دھیان

دو۔۔ماجد سخت پیچھے میں کہ کر اپنے ٹارگٹ پر نشانہ سادھنے لگا۔۔۔

التمش بس سر جھٹک کر رہ گیا۔۔۔۔کیونکہ ماجد کو سمجھانا بہت مشکل تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

****

آج حویلی میں گہما گہمی تھی۔۔۔کیونکہ آج حویلی کے تین بیٹے یونیورسٹی سے ایک ہفتے کی چھٹیاں گزارنے آرہے تھے۔وہ تینوں چھ مہینے بعد آرہے تھے۔۔۔۔

سعد ڈاکٹر بن رہا تھا اس کا آخری سال تھا۔شمس بزنس پڑھ رہا تھا۔اور ارسلان کا انجیرنگ کا پہلا سال تھا۔۔

بھابھی میں تو شمس اور سعد کے لیے بریانی بنانے لگی ہوں۔۔۔ارسلان کو تو بریانی پسند نہیں آپ ہی بتاؤ اس کے لیے کیا بناؤ۔۔آئمہ بیگم کچن میں داخل ہوتے ہوئے بولیں۔۔۔

میرے بچے کو تو میرے ہاتھوں کا حلوہ پسند ہے میں تو وہ بنانے لگی ہوں۔۔۔تم بریانی بنالو۔۔۔ساتھ میں۔۔۔۔۔۔صائمہ بیگم مینو بتانے لگیں۔۔

Zubi Novels Zone

اس حویلی میں کھانا حویلی کی خواتین ہی بناتیں تھیں۔۔حویلی کی صفائی کے لیے کافی ملازم تھے پر کیچن کا ہر کام گھر کی خواتین کرتی تھیں۔۔

****

کیا ہوا آج بڑی خوش دیکھائی دے رہی ہو۔اریشہ ماہ رخ کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے۔بس لالا آرہے ہیں تو خوش ہوں۔ویسے اس دفع کافی دیر ہوگئی۔وہ اپنی بالوں کو سمیٹتے ہوئے بولی۔۔۔۔

اچھا جی یعنی کہ صرف بھیا آرہے ہیں سیاں جی کی تو کوئی وُقعت ہی نہیں۔ اب سعد لالا کو بتاؤں گئی۔۔پھر پتہ چلے گا۔۔۔اریشہ شرارتی لہجے میں بولی۔۔۔۔

دفع ہو کیا بکواس کر رہی ہے۔۔۔ماہ رخ اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے بولی۔۔۔۔

ارے ارے شرما رہی ہو۔ہاہاہا وہ ہنستے ہوئے بولی۔۔۔

تجھے پتہ تو ہے۔یہ نکاح دادا جی کے کہنے پر ہوا تھا۔۔مجھے نہیں لگتا سعد کو میں پسند ہوں۔۔وہ پڑھا لکھا ہے۔اچھی طرح کسی سے بات کر سکتا ہے اور میں میرے منہ سے تو کسی کے سامنے ڈھنگ سے بات بھی نہیں نکلتی۔۔ان کو تو پڑھی لکھی بیوی چاہیے ہو گی۔۔۔۔وہ اداس چہرے لیے بولی۔۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

اب تم دوبارہ سے احساسِ کمتری کا شکار مت ہو جانا۔۔۔۔۔اریشہ ہاتھ جُوڑتے ہوئے بولی۔۔۔۔

دفع ہو۔۔۔

ارے لگتا ہے۔وہ سب آ گے۔۔۔۔اریشہ ابھی بولنے لگی تھی کہ باہر سے

ہارن کی آواز سنائی دی۔وہ جلدی سے کمرے سے نکل گئی۔۔۔

تم کیا جانو۔انہوں نے تو کبھی زندگی میں مجھ سے ڈھنگ سے بات نہیں کی۔۔وہ بھی شائد حویلی کے باقی مردوں کی طرح ہیں۔اس نے اپنی آنکھ کا کنارہ صاف کیا۔۔اور ڈوپٹہ سر پر لے کر کیچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

Zubi Novels Zone

****

اماں میری لال چنی کدھر رہ دی ہے۔مجھے مہندی کے لیے دیر ہو رہی ہے۔۔۔ابھی وہ آمنہ چلاتی ہوئی آجائے گئی۔۔۔

۔اماں۔۔۔۔وہ اپنے کمرے کی چھوٹی سے الماری میں گُھسے کپڑوں کو ادھر اُدھر کر کے دیکھ رہی تھی۔ساتھ میں سارے گھر میں اس کی آوازیں

گھونج رہی تھیں۔۔۔۔۔

ہٹ پرے میں دیکھتی ہوں۔۔تجھے زندگی میں کبھی کوئی چیز ملی ہے۔۔۔چاہے چیز آنکھوں کے سامنے پڑی ہو۔۔۔زلیخہ بی نے سامنے ایک طرف رکھی چنی پکڑ کر زویا کے ہاتھ پر رکھی۔۔۔

مجھے ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے۔۔میری اماں جو ہے۔۔۔شکریہ۔زویا ہنستے ہوئے غصہ کرتی زلیخہ بی کے گلے لگ گئ۔۔۔۔۔۔

اگر تمہارا لاڈ ہو گیا ہو تو چلیں۔وہاں میرا یار پریشان ہو رہا ہو گا۔روحان ہاتھ پر بندھی گھڑی کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

معاف کرنا لالا بس میں تیار ہوں۔وہ جلدی سے شیشے کے سامنے جا کر اپنی

لال چنی سے نقاب کرنے لگی۔۔اور پھر کالی چادر اپنے ارد گرد لپیٹ لی۔

اللہ حافظ اماں زلیخہ بی سے مل کر وہ روحان کے ساتھ گھر سے باہر نکلی۔۔۔۔

ویسے لالا ایک بات تو بتائیں۔۔اب آمنہ کے بھائی کی بھی شادی ہو گئی۔آپ کب کرو گے۔۔وہ دونوں گلی سے گزرتے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔۔۔

میری چھوڑو پہلے تمہاری شادی کرواں گا۔پھر خود کروں گا۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔وہ جانتا تھا زویا شادی کے نام سے کتنا چڑتی تھی۔۔۔

Zubi Novels Zone

کیالالا آپ تو جانتے ہو میری زندگی میں بہت شادی بہت دور کی بات ہے۔۔مجھے اپنے خواب پورے کرنے ہیں۔اور کچھ بننا ہے۔۔۔ہاں آمنہ کو بہت شوق ہے شادی کا۔۔۔وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی۔۔۔

اچھی بات ہے پھر تو جلد ہی گھر بات کرنی پڑے گئی۔۔۔روحان اس کی شرارت کو سمجھتے ہوئے بولا۔۔

اُوہو۔۔۔مطلب میرا شک ٹھیک تھا آپ دونوں تو برے چالو نکلے۔میں بھی کہوں آمنہ کے آج کل گھر بہت چکر لگ رہے ہیں۔۔۔ابھی جاکر بتاتی ہوں۔۔۔آج تو مجھ سے نہیں بچے گی۔۔۔۔وہ مصنوعی غصہ دیکھاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

ہاہاہا پوچھ لینا۔۔۔۔۔مجھ سے تو وہ بات ہی نہیں کرتی۔۔۔اللہ کرے

تمہیں کچھ بتادے۔۔۔۔روحان ہنستے ہوئے بولا۔۔۔۔

رُکو۔۔۔۔وہ دونوں ہنستے ہوئے چل رہے تھے کہ پیچھے سے جیپ رُکنے کی اور کسی کے بولنے کی آواز آئی۔۔۔۔دونوں کے پاؤں وہی تھم گے۔۔۔۔۔۔

پلٹ کر دیکھا تو جیپ سے التمش نکلا۔۔وہ چلتا ہوا ان دونوں کے پاس آیا۔۔

سات بج رہے ہیں۔تم دونوں اس وقت کہاں جارہے ہو۔۔وہ بھاری آواز میں بولا۔۔۔

زویا نے پلکیں اُٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

وہ وہ سائیں میرے دوست کی آج مہندی ہے۔۔۔یہ میری بہن ہے۔۔ہم دونوں وہی جا رہے ہیں۔۔۔۔دس منٹ کا راستہ ہے۔روحان جلدی جلدی بولا۔۔۔۔۔۔وہ التمش کو دیکھ کر گھبرا گیا۔۔۔۔لیکن وہ اس کی باتیں کہاں سن رہا تھا۔وہ تو ان حسین آنکھوں میں کھو گیا تھا۔جو اسے پچھلے کئی دنوں سے پریشان کر رہیں تھیں۔آج بھی وہ حویلی سے گاؤں کی طرف اسی لیے نکلا تھا کہ شائد وہ دوبارہ نظر آ جائے۔۔۔اور اسے وہ نظر آ بھی گئی۔۔۔وہ تو بس اس کی آنکھوں میں کھویا ہوا تھا۔۔۔زویا کو التمش کا اسطرح دیکھنا بالکل پسند نا آیا۔۔۔اس نے غصے سے چہرہ موڑ لیا۔۔۔

تمہیں نہیں پتہ آج کل گاؤں پر خطرہ ہے۔دوسرے گاؤں والے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔کبھی بھی کوئی بھی حملہ کر سکتا ہے۔۔۔اور تم جوان لڑکی کو لیے یوں نکلے ہوئے ہو۔۔۔التمش اس کی سحر زدہ نگاہوں کے تسلسل سے نکلا۔تو روحان پر بھڑکا۔۔۔۔۔

جی سائیں معاف کر دیں۔۔۔روحان گردن جھکائے ہوئے بولا۔۔۔

چلو تم دونوں جیپ میں بیٹھو۔میں چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔التمش دنوں کی طرف دیکھ کر بولا۔۔اور جیپ کی طرف مڑا۔۔

نہیں بہت شکریہ ہم چلے جائیں گے۔۔چلو لالا زویار وحان کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔۔۔۔

تم مجھے التمش خان کو انکار کر رہی ہو۔۔۔التمش کا اس کے انکار کرنے پر دماغ گھوم گیا۔۔۔۔

سائیں اسکی طرف سے میں چاہتا ہوں۔یہ نادان ہے۔۔۔روحان گھبراتے ہوتے ہاتھ جوڑ کر بولا۔۔۔

چلو بیٹھو جیپ میں۔التمش بول کر جیپ میں بیٹھا اور اسے سٹاٹ کر دیا۔۔۔

پر لالا زویا کو اسطرح التمش کا غصہ کرنا بالکل پسند نا آیا۔۔۔

چپ روحان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر جیپ میں بیٹھایا۔اور خود بیٹھ گیا۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

التمش نے شیشے سے اس کی غصے سے بھری آنکھوں کو دیکھا اور مسکرا دیا۔وہ گلی میں جیپ بھگا رہا تھا۔۔۔۔۔۔ابھی وہ تھوڑی ہی دور گے تھے۔کہ ایک دم پیچھے سے فائرنگ شروع ہو گئی۔۔۔۔

جھک جاؤ۔۔۔۔۔وہ زور سے چلایا۔۔۔روحان اور زویا اچانک افتار میں

بھوکھلا گے۔اور جلدی سے نیچے جھک گیا۔۔۔۔

التمش نے جلدی سے جھک کر پستول نکالی اور۔۔مڑ کر فائرنگ شروع کر دی۔۔۔پچھلی گاڑی پر تین لوگ تھے۔۔۔وہ بھی اندھا دھند فائرنگ کر رہے تھے۔۔۔۔التمش نے جیپ روکی۔۔۔۔اور نیچے اترا۔۔۔

لو یہ تو خود مرنے کے لیے نیچے اتر آیا۔۔۔وہاں سے ایک آدمی ہنستے ہوئے بولا۔۔

اس پستول کا سہارا چھوڑ۔ناظم شاہ اگر ہمت ہے تو مرد کی طرح مقابلہ کر التمش نے اپنی پستول پھینک دی۔اور چلیجنگ انداز میں بولا۔۔۔روحان بھی التمش کے ساتھ آکر کھڑا ہوا۔۔۔

Zubi Novels Zone

اوہو۔۔۔۔۔۔بچہ بڑا ہو گیا ہے۔۔۔ناظم ہنستے ہوئے بولا۔۔۔۔۔اور وہ بھی نیچے اتر کر التمش کے سامنے آ گیا۔۔۔ساتھ میں اس کے دو آدمی بھی آ گئے۔۔۔۔

بچہ تو تُو ہے جو چھپ کر پیٹھ پر وار کرتا ہے۔۔۔التمش خان تو اپنے دشمن پر بھی سامنے سے وار کرتا ہے۔۔۔التمش طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔

اُہو۔۔۔بڑی جوانی آئی ہے۔۔۔واہ لڑکی بھی رکھی ہوئی ہے۔۔۔ناظم شاہ اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے زویا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔زویا تو اتنی افتار پر بھوکھلا ہی گئی۔اس نے زندگی میں کبھی بھی اسطرح کی سچویشن کا سامنا نہیں کیا تھا۔۔۔وہ آنکھوں میں خوف لیے اپنی چادر کو مضبوطی سے اپنے گرد لپیٹنے لگی۔۔۔۔

سالے۔۔۔۔وہ میرے گاؤں کی عزت ہے۔۔اور تو اسے چھو تو کیا آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔۔۔التمش جب کب سے اس کی بکواس سن رہا تھا۔۔اس کو زویا کی طرف بڑھتے دیکھ کر فوراًاس کو گردن سے پکڑ کر پیچھے کھینچا۔۔اور اس کے منہ پر مکہ مارتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

اس کے ہاتھ اُٹھانے کی باری تھی کہ باقی کے دو آدمی بھی التمش کی طرف بڑھے۔۔۔روحان فوراًآگے بڑھا اور التمش کو مارنے والے آدمی کے منہ پر مکہ مار کر اسے پیچھے کی طرف دھکہ دیا۔۔۔دوسری طرف التمش اور ناظم دونوں ایک دوسرے کو بری طرح مار رہے تھے۔۔۔۔

زویا خوف سے کانپ رہی تھی۔۔آنسوں نکل کر اس کے نقاب کو بھیگو رہے تھے۔۔۔

روحان جس ادمی سے لڑ رہا تھا۔اس نے روحان کے منہ پر مکہ مارا اور ساتھ ہی اس کے پیٹ میں لات ماری روحان سھمنبل ناپایا اور دور جا گرا۔۔۔

لالا زویا زور سے چلائی۔۔اور جیپ سے نکل کر اس کی طرف بھاگی۔۔۔۔۔

لالا آپ ٹھیک ہو۔۔روحان کو ہلاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

تمہارا دماغ خراب ہے۔جاؤ جیپ میں بیٹھو۔۔التمش ناظم کو بری طرح مارتے ہوئے زویا پر چلایا۔۔۔۔

زویا اس کے اسطرح چلانے پر پہلی بار ڈری۔۔۔۔ جلدی سے بھاگ کر وہ جیپ میں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ابھی اور لڑائی ہوتی۔ کہ التمش کے ساتھ وہاں ہر پہنچ گے۔۔۔ان کو دیکھ کر ناظم نے التمش کو زور سے دھکہ دیا۔۔وہ زمین ہر گر گیا۔۔۔۔ناظم چلاتا ہوا اپنے آدمیوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر بھاگ گیا

سائیں آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔روحان جلدی سے التمش کی طرف بڑھا۔جو کھڑا ہو کر اپنے ہونٹ سے نکلا خون صاف کر رہا تھا۔۔۔۔۔التمش کے آدمی بھاگ کر اسکی طرف آئے۔۔۔۔

تم سب کہاں مڑ گے تھے۔۔جب وہ سالا گاؤں میں داخل ہوا۔۔۔گاؤں کی جگہ جگہ پر رکھوالی کرو۔۔۔۔کوئی پرندہ بھی پر نا مار سکے۔۔۔جاؤ پورے گاؤں میں پھیل جاؤ۔۔۔۔وہ اپنے آدمیوں ہر چلایا۔۔۔۔۔سب کے سب اگلے ایک منٹ غائب ہو گے۔۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

جیپ میں بیٹھو۔۔۔وہ کہتا ہوا جیپ کی طرف بڑھا۔۔۔اس کی نظر روتی ہوئی زویا پر پڑی۔۔۔۔

سب ٹھیک ہے۔۔۔۔وہ بس اتنا بول کر جیپ میں بیٹھا۔۔۔۔اور پھر اگلے دو منٹ میں اس نے گاڑی کو آمنہ کے گھر کے سامنے رُکا۔۔۔۔۔۔۔

شکریہ سائیں۔۔۔روحان جیپ سے اترتے ہوئے بولا۔اور اپنا چہرہ دھونے گھر کے باہر لگے نلکے کی طرف چلا گیا۔۔۔۔

شکریہ۔۔آج آپ کی وجہ سے ہم دونوں سلامت ہیں۔۔آ گر آپ نا ہوتے تو پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔۔۔۔۔آپ اب دھیان سے جائے گا۔۔کہی وہ دوبارہ نا آجائیں۔۔۔۔زویا اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مڑورتے ہوئے بولی۔۔۔التمش کا سارا غصہ جھک سے بیٹھ گیا۔۔۔عنابی لب دھرے سے

مسکرائے۔۔

تم اپنی ان انگلیوں کو سزا دینا بند کرو۔ کہیں ٹوٹ ہی نا جائیں۔بہت پیاری ہیں۔۔۔۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

زویا اس کے لفظوں کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ تبھی روحان نے آواز لگائی۔۔۔وہ بنا کچھ بولے پلٹ گئی۔۔۔۔۔

جیسے ہی وہ دروازے کے اندر غائب ہوئی۔۔۔التمش نے جیپ کو حویلی کی طرف موڑا۔۔۔پورا راستہ وہ زویا کے کہے ہوئے لفظوں کو سوچ سوچ کر مسکراتا رہا۔۔۔۔محبوب کی زبان سے اپنے لیے فکرمندی سننے سے بہتر احساس دنیا کی کسی اور چیز میں نہیں۔۔۔۔۔

****

وہ جیسے ہی حویلی میں داخل ہوا۔ہال سے بہت زیادہ شور آرہا تھا۔جو اس حویلی میں بہت کم سننے کو ملتا تھا۔اپنے کپڑے وہ پہلے ہی صاف کر چکا تھا۔ چادر کو اپنے گرد لپیٹ کر وہ اندر کی طرف بڑھا۔۔۔

لالا میں نے آپ کو بہت مس کیا۔۔۔ارسلان اسے دور سے دیکھتے ہوئے دوڑ کر اس کے گلے سے لگ کر بولا۔۔۔حویلی میں وہ سب سے چھوٹا تھا۔اسی لیے حویلی کا لاڈلہ تھا۔جو جب بھی حویلی آتا پوری حویلی میں خوشی کا سماں بن جاتا۔۔۔سب سے زیادہ لاڈلہ وہ التمش کا تھا۔

تو جلدی آجاتا اتنی دیر کیوں لگائی۔۔۔التمش نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر سٹائل خراب کرتے ہوئے کہا۔۔۔

کیا لالا اتنی مشکل سے بال سیٹ کیے ہیں۔وہ چڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔

ہاہاویسے بکھرے بالوں میں بھی ہیر وہی لگتے ہو۔التمش اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔۔سب ان دنوں کی باتوں سے لطف اندوز ہورہے تھے وہ دونوں چلتے ہوئے سب کے قریب آئے۔۔۔۔

میری چھوڑیں لالا میں تو ہیر وہی ہوں۔لیکن یہ آپ کس سے ہیر و بن کر لڑکے آئے ہو۔۔ارسلان کی نظر التمش کے ماتھے اور ہونٹوں پر بنے زخموں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

ہاں التمش بیٹے یہ کیسے ہوا۔۔۔۔صائمہ بیگم پریشانی سے آگے بڑھیں۔۔۔۔

اماں میں ٹھیک ہوں۔۔بس معمولی سی چوٹ ہے۔آپ سب باتیں

کریں۔مجھے داداجان اور ابا سے بات کرنی ہے۔۔۔التمش انہیں تسلی دے کر مسکراتا ہوا خان بابا کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

وہ سلام کرتا اندر داخل ہوا۔سامنے خالد صاحب اور رفاقت صاحب بیٹھے کچھ زمینوں کے مسلے پر بات کر رہے تھے۔۔۔

مجھے آپ سب سے بات کرنی ہے۔آج کچھ دیر پہلے مجھ پر ناظم شاہ اور اس کے بندوں نے حملہ کیا تھا وہ تینوں کی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔

اس کی اتنی ہمت۔اس نے جہانگیر خان کے پوتے پر حملہ کیا۔خان بابا غصے سے کھڑے ہو گے۔۔۔۔

یہ لڑائی ایک لڑکی کی وجہ سے ہوئی ہے۔پیچھے سے ماجد کی آواز

آئی۔۔۔سب نے چونک کر اسے دیکھا۔

کیا مطلب ہے؟

لالا آپ کے خبریوں نے غلط اطلاع دی ہے۔۔لڑائی لڑکی کی وجہ سے نہیں ہوئی۔اس نے پیچھے سے میری جیپ پر حملہ کیا تھا۔لڑکی کی بات بعد میں ہوئی۔اس نے میری نظروں کے سامنے اس پر گندہ نظر ڈالی۔التمش سخت لہجے میں بولا۔۔۔اسے زویا کا یہاں پر ذکر کرنا پسند نا آیا۔۔۔

تو برخردار وہ لڑکی تمہارے ساتھ کیا کر رہی تھی؟خالد صاحب نے سخت لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

وہ اپنے بھائی کے ساتھ کسی شادی پر جا رہی تھی تو میں نے بس ان دونوں کو

لفٹ دے دی۔۔۔۔التمش مظبوط لہجے میں بولا۔۔۔

واہ بری بات ہے۔۔۔مجھے یہ بتانا پسند کرو گے۔ایک خان کی جیپ میں دو کوڑی کی لڑکی نے بیٹھنے کی ہمت کیسے کی یا ہمارے خان کی غیرت کہی دم توڑ گئی ہے۔۔۔ماجد طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔۔

لالا یہاں بات ناظم کی ہو رہی ہے آپ اس لڑکی کو کیوں درمیان میں لا رہے ہو۔۔۔اور داداجان آپ ناظم شاہ کا اس گاؤں میں آنا ہمیشہ کے لیے بند کریں۔۔ورنہ پھر میں اپنے طریقے سے اسے رُکوں گا۔۔۔التمش سخت لہجے میں بولا۔۔اسے ماجد کا زویا کے بارے میں ایسے الفاظ بالکل پسند نا آئے۔۔۔اپنی بات پوری کر کے وہ کمرے سے نکلنے لگا۔

مجھے تو بہت لیکچر دے رہے تھے خود گاؤں کی لڑکی پر ہی مر مٹے۔۔بنا

خاندان کی عزت کی پرواہ کیے۔اس غریب کسان کی بیٹی کو اپنے پہلو میں بیٹھا لیا۔۔۔اس کے نوکر بن کر گھر تک چھوڑنے چلے گے۔۔۔۔ماجد اس کے کان کے قریب آکر طنزیہ انداز میں بولا۔۔بنا التمش کی طرف دیکھے وہ ہنستے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

التمش نے اس کے الفاظوں کو بہت مشکل سے ہضم کیا۔۔۔غصے سے اس نے اپنی دونوں مٹھیاں بیچ لیں۔۔۔چہرہ لال ہو چکا تھا۔وہ اپنے آپ پر قابو پا کر اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔کمرے میں داخل ہو کر زور سے دروازہ مارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جس بات کو وہ ابھی خود سے بھی چھپا رہا تھا۔وہ بات ماجد کو معلوم ہو چکی تھی۔۔۔۔اب نا جانے اس نے اس کے پیچھے اپنے خبری چھوڑے ہوئے تھے۔۔۔یا یوہی ہوا میں تیر چلا رہا تھا۔۔۔۔

التمش کو ابھی تک ماجد کے الفاظ اپنے کانوں میں سنائی دے رہے تھے۔۔۔۔۔اس نے اپنے ہاتھ کو سامنے دیوار پر لگی خود کی تصویر پر دے مارا۔۔۔شیشہ ٹوٹ کر بکھر زمین پر بکھر گیا۔۔۔اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ خون سے بھر گیا۔۔۔۔پر وہ اس درد کو اگنور کر کے الماری میں سے کپڑے نکال کر واشروم کی طرف بڑھا۔۔۔۔

*******★**************★**********

****★**********

ہمارا یوں موبائل پر بر بات کرنا بالکل بھی صحیح نہیں۔۔۔مجھے یہ سب بالکل پسند نہیں۔وہ بہت آہستہ آواز میں بول رہی تھی۔۔۔۔

میرا بس چلے تو میں کل ہی تمہیں اپنی دلہن بنا کر لے آؤ۔۔پر کم بخت یہ

مجبوریوں کی دیوار راستے میں ہائل یو جاتی ہے۔۔۔۔۔۔اسپیکر سے کسی کی بے بسی میں ڈوبی ہوئی آواز آئی۔۔۔۔

مجھے تو ہماری شادی ہوتی ہوئی بالکل نظر نہیں آتی۔۔وہ اپنے ناخن پر لگی مہندی کو گھورتے ہوئے روندھے لہجے میں بولی۔۔۔۔

جانتا ہوں۔۔۔لیکن میرا وعدہ ہے۔اپنی آخری سانس تک تمہارا ساتھ دوں گا۔۔۔اس کے لیے چاہیے مجھے پورے سماج سے لڑنا پڑے۔اب پلیز اپنی خوبصورت آنکھوں کو مزید تکلیف مت دو۔۔۔۔۔

کیسے نا لاؤ۔آپ کو پتہ ہے۔میں نے لالا سے بات کی کہ مجھے کالج جانے کی آجازت لے دیں۔۔۔۔اماں نے بات کی ابا سے پر وہ نہیں مانے اب لالا پتہ نے بات کریں گے یا نہیں۔۔۔اگر کالج جانے کی آجازت مل جائے تو ہم

دونوں کسی بھی وقت مل سکتے ہیں۔پر سائڈ ایسا ممکن نہیں وہ اداس لہجے میں بولی۔۔۔۔۔۔

اب اس طرح اداس مت ہو وہ مان جائیں گے۔۔۔اچھا چلو بتاؤ۔۔آج سارا دن کیا کیا۔۔۔وہ جانتا تھا اس کا موڈ کیسے بہتر کرنا ہے۔۔۔

ارے ہاں اہم بات تو بتانا بھول گئی۔۔۔۔آج ارسلان سعد اور شمس سب آئے ہیں۔۔۔وہ کچھ دن یہی رُکیں گے۔۔۔۔۔۔۔میں نے ان سب کو بہت مس کیا۔۔۔اریشہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

ویری گڈ۔۔۔آج منت اور سیرت کو میں گھومانے لے گیا تھا۔۔۔سراج ملک بولا۔۔۔۔۔

ہائے آپ سب کے تو مزے ہیں آپ سب تو گھومنے جاتے ہو۔۔اور ایک میں ہوں۔۔۔ یہاں حویلی میں عورتوں کو ایسے قید کیا جاتا ہے۔۔۔ جیسے وہ کسی خوفیہ خزانے کو لے کر بھاگ جائیں گئی۔۔۔۔اریشہ چڑتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔۔۔

ایسے مت بولو۔۔۔ہو سکتا ہے۔۔۔۔ یہ ان سب کا پروٹیکٹ کرنے کا طریقہ ہو۔۔اور تم ہی تو بولتی کو التمش لالا تم سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔۔۔ سراج پھر سے اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا۔وہ روز اپنی حویلی کی روایات کو لے کر گِلا کرتی تھی۔۔۔۔

ہاں لالا تو میری ہر بات کو مان جاتے ہیں۔پر ایک بچے کو باپ کا پیار بھی ملنا چاہیے۔۔۔۔۔ لیکن یہاں لالا کو چھوڑ کر سب کے سب شکی ہیں۔۔۔۔۔اریشہ منہ بسور کر بولی۔۔۔ تبھی باہر سے کسی کے چلنے کی آواز

آئی۔۔۔

اوکے بائے کوئی آرہا ہے۔۔۔ سراج بولتا اس سے پہلے ہی اریشہ نے کال کاٹ دی۔۔۔۔

ماہ رخ چائے کے دو کپ پکڑ کر کمرے میں داخل ہوئی۔۔تب تک اریشہ نے موبائل بند کر کے چھپا دیا تھ۔ا۔

حویلی میں کسی لڑکی کے پاس موبائل نہیں تھا۔۔۔یہ موبائل بھی سراج نے دیا تھا

دونوں پچھلے ایک سال سے ایک دوسرے کو جانتے تھے۔۔اس دن اریشہ اکیلی سکول گئی تھی۔وہ میٹرک مین پڑھتی تھی۔۔۔اس دن گاڑی خراب

ہو گئی۔۔۔ڈرائیور پاس سے ہیلپ لینے گیا۔۔تب سراج گاڑی میں وہاں سے گزر رہا تھا۔۔جب اس کی نظر شیشے سے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی اریشہ ہر گئی۔جو ڈوپٹے سے اپنا پسینہ صاف کر رہی تھی۔۔۔۔۔اریشہ نے جب اپنے چہرے ہر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کی تو اس نے گردن گھما کر دیکھا۔۔اس نے جلدی سے چہرے ہر نقاب اُڑ لیا۔۔۔۔۔اور یہی ادا سراج ملک کو بھا گئی۔۔۔

اس دن کے بعد وہ اکثر چکر لگاتا رہتا۔۔۔کسی نا کسی طریقے اس نے بات کرنا شروع کر دی۔۔۔۔اریشہ کو بھی وہ پسند آنے لگا اور یہی سے پیار کی شرواعت ہو گئی۔۔

****************★****************

*****★****************

بابا آپ ٹینشن مت لیں۔ سب ٹھیک ہو گا۔۔۔میں نے اسے سب سمجھا دیا ہے۔۔۔۔۔حازم ملک اس وقت سلطان صاحب کے ساتھ سٹڈی روم میں بیٹھا کسی اہم مدے پر بات کر رہے تھے۔

لیکن اس کا فون کیوں نہیں لگ رہا میں نے بولا تھا۔۔۔پل پل کی خبر دے۔۔۔سلطان صاحب فکر مندی بھرے لہجے مین بولے۔۔۔

آپ ریلکس رہیں میں کل شام کو جاؤں گا۔۔۔سب پتہ کر آؤں گا۔۔۔۔۔اور ویسے بھی وہ حازم ملک کی امانت ہے۔اسے تقلیف پہنچانا کسی کے بس کی بات نہیں۔۔۔۔۔وہ سخت لہجے میں بولا۔۔۔۔۔۔

وہ سب تو ٹھیک ہے۔۔ مگر آج پورا سال ہو گیا۔۔اسے گئے ہوئے ۔۔۔۔آج پہلی بار فون بند ملا ہے۔۔۔۔۔سلطان صاحب اسی طرف

سوچ رہے تھے۔۔۔۔۔

بابا ریلکس آپ ناجا کر سو جائیں۔۔آپ کی طبعیت خراب ہو جائے گئی۔۔۔۔۔۔حازم نے انہیں زبردستی سٹڈی روم سے نکالا۔۔اور انہیں ان کے کمرے میں لے آیا۔۔۔

انہیں چھوڑ کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

بیڈ پر بیٹھ کر اس نے سائیڈ ٹیبل سے اس کی تصویر اُٹھائی۔۔اور لیٹ گیا۔۔۔۔

جانِ من جلدی سے کام پورا کر کے آؤ مجھے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔اپنے عشق جنونیت کا اظہار کرنا ہے۔۔۔دل نہیں لگتا۔۔۔بہت یاد

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کرتا ہوں۔۔۔اوپر سے تم مجھ سے فون پر بات بھی نہیں کرتی۔۔۔وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے وہ ہو بہو اس کے سامنے ہو۔۔

چلو سوری اب تم بھی سو جاؤ مین بھی سو جاتا ہوں۔۔۔گُڈ نائیٹ جان۔۔۔ اب تم سے خوابوں میں ملاقات ہو گئی۔۔۔تصویر کو اپنے سینے پر لٹائے وہ آنکھیں بند کر گیا۔۔۔

یار کچھ کرو ناوہ میرا بہت اچھا دوست ہے۔اگر میں اسکی شادی پر نا گیا تو ناراض ہو جائے گا۔سردیوں کا آغاز تھا ناشتے کے بعد قہوہ وہ تینوں لان میں بیٹھ کر پی رہے تھے۔۔تبھی ارسلان نے دوبارہ سے وہی ٹاپک چھیڑا۔۔۔۔

تجھے پتہ ہے خان بابا ہمیں کسی گاؤں کی شادی میں جانے کی آجازت نہیں

دیں گے۔اور ویسے بھی ان چھوٹے لوگوں کی شادی میں جانا بھی نہیں چاہیے۔ورنہ وہ سر ہر چڑھ جاتے ہیں۔ان کی اوقات میں رکھنا ضروری ہے۔۔ہم خان فیملی سے تعلق رکھتے ہیں۔ہمیں خود بھی ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔۔۔شمش مغرور لہجے میں بولا۔۔۔ارسلان کا منہ بن گیا۔۔

شمس بالکل ٹھیک بول رہا ہے۔۔دفع کرو۔۔۔سعد بھی اسکی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے بولا۔۔۔

بہت افسوس کی بات ہے۔تم لوگ اتنے اچھے سکول کالجوں سے پڑھ کر بھی کتنی چھوٹی سوچ رکھتے ہو ارسلان نامین سر ہلاتے ہوئے بولا۔۔اسے یہ سب بالکل پسند نہیں تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

میں التمش لالا سے بات کر لیتا ہوں۔۔آپ دونوں یہ قہوہ پیو۔اور اپنی مغرور ناک کو اور اونچا کرنے کی کوشش کرو۔۔۔ارسلان روٹھے ہوئے انداز میں بولا۔۔اور اُٹھ کر التمش کے کمرے کی طرف چلا گیا۔۔۔۔

التمش لالا تو بالکل بھی آجازت نہیں دیں گے۔۔۔شمش چسکی بھرتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

****

کیا ہوا میں کل سے دیکھ رہی ہوں بڑی خاموش بیٹھی ہے۔آمنہ زویا سے مخاطب ہوئی وہ دونوں اس وقت آمنہ کی بھابھی کے ویلکم کی تیاریاں کر رہی تھیں۔۔۔دلہن لینے صرف بڑے ہی گے تھے۔۔۔

نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔۔بس ایسے ہی۔۔۔۔زویا نے ٹالنا چاہا۔ورنہ وہ تو کل سے التمش کے بارے سوچ رہی تھی۔۔۔۔کل کا

واقعہ وہ بھول نہیں پارہی تھی۔۔۔۔

ویسے میں نے سنا چھوٹے سائیں نے تمہاری اور روحان جی کی جان بچائی تھی۔۔مجھے لگتا ہے ہم ان کے بارے میں غلط سوچتے ہیں وہ حویلی کے باقی مردوں سے مختلف ہیں۔۔۔آمنہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔

ضرور روحان جی نے تمہیں سب بتادیا ہوگا۔زویا جی پر زور دیتے ہوئے بولی۔۔۔آمنہ شرما گئی۔۔۔۔۔

تم نا اپنے دماغ سے یہ غلط فہمی ختم کردے کہ اس حویلی کا کوئی بھی مرد اچھا ہے۔۔۔وہاں سب کے سب بھیڑے ہیں۔۔جنہیں صرف خون پینا آتا ہے۔۔۔۔اس کی آنکھوں میں لال ڈوری ابھری۔۔

تو ایسے کیوں بول۔۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے کی آمنہ آ گے بولتی۔۔۔۔۔باہر سے ہانپتا کانپتا بچہ بھاگ کر گھر کے اندر آیا۔۔۔

ارے چھوٹو تو کیوں یوں بھاگ رہا ہے۔۔۔۔آمنہ حیرانگی سے بولی۔۔

وہ باجی وہاں پر برا بوال ہو گیا ہے۔۔۔وہ وہاں پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے آگے چھوٹو نے جو بھی بولا۔۔۔اسے سننے کے بعد آمنہ اور زویا کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔۔۔وہ بھاگتی ہوئی گھر سے باہر نکلی۔۔۔۔۔۔اور اپنے گھر کی طرف بھاگی۔۔۔۔آمنہ بھی پیچھے بھاگی۔۔۔

****

لالا پلیز مان جائیں وہ میرا جگری دوست ہے۔۔آگر وہ ناراض ہو گیا۔۔تو میں بھی ناراض ہو جاؤ گا۔۔۔۔۔۔ارسلان منہ بنا کر بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اس وقت التمش کے کمرے میں کھڑا اپنی بات منوانے کے ہزاروں طریقے اپنا رہا تھا۔۔۔۔۔

ہو جا ناراض پر میں تجھے اس شادی پر جانے کی آجازت نہیں دے سکتا۔۔وہ ہو بہو اپنے کام میں مصروف ہوتے ہوئے بولا۔۔۔۔

کیوں؟ کیونکہ وہ ایک غریب کی شادی ہے یہی وجہ ہے نا۔۔۔۔۔۔ارسلان بولا۔۔۔

تمہیں لگتا ہے یہ وجہ ہو سکتی ہے۔التمش نے بھورے اچکا کر پوچھا۔۔۔۔

ارسلان نے چہرہ موڑ لیا۔۔۔۔التمش نے کام بند کیا اور اس کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

تم جانتے ہو۔۔ بچپن سے تم اور اریشہ دونوں سے میں بہت پیار کرتا ہوں۔۔ تم دونوں کی ہر جائز خواہش کو پورا کیا ہے۔۔آج اگر منا کر رہا ہوں تو اس کی وجہ ہے۔۔۔تم شائد نہیں جانتے دوسرے گاؤں کے ناظم شاہ کے ساتھ کچھ ان بن چل رہی ہے۔۔۔کل بھی میری اسی سے لڑائی ہوئی وہ بس کمزور کڑی ڈھونڈ رہا ہے۔۔۔جس شادی میں جانے کی ضد تم کر رہے ہو۔۔۔وہاں پر سیکیوڑٹی نہین ہے۔۔۔۔۔۔۔تو میرے بھائی اپنے لالا کی بات مان اور مت جا۔۔۔۔۔التمش نے اسے بہت پیار سے سمجھایا۔۔اور پلٹنے لگا۔۔۔۔

آپ یہ سوچ کر نہیں بھیج رہے۔۔کہ کہی وہ مجھے مار نا دے۔۔۔۔۔یا مجھ پر

حملہ نا کر دے۔۔۔۔لالا آپ شائد بھول رہے ہیں۔۔۔انسان کی جورات قبر میں ہے وہ باہر نہیں ہے۔۔۔میں اس ڈر سے وہاں نا جاؤ۔۔۔ایسا ممکن نہیں۔۔۔۔۔ارسلان شائد زندگی میں پہلی بار اتنا سیریس ہوا تھا۔۔۔التمش اس کی بات سن کر پلٹا۔۔۔اور اسے دیکھنے لگا۔۔۔اسے اس میں اپنا عکس نظر آیا۔۔۔وہ بھی اسی کی طرح تھا۔۔۔

ہممم تو مطلب تم نہیں مانو گے۔۔۔۔۔اچھا ٹھیک ہے۔۔چلے جاؤ۔۔۔۔التمش مسکرا کر بولا۔۔۔۔۔۔

یسسسسس ٹھینک یو۔۔۔۔۔۔ارسلان اچھلتے ہوئے بولا۔۔۔اور اس کے گلے لگ گیا۔۔۔۔۔

تم اکیلے نہیں جاؤ گے۔۔۔۔۔۔سعد اور شمس کو ساتھ لے کر جاؤ۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔ٹھیک یو۔۔۔وہ دوبارہ سے اس کے گلے لگا۔۔اور دروازے کی طرف موڑا۔۔۔

لالا شادی سے آکر رات کو بیڈمنٹن کھیلیں گے۔۔آج بھی ہارنے کے لیے تیار رہو۔۔۔۔۔۔۔وہ ایک دم پلٹ کر بولا۔۔التمش نے اوکے کا سائن دیا۔۔وہ مسکرا کر باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔

التمش کھل کر مسکرایا۔۔۔۔۔۔

****

وہ تینوں اس وقت اپنے دوست کی شادی پر موجود تھے۔۔۔۔۔۔نکاح ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔

اوئے یہ دیکھو۔۔۔۔روحان عرف روحی بھی یہاں موجود ہے۔۔۔۔۔ شمس روحان کو دیکھ کر تمسخرانہ انداز میں بولا۔۔۔۔ ۔ان دونوں کی بچپن سے لے کراب تک بالکل بھی نہیں بنتی تھی۔۔۔۔۔۔

روحان نے انہیں اگنور کیا۔۔۔۔۔

ZNZ Zubi Novels Zone

یہ شادی سرکاری سکول مین ہو رہی تھی۔گاؤں کی اکثر شادیاں اسی سکول مین ہوتیں تھیں۔۔یہ سکول گاؤں کے بالکل آخر میں تھا۔۔۔اس سے آگے جنگل شروع ہو جاتا تھا۔۔۔۔سکول کا براسا گروئنڈ تھا۔۔۔جہاں پر ٹینٹ لگایا گیا تھا۔۔وہاں پر سارے براتی تھے۔۔۔اندر سب کھانا کھارہے تھے۔۔۔روحان باہر آکر کب سے گھر کال کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔مگر

سگنل ہی نہیں آ رہے تھے۔۔۔وہ چلتا ہوا ایک طرف آ گیا۔۔۔۔۔۔ تبھی شمس نے اسے دیکھ لیا۔ تو اس طرف آ گیا۔۔۔۔۔۔

کام کرنے آیا ہو گا۔ چھوڑو چلو یہاں سے ارسلان نے ان دونوں کو کہا۔۔۔۔۔۔وہ نہیں چاہتا تھا لڑائی ہو۔۔۔۔

میرے دوست کی شادی ہے۔ تم تینوں یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔اسے بالکل امید نہین تھی شمس یہاں ہو گا۔۔۔۔۔

کیوں یہ جگہ تیرے باپ کی ہے جو یہاں نہیں آ سکتے۔۔۔لیکن خیر تیرے باپ کی اتنی اوقات نہیں جو یہ جگہ تو چھوڑ تجھے ڈھنگ کا ایک سوٹ بھی دلا دے۔۔۔۔۔۔۔شمس طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔

میرے باپ کو چھوڑ تیرے باپ نے یہاں غریبوں کی بستی میں آنے کی آجازت دے دی۔۔۔ ویسے تو اسے غریبوں سے نفرت ہے۔۔۔ وہ بھی اینٹ کا جواب پتھر سے دیتا ہوا بولا۔۔۔

۔

ابے سالے تیری ہمت کیسے ہوئی میرے باب کے بارے میں بولے۔۔۔ شمس نے غصے میں آکر اس کی ناک پر مکہ مارا۔۔۔ وہ سھنبل نا پایا۔۔اور منہ کے بل گرا۔۔۔۔

۔

شمس کیا کر رہا ہے پاگل ہو گیا ہے۔۔۔ سعد اور ارسلان نے اسے رُکنا چاہا۔۔پر وہ نائر کا اور روحان کی طرف بڑھا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔ خود کے باپ کے بارے میں کیوں نہیں سن پا رہا۔۔سچ سننے کے لیے ویسے بھی جگر کی ضرورت ہوتی ہے۔۔وہ تو تجھ مین ہے

نہیں۔۔۔وہ زمین سے کھڑے ہوتے ہوئے طنزیہ انداز میں بولا

آج تجھے نہین چھوڑوں گا۔۔۔ شمس نے اسے دوبارہ سے مکہ مارے کی کوشش کی پر روحان نے اس سے پہلے اس پر وار کیا وہ دور جا کر گرا۔۔۔۔۔

تیری اتنی ہمت تو نے جہانگیر خان کے پوتے پر ہاتھ اُٹھایا۔۔۔سعد بھی غصے سے اس کی طرف بڑھا۔ شمس اور سعد دونوں اس پر ٹوٹ پڑے پر اس نے بھی جم کر مقابلہ کیا۔۔۔۔۔ باکہ زیادہ روحان نے مارا۔۔۔

کافی سارے لوگ شور سن کر اسطرف آگے۔۔۔۔۔پر کسی کی ہمت ناہوئی چھڑوانے کی کیونکہ سامنے خان حویلی کے سپوت موجود تھے۔۔۔۔

شمس کھڑا ہتے ہوئے ایک طرف گرا۔۔۔۔روحان اور سعد ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔۔۔

شمس کی نظر ایک طرف گری پستول پر پڑی جو شائد اسی کی جیب سے گری تھی۔۔۔اس نے پھرتی سے پستول پکڑی اور جوش میں آکر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔

سعد کو چھوڑ دے ورنہ گولی چلا دوں گا۔۔وہ للکارتے ہوئے بولا۔۔۔۔

سائیں آپ پستول نیچیں کریں وہ ابھی آپ سب سے معافی مانگے گا۔۔۔وہاں پر کھڑے بزرگ نے ہمت کر کے بولا۔۔۔

چپ کر بُوڈھے خبر دار جو کوئی اس میٹر میں بولا۔۔۔۔وہ غصے سے ڈھاڑا تو

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سب کے سب سہم کر پیچھے ہو گے۔۔۔۔۔

گولی چلانے کا ویسے بھی تم وڈیروں کا بڑا شوق کے چل چلا گولی۔۔۔۔روحان نے سعد کو دھکہ سے کر ایک طرف گڑایا۔۔۔اور غصے سے بولا۔۔۔۔۔۔

تجھے کیا لگا مین مزاق کر رہا ہوں۔۔۔مرنے کا بہت شوق ہے نا تو یہ لے۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے کہ شمس غصے میں آ کر گولی چلاتا۔۔۔روحان نے شمس کے ہاتھ پر اپنے پاؤں کو فلائنگ کک کی طرح مارا۔۔۔پستول ہوا میں اچھلی اور اب روحان کے ہاتھ میں تھی۔۔۔۔

شمس اپنا ہاتھ دیکھتا رہ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک پستول تو سھنبالی نہیں جاتی بڑا آیا

وڈیرا۔۔ تھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔روحان طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔۔۔

روحان بس بہت ہوا پستول نیچے کر گولی چل جائے گئی۔۔۔ارسلان غصے سے بولا۔۔۔۔۔

گولی چلنے کے لیے ہی ہوتی ہے۔۔۔۔اور ابھی چلے گئی۔۔اس شمس پر۔۔۔۔۔۔روحان غصے سے بولا۔۔۔۔۔۔ شمس کو جب بھی موقع ملتا وہ ضرور اس کے ساتھ پنگہ لیتا پر آج روحان کی برداشت کی حد ہو گئی۔۔۔روحان نے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھایا۔۔۔۔۔۔۔ شمس کے چہرے کا رنگ پیلا ہو گیا۔۔۔۔۔

لالا۔۔۔۔۔۔۔گولی کی آواز فضا میں گھونجی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ساتھ ہی

دل کو دہلا دینے والی چیخ بھی گونجی۔۔۔۔۔

ارسلان۔۔۔۔۔۔۔۔سعد اور شمس نے چیختے ہوئے پکارا۔۔۔۔۔۔۔گولی اس سے پہلے کہ شمس کو لگتی۔۔۔ارسلان نے اسے دھکہ دے دیا۔۔۔اور خود اپنے سینے پر گولی کھالی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

روحان نے پستول وہی پھینکی اور وہاں سے بھاگ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

ارسلان میرے بھائی یہ کیا کر دیا۔۔۔۔۔۔تجھے کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔شمس اس کے چہرے کو تھپتھپاتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جو کہ اپنی آنکھیں بند کر چکا تھ۔اخون تیزی سے بہ کر زمین کو بھیگو رہا تھا۔۔۔

گاڑی لے کر آؤ۔۔۔۔ جلدی سعد اونچی آواز میں بولا۔۔۔۔۔۔

انہوں نے جلدی سے ارسلان کو گاڑی مین ڈالا اور ہسپتال کی طرف روانہ ہو گے۔۔ارسلان کی سانسیں ابھی بھی چل رہیں تھیں۔۔۔۔۔

میرے بھائی تجھے کچھ نہین ہو گا۔ سعد اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں سے تھپتھاتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

جلدی چلا گاڑی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ زور سے چیخا۔۔۔۔۔

پندرہ منٹ کی رش ڈرائیو کے بعد وہ دونوں اسے لیے ہسپتال پہنچے۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹرز اسے آئی سی یو میں لے گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساری میری غلطی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ شمس روتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

اسے کچھ نہیں ہو گا۔۔۔تو دعا کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔سعد نے ہمت دیتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔۔

****

زویا کو جب یہ خبر ملی وہ بھاگتی ہوئی گھر پہنچی۔۔۔سارے گاؤں میں یہ بات پہنچ چکی تھی۔۔

روحان ابھی تک گھر نہین پنچا تھا۔۔۔وہ فرار ہو چکا تھا۔۔۔۔

وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی سامنے جبران اور زلیخہ بی دیکھے۔۔۔

اماں زویا بھاگ کر ان کے گلے لگی۔۔۔۔وہ زور کتار رو رہیں تھیں۔۔۔۔۔۔

لالا روحان کہاں ہے۔۔۔زویا نے جبران سے پوچھا۔جو پریشانی سے ادھر اُدھر چکر لگا رہا تھا۔۔۔وہ کل رات کو ہی شہر سے لوٹا تھا۔۔۔وہاں وہ ویٹر کی نوکری کرتا تھا۔۔

پتہ نہیں وہ کہاں ہے۔۔۔۔بہت برا کیا۔۔۔۔۔اس کا انجام بہت خطرناک ہونے والا ہے۔۔۔جبران اپنے بالوں کو موٹھی میں بھرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

کچھ نہیں اماں یہ پانی پیو۔۔۔۔زویا نے پانی پلایا۔۔۔۔

_*****

****

یہ خبر جیسے ہی حویلی والوں کو پتہ چلی۔۔۔۔ایک قیامت سی ان کے سروں پر ٹوٹی۔۔۔۔

سب مرد ہسپتال کی طرف بھاگے۔۔۔۔۔۔۔ارسلان میں اس حویلی کے ہر بندے کی جان بستی تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ بہت شرارتی تھا۔۔۔

صائمہ بیگم تو یہ سنتے ہی کہ ارسلان کو گولی لگی ہے وہ بے ہوش ہو گئیں۔۔۔باقی ساری خواتین رب کے حضور اس کی زندگی بچ جانے کی دعا کر رہیں تھیں۔

شمس سعد کہاں ہے ارسلان کہاں ہے۔خالد صاحب ہسپتال میں داخل ہوتے ہوئے۔چلائے۔۔۔۔۔

تایا جان وہ اندر۔آئی سی یو میں ہے۔۔۔۔۔۔سعد بھاگ کر خالد صاحب کے گلے لگا۔۔۔۔۔۔۔

کس کی اتنی ہمت جس نے میرے التمش خان کے بھائی ہر گولی چلائی۔۔۔۔۔۔التمش گرجدار آواز میں بولا۔۔۔۔۔۔

یہ ضرور اس ناظم شاہ کے کام ہیں۔۔۔۔۔ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔۔۔۔بندے بھیجواسے پکڑ و کر میرے سامنے لاؤ۔۔اس کے ٹکرے ٹکرے کردو گا۔۔۔۔خان بابا غصے کی شدت سے کانپتے ہوئے بولے۔۔

نہیں گولی ناظم شاہ نے یا اس کے کسی آدمی نے نہیں چلائی۔۔ شمس بینچ پر بیٹھا بولا۔۔۔۔

تو کس کی اتنی ہمت ہو گئی جو میرے بھائی پر گولی چلائے۔۔۔ماجد غصے سے بولا۔۔۔۔۔

ہمارے ہی گاؤں کا لڑکا ہے۔۔۔روحان، جبران کا بھائی ہے۔۔۔اسی سے ہماری لڑائی ہو گئی تھی۔۔۔اسی نے گولی چلائی۔۔۔۔۔سعد نے ساری بات بتائی۔۔۔۔

میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔اسے تو میں موت کے گھاٹ اتار کر آتا ہوتا۔۔۔التمش کا نام سنتے ہی دماغ بھک سے اُڑ گیا۔۔۔وہ واپس مڑا۔۔۔۔جب سہیل صاحب کی آواز گونجی۔۔۔۔۔

رُکو اسے سزا بعد میں دینا۔۔ابھی ارسلان زیادہ اہم ہے۔۔۔ہمیں اس کی تندرستی کی دعا کرنی چاہیے باقی بعد میں دیکھا جائے گا۔۔۔

التمش نے ان کی بات صحیح سمجھا۔اور رُک گیا۔۔۔۔۔۔وہ چاہتا تو تھا کہ ابھی کے ابھی روحان کے اندر گولیاں اتار آئے پر اپنے بھائی کی حالت کو سوچ کر وہ رُک گیا۔۔۔اور اپنے قدم آئی سی یو کی طرف بڑھائے۔۔۔

یہ ہسپتال بہت چھوٹا تھا۔۔۔اس میں زیادہ چیزیں نہیں تھیں۔۔۔بس گزارے لائق ہی تھا۔۔۔۔

دو گھنٹے گزر گے ہر کوئی ڈاکٹر باہر نا آیا۔۔۔سب کے سب پریشانی اور اضطراب کے عالم میں کوریڈو میں چکر لگا رہے تھے۔۔

تبھی ایک ڈاکٹر باہر نکلا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرا بھائی کیسا ہے؟التمش ڈاکٹر کی طرف بھاگا۔۔۔۔

دیکھیں گولی ان کے دل پر لگی تھی۔۔۔۔۔ہم نے بہت کوشش کی انہیں بچانے کی پر وہ آپریشن کے دوران ہی۔دم توڑ گے۔۔۔۔۔ڈاکٹر کے الفاظ سب پر بم بن کر گرڑے۔۔۔۔

خالد صاحب ایک دم لڑکھڑائے۔ماجد نے انہیں سھنمبالا۔۔۔۔۔۔۔
التمش بھاگ کر آئی سی یو میں آیا۔۔

ارسلان میرے جگر،یارا اُٹھ ایسے مت کر دیکھ میرا بھائی نہیں پلیز اُٹھ

جا۔۔۔۔۔۔۔التمش اس کے چہرے کو ہلاتے ہوئے بولا۔۔۔پر وہ تو آنکھیں بند کیے سکون کی نیند سو رہا تھا۔۔ سبھی ڈاکٹرز کی ٹیم ایک سائیڈ پر ہو گئی۔۔۔۔

تو نے بولا تھا کہ رات کو آکر بیڈ منٹن کھیلیں گے۔۔۔میں نے میں نے باغ میں تیری پسندیدہ جگہ پر سارا انتظار کیا ہوا ہے۔۔۔چل نا یار اُٹھ کھیلیں گے۔۔۔اور اس دفع میں تجھے جیتنے نہیں دوں گا۔۔۔ہمیشہ تو اپنے لالا کو ہرا دیتا ہے۔۔۔ارسلان اُٹھ التمش روتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔۔۔وہاں پر کھڑے ایک سب نے اپنی آنکھیں صاف کیں۔۔۔انہوں نے کبھی بھی التمش کو روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

ماجد نے آکر اسے اپنے گلے سے لگا لیا۔۔۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔۔۔۔۔۔۔۔

ارسلان کی موت کی خبر پورے گاؤں میں آگ کی طرح پھیل گئی تھی۔

روحان ابھی تک گھر واپس نہیں آیا تھا۔وہ ناجانے کہاں چھپ گیا تھا۔۔۔زلیخہ بیگم کا رورو کر براحال تھا زویا انہیں سنبھالنے میں ہلکان ہو رہی تھیں۔۔۔جبران روحان کو ڈھونڈنے نکلا ہوا تھا۔۔۔

وہی دوسری طرف خان حویلی میں موت کا سما تھا۔۔۔

۔حویلی کا سب سے ہنس مکھ لڑکا،ہر کسی کے چہرے پر مسکان لانے والا آج آنکھیں موندھے سب کی آنکھوں میں آنسوں دے کر ہمیشہ کے لیے دکھ دے کر چلا گیا تھا۔۔۔رات تک ارسلان کی میت حویلی آچکی تھی۔۔آج سالوں بعد حویلی میں وہی خوف ناک ماحول تھا۔موت کا شور ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔۔۔

صائمہ بیگم اپنے لاڈلے بیٹے کو یوں دیکھ کر بار بار غش کھا رہیں تھیں۔۔
اریشہ بامشکل ہی انہیں سنبھال پا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ کوئی کیسے یقین کر سکتا ہے کہ آج صبح جو انسان ٹھیک ٹھاک گھوم پھر رہا تھا۔۔ ہنستے کھیلتے گھر سے نکلا تھا۔ رات کو یوں سفید چادر میں لپٹا واپس آئے گا۔۔۔۔
سحری تین بجے تدفین کی گئی۔۔۔۔ تدفین کر کے سب شکستہ قدموں سے واپس حویلی میں داخل ہوئے۔۔۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

اس کا تو کوئی قصور بھی نہیں تھا۔۔۔۔ لڑائی تو میں نے شروع کی تھی۔۔۔ مجھے بچاتے بچاتے وہ خود جان سے ہاتھ دھو بھیٹا۔۔۔۔۔ شمس گارڈن میں کھڑے ہوتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔۔۔

کاش ہم دونوں لڑائی کو اتنا نا بڑھاتے تو ابھی وہ ہمارے ساتھ ہوتا۔۔۔ سعد اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔۔

میں اس روحان کو کسی قیمت پر نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ شمس غصے سے زمین پر پاؤں مارتے ہوئے بولا۔۔۔

پلیز لالا بس کریں اتنا برا نقصان ہو چکا ہے اب خدا کے لیے اس لڑائی کو مزید مت کھینچیں سعد ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔

ZNZ Zubi Novels Zone

****

وہ اپنے کمرے کے ساتھ بنی بالکنی میں بیٹھا ہوا تھا۔۔ سامنے کچھ تصویریں پڑی ہوئیں تھیں وہ ہر تصویر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔۔ ساتھ میں اس کی آنکھوں سے آنسوں روانہ ہو رہے تھے۔۔۔

لالا پلیز مان جائیں وہ میرا جگری دوست ہے۔۔آگر وہ ناراض ہو گیا۔۔تو میں بھی ناراض ہو جاؤ گا۔۔۔

کیوں؟ کیونکہ وہ ایک غریب کی شادی ہے یہی وجہ ہے نا۔۔

آپ یہ سوچ کر نہیں بھیج رہے۔۔کہ کہی وہ مجھے مار نا دے۔۔۔۔۔یا مجھ پر حملہ نا کر دے۔۔۔۔لالا آپ شائد بھول رہے ہیں۔۔۔انسان کی جورات قبر میں ہے وہ باہر نہیں ہے۔۔۔میں اس ڈر سے وہاں نا جاؤ۔۔۔ایسا ممکن نہیں۔۔۔۔

لالا شادی سے آکر رات کو بیڈ منٹن کھیلں گے۔۔آج بھی ہارنے کے لیے تیار رہو۔۔۔۔۔۔

صبح ہوئی باتیں اس کے ارد گرد شور کر رہیں تھیں۔۔۔۔

کاش میں نے تجھے وہاں جانے کی آجازت نادی ہوتی۔وہ نم آنکھوں سے تصویر کو دیتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

کبھی کبھی یوں آچانک سے ہماری زندگی میں ایسے موڑ آجاتے ہیں جن کے بارے میں ہم نے کبھی سوچا نہیں ہوتا۔۔ہم اپنی زندگی میں بہت خوش اور مطمئن ہوتے ہیں۔پھر اچانک ہوا کے جھونکے کی طرح ساری خوشیاں اُڑ جاتی ہیں۔۔اور پیچھے صرف غم رہ جاتے ہیں۔۔۔۔ صرف غم۔۔۔۔۔۔پر ان غموں سے خود کو نکالنا ہی سب سے بری جنگ ہوتی ہے۔۔۔

میرے بھائی میرا التمش خان کا وعدہ ہے۔اس انسان کو کتے کی موت دوں

گا۔۔جس کی وجہ سے تم آج ہم سے جدا ہو گے ہو۔میری زندگی کا مقصد اس انسان کو تڑپتے دیکھنا ہے۔۔وہ لال انگارے بھری آنکھوں سے سامنے دیکھتے ہوئے خود سے عہد کر رہا تھا۔۔

خوبصورت دن کا اختطام بہت ہی بھیانک انداز میں ہوا تھا۔

****

روحان رات کے تین بجے گھر آیا تھا۔۔۔دو منٹ زویا سے بات کر کے وہ گھر سے چلا گیا۔۔۔۔اس نے زویا کو بتایا کہ وہ شہر جا رہا ہے۔۔۔۔۔صبح سے جبران پنچائت میں گیا ہو تھا۔

زویا اور زلیخہ بی دعائیں کری جا رہیں تھیں۔۔

آپ سب لوگوں کو پتہ ہے۔اس لڑکے کی وجہ سے ہمارا سب سے چھوٹا پوتا مارا گیا۔۔۔اس گاؤں کا سرپنچ ہونے کے ناطے میں یہ فیصلہ لیتا ہوں۔کہ اس لڑکے کو الٹا لٹکا کر سو کوڑے مارے جائیں۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جہانگیر خان ایک پل کو رکا۔۔۔۔اور سب کی طرف دیکھا۔۔۔

جبران کا دل زور سے ڈھڑکا۔۔اسے لگا شائد کوڑے مارنے تک ہی سزا ہو اور جو وہ سوچ رہا تھا۔۔۔وہ بالکل نا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن ہونے کو کون ٹال سکتا ہے۔۔۔

اور کیا سائیں۔۔۔وہی سے ایک بزرگ بولا۔۔۔۔۔۔

اور یہ کہ ہم خون کا بدلہ خون نہیں لیں گے۔۔۔ بلکہ ہم خون بہا میں ان کے گھر کی لڑکی لیں گے۔۔۔۔ آج اور اسی وقت ہم ان کی لڑکی کا نکاح اپنے پوتے التمش کے ساتھ کریں گے۔ جہانگیر خان کا فیصلہ سب کے قدموں تلے زمین لے گیا۔۔ سبھی جانتے تھے خون بہا میں آنے والی لڑکی کا کیا حال ہوتا ہے۔۔۔ نوکروں سے بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔ نا وہ زندوں میں ہوتی ہے نا مردوں میں۔

سائیں میری ایک ہی بہن ہے یہ ظلم مت کریں۔۔۔ وہ بہت چھوٹی ہے۔۔۔۔ یہ ظلم۔ مت کریں میں آپ کے پیر پکڑتا ہوں۔۔ یہ سب میری غلطی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ آپ مجھے موت کی سزا سنا دیں لیکن میری بہن کو۔۔۔۔۔ روحان جس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے وہ یہ اب سن کر بھاگتا ہوا جہانگیر خان کے قدموں میں بیٹھتے ہوئے بولا۔۔۔۔

غلطی صرف غلطی، ہنم تمہاری اس غلطی کی وجہ سے میرا بیٹا چلا گیا۔۔۔ خبیث انسان خالد صاحب نے اس کے پیٹ میں اپنا پاؤں مارا تو وہ دور جا گرا

دادا حضور میں یہ سب ماننے سے۔نکار کرتا ہوں۔۔۔میں کسی سے نکاح نہیں کروں گا۔۔۔۔اس روحان کی بہن کے ساتھ تو بالکل بھی نہیں۔۔۔۔۔۔التمش کی آواز پنچائیت میں گونجی۔۔۔۔

وہ روحان کو دیکھ کر جان چکا تھا۔اسی لڑکی کی بات ہو رہی ہے۔۔جسے وہ دل ہ ءدل میں بہت اونچے مقام پر بیٹھا چکا تھا۔۔۔لکن ابھی محبت کی جڑیں اتنی مظبوط نہیں ہوئیں تھی کہ اپنے بھائی کی موت بھولی جا سکے اسے روحان اور اس سے جُڑے ہر انسان سے نفرت سی ہونے لگی

برخودار ہم اسے تمہاری بیوی نہیں بنانے لگے۔۔بس نکاح کرنے لگے

ہیں۔اس لڑکی کا نکاح تو آج ہی ہو گا۔۔۔چاہے مجھے پھر سعد سے کیوں نا کروانا پڑے۔۔۔۔۔جہانگیر خان سخت لہجے میں بولے۔۔۔۔۔

التمش کڑوا گھونٹ ہی کر رہ گیا۔۔۔وہ جانتا تھا۔اب نکاح کرنا ہی پڑے گا۔۔۔کیونکہ سعد کا تو پہلے ہی ماہ رخ سے نکاح ہو چکا تھا۔۔۔شمس کے لیے اریشہ کی بات چل رہی تھی۔۔۔اور باقی سب شادی شدہ تھے۔۔۔بچتا صرف التمش تھا۔اگر وہ انکار کرتا تو کسی سے بھی نکاح ہو سکتا تھا۔۔۔

جاؤ میاں اپنی بہن کو لے کر آؤ۔جہانگیر خان نے جبران سے کہا۔۔۔جو اپنے آنسوں کا صاف کرتا روحان کی طرف دیکھتا گھر کی اُور چل دیا۔۔۔

الٹا لٹکاؤ اسے التمش ہاتھ میں ہنٹر لیے اس کی طرف مڑا۔۔۔روحان کو الٹا لٹکایا جا چکا تھا۔۔۔۔

التمش کسی نوکر کو بولو وہ مارے گا۔۔ تم۔ کیوں اپنے ہاتھ گندے کر رہے ہو۔۔۔رفاقت صاحب بولے۔۔۔۔۔

نہیں چاچو اپنے بھائی کے قاتل کو میں خود سزا دینا چاہتا ہوں۔۔۔وہ بول کر آگے بڑھا اور ہنٹر کو روحان کی برہنہ قمر پر مارا۔۔۔۔۔روحان کی چیخ فضا میں ابھری۔۔۔۔وہ الٹا لٹکایا گیا تھا۔۔۔ہاتھ اس کے بندہ تھے۔۔۔۔۔۔التمش غصے میں ماری جا رہا تھا۔۔۔اور روحان بس چیلا رہا تھا۔۔۔۔

****

کیا ہوا لالا پنچائت کا کیا فیصلہ ہوا۔۔۔۔زویا بھاگ کر جبران کے پاس آئی۔۔

انہوں نے روحان کو پکڑ لیا ہے۔۔۔۔۔

یااللہ میرا بچہ زلیخہ بی دل پر ہاتھ رکھ کر چلائیں۔۔۔۔۔

اماں حوصلہ رکھیں زویا جلدی سے آگے بڑھی۔۔۔۔۔

انہوں نے بولا ہے کہ خون بہا میں بہن کو لاؤ جبران بول کر چارپائی پر بیٹھ کر رونے لگ گیا۔۔

زویا کا سر گھوم گیا۔۔۔وہ اتنی بھی بچی نہیں تھی جو خون بہا میں گئی لڑکی کا مطلب نا سمجھ پائے۔۔۔اس گاؤں میں شروع سے ہی ایسا ہوتا آیا تھا۔۔۔۔

پر جبران تو جانتا ہے ایسا نہیں ہو سکتا ہم ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔وہ روتے ہوئے بولیں۔۔۔۔زویا کا سکتہ ٹوٹا

اماں اُٹھو میری بات سنو۔۔۔زویا انہیں لیے کمرے میں چلی گئی۔۔۔دس منٹ بعد وہ واپس آئی۔۔۔کالی چادر میں اپنا آپ ڈھانپے وہ جبران کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔

چلیں لالا میں تیار ہوں۔۔۔وہ مظبوط لہجے میں بولی۔۔۔

جبران اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر رو دیا۔۔۔

مجھے شرمندہ مت کریں۔۔۔زویا نے اسکے ہاتھ نیچے کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

زلیخہ بی سے مل کر وہ جبران کے ساتھ اس گھر کی دہلیز پار کر

گئی۔۔۔جانے اب زندگی میں دوبارہ ایسا موقع ملے یا نا۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے چہرے کو چادر سے ڈھانپ کر وہ جبران کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔۔۔۔

پانچ منٹ کے اندر وہ لوگ اس جگہ پہنچ گے جہاں پر برے سے درخت کے نیچے پنچائت لگی ہوئی تھی۔۔۔

روحان لالا زویا کی نظر سامنے درخت سے ساتھ لٹکے روحان پر پڑی۔جس کی قمر سے اب خون نکل رہا تھا۔۔۔۔وہ بھاگتی ہوئی وہاں پہنچی۔۔۔۔

بس بہت ہوا۔۔۔التمش جو کہ اسے مارے جا رہا تھا۔۔۔اپنے سامنے کھڑی لڑکی پر نظر پڑی جو کہ ہنٹر کا اگلا حصہ اپنے ہاتح میں پکڑے کھڑی تھی۔۔اور دوسرے ہاتھ سے چادر سھنمبالی ہوئی تھی۔۔۔

آج بھی اپنے سامنے انہی دو نیلی آنکھوں کو دیکھ کر وہ ایک پل کے لیے گھویا تھا۔۔پر دوسرے ہی پل انہیں آنکھوں میں لالی ابھری تھی۔۔۔۔

چھوڑو وہ دھاڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔سب کے سب ایک دم چپ کر گے۔۔۔۔

میں نے تو سنا تھا آپ لوگوں کو انصاف دیتے ہیں۔۔۔تو یہ کہاں کا انصاف ہے۔۔۔ایک طرف آپ خون بہا مانگ رہے ہیں اور دوسری طرف یوں میرے بھائی کو مار رہے ہیں۔۔۔زویا ہنٹر چھوتے ہوئے جہانگیر خان کی طرف مڑی۔۔۔۔

سب کے سب ایک دھان پان سی لڑکی کی اتنی ہمت پر دھنگ رہ گے۔۔۔آج تک گاؤں کی کسی عورت میں اتنی ہمت نا تھی کہ وہ یوں خان

کے کسی بھی مرد کے سامنے بول سکے۔۔اورزویابنا کسی خوف کے بول کیا سوال کررہی تھی۔۔

یہ میرا گاؤں ہے یہاں میری مرضی چلے گئی۔۔جو جرم تمہارے بھائی نے کیاہےاس کی سزااسے اوراس کے گھروالوں کو ملے گئی۔۔۔جہانگیر خان سخت لہجے میں بولے۔۔۔۔

ٹھیک ہے تو آپ سزادینا چاہتے ہیں تو میرے بھائی کو چھوڑدیں ورنہ میں کسی سے نکاح نہیں کروں گئی۔۔۔وہ مظبوط لہجے میں بولی۔۔۔۔

تمہارے تو اچھے بھی کریں گے۔۔۔۔التمش نے اسے بازو سے پکڑکراپنی طرف کرتے ہوئے بولا۔۔۔

یہ تو وقت ہی بتائے گا مسٹر التمش خان۔وہ انگارے بھرتی نظروں سے

دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔اور التمش کا ہاتھ اپنے بازو سے جھٹکا۔۔۔

مولوی نکاح شروع کرو۔۔التمش ہنٹر روحان کو مارتے ہوئے بولا۔۔۔۔اس سے پہلے روحان کو لگتا زویا درمیان میں آگئی۔۔۔۔۔

مولوی نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔۔۔۔التمش نے زویا کی طرف دیکھتے ہوئے قبول ہے کہا۔۔۔۔۔۔جب زویا کی باری آئی تو وہ خاموش رہی۔۔۔۔۔۔

اب بلواں میرے منہ سے نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔۔وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔التمش کا دل کیا اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کر دے پر گاؤں والوں کے سامنے وہ ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

Zubi Novels Zone

قبول ہے بولو ورنہ ابھی کے ابھی تمارے بھائی کو اوپر پہنچادوں گا۔۔۔

التمش جیب سے پسٹل نکالتے ہوئے بولا۔۔۔

۔سب کے سب حیرانگی سے یہ سب دیکھ رہے تھے۔۔۔

ماریں۔۔۔۔۔پھر تو قصہ ہی ختم ہو جائے گا۔۔۔ حساب جو برابر ہو جائے گا۔۔۔ میرے بھائی کے ہاتھوں آپ کے بھائی کی جان گئی۔۔۔ تو میں ونی میں آپ کی حویلی میں جاؤ گئی۔۔۔اسی طرح آپ کے ہاتھوں میرے بھائی کی اگر جان جائے گی تو آپ کی بہن۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ امصاف تو یہی کہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بولی تو سب کے سب چپ ہو گے۔۔۔۔۔التمش کے ہاتھ لرزے۔۔۔۔۔۔۔

بس بہت ہوا۔۔۔۔۔اس لڑکے کو نیچے اتارو۔۔۔۔۔جہانگیر خان کی آواز

گھونجی۔۔۔نوکروں نے جلدی سے اسے نیچے اتارا۔۔

۔جبران نے جلدی سے روحان کو پکڑا جس سے کھڑا ابھی نہیں ہوا جارہا تھا۔۔۔۔

چلین مولوی صاحب اب نکاح پڑھوائیں۔۔یہ اواز زویا کی تھی۔۔۔۔التمش نے کڑوے گھونٹ بھرتے نکاح کیا۔۔۔۔۔نکاح پورا ہوا۔۔تو پنچائیت بھی برخاست کردی گئی۔۔۔

لالا پریشان مت ہونا میں جلدی ہی واپس آؤں گئی۔۔۔وہ روحان اور جبران کے گلے لگتے ہوئے بولی۔۔۔

التمش نے اس کا بازو پکڑ کر ان سے جدا کیا اور اپنی جیب کی طرف لے

گیا۔۔۔۔جبران اور روحان نم آنکھوں سے زویا کو جاتے ہوئے دیکھتے رہے۔۔۔۔۔

اس نے جاتے جاتے بھی مجھ پر احسان کر دیا۔۔۔۔روحان روتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔۔جبران اسے لیے ہسپتال کی طرف چلا گیا۔۔۔۔سارے گاؤں والے اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گے۔۔۔۔۔حویلی کے سب مرد اپنی اپنی گاڑی میں بیٹھ کر حویلی کی طرف گامزن ہو گے۔۔۔۔۔

زویا جیپ میں بیٹھنے لگی۔۔۔۔۔تبھی التمش نے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچا۔اس کا رخ اپنی طرف کیا۔وہ اس سب کے لیے بالکل تیار نہیں تھی۔۔۔چادر چہرے سے ہٹ گئی۔۔۔وہ ایک ٹک اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔جس چہرے کو دیکھنے کے لیے وہ بے تاب تھا۔۔اج اس کا چہرہ اپنے سامنے دیکھ تو لیا پر سارے احساسات مر چکے تھے۔۔۔اپنا سر

جھٹک کر اس نے پیچھے پڑی ہوئی رسی کو لیا اور زویا کے دونوں ہاتھوں کو باندھ دیا۔۔۔وہ حیرانگی سے اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی۔۔۔

تم میری بیوی نہیں ہو جو یوں حق سے اپنے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھاؤ۔۔ بری ہمت والی ہو نا تو چلو آج تماری ہمت چیک کرتا ہوں۔۔۔وہ طنزیہ انداز میں بول کر ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا۔۔۔۔رسی کا باقی حصہ اس نے سیت کے ساتھ باندھ دیا تھا۔۔۔زویا کو جب سمجھ آئی وہ کیا کرنے والا ہے۔۔وہ اندر تک کانپ گئی۔۔۔

التمش نے جیپ چلادی۔۔۔۔حویلی یہاں سے دو کلو میٹر دور تھی۔۔۔ناچارہ زویا کو چلنا پڑا۔۔۔۔۔۔

وہ کبھی آہستہ جیپ چلاتا۔۔۔۔اور کبھی اس کی سپیڈ بڑھا دیتا۔۔۔وہ

ہانپتی کانپتی کبھی چلتی تو کبھی دوڑتی۔۔۔۔وہ پسینے سے شرابور ہو چکی تھی۔۔۔۔چادر بھی سر سے اُتر چکی تھی۔۔۔۔

راستے میں آتے جاتے لوگ حیرانگی سے یہ سب دیکھ رہے تھے۔۔۔۔زویا کو اس وقت ایسا محسوس ہوا۔۔۔جیسے وہ کوئی جانور ہے جسے یوں گاڑی سے باندھ کر لے جایا جارہا ہے۔۔۔۔۔

راستے میں ایک پتھر آیا۔۔وہ سنبھل نا پائی اور گر گئی۔۔۔۔التمش شیشے سے سب دیکھ رہا تھا۔۔۔

اُٹھو۔۔۔۔۔وہ دھاڑا۔۔۔۔۔۔زویا جلدی سے اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔ایک بار پھر سے جیپ سٹاٹ ہوئی۔۔۔۔۔آدھے گھنٹے بعد وہ لوگ حویلی کے اندر داخل ہوئے۔جیپ کے رکتے ہی وہ ایک دم سے زمین

پر گر گئی۔۔۔۔

دو کلو میٹر چل کر آنا ہوتا تو وہ کر لیتی۔۔۔پر یوں کبھی دوڑنا کبھی چلنے سے وہ بہت زیادہ تھک چکی تھی۔۔۔لمبے لمبے سانس لے کر وہ خود کو نارمل کر رہی تھی۔۔۔۔

التمش نے اسے کھڑے کرتے ہوئے ہاتھوں سے رسی کھولی۔۔۔۔

ہار گئی نا۔۔۔وہ طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔اور آگے بڑا۔۔۔جب پیچھے سے آواز آئی۔۔۔۔

التمش خان یہ مت سمجھنا۔میں یہاں تم سب کے ظلم سہنے آئی ہوں۔وہ اپنے بازوں کو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔جس پر مٹی لگ گئی تھی۔۔۔

ہننہ ظلم ! تم جانتی ہو ظلم کیا ہے؟ جو تمہاری اس خبیث بھائی نے کیا ہے وہ ظلم ہے۔۔۔۔ میں نے ابھی ٹریلر دیکھا ہے۔۔۔ پوری فلم تمہیں گھر والے دیکھائیں گے۔۔۔۔ ہمت پکڑلو روز یہی حال ہونے والا ہے۔۔ چلو وہ اسے کھینچتے ہوئے اندر حویلی میں لایا۔۔۔

اماں۔۔۔۔ وہ اندر داخل ہوتے ہوئے اونچی اواز میں بولا۔۔۔ سامنے سے صائمہ بیگم اور باقی سب عورتیں نکلتی ہوئیں نظر آئیں۔۔۔۔

یہ لیں اپنے بیٹے کے قاتل کی بہن اس کے ساتھ آپ سب جیسا سلوک کرنا چاہتے ہیں کریں۔۔۔۔۔۔ التمش نے اس آگے کی طرف دکھیلا۔۔۔ دھکہ اتنا تیز تھا کہ زویا سھنمبل ناپائی اور اس کا سر سامنے رکھے لکڑی کے ٹیبل سے جالگا۔۔۔

آہ۔۔۔وہ کھڑائی اپنا ہاتھ ماتھے پر رکھا۔جہاں چوٹ آئی تھی۔۔۔۔انگلیوں ہر خون دیکھ کر اس نے چہرہ موڑا۔۔۔التمش نے نظریں پھیر لیں۔۔۔۔۔

اس کلموہی کو کیوں لے کر آئے۔۔۔میرے سینے ہر مونگ دھڑنے کے لیے لائے ہو۔۔۔۔صائمہ بیگم اونچی اونچی بولیں۔۔۔۔اور زویا کی طرف بڑھیں۔۔۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی اسے چوٹی سے پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔۔۔اور ایک تھپڑ اس کے چہرے پر رسید دیا۔۔۔

چھوڑو مجھے سب پاگل ہو گے ہو۔۔۔وہ زور سے چلائی۔۔۔۔

تمہارے بھائی کی وجہ سے میرا جوان بھائی مر گیا۔۔۔۔اور تم کہتی یو ہم پاگل ہو گے ہیں۔۔۔اریشہ اپے سے باہر ہو کر اس کی طرف لپکی۔۔۔۔۔التمش وہی سے مڑ کر جا چکا تھا۔۔۔۔۔۔

صائمہ بیگم اریشہ، آئمہ بیگم تینوں اسے بری طرح مار رہیں تھیں

۔۔۔ایسے جیسے وہی ان کے بیٹے کی قاتل ہو۔۔۔۔۔زویا اپنا بچاؤ کروانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔پر کہاں تک وہ ایک اکیلی لڑکی لڑ سکتی تھی۔۔۔جانے کہاں کہاں لاتیں گھوسے تھپڑ پر رہے تھے۔اسے اس سب کی بالکل امید نہیں تھی۔۔۔۔

عائلہ یہ سب دیکھ کر اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئی۔۔۔اسے بالکل امید نہیں تھی یوں جانوروں کی طرح اس بچی کو ماریں گے

ماہ رخ ایک طرف کھڑی کانپ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمت جواب دے گئی اور وہی وہ بے ہوش ہو گئی۔۔۔۔۔

تینوں تھک ہار کر ایک طرف بیٹھ کر رونے لگیں۔۔۔۔

****

اس کی آنکھ کھلی۔۔۔ چھوٹے سے کمرے میں اندھیرا تھا۔۔۔۔

آہ اس نے اُٹھنے کی کوشش کی۔۔۔ پر زخموں نے اُٹھنے نہ دیا۔۔۔

شکر ہے تمہیں ہوش آگیا۔۔۔ اپنے پاس سے کسی خاتون کی آواز آئی۔۔۔ انہوں نے اُٹھ کر لائیٹ آن کی۔

آنکھوں میں روشنی پڑی تو دماغ بھی کھلنے لگا۔۔۔ پچھلے کچھ گھنٹوں میں ہوئے واقعہ سب سوچ کے پردے پر لہرایا۔۔۔ تو سمجھ میں آیا کہاں ہوں۔۔۔

خاتون نے اسے سہارا دے کر بیٹھایا۔

یہ پانی پیو۔۔۔انہوں نے پانی پلایا۔۔۔پانی پی کر اسے تھوڑی راحت سی ملی

بچی تمہارے ساتھ جو بھی ہوا سب بہت غلط ہے۔۔۔لیکن تم جانتی ہو۔۔ونی میں آئی لڑکی کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔۔۔یہ دوائی کھا لو۔۔۔تمہیں طاقت کی ضرورت ہے۔۔۔ابھی تمہارے بہت سارے امتحان ہونے ہیں انہوں نے شفقت بھرے انداز میں زویا کو دوائی پکڑائی۔۔۔۔جو اس نے پانی کے ساتھ نگل لی۔۔۔۔

یہ ان سب لوگوں کی غلط فہمی ہے میں سب چپ کر نہیں سہوں

گئی۔۔۔اگر وہ سب جانور ہیں تو میں شیکاری ہوں۔۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے گلاس کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

نابچی اگر چپ رہو گئی۔۔۔تو شائد ان کے دل میں رحم آجائے اور سزا کم ملے۔۔۔۔۔اگر بولو گئی تو تم شکاری بن کر بھی ان جانوروں سے جیت نہیں پاؤ گئی۔۔۔۔وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔۔۔۔

آپ کا نام کیا ہے۔۔۔۔۔زویا نے الجھن بھری نظروں سے دیکھا۔۔۔

مجھے تم بی جان بلا سکتی ہو۔۔۔۔میرا نام خالدہ بی ہے۔۔۔۔میں یہاں کی بہت پرانی ملازمہ ہوں۔۔۔۔وہ مسکرا کر بولیں۔۔۔۔۔۔زویا مسکرا دی۔۔۔۔وہ اُٹھی اور آہستہ آہستہ چلتی ساتھ بنے چھوٹے سے واشروم میں آئی۔۔۔۔

انہیں زویا بہت پیاری لگی۔۔۔اور کیوں نا لگتی وہ تھی ہی اتنی خوبصورت اور معصوم۔۔۔۔زویا تھی تو اٹھارہ سال کی پر وہ بہت مطبوط اعصاب کی مالک تھی۔۔۔۔۔۔

اپنے چہرے کو دھو کر بازوں کو صاف کیا۔۔۔۔

حویلی والو تیار ہو جاؤ۔اس دفع تمہارے سامنے کوئی ڈری سہمی کمزور لڑکی نہیں ہے۔۔ایک مظبوط اور ہمت والی لڑکی کھڑی ہے۔۔اس حویلی کی ساکھ نابدل کرر کھ دی تو میرا نام زویا احمد نہیں۔ہر اس زخم کا بدلہ لوں گئی۔۔۔جو میرے جسم پر لگے ہیں۔۔۔۔وہ سوچتے ہوے بولی۔۔۔۔۔چہرہ اپنی چادر سے صاف کر کے باہر آئی۔۔۔۔۔

کپڑے جگہ جگہ سے پھٹ چکے تھے۔۔۔وہ کمرے میں داخل ہوئی تو جالدہ بی ہاتھ میں ایک سوٹ پکڑے کھڑیں تھیں۔۔۔۔

یہ میری بیٹی کا ہے پہن لو انہوں نے ہاتھ میں پکڑا کالے رنگ کا سوٹ زویا کی طرف بڑھایا۔۔۔جسے تھام کو وہ چینج کرنے چلی گئی۔۔۔۔

****

اریشہ پلیز چپ ہو جاؤ۔۔۔اتنا مت رو۔فون کے اسپیکر سے سراج کی آواز گھونجی۔ تین بجے کا وقت تھا۔وہ روئے جا رہی تھی۔ سراج کو دوپہر میں اس کے بھائی کے انتقال کا پتہ چلا۔۔۔اس نے بہت بار کال کی پر موبائل بند جا رہا تھا۔۔۔سب اپنے اپنے کمروں میں تھے۔ماہ رخ بیڈ پر سوئی ہوئی تھی۔۔اریشہ واشروم میں جا کر اس سے بات کر رہی تھی۔ بات کم رو زیادہ رہی تھی۔۔۔۔

کیسے ناروِں ہم دونوں بچپن سے ایک ساتھ رہے تھے۔ایسے کیسے اچانک وہ چھوڑ کر چلا گیا۔۔۔مجھے ابھی اس کے ساتھ بہت باتیں کرنی تھیں۔۔۔وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

میری جان رونے سے کچھ نہین ہو گا۔۔۔وہ واپس نہیں آجائے گا۔تم بس نماز پڑھ کے اس کی مغفرت کی دعا کرو۔۔۔۔۔سراج اتنی دور بیٹھ کر بس اسے حوصلہ ہی دے سکتا تھا۔۔وہ جانتا تھا اریشہ اپنے بھائی سے بہت اٹیچ تھی۔۔۔

آپ ایسا بول سکتے ہیں کیونکہ آپ کے ساتھ ایسا ہوا نہیں۔۔۔۔۔جب ہو گا تب پتہ چلے گا۔۔۔وہ بنا سوچے سمجھے بولے جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سراج چپ کر گیا۔۔۔۔

۔بہت کچھ اس کی آنکھوں کے سنے سے گزرا۔۔۔درد سے اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔

اریشہ چلو اُٹھو وضو کر کے نماز پڑھو اپنے بھائی کے لیے دعا کرو۔۔۔۔۔وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔۔۔

میں تو اب بس ان لوگوں کی موت کی دعا کروں گئی جن کی وجہ سے میرا چاند سا بھائی چلا گیا۔۔۔اس کی بہن کا جینا حرام کر دوں گئی۔۔وہ غصے سے بھری ہوئی آواز میں بولی۔۔۔۔

بہن کا کیا مطلب؟ سراج حیرانگی سے بولا۔۔۔۔۔

کچھ نہیں اللہ حافظ۔۔۔۔اس نے بنا جواب دیے فون کھٹاک سے رکھ دیا۔۔

یہ کیا بول رہی تھی۔۔۔کہی اب بھی اس گاؤں میں ونی۔۔۔۔ٹائپ کی چیز موجود ہے۔۔۔۔وہ پریشانی سے سوچنے لگا۔۔۔۔۔

****

تمہیں اس کی بہن نہیں ہونا چاہیے تھا زویا احمد وہ پچھلے پانچ گھنٹوں سے نیچے ٹھنڈی زمین پر بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

اب تمہیں اپنے بھائی کے گناہوں کی سزا بھگتنی پڑے گئی۔۔اگر تمہیں تقلیف ہو گئی۔تو تمہاری بھائی کو بھی ہو گئی۔۔میں تمہیں اتنی تقلیف دوں

گا۔۔۔ تمہیں اس کیبھن ہونے پر پچھتاوا ہو گا۔۔اس نے۔۔ سگرٹ جلا کر اپنے منہ سے لگایا اور اس کا دھوا ہوا میں چھوڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔

تم تو اس سے محبت کرنے لگے تھے تو اب کیسے اس ہر ظلم ہوتے ہوے دیکھو گے۔۔۔۔اندر سے کہی اسے آواز سنائی دی۔۔۔۔

بالکل بھی نہیں مجھے اس سے کوئی محبت نہیں تھی۔۔۔اس نے بس اپنی نیلی آنکھوں سے مجھے شکار کرنا چاہا تھا۔۔وہ اپنے ضمیر کی نفی کرتے ہوئے بولا۔۔۔

ہاہاہا بہانے بناؤ۔۔۔لیلن تم جانتے ہو وہ تمہاری نس نس میں بس چکی تھی۔تم نے اسے بنا دیکھے محبت کی تھی۔۔دنیا کی ہر چیز مٹ سکتی ہے۔۔پر ایک دل سے محبت کا وجود نہیں مٹ سکتا۔۔۔۔دوبارہ سے آواز

آئی۔۔۔۔

نہیں۔ نہیں نہیں۔۔۔میرا بھائی مر گیا ہے۔۔۔۔۔۔اور میں اپنی محبت کی وجہ سے اس کا بدلہ نا لوں ایس نہیں ہو سکتا۔۔۔وہ چلایا۔۔ساتھ ہی پانی کا بھرا گلاس سامنے وال پر مار دیا۔۔

****

وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔۔اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔وہ چلاتے ہوئے سلطان صاحب کے کمرے مین داخل ہوا۔۔۔

کیا ہو گیا کیوں اتنا شور مچا رہے ہو۔۔۔۔۔حمیدہ بیگم جو کہ سونے کی تیاری میں تھیں۔یوں حازم کا چیخنا ایک پل کے لیے وہ ڈر گئیں۔۔۔۔

ماما اس نے مجھے دھوکہ دیا۔۔یہ دیکھیں یہ پڑھیں اسے۔۔۔۔وہ بے ربط الفاظ بول رہا تھا۔۔۔۔حمیدی بیگم نے اس کے ہاتھ سے صفحہ پکڑا۔۔اور پڑھنے لگیں۔۔جیسے جیسے وہ پڑھ رہیں تھیں۔۔ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔

کیا ہوا ہے۔؟سلطان صاحب اپنا منہ ٹاول سے پھونچتے ہوئے واشروم سے باہر نکلے۔۔۔۔

آپ کی بھتیجی کے کارنامے دیکھیں۔۔۔وہ پیپر حمیدہ بیگم کے ہاتھ سے لے کر سلطان صاحب کو پکڑایا۔۔۔۔۔

چلو میرے ساتھ۔۔۔۔سلطان صاحب اسے پکڑ کر سٹڈی روم میں

لائے۔۔۔۔۔۔

حازم کا بس نہین چل رہا تھا۔۔سب کچھ تباہ کردے۔۔۔۔۔۔
کیا ہو گیا ہے۔۔۔ہمارا پلین بھی یہی تھا۔۔۔تو اب تم اتنا بڑا ایشو کیوں بنا رہے ہو۔۔۔۔۔سلطان صاحب غصے سے بولے
نہیں پاپا ہمارے پلین میں اتنا آگے جانا نہیں تھا۔۔۔جو اس نے کیا ہے۔۔۔۔۔حازم پیپر پھاڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔

حازم اس نے جو کیا وہ حالات کو دیکھتے ہوئے کیا۔۔۔مجھے اس مین کچھ غلط نہیں لگا۔۔۔۔ جلد ہی وہ اپان مقصد پالے گئی۔۔اب ہمارے پلین کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔۔۔جو کہ تم کرو گے۔۔۔۔ تمہارے پاس دو دن ہیں ان دو دنوں کے اندر اندر تمہیں وہاں کسی بھی طریقے جانا ہو گا۔۔۔۔
سلطان صاحب نے اسے سمجھنا چاہا اگر وہ گڑبر کرتا تو سارا پلین فیل ہو

جاتا۔۔۔۔

پاپاوہ میری منگیتر تھی۔۔۔تو وہ پھر اتنا بڑا قدم کیسے اُٹھاسکتی ہے۔۔۔یہ سوچ کر ہی میرا دل پھٹ رہا ہے۔۔کہ اب وہ کسی قور کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔۔۔۔تو آنکھوں میں سرخ ڈورے اترے۔۔۔۔۔۔

یہ تمہارے پاپا کا وعدہ ہے جب سب ختم ہو جائے گا۔۔۔میں خود تمہاری اس سے شادی کرواؤں گا۔۔۔۔ہر اس سے پہلے تمہیں ہم دونوں کا ساتھ دیناہڑے گا۔۔۔میرے بیٹے تم جانتے ہو سب کتناضروری ہے۔اس کی زندگی کا مقصد صرف یہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔سلطان صاحب اپنے گبرُو جوان بیٹے کو سمجھاتے ہوئے بولے۔۔۔۔۔۔

ہاہ ہمم۔ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔پر یادرکھیے گا۔۔۔جو بھی ہمارے درمیان آیا۔۔۔وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اوپر والے کو پیارا ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔حاصم کہتا ہوا اسٹیڈی روم۔سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمممممم۔۔۔۔سلطان صاحب لمبا سانس لے کر روم سے باہر نکلے۔۔۔۔۔۔

****

****

بدتمیز بے حیا تو صائمہ بیگم کے حکم کو انکار کرے گئی۔۔۔میرے ساتھ زبان چلائے گئی۔تمہاری اوقات ہی کیا ہے۔جو تم مجھ سے اس انداز میں بات کر رہی ہو۔۔۔۔۔ڈائینگ حال میں گرجدار آواز گھونج رہی

تھی۔۔۔اس آواز کو سن کر اس حویلی کا در و دیوار کانپ جاتا تھا۔اور آج اس اعتکاب کا نشانہ وہی بنی ہوئی تھی۔۔۔

صائمہ بیگم یہاں پر شائد کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی جو آپ کو انکار کرے پر اب آپ اپنے ان کانوں کو نا سننے کی عادت ڈال لیجیے۔۔۔کیونکہ اگر آپ صائمہ بیگم ہیں تو میں بھی زویا احمد ہوں۔وہ مظبوط لہجے میں ان کی طرف انگلی اُٹھا کر بولی۔۔۔۔صائمہ بیگم غصے سے بھری آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔۔۔۔

ٹھا اس سے پہلے کے صائمہ بیگم کچھ بولتیں التمش نے زویا کو بازو سے پکڑ کر اپنی طرف گھومایا اور اس کے چہرے پر کھینچ کر تھپڑ مارا۔۔۔۔زویا اس افتار پر بالکل بھی تیار نہیں تھی وہ ایک دم لڑکھرائی۔

خبر دار خبر دار جو تم نے میری اماں سے اس انداز میں بات کی۔۔اور یہ مت بھولو تم اس حویلی میں ونی میں آئی ہو۔ تمہاری اس کمینے بھائی کی وجہ سے آج تم اس جگہ کھڑی ہو۔۔۔ ورنہ تم جیسے دو کوڑی کے غریبوں کو ہم اس حویلی میں آنے کی اجازت بھی نا دیں۔۔التمش نے اسے بالوں سے پکڑ کر جھٹکتے ہوئے کہا۔۔۔

میرے بھائی نے کچھ نہیں کیا وہ بے قصور ہے۔۔زویا درد ضبط کرتے ہوئے بولی۔ جو اسے التمش کے زور سے بال پکڑنے پر ہو رہا تھا۔ سب بڑے آرام سے یہ سب دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

چپ ایک دم چپ، خبر دار جو تم نے اپنے بھائی کی طرفداری کی، اور تم بول کس کے لیے رہی ہو۔ ارے جس کمینے کی وجہ سے میرا بھائی مر گیا۔ التمش دوسرے ہاتھ سے اس کے جبڑے کو زور سے پکڑتے ہوئے

چلایا۔۔۔۔۔۔۔اس کی آواز سے زویا ایک پل کے لیے ڈر گئی۔۔۔۔۔۔۔

آہ چھوڑو۔ چھوڑو زویار نے اپنا پورا زور لگا التمش کا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹایا

مجھے کمزور مت سمجھنا، میں تم سب کا ظلم نہیں سہنے والی، وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔اور وہ مسلسل اس کا ہاتھ اپنے بالوں سے ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔وہاں پر کھڑا ہر انسان ایک معمولی لڑکی کی اتنی ہمت دیکھ کر دھنگ رہ گیا۔۔۔۔التمش خان کے سامنے اس کی ماں تک سوچ کر بولتی تھی۔۔۔پورا گاؤں التمش کے غصے سے ڈرتا تھا۔اس کے انداز دیکھ کر التمش غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔۔

تم جیسی لڑکیاں میرے جوتے کی نوک پر ہوتی ہیں۔اور ظلم تو ابھی تم پر ہوا ہی نہیں پر آج تمہیں اس کا احساس ضرور ہو گا۔۔التمش تمسخرانہ انداز میں بولا۔۔۔اس سے پہلے کہ زویار کچھ سمجھ پاتی۔۔التمش اسے تقریباً گھسیٹتے ہوئے حال سے لے گیا۔۔۔۔۔۔

چلو تم سب اپنے کام پر لگو تماشا ختم ہو گیا۔۔۔صائمہ بیگم اونچی اواز میں بولیں دو منٹ کے اندر سب بھاگ گے۔۔۔۔۔۔

التمش زویا کو گھسیتتے ہوئے ایک چھوٹے سے سٹور روم میں لایا۔۔۔۔۔جہاں فل اندھیرا تھا۔۔یہاں ہر طرف گندگی اور عجیب سی بدبو آرہی تھی۔۔۔۔

مرو ادھر تمہیں ظلم کا تھوڑا سا احساس ہو گا۔۔۔التمش نے اسے فرش پر

دھکہ دیا۔۔زویا فرش پر گر گئی اس کا ماتھا زمین سے بہت زور سے لگا۔التمش نے کمرے کا دروازہ بند کر بند کر دیا۔۔۔۔۔

آہ ابھی کل کی چوٹیں ٹھیک نہیں ہوئیں تھیں۔آج دوبارہ سے اسی جگہ پر چوٹ لگ گئی۔۔اپنا ماتھا سہلاتے ہوئے وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔

آس پاس سے بہت ساری بدبو آرہی تھی۔۔۔۔ادھر اُدھر دیکھنا چاہا پر ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔۔اپنے ہاتھ کا سہارا لے کر وہ اُٹھی۔۔۔ابھی دو قدم ہی چلے تھے کہ ایک لکڑی کی چیز ٹانگوں سے ٹکرائی۔۔۔اہستہ آہستہ چلتی وہ دروازے کے پاس آئی۔۔۔اور وہی بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

****

***

ماجد آپ مجھ سے نکاح کب کریں گے۔۔۔۔۔ماجد اس وقت شہر میں بنے اپنے چھوٹے سے فلیٹ میں روبینہ کی گود میں سر رکھے ہوئے بولا۔۔۔۔

جلد ہی کروں گا۔۔۔ابھی کل ہی تو میرے بھائی کی موت ہوئی ہے۔۔۔سب اسی صومے میں ہیں۔اوپر سے میں یہ صدمہ تو نہیں دے سکتا۔وہ آنکھیں بند کیے بولا۔۔۔۔

آپ کی تو شادی ہو چکی ہے اور دو بچے بھی ہیں۔۔۔۔۔اس کے باوجود آپ میرے ساتھ اس رشتے می کیوں ہیں۔۔۔وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

کیونکہ جانِ من میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔جب پہلی بار تمہیں یونی کے باہر دیکھا تبھی تمہاری ان زلفوں کا اسیر ہو گیا تھا۔۔اب تو بس یہی بس جانا چاہتا ہوں۔۔۔ماجد اپنے لہجے میں محبت سموتے ہوئے ہوئے بولا۔۔۔۔زوبیہ کو اپنے آپ پر غرور ہوا۔۔

ماجد بس ہمیں جلد ہی اپنا نام دے دیں میں اس رشتے کو ساری دنیا کے سامنے لانا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔۔وہ دوبارہ سے نکاح پر اسرار کرنے لگی۔۔۔۔

میں یہاں اپنی ٹینشن دور کرنے آیا ہوں اور تم نکاح کی رٹ لگائے بیٹھی ہو۔۔۔۔تمہیں میرا یہاں آنا پسند نہیں تو چلا جاتا ہوں۔۔وہ چڑتے ہوئے اُٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

معاف کر دیں ماجد سوری بس آپ کے دور جانے سے ڈر لگتا ہے مین آپ کو کھونا نہیں چاہتی۔۔۔۔۔روبینہ اس کے گلے لگتے ہوے بولی۔۔۔

اب پھر تمہارے منہ سے کوئی بات نا نکلے۔۔۔۔۔ماجد کہتا ہوا اس پر جھکا۔۔۔۔۔

روبینہ شہر کی ایک ماڈرن لڑکی تھی۔۔وہ یہاں یونی میں پڑھنے آئی تھی ہاسٹل میں رہتی تھی۔باپ مرچکا تھا۔۔ماں فالج کی مریض تھی۔۔ایک بہن سکول میں پڑھتی تھی۔۔اور اس سے چھوتا بھائی جوائے کا عادی ہو چکا تھا۔۔وہ اپنے آپ کو امیروں کے طور طریقوں میں ڈھالنا شروع کر چکی تھی۔۔۔۔ماجد نے اسے پہلی بار سڑک پر کھڑے دیکھا تھا۔

اس کے بعد اس نے اپنے ذریعے سے اس کے متعلق سب پتہ کروایا۔

دوسری بار وہ دونوں ایک پارٹی میں ملے ماجد نے اس سے باتیں کی اور ساتھ ہی فون نمبر مانگ لیا۔۔ دونوں کی گھنٹوں باتیں ہونے لگیں۔۔۔ ماجد کو لڑکیوں کو شیشے میں اتارنا بہت اچھے سے آتا تھا۔۔۔ زونیہ کو اپنے پیار میں پاگل کر دیا۔۔۔ وہ جائز ناجائز کی تمیز بھول گئی۔۔ جب بھی ماجد شہر آتا وہ اسے اپنے فلیٹ مین بلالیتا۔۔۔۔ اس کی ہر ضرورت ماجد پوری کرتا۔۔۔۔ روبینہ کچھ پیسے گھر بھیج دیتی۔۔۔ یہی کہتی کہ وہ سہر میں ہڑھائی کے ساتھ ساتھ نوکری کر رہی ہے۔۔۔۔ اب ماں کیا جانتی وہ کونسی نوکری کر رہی ہے۔۔ دونوں کے رشتے جو دو سال ہو چکے تھے۔۔۔ اب روبینہ چاہتی تھی کہ وہ نکاح کر لے۔۔۔ پر ماجد ایسا بالکل نہین چاہتا تھا۔۔۔ وہ بس ایسے ہی رشتہ رکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

****

دوپہر دو بجے کے قریب اریشہ نے جا کر سٹور روم کا دروازہ کھولا۔۔۔۔سامنے زویا بڑے آرام سے زمین ہر سو رہی تھی۔۔۔۔

اریشہ کو دیکھ کر بہت غصہ آیا۔۔۔۔وہ کیچن مین گئی۔۔اور ٹھنڈا پانی کا جگ لے کر سٹور روم میں آیا۔۔۔پانی کو زویا پر انڈھیل دیا۔۔۔۔

آہ۔۔۔وہ ایک دم سے خود پر پڑنے والے ٹھنڈے پانی سے چیخ کر اُٹھ بیٹھی۔۔۔اندھیرے میں بیٹھے بیٹھے وہ ناجانے کب سو گئی تھی۔۔۔

ہم۔نے سوچا تمہاری اندر اندھیرے سے جان نکل رہی ہو گئی پر یہاں تو مہارانی بہت مزے سے سو رہی ہے۔۔۔اریشہ غصے سے چلائی۔۔۔۔

ہاہاہ تھینک یو سوچ بہت مزے کی نیند آئی۔۔۔۔زویا انگڑائی لیتے ہوئے

اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔اریشہ کا منہ کھولا کا کھولا رہ گیا۔۔۔

نجو نجو۔۔۔۔۔اریشہ زور سے چلائی۔۔۔تو نجو (نوکرانی) بھاگ کر آئی۔۔۔

جی بی بی جی۔۔۔۔۔

اس کو پکڑو میرے ساتھ۔۔۔اریشہ نے کہا۔۔۔اس سے پہلے کہ زویا کو کچھ سمجھ آتی وہ اس کے بالوں کو ہاتھ میں پکڑ مٹھی بنا کر باہر کی طرف دکھیلا۔۔۔وہ اس کے لیے تیار نہیں تھی۔۔۔نجو نے بھی اس کے دونوں ہاتھ زور سے پکڑ لیے۔۔۔۔زویا کو بہت درد ہوا۔۔۔۔اس نے بہت کوشش کی۔اپنا آپ چھڑوانے کی پر نقام رہی۔۔۔۔

اریشہ اسے گھسیٹتے ہوئے کیچن میں لائی۔۔۔صائمہ بیگم تو اپنے کمرے

میں سر باندھ کر لیٹی ہوئیں تھیں۔۔۔۔۔

اریشہ نے اس کیچن میں لا کر چھوڑا۔۔۔۔

چائے بناؤ میرے لیے۔۔۔وہ اسے چھوڑتے ہوئے بولی۔۔۔

خود بنالو ہاتھ ٹوٹے نہیں ہیں تمہارے۔۔۔۔زویا اپنے بال ٹھیک کرتے ہوئے بولی

نجو چائے بناؤ۔۔۔اس نے حکم دیا۔۔

نجو جلدی سے حکم کی تعمیل کرنے لگی۔۔۔۔۔۔

اریشہ غصے سے زویا کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔زویا بھی ڈھیٹو کی طرح اسے

Zubi Novels Zone

گھور رہی تھی۔۔۔۔

نجو نے جلدی سے چائے بنا کر اریشہ کو پکڑائی۔۔۔اریشہ چائے کا گرم گرم کپ پکڑ کر مسکرائی۔۔۔اور دوسرے ہی پل وہی چائے زویا کے اوپر پھینک دی۔۔۔

آہ آہ۔۔۔۔۔۔۔۔زویا چلائی۔۔چائے سیدھی اس کے چہرے پر گرنے تھی۔۔اگر وہ جلدی سے دونوں بازو چہرے کے سامنے نا کرتی۔ اس سے ساری چائے اس کے دونوں بازوں پر گری تھی اور کچھ کپڑوں پر چائے کا کپ اس کے پاؤں پر گرا۔۔۔۔۔اس کی چیخیں حویلی میں گھونجیں۔۔۔

ہاہھھہ مزہ آگیا نا آئندہ میرے حکم کا وانکار کیا نا تو اس سے بھی بری سزا

دوں گئی۔۔۔اریشہ انگلی اُٹھا کر بولی۔۔۔۔۔۔

ٹھاہ۔۔۔۔۔زویا نے اپنے زخموں کی پرواہ کیے بنا اریشہ کے چہرے پر تھپر مارا۔۔

تم پاگل ہو۔۔۔۔۔خبردار آئیدہ میرے ساتھ ایسی حرکت کی ورنہ یہ ساس پان تمہاری ارمی۔ماردوں گئی۔۔۔۔۔زویا زور سے چلائی۔۔۔پہلے اتنے ٹھنڈے پانی سے نہلا دیا۔۔اوپر سے اتنی گرم چائے اس پر پھینک دی۔۔۔زویا کو وہ پاگل ہی لگی۔۔۔۔۔۔۔۔

تم نے مجھے مارا تمہاری اتنی ہمت۔۔۔۔۔۔اریشہ زور سے چلائی۔۔۔اور اسے مارنے کے لیے آگے بڑھی تبھی اسے عائلہ بھابھی نے آ جر روک لیا۔۔۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

نجمہ اسے لے کر جاؤ یہاں سے میں اریشہ کو سھنمبالتی ہوں۔۔۔۔عائلہ نے کہا۔۔۔ نجمہ اسے لے کر اس کے کمرے مین آگئی۔۔۔۔زویا کمرے میں آتے ہی اس بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔اور اپنا سر ہاتھ پر گرڑالیا۔۔۔۔۔

زویا جی۔۔۔آپ ان لوگوں سے پنگے مت لو۔اریشہ بی بی نے جو آج کیا وہ بہت برا ہے۔۔ہر آگر آپ نے کسی اور کو اتنا کچھ بولا۔۔تو وہ اس سے بھی براحال کریں گے۔۔۔۔یہاں کسی کے دل میں رحم نہیں آئے گا۔۔ نجمہ اسے پانی پلاتے ہوئے بولی۔۔۔اس کے دونوں بازو کپڑے سے صاف کرنے لگی۔۔۔

نجمہ تم مجھے نہیں جانتی میں ان سب ظالموں کے سامنے چپ نہیں رہوں گئی۔زویانامین سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

زویا جی آپ کل آئی تھیں اور دیکھیں آپ کا کیا حال ہو گیا ہے۔۔ سارے جسم ہر زخم بن گے ہیں۔اس حویلی اور گاؤں کے سارے مرد پہلے ہی ظالم ہیں۔۔۔آج تک کسی نے اپنی بیوی بہن کو پیار سے نہیں بلایا۔۔۔جو اپنی بیوی بہن کو مارتے ہوں وہ بھلا ایک ونی مین آئی لڑکی پر کیسے رحم کریں گے۔صائمہ بی بی جی بہت اچھی ہیں۔۔۔وہ بس انہیں ابھی اپنے بیٹے کا غم تازہ ہے۔اسی لیے وہ یہ سب کر رہی ہیں۔۔۔ نجمہ بولے جا رہی تھی زویا بے دھیانی میں سن رہی تھی۔۔۔

لیکن زویا جی۔ ہمیں بس اس حویلی کے ایک مرد حقیقت میں مرد لگتا ہے۔ نجمہ ایک دم بولی۔۔۔

کون؟زویا نے پوچھا

Zubi Novels Zone

التمش سائیں جن سے آپ کا نکاح ہوا ہے۔۔۔ وہ نا اپنی ماں بہن بالکہ ہر عورت کی عزت کرتے ہیں۔۔۔ وہ الگ ہی ہیں۔۔۔۔ چاہے وہ زیادہ غصہ کرتے ہیں مگر بہت اچھے ہیں۔۔ نجمہ مسکراتے ہوئے التمش کی ذات کی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھی۔۔۔۔

ہاہ کل سے میں بہت اچھے سے ان اج رویہ دیکھ رہی ہوں۔۔۔ کتنے کو اچھے ہیں مجھے پتہ ہے۔۔۔۔ زویا طنزیہ ہنستے ہوئے بولی۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

زویا جی نا کرو۔ کچھ دن گزر لینے دو آپ خود دیکھو گے۔۔۔۔۔ وہ کتنے اچھے ہیں۔۔ نجمہ اس کے جلے ہوئے ہاتھوں پر ٹیوب سے مرہم لگاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

نجمہ تمہاری عمر کتنی ہے؟

میری عمر جی بیس سال ہے۔یاں پر ساس نے بھیج دیا ہے۔۔۔ پچھلے دو سال سے یہی کام کر رہی ہوں۔۔۔ نجمہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

کیا تمہاری شادی ہو چکی ہے۔۔۔ کب ہوئی؟ زویا حیرانگی سے بولی۔۔

جی میری شادی جب میں پندرہ کی تھی تب ہوئی اب تو میرے دو بچے بھی ہیں۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔ زویا حیرانگی سے اتنی چھوٹی سے لڑکی کی باتیں سن رہی تھی۔۔

نجمہ کو باہر سے آوازیں آنے لگیں وہ اُٹھ کر چلی گئی۔۔۔۔۔

ٹارگٹ مل گیا۔۔۔ بس اب بہت جلد اس حویلی کی قسمت بدلے گئی۔۔۔ اللہ میاں آپ تو جانتے ہو۔میں کیا کر رہی ہوں۔۔ تو پلیز میری

مدد کرنا۔۔۔وہ دعا کے انداز میں اللہ سے باتیں کرنے لگی۔۔۔۔

اُٹھ کر اپنے کپڑے بدلے۔۔جو صبح ہی بی جی نے لا کر دیے تھے۔۔۔

****

اف اس گاڑی کو بھی ابھی خراب ہونا تھا۔۔۔۔ماجد رات کے بارہ بجے حویلی واپس آنے لگا تھا۔۔۔جب راستے میں اچانک گاڑی رک گئی۔۔۔وہ جب بھی شہر روبینہ سے ملنے جاتا تو اکیلا ہی جاتا۔۔۔۔۔کسی گارڈ کو ساتھ نا لے کر جاتا۔۔

گاڑی سے باہر نکل کر بونٹ کھول کر وہ چیک کرنے لگا۔۔۔۔سڑک پر کافی گاڑیاں آ جا رہین تھیں۔۔۔۔۔

کیاہوا کوئی مسلہ ہے گاڑی خراب ہو گئی۔۔۔۔اسے اپنے قریب سے آواز آئی۔۔۔پلٹ کر دیکھا تو سامنے حازم کھڑا تھا۔۔۔۔

تم۔کون؟ماجد نے رُکھے انداز مین پوچھا

جی میرا نام حازم ملک ہے۔۔میں بس یہاں گھر جا رہا تھا تو اپ کو دیکھا۔۔تو سوچا پوچھ لوں کسی مدد کی ضرورت تو نہیں۔۔۔حازم مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

تم کیا مکینک ہو جو یوں منہ اُٹھا کر چلے آئے۔۔۔ماجد جو پہلے ہی اریٹیٹ تھا۔۔غصے سے بولا۔۔

ہٹیے میں دیکھتا ہوں۔۔۔حازم نے اسے ہٹایا اور خود گاڑی کو چیک کرنے

لگا۔۔۔

آپ اب چلا کر دیکھیں۔۔۔اسنے کہا تو ماجد گاڑی کو سٹاٹ کرنے لگا۔۔۔اور گاڑی سچ میں سٹاٹ ہو گئی۔۔۔وہ بند کر کے باہر آیا۔۔۔

شکریہ۔۔۔میں غصے میں تھا تو بس چلا دیا۔۔۔وہ معزرت زہ انداز میں بولا

ارے کوئی نا یہ تو میرا فرض تھا۔۔۔۔ویسے آپ یہاں کسی کام سے آئے تھے۔۔۔حازم بولا۔۔۔

ہاں وہ بس کسی سے ملنے آیا تھا۔۔۔تم اسی شہر کے ہو۔۔۔ماجد اب اس سے کھل کر بات کرنے لگا۔۔۔۔

ہاں میں یہی رہتا ہوں۔۔۔ابھی میٹنگ سے فارغ ہوا تو گھر کو چل دیا۔۔۔۔دونوں آپس مین کافی دیر باتیں کرتے رہے۔۔۔۔آخر میں ایک دوسرے کا نمبر ایکسچینج کیا۔۔۔۔ماجد گاؤں کے راستے پر گاڑی کو لے گیا۔۔۔۔وہی پیچھے حازم نے گاڑی اپنے گھر کی طرف موڑ لی۔۔۔اس کے چہرے پر ایک عجیب سے مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔۔

****

Zubi Novels Zone

اگلی صبح وہ اُٹھی نماز پڑھی۔تو باہر سے بلاوا آگیا۔۔۔۔اپنے سر کے گرد ڈوپٹہ لپیٹے وہ باہر کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔

بولیں کیوں بلوایا ہے؟وہ سیدھی صائمہ بیگم کے سامنے کھڑی ہوئی۔۔۔

جاؤسب کے لیے ناشتہ بناؤ۔۔۔یہ ساری لسٹ ہے۔۔۔اکیلی بناؤگئی کوئی مدد نہیں کرے گا۔وہ تسبیح پڑھتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

سوری میں نہین بناؤ گئی۔۔۔آپ کے بھی ہاتھ پاؤں سلامت ہیں خود بنا لیں۔۔۔وہ پرچی کو زمین پر پھینکتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

نابنانے کا انجام تم نہین تمہارے گھر وا کے بھگتیں گے۔۔۔آج سے اگر ایک بھی کام سے منع کیا تو تمھں کچھ نہیں بولوں گے تمہارے گھر والوں کے لیے جینا حرام جر دیں گے۔۔۔۔۔آئمہ بیگم کی آواز آئی۔۔

ہممممم اچھا داؤ کھیلا ہے۔۔۔ چلیں ٹھیک ہے۔۔بناتی ہو ناشتہ۔۔۔وہ پرچی پکڑتے ہوئے کیچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

دیکھا بھابھی میرا آئیڈیا کام کر گیا۔۔۔اب اس چھوکری کو اسی کی زبان میں سمجھانا پڑے گا۔۔۔آئمہ بیگم اپنی کامیابی پر مسکرائیں

وہ کیچن میں آئی۔۔۔اور سب مردوں کے لیے ناشتہ بنانے لگی۔۔۔۔۔پراٹھے، چکن کڑاہی،اور بھی نا جانے کیا کیا۔۔۔۔۔
ایسا کھانا کھلاؤ گئی۔۔۔سب کے ہوش اُڑ جائیں گے۔۔۔اپنے جلے ہوئے بازوں کی پرواہ کیے بنا وہ ناشتہ بنانے لگی۔۔۔ناشتہ بنا کر ٹیبل پر لگایا۔۔۔اور خود کیچن میں آکر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔سب مرد کرسیوں پر آکر بیٹھ گئے۔۔۔۔

تھو یہ کیا ہے؟ جہانگیر خان کی آواز ڈائینگ ٹیبل پر گھونجی۔۔۔

کیا ہوا ابا جی آئمہ بیگم جلدی سے جلدی سے بھاگ کر ان کے پاس

پہنچی۔۔۔۔۔

یہ ناشتہ کس کم بخت نے بنایا ہے۔۔وہ گرجے

جی وہ اس چھوکری نے بنایا ہے۔۔جو نئی میں آئی ہے۔۔۔وہ ہکلاتے ہوئے بولیں۔۔۔۔۔

اس بد بخت کو بلاؤ۔۔۔وہ اپنا غصہ کنڑول کرتے ہوئے بولے۔۔۔

نجمہ نے کیچن میں آکر زویا کو باہر جانے کا بولا۔۔۔۔اپنے چہرے پر آئی مسکراہٹ کو سمیٹھ کر وہ باہر کی طرف بڑھی۔۔۔۔

کیا ہوا ابرے سائیں کیا کھانا پسند نہیں آیا۔۔۔وہ بے چارگی والا منہ بنا کر ان سب کے سامنے آکر بولی۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

یہ کھانا ہے اسے تم کھانا کہتی ہو۔۔۔ہر چیز میں مرچیں حد سے زیادہ ڈالی ہوئی ہیں۔ کسی مین نمک کا پورا ڈبہ ڈال دیا ہے۔۔۔۔کیا ہے یہ سب۔۔۔اوہ گرجدار آواز میں بولے اور سامنے پڑا چکن کا باؤل زمین پر دے مارا۔۔۔زویا ایک دم سے پیچھے ہوئی۔۔۔ورنہ دوبارہ سے اس کا پاؤ جل جاتا۔۔۔

چچ چچ بہت بری بات ہے بڑے سائیں کھانے کی بے حرمتی نہیں کرتے۔۔آگر آپ ایسا کرین گے تو گاؤں والے کیا سوچیں گے۔۔۔۔ہمارا سرپنچ ایسا ہے جیسے رزق کی بھی قدر نہیں وہ معصوم منہ بنا کر بولی۔۔۔۔

تیری اتنی ہمت تو نے جہانگیر خان سے زبان لڑائی۔۔۔وہ اُٹھے اور زویا کی طرف بڑھے۔۔۔۔وہ ایک پل کے لیے گھبرا گئی۔۔۔

آپ نے غلط کیا دیکھیں کھانا زمین پر پھینک دیا۔۔۔اگر نہین کھانا تھا تو کسی غریب کو دے دیتے۔۔۔ ہر ہاں آپ تو خود غریبوں کے پیسے کھا جاتے ہیں تو کیا کسی غریب کو دیں گے۔۔۔۔وہ ہمت پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔

ٹھاہ۔۔۔۔۔جہانگیر خان نے اپنا بھاری ہاتھ زویا کے چہرے پر مارا تو وہ زمین پر گر گئی۔۔۔التمش کب سے وہی بیٹھا سب سن رہا تھا۔۔۔اپنے سامنے اسے تھپڑ پڑا تو اس کا دل کسی نے مٹھی میں لے لیا۔۔۔۔

ارے آپ تو یہی کر سکتے ہیں۔۔۔ صرف عورتوں پر اپنا ہاتھ چلا سکتے ہیں۔۔مین نے سنا ہے آپ کی بچاری بیوی بھی آپ سے مار کھا کھا کر مر گئی تھی۔۔۔۔وہ دوبارہ سے کھڑی ہوتے ہوئے بولی۔۔۔۔جہانگیر خان کو چھوٹی سی لڑکی سے اتنی باتوں کی امید نہیں تھی۔۔۔۔ایک بار پھر ان کا

ہاتھ اُٹھا۔۔۔پر اس دفع ہوا میں ہی لہرا گیا۔۔۔

دادا جان کیوں بے فضول باتوں پر اپنا خون جلا رہے ہیں چلیے۔۔۔ورنہ بی پی ہائی ہو جائے گا۔۔۔۔التمش نے ان کو زبردستی اندر کمرے کی طرف لے جانا بہتر سمجھا۔۔۔زویا بہت زیادہ بول رہی تھی۔۔اور اس کا انجام بہت برا ہونے والا تھا۔۔اسی لیے التمش درمیان میں آگیا۔۔۔۔

التمش خان لے جاؤ انہیں اکیلے کمرے میں بند کر دو۔۔اندھیرا کرنا میں نے سنا ہے۔۔۔اندھیرے میں انسان کو اپنے گناہ بہت اچھے سے نظر آتے ہیں۔۔۔شائد ان کو بھی نظر آجائیں۔۔۔وہ بلند آواز میں بولی۔۔۔التمش اس کی بات پر ایک پل کے لیے پلٹا۔۔۔دونوں کی آنکھیں ملیں۔۔۔اسے ان آنکھوں میں ہلکی سے نمی اور درد دیکھا۔۔۔وہ دادا جان کو سھنمبالتے ہوئے کمرے میں لے آیا۔۔اور ان کا غصہ کنٹرول

کرنے لگا۔۔۔۔۔۔

دوسری طرف زویا کو صائمہ بیگم نے بہت ڈانٹا۔۔۔اسے ایک بار پھر گھر کی دھمکی دی۔۔۔۔ان سب باتوں کو بہت ارام سے سن رہی تھی۔۔ذہین ہی کہی اور اٹکا تھا۔۔۔۔۔۔

چونکہ سردیوں کی شرواعت تھی۔آج نا جانے کیوں بارش کا موسم بنا ہوا تھا۔جہانگیر خان کو تیخ جواب دینے کے بعد اس کے بدلے میں صائمہ بیگم سے کافی باتیں سننے کے بعد رات نو بجے وہ اپنے کمرے میں واپس آئی۔وہ بہت تھک چکی تھی۔۔سارا دن صائمہ بیگم نے اس سے کام کروائے تھے۔۔۔۔۔اور زویا نے ہر کام میں اپنا کارنامہ دیکھایا۔۔۔وہ سب کو بہت تنگ کر رہا تھا۔۔۔اور وہ یہی تو چلاہتی تھی۔۔۔

کمرے میں آئی تو پورا کمرہ خالی تھا۔۔

یہ بی جان کہاں چلی گئیں؟ شائد کسی کام سے گئی ہوں گی۔۔وہ سوچتے ہوئے ساتھ بنے واشروم۔میں چلی گئی۔منہ دھو کر جیسے ہی وہ باہر نکلی سامنے التمش کو دیکھ کر وہ گھبرا گئی۔۔۔۔وہ سامنے ہاتھ باندھے سخت نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔۔

بری بات ہے۔آپ جیسا امیر مغرور خان آج اس غریب،خون بہا میں آئی ہوئی لڑکی کے کمرے میں کیا کر رہا ہے؟وہ اپنا ڈوپٹہ سر پر لے کر اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے طنزیہ انداز میں بولی۔۔۔

تم جیسی بددماغ اور بدتمیز لڑکی کو اس کی اوقات یاد کروانے آیا ہوں۔جو تم نے آج داداجان سے بدتمیزی کی ہے اس کا حساب لینے آیا ہوں۔صرف تمہاری وجہ داداجان کا بی پی شوٹ کر گیا ہے۔وہ اس کے طنز کو بامشکل

ہضم کرتے ہوئے غصے سے بولا۔۔۔

اوگاڈ ایم سوری میری وجہ سے ان کا بی پی شوٹ کر گیا۔۔پر آپ یہاں کیا کر رہے ہیں جائیں اور جا کر انہیں ہسپتال لے کر جائیں یہ نا ہوا بے چارے اللہ کو پیارے ہو جائیں۔بڈھے ہو چکے ہیں۔۔۔اس عمر میں زرا سی بھی ٹینشن اوپر پہنچا سکتی ہے۔۔۔۔وہ ڈرامائی انداز میں افسوس ظاہر کرتے ہوئے بولی۔

ہمممم وہ بچارے تو اللہ کو پیارے نہیں ہوں گے۔پر تم آج ضرور اللہ کو پیاری ہو جاؤ گئی۔۔۔وہ لمبا سانس کھینچ کر بولا۔۔اور آگے بڑھ کر زویا کی کلائی ہاتھ میں لے کر اسے اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔۔۔۔

زویا اس اچانک افتاد کے لیے بالکل تیار نا تھی۔۔۔۔اس نے اپنی کلائی

چھڑانی چاہی پر مخالف کی پکڑ بہت مظبوط تھی۔ساری حویلی میں سناٹا سا تھا۔
وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹا ہوا سیڑیوں کی طرف بڑھا۔۔۔

چھوڑ مجھے کیا بد تمیزی ہے؟اپنی دوسرے ہاتھ کے ناخن اس کے بازو میں
گھسا دیے۔۔۔پر سامنے والا بھی شائد بلا کی ہمت رکھتا تھا۔

اوپر چھت پر لا کر اس نے زویا کو سامنے کی طرف دھکیلا وہ گرتے گرتے
بچی۔۔۔۔

تو مس زویا آج کی پوری رات تم یہی چھت پر گزارو گئی۔۔تم بہادر اور نڈر
ہو نا تو یہ ٹھنڈی ہوا یا رات کو ہونے والی بارش تمہیں کچھ نہیں کرے
گئی۔۔۔وہ بولا تو زویا کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔۔۔آسمان پر بادل گرج
رہے تھے۔۔ہوائیں بہت تیز تھیں۔۔۔۔کبھی بھی بارش ہو سکتی

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تھی۔۔۔

کیا ہوا؟ ہوش اُڑ گے۔ مس زویا آل دی بیسٹ بائے وہ مسکرا کر اسے چڑاتے ہوئے پلٹا۔۔۔۔

آپ نے بالکل ٹھیک کہا۔۔ میں بہادر ہوں۔اور آپ کو کیا لگتا ہے اس ٹھنڈ سے میں مر جاؤں گئی۔ بالکل نہیں مسٹر التمش! میرے اندر جو لا وا پل رہا ہے۔۔۔۔وہ تو اس حویلی کے ہر مرد کو تڑپتے ہوئے دیکھ کر ہی ٹھنڈا ہو گا۔۔۔آپ سب جو کرنا چاہتے ہیں کریں۔پر میں ہمت نہیں ہاروں گئی۔۔۔۔۔وہ اونچی آواز میں بولی۔۔۔۔۔ التمش ایک پل کو رُکا پھر چل دیا۔۔۔۔۔ چھت کا دروازہ بند کر کے وہ نیچے چلا گیا۔۔۔۔۔

یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے اب کیا کروں۔۔اتنی سردی ہے۔۔۔وہ اپنی دونوں

ہتھیلوں کو مسلتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ تبھی بجلی کڑکی ہوا کا زور تیز ہوا۔۔۔۔ایک دم سے بارش ہونا شروع ہوگئی۔۔۔۔۔وہ بنا چپل کے کھڑی تھی۔۔۔۔ادھر اُدھر دیکھا تو برے سے چھت پر ایک طرف چھوتا سا کمرہ دیکھا۔۔۔ جس کے سامنے چھوٹی سی شیڈ تھی۔۔۔۔وہ بھاگتی ہوئی اس شیڈ کے نیچے آگئی وہ فل بھیگ چکی تھی۔۔ کمرے کے دروازے پر پڑے برے سے تالے نے اس کا منہ چڑایا۔۔۔۔۔

بارش نے زور پکڑا۔۔۔وہ وہی بیٹھ گئی۔۔۔

یا اللہ مدد کر گیلے ڈوپٹے کو دونوں ہاتھ سے نچوڑا۔۔۔۔ بھیگ جانے کی وجہ سے اسے بہت سردی لگ رہی تھی۔۔۔وہ ہلکے ہلکے کانپ رہی تھی۔ پرسوں سے لگے ہر جوٹ ابھی تک مندمل نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔اور بازوں پر بنے چھالے اسے مزید تقلیف دے رہے تھے۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

اہ امی۔۔۔۔۔۔پلیز آجائیں۔۔۔۔۔وہ اب ٹوٹی تھی۔۔۔۔۔۔اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر وہ رو دی۔۔۔اتنا روئی کہ ہچکیاں بند گئیں۔۔۔۔۔وہ رونا بالکل نہیں چاہتی تھی پر آج ہمت توٹ گئی تھی۔۔۔چاہے عزم جتنا بھی برا ہو پر کسی پوائینٹ پر ہم ویک پر جاتے ہیں۔۔۔وہی زویا کے ساتھ وہ کبھی ناروتی ہر آج وہ خود کو ہر طرف سے بے بس محسوس کر رہی تھی۔۔۔

*************★**********★*******
***

اسے چھت پر بند کر کے وہ خود جہانگیر خان کے کمرے میں آیا۔۔ڈاکٹر انہین دوائی دے کر چلا گیا تھا۔۔۔اب ان کا بی پی کنڑول میں تھا۔۔۔بستر پر وہ آرام کر رہے تھے۔۔۔وہ وہی سے پلٹا۔

وہ سیڑیوں کی طرف جارہا تھا۔۔جب ایک کمرے سے رونے کی آواز آئی۔۔وہ اس کمرے کی طرف بڑھا۔ارسلان کا کمرہ تھا۔۔۔اندر جھانکا تو سامنے بیڈ پر بیٹھی صائمہ بیگم رو رہیں تھیں۔۔۔

اماں وہ چلتا ہوا ان کے پاس بیڈ پر آکر بیٹھ گیا۔صائمہ بیگم تصویر کو گلے سے لگائے رو رہی تھیں۔۔۔التمش نے انہیں سینے سے لگالیا۔۔وہ اور بلک کر رو دیں۔۔۔۔

اماں چپ کر جائیں طبعیت خراب ہو جائے گئ۔التمش نے انہیں چپ کروانے کی کوشش کی پر ناکام رہا۔۔۔

رو لینے دے التمش پتر اب تو زندگی بھر کا روگ ہے۔اپنا جوان بیٹا کھویا ہے میں نے۔ارے اس کی جگہ اللہ مجھے لے جاتا۔۔۔وہ ٹوٹ کر روتے

ہوئے بولیں۔۔۔۔۔التمش کی آنکھوں سے بھی آنسوں نکلنا شروع ہو گے۔۔۔۔

اماں رونے سے وہ واپس تو نہین آجائے گا۔رونے کی بجائے اس کی مغفرت کی دعا کریں۔۔۔اور سوچین اگر وہ آپ کو یوں روتا ہوا دیکھتا ہوا تو اسے اچھا نہیں لگے گا۔۔۔التمش خود کو سھنمبالتے ہوئے بولا۔۔۔نقصان بہت برا تھا۔پر اب کسی کو تو ہمت کرنی پڑے گئ۔۔۔۔صائمہ بیگم کو سھنمبالنا مشکل تھا۔پر یہ فرئضہ بھی التمش کو انجام دینا تھا۔۔۔
انہیں زبردستی دوائی کھلائی۔نیند کی بھی گولی تھی۔۔۔۔وہ روتے روتے سوچکیں تھیں۔۔۔

میرا وعدہ ہے اماں اپنے بھائی کے قاتل کو تنکا تنکا کر کے ماروں گا۔۔۔اس سے جُڑے ہر بندے کو تڑپاؤں گا۔۔۔صائمہ بیگم کے ہاتھ کو عقیدت

سے چومتے ہوئے وہ بولا۔۔۔اور اُٹھ کر کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔

ہاں منصور پکڑا اسے۔۔۔۔اچھی بات ہے۔۔۔وہی پر بند کر دو میں کل ملتا ہوں۔۔۔۔۔۔اپنے فون پر منصور سے بات کر کے وہ اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔۔زویا کو وہ یکسر فراموش کر چکا تھا۔۔۔۔۔سونے کے لیے بیڈ پر لیٹا اور کچھ ہی پل میں نیند کی آغوش میں چلا گیا۔۔

****************"****

اللہ جانے یہ لڑکی کہاں چلی گئی کے پوری حویلی چھان ماری کہی نہین ملی۔۔بی جان کمرے میں پریشان سی ٹہل رہی تھیں۔۔۔وہ پچھلے دو گھنٹوں سے زویا کو ڈھونڈ رہیں تھی۔۔

اگراس وقت کسی نے اسے باہر دیکھ لیا تو قیامت آجائے گئی۔۔اللہ اسے اپنی حفاظت میں رکھنا۔۔۔۔انہوں نے دل سے دعا کی۔۔۔۔۔۔اور وضو کرنے چلی گئیں۔۔۔۔۔۔وضو کر کے نماز پڑھنے لگیں۔۔۔۔۔

****

اسے سوئے ہوئے ابھی کچھ ہی گھنٹے ہوئے تھے جب اچانک گھبراہٹ کی وجہ سے آنکھ کھل گئی۔۔۔بیڈ پر اُٹھ کر بیٹھا اور پانی پینے لگا۔۔۔

اا تنی گھبراہٹ کیوں ہو رہی ہے۔۔۔وہ اُٹھ کر بالکنی کا دروازہ کھول کر باہر آگیا۔۔۔کھلی فضا میں سانس لی۔۔۔۔تو تھوری راحت ہوئی تو نظر سامنے زور شور سے ہوتی ہوئی بارش پر گئی۔۔۔ٹھنڈ کا احساس ہوا تو وہ پلٹ کر دروازہ بند کرتا اندر کمرے میں واپس آیا۔۔۔۔لائیٹ آن کی تو

سامنے نظر کلاک پر گئی۔۔۔جہاں ہر سوئی پونے ایک پر تھی۔۔۔

او شیٹ اتنے گھنٹے ہو گے۔۔۔وہ وہ تو اوپر بند ہے اور بارش۔۔۔۔او شیٹ وہ جلدی سے باہر کی طرف بھاگا۔۔۔جلدی سے اوپر چھت پر آیا۔۔۔

دوازہ کھول کر ادھر اُدھر دیکھا تو سامنے شیڈ کے نیچے بے ہوش وجود ہر نظر پڑی۔۔۔وہ بھاگتا ہوا اس تک آیا۔۔۔اور جلدی سے اس کا سر اپنی گود میں لیا۔۔۔

زویا زویا۔۔۔۔اُٹھو۔۔۔وہ اس کے چہرے پر ہلکا سا ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔۔۔وہ ہلکا سا کسمسائی۔۔۔۔۔۔

التمش نے اسے بازوں میں بڑھا اور نیچے کی طرف بڑھا۔۔۔۔دونوں فل

بھیگ چکے تھے۔۔۔۔وہ سے لیتے ہوئے سیدھا اس کے کمرے میں آیا۔۔۔شد شکر حویلی میں کوئی نہیں جگا تھا۔۔۔۔۔

دروازہ کھولا تھا۔۔اس نے جلدی سے اسے بیڈ پر لٹایا۔۔بی جان جن کی ابھی ابھی آنکھ لگی تھی کمرے میں شور کی وجہ سے اُٹھ گئیں۔۔۔۔

چھوٹے سائیں۔اپ اور یہ زویا بٹیا کو کیا ہوا۔۔اچانک ان دونوں کو اسطرح دیکھ کر بے جا سوالات ان کے ذہین میں ابھرے۔۔۔

بی جی آپ جلدی سے زویا کے کپڑے بدلیں۔میں آتا ہوں۔وہ کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔اپنے کمرے میں آیا جلدی سے کپرے تبدیل کیے اور ہاتھ میں چھوٹا سا ہیٹر اور ایک کمبل لیے وہ ان کے کمرے میں آیا۔۔۔۔

سامنے بی جان نے اس کے کپڑے تبدیل کر کے اس پر پتلا سا کمبل دے دیا تھا۔۔۔۔۔۔

التمش نے جلدی سے ہاتھ میں پکڑا کمبل اس پر اُڑایا۔۔اور ہیٹر ایک طرف لگایا۔۔

بی جان اس وقت میں ڈاکٹر نہیں بلا سکتا۔۔۔آپ بتائیں اسے اس حالت میں کیا دیں جس سے طبعیت سنبھلے۔۔۔۔۔التمش اس کے پیلے پڑے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔
سائیں زویا بٹیا بارش میں بھیگیں ہیں۔۔۔انہیں سردی لگ گئ ہے۔۔۔۔ابھی تو محبں صرف ایک قہوہ بنا سکتی ہوں۔۔۔باقی اگر ڈاکٹر آجاتا تو زیادہ بہتر تھا۔۔۔۔بی جی زویا کے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں جو

آگ کی طرف جل رہا تھا۔۔۔۔

آپ جلدی سے قہوہ بنائیں۔۔۔ ساتھ میں کچھ کھانے کے لیے اور بخار کی گولیاں لائیں۔۔۔۔ التمش جلدی سے بولا۔۔بی جی جلدی سے کمرے سے نکلیں جاتے وقت کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔۔۔۔ اگر اس وقت التمش کو کوئی یہاں دیکھ لیتا تو حویلی میں طوفان مچ جاتا۔۔۔۔

میں کتنا برا اسٹوپیڈ ہوں۔۔۔یوں بارش میں چھوڑ آیا۔۔۔۔ یہ بھی نہیں سوچا اسے کچھ ہو سکتا تھا اگر میں تھوڑی دیر اور نا جاتا تو؟؟؟؟۔۔۔۔وہ زویا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بولا۔جو آگ کی طرح دھک رہا تھا اس کی نظر زویا کے جلے ہوے بازون پر پڑی۔۔۔جہاں اب چھالے بن چکے تھے۔۔۔وہ جلدی سے اُٹھا اور بیڈ پر آ کر اس کے پاس بیٹھا اور اس کا دوسرا بازو دیکھنے لگا۔۔۔۔جہاں سیمم سچویشن تھی۔۔۔۔اس کے ماتھے پر بھی دو

جگہ پر زخم بنے تھے۔۔۔جہاں سے سنی پلس اتر چکا تھا اس نے نظریں چرا لیں۔۔۔۔جیسے خود پر ہی شرم آ رہی تھی۔۔ابھی کچھ گھنٹے پہلے ہی تو سب کو برباد کرنے کا وعدہ کر کے آیا تھا۔۔اب یوں اس ی تقلیف پر خود بھی بے چین ہو گیا تھا۔۔۔سائیڈ ٹیبل سے زخموں پر لگانے ولی مرہم نکال کر اس کے دونوں بازوں پر لگائی۔۔۔۔

تبھی زویا کی رونے کی آواز آئی۔۔۔وہ شائد نیند بخاد اور جسم میں ہونے والے درد کی وجہ سے رو رہی تھی۔۔۔التمش کچھ کرتا اس سے پہلے بی جی ٹرے لے کر اندر آ گئیں۔۔

۔انہوں نے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور زویا کو اُٹھانے لگیں۔۔۔جس نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔۔۔۔پر بخار کی شدت کی وجہ سے دوبارہ بند کر لیں۔۔۔۔

زویا چلو اُٹھو قہوہ پیو۔۔۔التمش نے اسے کندھوں سے پکڑ کر اُٹھایا۔۔۔زویا اپنے حواہس میں نہیں تھی۔۔وہ التمش کے سینے سے لگی بیٹھی تھی۔التمش نے اسے کندھے پر بازو پھیلا کر سیدھا بیٹھایا تھا۔۔۔اور اسے زبردستی قہوہ پلانے لگا۔۔اس کے بعد دوائی کھلائی۔۔۔۔۔

امی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔بھا۔۔۔۔۔۔۔۔ئِ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مارا۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ِ۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بے ربت الفاظ بول رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ا التمش کو کچھ نا سمجھ آیا کہ وہ کیا بول رہی تھی۔۔۔اس نے اسے بیڈ پر لٹایا اور کمبل برابر کیا۔۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

بی جی آپ بھی سو جائیں میں یہی ہوں۔۔وہ بول کر کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔بی جی اپنی جگہ پر جا کر سو گئیں۔۔۔۔التمش وہی بیٹھا اسے دیکھتا رہا اور بار بار بخار چیک کرنے لگا۔۔۔چار کا وقت تھا۔اب یہاں رکنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔۔۔التمش اُٹھ کر اس تک آیا دوبارہ سے بخار چیک کیا جو کہ اب بہت کم۔رہ گیا تھا۔۔۔اس نے سانس خارج کی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

کیا ہوا؟ یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہوئی ہو۔ماہ رخ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد باہر گارڈن میں آکر بیٹھی تھی۔تبھی وہاں سعد آیا۔

آپ یہاں۔۔۔۔میں بس جا ہی رہی تھی۔۔۔۔وہ جلدی سے اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

میں کیا بھوت ہوں جو اسطرح ڈر رہی ہو۔۔بیٹھو۔سعد کو ہمیشہ سے اس کا

یوں ڈر سہم کر رہنا برا لگتا تھا۔پر حویلی کے ماحول نے ماہ رخ کی شخصیت پر بہت گہرا اثر چھوڑ تھا۔۔اس میں کانفیڈینس ناہونے کے برابر تھا۔اسی لیے نکاح ہونے کے باوجود وہ سعد سے کبھی کھل کر بات نا کر پائی ہمیشہ کتراتی رہتی۔ہمیشہ سعد کو لے کر منفی سوچتی رہتی۔

سعد نے زبردستی اسے گھاس پر بیٹھایا۔۔اور خود بھی وہی بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

زندگی کتنی عجیب ہے نا۔۔۔ایک پل میں خوشیاں دیتی ہے تو دوسرے ہی پل زندگی کا سب سے غم دے دیتی ہے۔۔۔۔وہ کھوئے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔آج شائد وہ اپنے دل کا درد کسی اپنے کے ساتھ بانٹنا چاہتا تھا۔۔اور ماہ رخ سے زیادہ اپنا بھلا کون تھا۔۔

اللہ کے آگے ہمارا زور نہیں چلتا۔ارسلان کی زندگی اتنی ہی تھی۔وہ ہولے

سے بولی۔۔۔۔

لیکن وہ ہی کیوں؟ وہاں میں بھی تو تھا وہ گولی مجھے کیوں نہیں لگی۔۔ سعد گھاس کو مٹھیوں میں مسلتے ہوئے بولا۔۔۔

اسطرح تو ہر دوسرا انسان دوسرے کی موت اپنے اوپر لے لے۔۔۔۔ جب موت پکارتی ہے تو انسان اس سمت خود با خود چل دیتا ہے۔ ارسلان بھائی کی موت اس حویلی کے ہر بندے پر آزمائیش بن کر آئی ہے۔ اب ہم کیسے اس آزمائیش سے نکلتے ہیں یہ ہمارے ہاتھوں میں ہے۔۔۔۔ ماہ رخ اس کی بے چینی دیکھ کر بولی۔۔۔ وہ جانتی تھی وہ ارسلان کے کتنا قریب تھا۔

اس بے سکونی کو پتہ نہیں کب سکون ملے گا۔ وہ اپنے سینے کو مسلتے ہوئے بولا۔۔۔ آنکھوں میں پانی بھر آیا۔۔۔۔۔

ارسلان کی خلش تو ساری زندگی رہے گئی۔ ہمیں خود کو ثابت قدم رکھ کر باقیوں کو سھنمبالنا پڑے گا۔۔۔۔آج پہلی بار دونوں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ماہ رخ سعد کو یوں ٹوتے ہوئے دیکھ کر اسے سمجھا رہی تھی۔۔۔اور وقت ہوتا تو شائد ایک لفظ بھی نہیں نکلتا۔۔۔

ہمممم ویسے اچھی باتیں کر لیتی ہو۔آج تو زبان بھی ساتھ دے رہی ہے۔۔۔سعد اپنے موڈ کو صحیح کرتے اسکی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔

میں اندر جا کر ناشتہ بنالوں۔۔۔وہ جلدی سے اُٹھنے لگی۔۔۔۔جب سعد بے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔ماہ رخ کا دل دھڑ کا۔۔۔۔

یہ لوگ تو شاید اللہ کے عزاب سے ڈرتے نہیں۔۔۔پر پلیز تم التمش لالا کی

منکوحہ کو ان کے ظلم سے بچانے کی کوشش کرنا۔یہ نا ہو اس بیچاری کی آہیں اور سسکیاں حویلی والوں کو لگ جائیں۔۔۔سعد سنجیدہ لہجے میں بولا۔۔۔ماہ رخ نے سر ہلایا۔۔۔سعد نے کچھ پل اس کا جھکا ہوا سر دیکھا اور مسکرا کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔۔وہ جلدی سے اندر کی۔طرف بھاگی۔۔۔۔۔

ڈرپوک۔۔۔۔۔۔۔وہ مسکرا کر اسے یوں بھاگتے ہوئے دیکھ کر بولا۔۔۔

****

آہ جیسے ہی اسکی آنکھ کھلی۔۔۔سر میں شدید درد ہوا۔۔ہمت کر کے وہ بیڈ پر بیٹھی۔۔بخار مکمل نہیں اترا تھا۔۔بیڈ سے اتر کر وہ واشروم میں گئی فریش ہو کر وہ واپس بیڈ پر آ کر بیٹھی۔۔۔۔تبھی بی جان ہاتھ میں ٹرے پکڑے

کمرے میں آئیں۔۔۔

زویا بٹیا تم اُٹھ گئی۔۔۔ چلو جلدی سے یہ ناشتہ کر کے دوا کھالو۔۔۔۔بی جی نے دروازہ بند کر کے ٹرے اسے دی۔۔۔۔

بی جان یہ کہاں سے لائیں۔ کسی نے روکا نہیں۔۔۔زویا ٹرے میں پڑا ناشتہ دیکھ کر بولی۔۔۔۔

ابھی کوئی باورچی خانے میں نہیں آیا اسی لیے میں یہ لے آئی۔۔۔۔ جلدی کھالو۔۔۔۔وہ بول کر کمبل سمیٹنے لگی۔زویا چپ کر کے ناشتہ کرنے لگئی۔۔۔۔

بی جان مجھے چھت سے کون لایا۔۔۔۔کچھ یاد آنے پر اس نے پوچھا

التمش بابا لائے تھے۔اور تم پہلے بتاؤ چھت پر کیا کرنے گئی تھی۔۔۔۔یہ تو اچھا ہوا التمش سائیں تمہیں لے آئے ورنہ تم ابھی تک وہی پڑی ہوتی۔۔۔ ساری رات وہ یہی رہے۔ایک پل بھی آنکھ نہیں لگائی۔۔۔بی جان اس ہر غصہ کر رہیں تھیں۔۔۔۔

زویا چپ ہو گئی۔وہ نہیں چاہتی تھی۔۔بی جان کو دکھ ہو کہ التمش نے اس کے ساتھ کیا کیا تھا۔۔۔ناشتہ کر کے دوا کھائی۔۔۔ تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔بی جان نے جلدی سے ٹرے چھپا کر دروازے کی اُوڑ بڑھی۔۔۔۔

بی جی زویا بی بی کو مالکن بلا رہی ہیں۔۔۔سامنے نجمہ کھڑی تھی۔۔۔۔۔

زویا بٹیا کو تو بخار ہے۔۔رک مین مالکن سے بات کر کے آتی ہوں۔۔بی جی

کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔ نجمی بھی جانے لگی تبھی زویا نے اسے رُوک لیا۔۔۔

یہ تیرے چہرے اور بازو پر کیا ہوا ہے۔۔۔ زویا نے حیرانگی سے پوچھا

بس زویا باجی کیا بتاؤں کل میرا شوہر نشہ کر کے گھر آیا تھا۔۔ کھانے میں مرچ تیز تھی۔اسی بات پر اس نے مارنا شروع کر دیا۔۔ نجمہ آنسوں بہاتے ہوئے بولی۔۔۔

خدا غارت کرے۔۔۔۔۔۔

تم نے اسے روکا نہیں۔۔ لڑائی نہیں کی۔۔۔۔ زویا اسکو روتے ہوئے دیکھ کر بولی۔۔۔۔

استغفراللہ باجی کیا بات کر رہی ہو۔۔میں بھلا کیسے اپنے شوہر سے لڑ سکتی ہوں۔۔وہ تو میرے سر کا سائیں ہے۔۔اور یہ کون سا پہلی دفع مارا ہے۔۔ ویسے بھی وہ وہی کرے گا جو اس نے ساری زندگی دیکھا وہ ہی کرے گا۔۔اس کا ابا بھی اپنی بیوی کو مارتا تھا بچاری مار کھا کھا کر مر گئی۔۔۔وہ اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔۔۔

حد ہے نجمہ میں یہ بول رہی ہوں۔۔اس سے لڑ کر اسے بولو کہ آئیندہ تم پر ہاتھ نا اُٹھائے۔۔۔یا کسی بڑے سے بات کرو۔۔۔۔۔۔اگر پھر بھی وہ نا رُکے تو اس سے طلاق ہی لے لو۔۔۔۔۔زویا بولی۔۔۔

اللہ معاف کرے باجی کیا کیا باتیں بول رہی ہو۔۔۔میں مر جاؤ پر شوہر سے طلاق کبھی بھی نہیں لوں گئی۔۔وہ جیسا بھی ہے۔۔میرا شوہر ہے۔۔اپنی

ساری زندگی میں نے اس کے ساتھ گزارنی ہے۔۔۔میرے بچوں کا باپ ہے وہ۔۔ نجمہ نا میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔

تو کھاتی رہی مار۔۔۔۔۔۔۔یوں رونے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔زویا اسے غصے سے دیکھ کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

وہ چلتی ہوئی کیچن میں آئی۔۔۔۔

لائیں آج بھی مین ہی ناشتہ بناتی ہوں۔۔وہ برے مزے سے مسکرا کر کیچن کے اندر آئی۔۔۔۔

دفع دور لڑکی۔۔۔۔۔غضب خدا کا جو تم کل کر چکی ہو اس کے بعد تو کھانے کو ہاتھ بھی لگایا تو ہاتھ توڑ دوں گی۔۔۔آئمہ بیگم غصے سے بول کر

اپنے کام میں لگ گئیں۔

تم جاؤ میں نے اپنے کمرے میں بیڈ پر سوٹ نکال کر رکھا ہے اسے استری کر دو۔۔۔۔۔۔اریشہ سلاد کاٹتے ہوئے بولی۔۔۔

زویا سکون سے پلٹ کر چلی گئی۔۔۔راہ داری سے گزرتے ہوئے۔۔اسے صائمہ بیگم کے کمرے سے آواز آئی۔۔۔جہاں خالد صاحب ان پر بری طرح سے چلا رہے تھے۔۔۔

ہر وقت رو رو کر نحوست پھیلا رکھی ہے۔ تم ہو ہی منحوس جب سے زندگی میں آئی ہو زندگی حرام کر دی ہے۔۔آج تک ایک بھی دن ایسا نہیں جو سکون سے گزرا ہو۔۔۔۔وہ ان پر بری طرح چلا رہے تھے۔۔۔

آپ ایسے کیسے بول سکتے ہیں وہ ہمارا بیٹا تھا۔۔۔صائمہ بیگم روتے ہوئے بولیں۔۔۔۔

بس کرو۔۔۔جانتا ہوں بیٹا تھا۔ کیا کرواب وہ تو مر گیا اب کیا ساری زندگی اس کے غم میں بیٹھا رہوں کام نا کروں۔۔۔وہ ان پر چلا رہے تھے۔۔۔

ہر وقت منحوس صورت لیے پھرتی رہتی ہو۔۔۔۔۔۔وہ انہیں دھکہ دے کر کمرے سے باہر نکل گے۔۔۔۔زویا ایک دم چھپ گئی۔۔۔۔۔جیسے ہی وہ چلے گے وہ دبے قدموں سے صائمہ بیگم کے کمرے میں آئی۔ جہاں وہ سامنے بیڈ پر بیٹھ کر اپنے سر کو پکڑ کر رو رہیں تھیں۔۔۔ماتھے پر ایک طرف سے ہلکا سا خون نکل رہا تھا۔۔۔۔

زویا پلٹی اور ڈریسنگ ٹیبل سے فسٹ ایڈ کٹ لے کر وہ صائمہ بیگم کے پاس

قدموں میں بیٹھ گئی۔۔۔

آپ اتنی کمزور نہیں ہیں جتنی ان کے سامنے بن جاتیں ہیں۔ایک دفع ہمت کر کے انہیں جواب دیں۔شوہر کو اللہ نے بیوی کا ہمراز غمخوار بنایا ہے۔۔۔یہ کہی نہیں بولا جب دل چاہے اس کی تذلیل کر کے اس کا دل چھلنی کر دو۔۔۔۔آپ نے خود انہیں اتنی رائیت دی ہوئی ہے جو آج وہ آپ پر ہاتھ اُٹھ رہے ہیں۔انہین یہ یاد کروائیں کہ آپ ان کی بیوی ہیں غلام نہیں جو یوں ہر وقت نار کھاتی رہیں گئی۔۔جب تک آپ خود انہین رُکیں گئی نہیں تب تک وہ یہی ظلم کرتے رہیں گے۔اپنے لیے لڑیں آپ کو خوش رہنے کا حق ہے۔۔۔یہ زندگی آپ کی ہے۔۔۔۔زویا ان کے زخم ہر مرہم لگاتے ہوئے بول رہی تھی اور صائمہ بیگم پر سکون سی اسے سن رہیں تھیں۔۔تبھی اس کے آخری جملے کو سن کر وہ دھنگ رہ گئی۔

یہ زندگی میری ہے۔مجھے خوش رہنے کا پورا حق ہے۔۔۔میں اپنی خوشیوں کے لیے جو دلڑوں گئی۔۔۔۔نجانے کیوں اس پل سالون پہلے کسی کے کہے ہوے جملے آس پاس گھونجے۔۔۔۔۔۔

جاو یہاں سے۔۔۔ایک دم ہوش مین آتے انہوں نے زویا کو پیچھے دکھیلا۔۔۔۔زویا ارام سے اُٹھی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔جو کرنے آئی تھی وہ کر چکی تھی۔۔۔اپنا کام ختم کر کے وہ پر سکون سی ہو کر باہر نکل گئی۔۔۔اور اریشہ کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

صائمہ بیگم زویا کی باتوں کو سوچ رہی تھیں۔۔۔۔

****

زویا نے آرام سے سامنے پرا ابکو جوڑا اُٹھا۔۔۔

اریشہ میڈم اب تمہارے کپڑے استری کرتی ہوں۔۔وہ کچھ سوچتے ہوئے مسکرائی۔۔۔اور باہر آئی۔۔سا یک طرف تھوڑی سی جگہ پر استری سٹینڈر کھا تھا یہ چھوٹا سا حصہ تھا جہاں پر ایک طرف سٹینڈ پر استری شدہ کپڑے پڑے تھے۔۔۔

قمیض کو سامنے رکھ کر اوپر استری رکھ دی۔۔۔اور مسکرانے لگی۔۔۔

التمش جو چار بجے سویا تھا۔۔۔اب صبح گیارہ بجے اُٹھا۔۔۔فریش ہو کر وہ جلدی سے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔۔۔بے چین نگاہیں زویا کو ڈھونڈ رہی تھیں۔

پتہ نہیں اس کا بجار اترا بھی ہو گا کے نہیں۔۔۔اپنے کندھوں پر پڑی اجرک شال کو درست کر کے وہ چلتا ہوا نیچے کی طرف بڑھا۔جب کسی کی چیخ پر رُک گیا۔۔۔۔آواز کی سمت بڑھا۔۔۔

یہ کیا کیا میرا اتنا پیارا سوٹ جلا دیا۔اریشہ اپنے نیلے سوٹ پر بڑا سا دائرہ دیکھ کر بولی۔۔۔

میں نے تو پہلے ہی سب کو بتایا تھا۔۔مجھے گھر کا کوئی بھی کام نہیں آتا۔۔پر تم لوگوں نے جان بوجھ کر مجھے بولا کام کرو کام کرو۔۔۔یہ لو کر دیا کام۔۔زویا معصوم سا چہرہ بنا کر بولی۔۔۔

میں تمہارا سر پھاڑ دوں گئی۔۔۔اسکی سزا ملے گئی۔۔۔اریشہ بول کر استری کی طرف بڑھی اور گرم استری لے کر زویا کے بازو پر لگانے لگی۔

اریشہ تمہارا دماغ خراب ہے کیا ہو گیا ہے۔۔یہ کیا کر رہی ہو؟ تبھی التمش جو آواز سن کر اسطرف آیا تھا۔۔ان دونوں کی باتیں سن کر جلدی سے

اسطرف بڑھااور اریشہ کے ہاتھ سے استری لے کر اسے آف کر کے سائید پر رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

لالا اس پاگل نے میرا سارا سوٹ جلا دیا۔۔۔یہ دیکھیں۔اریشہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔۔

میں نے تو پہلے بولا تھا۔۔۔مجھے کچھ نہیں آتا۔۔۔زویا معصوم سا منہ بنا کر بولی۔۔۔

Zubi Novels Zone

بس کرو تمہارے پاس ایک ہی سوٹ نہیں ہے۔۔۔جاو یہاں سے میں بعد میں بات کرتا ہوں۔۔وہ اپنا سر مسلتے ہوئے بولا۔۔۔اریشہ غصے سے وہاں سے نکل گئی۔۔

ایسا کیوں کیا؟اب وہ زویا سے مخاطب تھا۔۔۔

میری مرضی میں تو اب ایسا ہی کروں گئی۔۔۔وہ اپنے دونوں بازوں باندھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

بخار تو نہیں ہے۔۔پھر یہ پاگلوں والی حرکتیں کیوں؟التمش نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بخار چیک کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔زویا تو اچک کر رہ گئی۔۔۔۔۔

اپنی حد میں رہیں مسٹر خان ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ہٹیں۔۔۔وہ غصے سے اسے سائیڈ پر دھکیلتے ہوئے نیچے کی طرف بڑھی۔۔

ہمم ایسا نہیں لگتا یہ ونی بن کر آئی ہے۔۔حویلی میں ایسے گھومتی ہے جیسے

ساری حویلی اسی کی ہو۔۔۔۔ وہ اپنا سر جھٹک کر آگے بڑھا۔۔۔وہ سیدھا مردان جانہ میں آیا۔۔۔۔ جہاں جہانگیر خان بیٹھک لگائے بیٹھے گاؤں والوں کے مسلوں کو حل کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔

بھائی پلیز صرف آج آخری دفع شاپنگ پر لے جائیے۔ پلیز اپ میرے پیارے والے بھائی نہیں ہو۔ سیرت سراج کو مسکے لگا کر شاپنگ پر لے جانے کے لیے منانے کی کوشش کر رہی تھی۔

سیرت جی بھائی بالکل بھی نہیں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ تم شاپنگ کے نام پر دوسرے بندے کو موت کے قریب لے جاتی ہو۔۔اگلا بندہ بھی توبہ کرتا ہے کہ کب کس وقت اس نے تمہاری بات مان لے اور چل دیا۔ منت قریب ہی صوفے پر لیٹی ہوئی تھی۔۔وہ بھی چھیڑنے سے باز نا آئی۔

اصل میں جب سیرت شاپنگ پر جاتی تو وہ ایک گھنٹے کی شاپنگ تین گھنٹے (

میں کرتی۔اور دوسرا وہ دکاندار سے بحث بہت کرتی تھی۔جس کی وجہ سے (سب ہی چڑتے تھے۔

تم سے کسی نے مشورہ مانگا۔چپ کر کے بیٹھی رہو۔۔۔۔وہ غصے سے بولی۔۔۔

سیرت گڑیا مجھے آج کام بہت زیادہ ہے میں تو نہیں جا پاؤں گا۔سراج مسکراہٹ دبا کر بولا۔۔

بھائی آپ میری بات نہیں مان رہے۔وہ بھائی جو میرا فیورٹ ہے۔جسے میں نے اپنے دل میں سب سے اوپر رکھا ہے۔جس بھائی کا ہر کام میں کرتی ہوں۔وہ بھائی جو سب سے پہلے میری بات مانتا تھا آج میرا بھائی میری ہی بات سے انکار کر رہا ہے۔اور بات بھی کیا بس شاپنگ ہی تو کروانی ہے۔وہ

فل۔ڈرامائی انداز میں بولی۔۔پاس بیٹھی حمیدہ بیگم کی ہنسی نکل گئی۔۔۔

یہ میری وہی بہن ہے جیسے کل میں نے کافی بنانے کے لیے بولا تھا اور میڈم جی نے بہانا بنا کر منع کر دیا تھا۔۔سراج اس کے کان کو مڑورتے ہوئے بولا۔۔۔

ہائے مائی لوڈ معاف کر دیجیے۔آئندہ آپ کی یہ غلام ہر کام کرے گئی۔۔آہ۔۔۔وہ زور سے چیخی۔۔۔سراج ہنس دیا۔۔سراج نے اس کا کان چھوڑ دیا۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے۔کیوں جاہلوں کی طرح چلا رہی ہو۔گھر میں رہنے کی تمیز نہیں۔پہلے ہی سر میں درد ہے۔اوپر سے کب سے تمہاری بکواس میرے کانوں میں پڑ رہی ہے۔تبھی سامنے والے کمرے کا دروازہ کھولا اور

حازم چلاتا ہوا باہر آیا۔۔۔وہ رات دیر سے سویا تھا۔اور ابھی سیرت کی آواز سے آنکھ کھل گئی۔

سوری بھائی! وہ نم آواز میں بولی۔۔۔۔

جاہل اب کسی کی اواز نا آئے۔وہ بولتا ہوا واپس کمرے میں گھس گیا اور دروازہ بند کر دیا۔۔۔

سیرت روتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔۔پیچھے منت اور سراج روکتے رہ گئے۔پر وہ کسی کی سنے بغیر کمرے میں بند ہو گئی۔۔۔

حد ہے بچی کو رُلا دیا۔۔سراج وہ ساپنگ پر ہی۔جانے کی ضد کر رہی تھی پر تم دونوں تو ہر وقت میری پھول سی بچی کو تنگ کرتے رہتے ہو۔حمیدہ بیگم

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

دونوں کو ڈانٹتے ہوئے بولیں۔

ماما ہمیں ڈانٹنے کی بجائے اپنے اس اکڑو سڑیل بیٹے کو ڈانٹے۔ جو جب بھی بولتے ہیں ایسا لگتا ہے کڑوا کڑیلا کھایا ہو۔۔۔ سراج غصے سے اور اونچی آواز میں بولا۔ وہ جانتا تھا اندر آواز جا رہی ہو گئی۔۔۔

چپ رہو سراج وہ تمہارا بڑا بھائی ہے۔ حمیدہ بیگم نے اسے ڈانٹا۔

ان کی منگیتر کو لے آیئے ورنہ یہ نا ہو تب تک ہم سب کا کچا کھا جائیں۔ جب سے وہ گئیں ہیں تب سے بھوکے شیر کی طرح ہر کسی پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ وہ غصے سے بولتا سیرت کے کمرے کی طرف بڑھا۔

سیرت گڑیا سوری چلو جلدی سے تیار ہو جاؤ ہم شاپنگ پر جا رہے ہیں۔ آج

تمہیں کھلی چھوٹ ہے اپنے اس بھائی کا سارا بٹوہ خالی کر دو۔ سراج اسے منانے کے لیے بولا۔۔۔۔

مجھے نہیں چاہیے آپ کے پیسے مجھے کسی سے بات نہیں کرنی میں تو زیادہ ٹائم لگاتی ہوں نا۔ جائیں اپنا ٹائم بچائیں۔ وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔۔

منت جلدی سے باہر آجاؤ آج ہم دونوں شاپنگ کر کے آتے ہیں۔ جس کو منہ بنانا ہے بنائے راستے میں ہم پیزہ بھی کھائیں گے۔ سراج جانتا تھا اب سیرت بھاگ کر آجائے گئی۔ وہ دونوں باہر کی طرف بڑھے۔۔ جب پیچھے سے سیرت کی اواز آئی۔

میں نے اب ایسا بھی نہیں کہا کہ بالکل نہیں جاؤ گئی میرا دل ویسے بھی برا ہے۔ میں نے آپ جو معاف کیا۔ چلیے چلتے ہیں۔ وہ اپنا موبائل پکڑتے

ہوئے بولی۔۔اور ان دونوں کے آگے چلنے لگئی۔منت اور سیراج کے

ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔۔۔۔۔۔۔

****

بی بی جی بڑے سائیں نے پیغام بجھوایا ہے کہ جو لڑکی ونی میں آئی ہے اسے

بولیں کہ چائے لے کر مردان خانہ میں آئے۔وہ لڑکا آنکھیں جھکائے

جہانگیر خان کا پیغام وہاں پر کھڑی سب عورتوں کو سنا رہا تھا۔

تمہیں اندر آنے کا کس نے کہا۔صائمہ بیگم غصے سے بولیں۔

جی وہ بڑے صاحب نے بولا تھا۔وہ منمنایا۔۔۔

ابا جی کو بھی پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے جاؤ۔اور خبردار آئندہ اندر آئے۔وہ غصے

سے بولیں۔وہ لڑکا مڑ کر بھاگ گیا۔

زویا جو کہ کیچن میں برتن دھو رہی تھی۔اس کے ہاتھ ایک پل کے لیے تھم گے۔بی جی بھی سن چکی تھیں انہوں نے جلدی سے چائے چولہے پر چڑھائی۔۔۔۔

اے لڑکی یہ چائے لے کر مردان خانے میں جاؤ۔آئیمہ بیگم نے حکم دیا۔۔۔۔

جی زویا جو کہ برتن دھو چکی تھی اپنے ہاتھ صاف کر کے دوپٹہ اچھے سے سر اور کندھوں پر پھیلایا۔اور چائے کی ٹرے لے کر جانے لگئی۔۔جب پیچھے سے صائمہ بیگم کی اواز گھونجی۔

اۓ لڑکی خبر دار جواب تم۔نے وہاں جاکر کوئی بد تمیزی کی۔ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔

جی بالکل بد تمیزی اور زویا بالکل بھی نہیں وہ دانت نکالتے ہوۓ بولی۔اور آگے بڑھ گئی۔۔۔

ان کی تو ایسی واٹ لگاؤ گئی۔سات پچھتیں یاد رکھیں گئی۔۔وہ اپنا پلین بنا کر مردان خانے کے اندر داخل ہو گئی۔۔۔

زویا جب اندر داخل ہوئی تو کئی نظریں اسکی طرف اُٹھیں۔سب ہی حیرانگی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔کسی نے بھی لڑکی کا یہاں پر آنا ایسپکٹ نہیں کیا تھا۔۔(کیونکہ اس حویلی کی روایات تھی۔ناکوئی عورت مردان خانے میں آسکتی تھی اور ناکوئی غیر مرد حویلی کے اندر جاسکتا تھا۔مردان

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

خانہ مین گیٹ کے ایک طرف بنا ہوا تھا۔یہ کافی بڑا حال تھا۔جہاں پر کالین بیچھی ہوئی تھی۔اور کافی سارے تکیے رکھے ہوئے تھے۔۔۔سامنے جہانگیر خان بیٹھتے تھے۔اور باقی سب دونوں سائیوں پر بیٹھتے تھے۔اور یہی سب گاؤں کے کام ہوتے تھے۔)۔۔۔

لیجیے بڑے سرکار اپ سب کی چائے اگئی۔وہ مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔اور سامنے پڑی ٹیبل پر چائے کی ٹرے رکھ دی۔۔۔

ایک لڑکی مردان جانہ میں توبہ توبہ سب اپس میں یہی باتیں کرنے لگے۔۔۔

ارے آپ سب سوچ رہے ہوں گے ایک لڑکی یوں منہ اُٹھا کر مردان خانے میں کیسے آگئی۔زیادہ مت سوچیے میں بتاتی ہوں۔وہ اصل میں نامیں

یہاں آپ سب کے سائیں اور بڑے سرکار جہانگیر خان کے حکم پر آئی ہوں۔انہوں نے صدیوں پرانی روایات اور اپنے اصول بدل دیے ہیں۔ اب سے روز میں ہی چائے لے کر آؤ گئی۔زویا مسکراتے ہوئے بولی۔جہانگیر خان غصے سے بس اسے گھور رہے تھے۔۔

اے لڑکی زیادہ بکواس مت کرو۔اور سب کو چائے دو۔خالد صاحب غصے سے بولے۔وہ جو بول رہی تھی اس سے کافی بے عزتی ہو رہی تھی۔جہاگیر خان کا پلین تو اسے شرمندہ کروانا اور اسے اس کی اوقات یاد کروانا تھا۔پر یہاں زویا نے سب پلٹ دیا۔۔۔۔وہ بس اپنے غصے کو پی رہے تھے یوں بری محفل میں اس سے اولجھنا نہین چاہتے تھے۔

کاش یہ اصول آپ نے سالوں پہلے بدلے ہوتے تو آج سب بدلا ہوتا۔زویا جہانگیر خان کے پاس آ کر آہستہ آواز میں بولی اور ساتھ ہی چائے پکڑا

دی۔۔۔اس کی آنکھوں میں واضح لالی تھی۔۔اسکی بات کو وہ سمجھ نا پائے۔

وہ اہستہ آہستہ سب کو مسکرا مسکرا کر چاے دے رہی تھی۔جب آخر میں سب سے آخر میں بیٹھے شخص کو جب وہ چاے پکڑانے گئی۔تو اس نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔۔۔۔

زویا ایک دم کانپ گئی۔اور جلدی سے اپنا ہاتھ چڑوایا۔۔یہ سب کسی نے نہیں دیکھا تھا۔جیسے ہی اس نے ہاتھ چھڑوایا۔۔چاے کا کپ اس شخص پر گر گیا۔

بے وقوف لڑکی تمہیں ذرا بھی عقل نہیں رفاقت صاحب چلائے۔زویا اس وقت نروس ہو چکی تھی۔اسے بولا ہی نہین گیا۔۔۔۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ وہ کچھ بولتی اسے سے پہلے پیچھے سے آواز آئی۔ جو کہ التمش کی تھی۔۔ جو کہ ابھی ڈیرے سے واپس آئی تھا جب اس نے رفاقت صاحب کی آواز سنی۔۔۔۔ تو اس کے قدم اسکی طرف بڑھ گے۔۔۔

زویا نے پلٹ کر دیکھا۔

تم یہان کیا کر رہی ہو۔ زویا کو یہاں دیکھ کر اس کا دماغ بھک سے اُڑ گیا۔۔۔ وہ غصے سے بولا۔۔۔

وہ میں یہاں نہیں آپ کے دادا جان نے بولایا ہے۔ کہتے ہین چائے دے جاؤ۔ وہ اپنے آپ کو سھنمبال چکی تھی۔ فوراً معصوم سا چہرہ بنا کر بولا۔ اسکے الفاظ سن کر التمش کے ماتھے کی رگیں تن گئی۔۔۔

جاؤیہاں سے وہ سخت لہجے میں بولا۔۔زویااگلے ہی پل وہاں سے نکل گئی۔۔۔

تم سب اپنا رستہ ناپو دو منٹ ہیں جلدی کرو۔۔وہ وہاں پر بیٹھے ہر شخص کی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔۔سب کے سب اگلے ہی پل وہان سے نکل گے۔۔۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

یہ سب کیا تھا؟وہ ان تینوں کی طرف مڑا۔

کچھ نہیں بس اس لڑکی کو اسکی اوقات یاد دلوانی تھی اسی لیے یہ سب کیا۔ جہانگیر خان گردن اکڑاتے ہوئے بولے۔۔۔

آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔کیا آپ روایات بھول چکے ہیں۔وہ

چلایا۔۔۔

التمش خان یہ مت بھولو تم کس سے بات کر رہے ہو۔ وہ تمہارے دادا ہیں۔ تمیز سے بات کرو۔ جالد صاحب اسے ڈانٹتے ہوئے بولے۔۔۔

یہی تو مسلہ ہے۔ وہ اپنی اکڑ غرور میں سب بھول رہے ہیں صحیح غلط کا فرق بھول چکے ہیں۔۔ وہ اپنے غصے کو کنڑول کرتے ہوئے بولا۔۔۔

تم شائد بھول رہے ہو جس لڑی وکالت تم کر رہے ہو وہ ونی میں آئی ہے۔ میں نے بس اسے یہ یاد دلوایا کہ اس کا اس کی اوقات اس حویلی میں نوکرانی سے بھی نیچے ہے۔ وہ بہت اونچا اُڑ رہی تھی۔ میں نے بس پڑ کاٹنے کی کوشش کی۔ جہانگیر خان اپنے حُقے کا دھواہوامین چھوڑتے ہوئے بولے۔۔۔۔

دادا جان آپ بھی یہ مت بھولیں وہ اس حویلی مین چاہے ونی میں آئی ہو پر وہ میرے نام سے جُڑی ہے۔آپ سب اسکے ساتھ جو بھی کریں میں کچھ نہیں بولوں گا۔پر یوں سرِ عام اس کا اور اپنی عزت کا تماشا نہیں بنے دوں گا۔اسے مردوں کی محفل میں یوں نمائیش میں نہیں آنے دوں گا۔۔وہ دانت پیستے ہوے بولا۔۔۔

تم اس لڑکی کے لیے ہم اب سے بدتمیزی کر رہے ہو۔جالد صاحب غصے سے بولے۔۔

ابا مجھے تو آپ پر افسوس ہو رہا ہے۔آپ سب اپنے غرور میں اتنے بہ چکے ہیں کہ ایک لڑکی کو نیچے گرانے کے لیے اسے اوچھے ہتکنڈھوں پر اتر آئے ہیں۔

خیر مین بھی کہاں اپنا سر پھوڑ رہا ہوں۔اپ سب نے تو آج تک اپنی بیوی بیٹی کو عزت اور پیار نہین دیا تو یوں کسی غیر کی بیٹی کی عزت کی بھلا کسے پرواہ ہو گئی وہ طنزیہ انداز میں بولا اور اگلے ہی پل وہاں سے نکل گیا۔۔۔

اس پر نظر رکھو۔مجھے بعاوت کی بد بو آرہی ہے اور یہ ہم سب کے لیے بالکل بھی اچھا نہیں ہے۔۔اس لڑکی کا کچھ کرنا پڑے گا۔۔۔جہانگیر خان اسے جاتا ہوا دیکھ کر بولے۔۔۔۔

****

وہ اپنے غصے کو کنڑول کرنے کے لیے باغ کی طرف آگیا۔ابھی بھی اس کی نظروں کے سامنے زویا کا یوں ان سب مردوں کے سامنے بنا پردے کے

کھڑا ہونا نظر آ رہا تھا۔۔یہی سوچتے سوچتے اسکی رگیں تن رہیں تھیں۔۔۔

لالا التمش لالا مجھے آپ سے بات کرنی ہے کیا آپ فری ہیں؟اریشہ جو کہ کب سے التمش کو ڈھونڈ رہی تھی۔اسے باغ مین کھڑے دیکھ کر فوراً اسطرف آ گئی۔۔۔

ہاں بولو کیا بات ہے۔التمش نے اپنا موڈ ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔۔۔

لالا پلیز آپ ابا سے بات کریں کالج کے ایڈمیشن کی کل لاسٹ ڈیٹ ہے۔اریشہ نے آج ہی پتہ کروایا تھا۔

دیکھو اریشہ تم جانتی ہو دادا جان کبھی بھی نہیں مانے گے۔ارسلان جس طرح سے ہم سب سے دور ہوا ہے میرا دل نہین کرتا کہ اب تم ایک پل

بھی میری نظروں سے دور ہو۔وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔

لالا حویلی میں بیٹھے رہنے سے میری موت بھاگ نہین جاے گئ۔لالا میں نے کبھی آپ سے کچھ نہیں مانگا پلیز میری بات مان جائیں۔۔پلیز میری خواہش ہے۔۔لالا پلیز وہ التجا کرنے لگی۔۔۔

اریشہ ابھی میرا موڈ بہت ڈسٹرب ہے فلحال تم اندر جاؤ۔التمش نے اس کی نا سنتے ہوئے کہا۔۔اریشہ بھی سمجھ گئ کہ اب کوئی فائدہ نہین وہ روتے ہوح چلی گئ۔۔۔ایک التمش ہی تھا جو اسکے حق مین لڑ سکتا تھا۔پر آج وہان سے بھی مایوسی ہو گئ۔۔۔۔زویا جو کہ کپڑے دھونے کے لیے حویلی کے ایل طرف بنے لانڈری ایریہ کی طرف جا رہی تھی۔جو کہ باغ کے ایک طرف تھا۔رستے میں اسنے التمش اور اریشہ کی ساری بات سن لی۔۔۔۔وہ خاموشی سے کپڑے دھونے لگی۔۔۔

****

وہ پچھلے دو گھنٹے سے کپڑے دھو رہی تھی۔۔دھو کیا خراب کر رہی تھی۔ اس نے سب کپڑے رنگ بھرنگے۔اور سفید ایک ساتھ مشین میں ڈال دیے تھے۔ جس کی وجہ سے سارے سفید کپڑوں پر رنگ چڑھ گیا تھا۔وہ یہ سب جان بوجھ کر کر رہی تھی۔۔۔۔

اپنی کارستانی پر وہ خود ہی مسکرا رہی تھی۔۔کپروں کو دھو کر اس نے ایک طرف لگی تار پر ڈال دئے۔۔۔۔

غصب خدا کا یہ کیا کیا؟ یا میر اللہ سارے کے سارے کپڑوں کا ستیاناس کر دیا۔۔آئمہ بیگم جو کہ اسی ڈر سے کہ زویا کپروں کا بیرا غرق نا کر رہی ہو

دیکھنے آئیں تھی اور سامنے وہی ہوا تھا۔سامنے سارے سفید کپڑے رنگیلے ہوئے ٹنگے تھے۔۔۔۔۔

کیا ہوا ماں لکن بالکل ٹھیک تو ہے۔میں نے بس کپڑوں کو دھویا ہے۔وہ معصوم سا چہرہ بنا کر بولی۔۔

کلموہی کہی کی سارے کپڑے خراب کر دیے۔کون پاگل رنگیلے اور سفید کپڑے ملا کر مشین میں ڈالتا ہے۔وہ زویا کے کندھے پر تھپڑ مارتے ہوئے بولیں۔

میں نے بولا نا میں نے کچھ نہیں کیا جو کیا اِس مشین نے کیا میں نے تو صیح سے کپڑے ڈالے تھے۔پتہ نہیں رنگیلے کیوں ہو گے۔۔۔ویسے رنگلیلے بھی اچھے لگ رہے ہیں۔اس حویلی جے مردوں پر بہت اچھے لگیں

گے۔ان کے کریکٹرز بھی توان کپڑوں جیسے رنگیلے ہیں۔زویا طنزیہ انداز مین بولی۔

غضب خدا کا کتنی لمبی زبان ہے۔بھابھی آئمہ بیگم اپنا سر پیٹتے ہوئے حویلی کے اندر چلی گئیں۔

خدا کا غصب مجھ پر ہی ہو آہ جیسے فرعونوں پر نا ہو۔وہ طنزیہ انداز میں بولی۔۔۔اس نے آنکھ کا کونا صاف کیا۔۔ایک دم سے اسے چکر آیا۔۔اس نے جلدی سے تار کا سہارا لیا ورنہ وہ گر جاتی۔۔۔

زویا کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔۔۔التمس کہ اندر جا رہا تھا یوں اس کا پیلا چہرہ دیکھ کر اسکی طرف بڑھ۔۔

کیوں آپ کو اسے کیا۔آج بھی شائد بارش ہونے والی ہے کہیں تو آج بھی بارش میں کھڑی ہو جاؤں۔وہ طنزیہ انداز مین بولی۔۔۔

تمہیں تو بخار ہے تم یہاں کپڑے کیوں دھو رہی ہو وہ پریشان سا اسکی طرف بڑھا۔

کیوں کہ مجھے نا اس حویلی میں دلہن بنا کر نہیں لایا گیا۔۔یہاں پر جون بہا میں آئی ہوں۔اور خون بہا میں آئی لڑکیوں کے حزبات نہیں ہوتے وہ پتھر کی بنی ہوتیں ہیں۔انہیں تقلیف نہیں ہوتی۔۔۔وہ بھرپور طنز مار رہی تھی۔۔

چپ ایک دم چپ یہاں بیٹھو وہ اسے سہارا دے کر سامنے پری کرسی پر لایا۔۔۔اسے کافی بخار ہو چکا تھا۔اور یوں پانی مین کام کرنے کی وجہ سے وہ ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی۔۔۔

تمہارے لیے پانی لاؤ۔التمش فکر مندہ انداز مین بولا۔۔۔

ہنہ۔۔۔مسٹر خان یوں ہمدردی مت کریں آپ سے اس ہمدردی کی قیمت ادا نہین کی جائے گئی۔وہ کھانستے ہوئے طنزیہ انداز میں بولی۔۔۔التمش ایک پل کے لیے چپ کر گیا۔۔آج اس سے کئی سال چھوٹی لڑکی نے اسے چپ کروادی تھا یا شائد آئینہ دیکھایا تھا۔۔

Zubi Novels Zone

کسی میں اتنی ہمت نہیں جو مجھ سے میرے کسی بھی فیل کی قیمت مانگے۔وہ مظبوط لہجے میں بولا۔۔۔

اگر اتنی ہی آپ کی اس حویلی مین چلتی ہوتی تو آج آپ کی بہن کو منت کر کے آپ سے کالج جانے کی پرمیشن نہیں مانگنی پڑتی۔بلکہ وہ مان سے کہتی

میرے لالا میرا یہ کام کریں گے۔۔۔آپ نے تو اس کی منت تک کی لاج نہیں رکھی۔مان تو دور کی بات ہے۔زویا طنزیہ انداز میں بولی۔۔۔

تم چھپ کر باتیں سن رہی تھی۔۔وہ سخت لہجے میں بولا۔۔۔

چھپ کر سننا تو مجھے کسی نے نہیں سکھایا۔ہاں اگر کوئی منت بھرا التجا سنوں تو کان خود بخد اسطرف کھڑے ہو جاتے ہیں۔وہ چھینکتے ہوئے بولی۔۔۔۔

چلو اُٹھو کمرے میں چلو دوا کھالو۔۔۔التمش نے اسکی باتیں اگنور کیں۔۔

مسٹر خان میرے بارے میں اتنی فکر نا کریں۔کل کو بہت مشکل میں پھنس سکتے ہیں۔آپ تو میرے حق میں بول بھی نہیں پائیں گے۔۔۔۔وہ بہت گہری بات بول کر کھڑی ہوئی اور آہستہ آہستہ چلتی

ہوئی اندر کی طرف بڑھی۔۔۔ پیچھے التمش کو ہزاروں سوچوں میں چھوڑ گئی۔۔۔۔

****

پچھلی پوری رات مختلف سوچوں میں گزری۔ایک فیصلہ کر کے وہ ناشتے کی ٹیبل کی طرف بڑھا۔آج جو وہ کرنے جا رہا تھا۔وہ شائد اس حویلی کی برسوں پہلے کی روایات کو توڑنے کے لیے کافی تھا۔۔وہ پر وقار چال چلتا ٹیبل کی طرف بڑھا۔۔

صبح بخیر! وہ اونچی آواز میں بولا۔۔جہانگیر خان کل کے واقعہ کی وجہ سے ابھی بھی التمش سے ناراض تھے۔انہیں اسکا اسطرح بحث کرنا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔وہ آرام سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔۔۔حویلی کی خواتین سب مردوں کو ناشتہ پروس رہیں تھیں۔

اماں اریشہ کہاں ہے؟اسے بلائیں۔التمش پراٹھے کا ایک لقمہ منہ میں رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

جاؤ چھوٹی بی بی کو بلا کر لاؤ۔صائمہ بیگم نے نجمہ کو حکم دیا۔اگلے ہی پل وہ بھاگ کر اریشہ کے کمرے میں آئی۔اور اگلے دو منٹ میں اریشہ اپنا ڈوپٹہ سھنمبال کر نیچے آتی دیکھائی دی۔۔۔

جی لالا! وہ اس کے پاس آکر کھڑی ہو گئی۔۔

اریشہ جاؤ پانچ منٹ کے اندر اندر برقع پہن کر اور اپنے سارے ڈاکومینٹس لے کر آجاؤ۔ہم تھوڑی ہی دیر میں نکلنے والے ہیں۔وہ بڑے آرام سے بولا۔۔۔اریشہ کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی حیرانگی سے اس کے کہے کا

سمجھنے کی کوشش کرنے لگے۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا؟ کہاں جانا ہے۔خالد صاحب سخت لہجے میں بولے۔۔۔

اباڈاکومینٹس بولا ہے تو مطلب تو صاف ہے کہ کالج میں داخلہ کروانے لے کر جارہا ہوں۔وہ ایسے بولا جیسے یہ کوئی عام بات ہو۔۔۔

Zubi Novels Zone

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔آج تک اس گاؤں کی تو کیا حویلی کی بھی لڑکی کالج نہیں گئی۔۔

بالکل ٹھیک کہا۔لالا آج تک نہیں گئی تھی۔پر آج سے جائیں گئی۔۔بالکہ اریشہ کے ساتھ ساتھ میں ماہ رخ کا بھی ایڈمیشن کرواؤں گا۔۔وہ سوچتے

ہوئے بولا۔۔۔۔۔

میں اس بات کی بالکل اجازت نہیں دیتا میری جوان جہاں بہنیں دور شہر میں جا کر پڑھیں۔اور ویسے بھی پڑھ کر کرنا کیا ہے۔کوئی نوکری تو کرنی نہیں تو کیا تک بنتی ہے پڑھنے گئی۔۔۔ماجد کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔۔۔۔

بالکل ٹھیک کہا نوکری نہیں کرنی۔پر زندگی تو گزارنی ہے۔اور ویسے بھی اریشہ ایک ٹاپر ہے۔اس کا دل ہی پڑھنے کو تو پھر روکنے کی ضرورت ہی نہیں وہ مظبوط لہجے میں بولا جو کہ اس کی شخصیت کا حصہ تھا۔

ایک بار میں بات سمجھ نہیں آتی۔۔۔ماجد غصے سے ٹیبل پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔۔

شائد آپ کو بھی میری بات ایک دفعہ میں سمجھ نہیں آئی۔ میں فیصلہ کر چکا ہوں۔ میری بہنیں پڑھیں گئی۔ اور میں پڑھاؤں گا۔ وہ بھی اسی انداز سے بولا۔۔۔ سب پریشان سے ان دونوں کو دیکھنے لگے۔۔۔ اریشہ کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگ گے۔ دور کیچن کے دروازے میں کھڑی زویا آج اپنی پہلی کامیابی پر مسکرا دی۔۔۔

چپ کرو تم دونوں کب سے تم دونوں کی بکواس سن رہا ہوں۔ اور التمش تم میری ایک بات کان کھول کر سن لو۔ آج تک اس حویلی کی روایات کو کسی نے نہیں توڑا۔ تو تم بھی نا توڑو تو اچھا ہے۔ جہانگیر خان غصے سے اپنی سربراہی کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

ہنہہ کبھی نہیں توڑی۔ دادا جان شائد آپ یہ بھول رہے ہیں کہ آپ نے یہ

روایات توڑی ہے کہ نہیں۔۔وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولا
۔۔انہوں نے انکھیں پھیر لیں۔۔۔

آنکھیں پھیر لینے سے سچ نہیں بدل جائے گا۔۔اگر تب یہ سو کولڈ روایات
ٹوٹی تھیں تو آج بھی ٹوٹ سکتی ہیں۔۔

تو تم یہ بھی مت بھولو اس کے بعد کیا ہوا تھا۔تب میں اُسکے لیے کھڑا ہوا تھا
بلکل تمہاری طرح۔آج تک اپنے غلط فیصلے پر پچھتا رہا ہوں۔خالد صاحب
کی آواز گھونجی۔

خیر جو بھی ہو۔یہ میرا فیصلہ ہے۔میری بہن نے مجھ سے کچھ مانگا تھا۔میں
اسکا بھائی ہوں یہ میرا فرض بنتا ہے۔میری بہن جو مانگے اسے دوں۔التمش
نے کہتے ہوئے دور کھڑی زویا پر ایک نظر ڈالی۔جو کہ ہلکا سا مسکرا رہی

تھی۔ فوراً اُسنے نظریں پھیر لیں۔

ٹھیک ہے میں مان جاؤں گا۔ اگر آج شام کو اریشہ کا نکاح شمش سے ہو جائے۔ پھر تم اسے کسی بھی کالج میں داخلہ دلوا سکتے ہو۔۔۔ جہانگیر خان نے ایک اور پاسہ پھینکا۔۔۔ وہ جانتے تھے اب التمش اپنی بات سے ہٹنے والا نہیں۔

اریشہ کے پاؤں ایک دم لڑکھڑائے۔ وہ بے یقینی سے سامنے کھڑے جہانگیر خان کو دیکھ رہی تھی۔ جو بہت ہی آرام سے اس کے خوابوں کا خون کر رہے تھے۔۔۔۔ وہ سراج سے بے انتہا محبت کرتی تھی۔ کسی اور کے نکاح میں آنا زندگی اور موت کا سوال تھا۔۔۔ اپنی پڑھائی کو پورا کرنے کے لیے وہ اتنی بری قربانی نہیں دے سکتی تھی۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

لو جی یہاں بھی نہیں بخشا۔زویا نے طنزیہ انداز میں کہا۔۔۔اریشہ نے التمش کی طرف دیکھا۔جو کہ سپاٹ چہرے سے جہانگیر خان کو دیکھ رہا تھا۔۔جو ایسے مسکرا رہے تھے۔جیسے آج پھر وہ اپنی بازی جیتنے والے ہوں۔

مجھے اپنی بہن پر یقین ہے۔خود سے بھی بڑھ کر بھروسہ کرتا ہوں۔۔اسے آپ کی شرطوں کی بھینٹ نہیں چڑنے دوں گا۔وہ جب بولا تو سب کے سب سن ہو گے۔۔۔انہیں یہ تھا کہ التمش مان جائے گا۔۔اریشہ کی جان میں جان آئی۔۔۔

مطلب تم اپنی ضد سے نہیں ہٹو گے۔۔خالد صاحب بولے۔۔
جی بالکل بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

کل کلاں کو اگر اس نے بھی وہی کیا جو سالوں پہلے

اس نے کیا تھا۔ تو اپنا چہرہ چھاپنے کے لیے چھت ڈھونڈ لینا۔۔۔۔ جہانگیر خان کی آواز گونجی۔۔۔

اگر کل کو اریشہ نے کچھ ایسا ویسا کیا تو التمش خان کا وعدہ ہے وہ اس حویلی میں دوبارہ قدم نہیں رکھے گا۔ وہ مظبوط لہجے میں بولا۔ جیسے سن کر سب کے سب چپ کر گے۔۔۔

ٹھیک ہے التمش خان اب اپنی زبان پر قائم رہنا۔۔۔۔ وہ بول کر وہاں سے نکل گے۔۔۔۔۔

اگر اسنے ایسا ویسا کچھ کیا تو اس کا گلا میں خود کاٹوں گا۔۔ پھر تم بھی مجھے نہیں

روک پاؤ گے۔۔۔۔ماجد جاتے جاتے رک کر التمش کے قریب آ کر بولا۔۔اور پلٹ گیا۔۔۔۔یہ الفاظ اریشہ نے بھی سنے۔۔۔۔

شکریہ لالا اریشہ روتے ہوئے التمش کے سینے سے لگ گئی۔۔

تمہیں کیا لگا تمہارے لالا یہ خواہش پوری نہیں کریں گے۔۔۔ویسے بھی کسی نے کہا تھا۔ بہنوں کی خواہشں بھائی نہیں پوری کریں گے تو اور کون کرے گا۔۔وہ دوبارہ سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔زویا سن چکی تھی۔وہ ایک دم پلٹ گئی۔۔۔۔

کیا لالا اس کا بھیج دو مجھے نہیں جانا۔اچھی خاصی جان چھوٹی تھی۔پھر سے پڑھنا پڑے گا۔ماہ رخ منہ بنا کر بولی۔۔۔۔

بالکل بھی نہیں جب اس حویلی کی ایک لڑکی کالج جاسکتی ہے تو دوسری کیوں نہیں۔اور تم اب دھیان سے پڑھنا۔اپنے لالا کو مایوس مت کرنا التمش ماہ رخ کے بال کھینچتے ہوئے بولا۔۔۔وہ چیخی۔۔۔

چلو جلدی سے دونوں ڈاکومینٹس لے کر آؤ۔تم دونوں کے پاس دس منٹ ہیں جلدی سے آؤ۔وہ اپنی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔دونوں سر ہلا کر اوپر کو بھاگئیں۔۔۔

Zubi Novels Zone

****

ملک حازم تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ماجد ڈیرے پر زمینیں دیکھے آیا تھا۔اب تو دوپہر کے تین بج چکے تھے۔۔وہ بس جانے ہی والا تھا کہ جب سامنے گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے حازم پر نظر پڑی۔جو سامنے زمین کو دیکھ رہا

تھا۔

ارے ماجد خان تم وہ حیرانگی سے بولا۔۔۔اور پھر دونوں گلے لگے۔۔۔اس دن کے بعد ان کی ملاقات آج ہو رہی تھی۔پر دونوں موبائل پر رابطے میں تھے۔۔۔

ہاں وہ بس میں یہاں زمین دیکھنے آیا تھا۔اصل میں ایک پراوجیکٹ شروع کرنا ہے۔تو اسی سلسلے میں کافی گاؤں کی زمینں دیکھ رہا ہوں۔پر اس گاؤں کی زمینوں میں اور ہی بات ہے۔وہ ارد گرد نظر دوڑا کر بولا۔۔۔۔

ہاں ہمارے گاؤں کی زمینیں بہت اچھی ہیں۔خیر باتیں تو ہوتی رہیں گے۔۔چلو تمہیں اپنے دادا حضور سے ملواتا ہوں۔انہیں تمہارے جیسے محنتی انسان بہت پسند ہیں۔وہ مسکراتے ہوے بولا۔۔۔اور پھر دونوں

حویلی کی طرف روانہ ہو گے۔۔۔۔

گاڑی حویلی کے اندر داخل ہوئی۔۔۔حازم اتنی بری حویلی دیکھ کر بالکل حیران نہیں ہوا تھا۔حویلی کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں کی سرخی بڑھ گئی۔۔اس نے جلدی سے گلاسس چڑھا لیے۔۔۔ماجد اسے لیے مردان خانہ میں داخل ہوا۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

داداجان یہ میرا دوست ہے حازم ملک کچھ دن پہلے ہی شہر میں ملاقات ہوئی۔اج بھی یونہی آچانک مل گیا۔۔۔گاؤں کی زمین پسند آگئ۔کوئی بہت بڑا پروجیکٹ بنانے والا ہے۔۔ماجد خوش ہوتے ہوئے بولا۔۔۔

ارے واہ اچھ بات ہے کیسے ہو بیٹا۔جہانگیر خان خود اُٹھ کر اسے ملے۔۔۔۔۔۔

جی بالکل ٹھیک ہوں۔وہ جبراناً مسکرا کر بولا۔۔۔

بیٹھو بیٹھو رفاقت صاحب نے بولا تو وہ مسکرا کر جوتا اُتارتا بیٹھ گیا۔۔۔

ہاں تو بچے کون سا پراجیکٹ کرنے والے ہو۔۔۔جہانگیر خان بولے۔۔۔۔

جی وہ اصل میں ہماری کمپنی ایک بہت بری فیکٹری کھولنے کا پلین بنا رہی ہے۔اور وہ فیکٹری گاؤں میں لگے گئ۔تاکہ گاؤں کے مزدور بھی اس مین کام کر سکیں۔ کمپنی نے کافی گاؤں کا سروے کیا۔تو دو چار گاؤں نکلے جہاں کے کافی لوگ شہر میں جا کر کماتے ہیں۔ہم بس ان کی سہولت کے لیے گاؤں مین ہی فیکٹری بنا رہے ہیں۔تاکہ وہ باہر جا کر کام نا کریں۔ باکہ۔یہی رہ کر کام کریں اور پیسے بھی کمائیں۔۔وہ بول رہا تھا۔اور سب اسے غور سے

سن رہے تھے۔۔۔

یہ فیکٹری کس چیز کی ہے؟ سہیل صاحب بولے۔

جی بیسکلی یہ فیکٹری کپڑا بنانے کی ہے۔اس کے لیے مجھے کچھ زمین خریدنی ہیں۔مجھے اپ کے گاؤں کی زمین اچھی لگی۔آپ اجازت دیں تو ہم جلد ہی کام شروع کر سکتے ہیں۔

بالکل یہ تو اچھی بات ہے۔بیٹے تم جتنی چاہے زمین لے سکتے ہو۔۔۔ جہانگیر جان مسکرا کر بولے۔۔۔پھر وہ آپس میں باتیں کرنے لگ گے۔۔۔۔

کل والا لڑکا دوبارہ سے حویلی کے اندر گیا۔اور کل والا ہی پیغام

دیا۔۔۔ جیسے سن کر زویا کو بہت غصہ آیا۔۔۔ التمش تو ماہ نور اور اریشہ کو لے کر شہر گیا ہوا تھا۔۔ کسی نے اسے جانے سے نہیں روکا۔۔ وہ چائے بنا کر مردان خانہ کی جانب بڑھی۔۔۔

لگتا ہے کل کی باتیں بھول گے ہیں اسے لیے آج بھی بلا لیا۔۔ وہ چائے کی ٹرے لے کر اندر آئی۔۔۔۔

جہانگیر خان پہلو بدل کے رہ گے۔ حازم نے آواز سن کر نظریں اوپر اُٹھائیں اور پھر جھپکانا ہی بھول گیا۔ زویا نے بنا کسی کی طرف دیکھے چائے کی ٹرے ٹیبل پر رکھی اور ایک ایک کر کے سب کو پکڑانے لگی۔ چائے کا کپ لے کر وہ حازم کی طرف بڑھی۔۔ کپ پکڑاتے اس نے نظریں اُٹھا کر دیکھا۔ وہ حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ جو کہ مسکرا کر کپ پکڑ رہا تھا۔۔ زویا ٹکٹکی باندھ کر اسے دیکھ رہی تھی جب اسنے آئی بر واچکائے۔ وہ ایک دم ہوش

مین آئی۔اور پلٹ کر کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔

چلیں جہانگیر صاحب آپ سے ملاقات بہت اچھی رہی کافی دیر ہو گئی ہے میں اب چلتا ہوں کل زمین فائینل کرنے آؤں گا۔۔وہ چائے کا کپ سائیڈ پر رکھتا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔

مل کر وہ اور ماجد باہر نکل آئے۔۔۔وہ چلتا ہوا اپنی گاڑی کے قریب آیا۔۔

یار یہ گاڑی میں اتنا کچرا پڑا ہوا ہے۔۔میں ڈسٹ بین میں پھینک دیتا ہوں۔وہ گاڑی میں سے دو بیلک کلر کے شاپر نکال کر بولا۔۔۔

ہاں وہاں ڈسٹ بین ہے وہاں پھینک دو۔۔۔۔ماجد نے بتایا۔۔اور اپنے فون پر لگ گیا۔۔۔حازم نے وہ شاپر اس ڈسٹ بین میں پھینکے۔۔اور واپس

گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔ماجد سے مل کر وہ گاڑی مین بیٹھااور گاڑی کو حویلی سے باہر نکالا۔۔۔۔۔اور سڑک پر ڈال دی۔۔۔۔۔آج وہ بہت خوش تھا۔۔۔اور یہ خوشی اسکے چہرے سے دیکھ رہی تھی۔۔ماجد دوبارہ مردان خانے میں چلا گیا۔۔۔۔۔۔

زویا جو کب سے چھپ کر یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔کسی کو بھی آس پاس نا دیکھ کر وہ بھاگی اور اس ڈسٹ بین کے پاس جا کر رکی۔۔۔اس کو کھول کر اس میں سے ایک شاپر نکالا۔اور اسے اپنی بری سی چادر کے پیچھے چھپا کر وہ اندر کی طرف بھاگی۔۔۔۔۔وہ سیدھی اپنے کمرے میں آئی اور وہ شاپر وہاں پر پڑی الماری میں چھپا دیا۔۔اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر نارمل ہو کر وہ کمرے سے نکل آئی۔۔۔۔۔۔۔

****

وہ دونوں کا ایڈمیشن کروا کر اب رات کو بارہ بجے واپس آرہا تھا۔۔ پیچھے اریشہ اور ماہ رخ مزے سے سو رہیں تھی۔۔۔

اسکی سوچوں کا رخ زویا پر تھا۔۔ چاہ کر بھی وہ ان سوچوں سے پیچھا نہین چھڑا سکتا تھا۔۔۔انہی سوچون کے چلتے وہ حویلی پہنچ گیا۔۔۔اریشہ اور ماہ نور تو جلدی سے اپنے کمروں میں جا کر سو گئیں۔

وہ ڈاکومینٹس فائل پکڑے حویلی کے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوا۔۔۔زویا جو کہ ابھی ابھی برتن دھو کر فارغ ہوئی تھی۔۔ پانی کی بوتل لیے وہ اپنے کمرے کی طرف جارہی تھی۔التمش کو اندر داخل ہوتا دیکھ وہ رک گئی۔وہ بھی اسے دیکھ چکا تھا۔۔۔۔

شکر ہے اس حویلی میں کوئی تو واقعی میں مرد ہے۔۔ مرد کے نام پر دھبہ نہیں۔۔ وہ اسکے پاس آکر بولی۔۔۔۔

یہ مت سمجھنا یہ سب میں نے تمہاری کل والی باتوں کی وجہ سے کیا۔۔یہ میں بہت پہلے ہی کرنے والا تھا بس صحیح وقت نہیں ملا۔۔۔وہ اس کو یا شائد اپنے اپ کو بول رہا تھا۔۔۔

میں ایسا بولا کہ آپ نے یہ سب میری وجہ سے کیا۔یا میری باتوں سے انفلوئینس ہو کر کیا۔۔۔وہ آنکھیں مٹکاتے ہوئی بولی۔۔۔۔

اسکی یہ ادا اس کے دل کو بھا گئی۔۔وہ بے دھیانی میں اسے دیکھے گیا۔۔

مسٹر خان اپ بہت کچھ کر سکتے ہیں۔آپ چاہیں تو اس حویلی ک نقشہ بدل سکتے ہیں۔لیکن بات وہی ہے۔اگر آپ چاہیں تو۔۔وہ بول کر پلٹ گئی۔۔۔۔۔۔وہ ہمیشہ ہی اپنے لفظوں کی چھاپ اسکے گرد چھور جاتی

تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔التمش نے اپنا سر جھٹکا اور اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔

وہ التمش سے بات کر کے جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی۔سامنے بی جی الماری میں کھڑی کچھ تلاش کر رہیں تھیں۔۔

بی جی کیا ڈھونڈ رہی ہیں۔وہ جلدی سے ان تک پہنچی۔

بٹیا میرا چشمہ نہیں مل رہا۔وہ کپڑے ادھر اُدھر کرتے ہوئے بولیں۔

کیا بی جان وہ دیکھیں کمبل پر پڑا ہوا ہے۔اس نے جلدی سے چشمہ پکڑ کر بی جی کو پکڑایا۔۔اور الماری کا دروازہ بند کیا۔۔۔۔

شکر ہے مل گیا۔۔سر میں بہت درد ہو رہا تھا۔۔وہ مسکراتے ہوئے چشمہ

پہنے لگیں۔۔۔۔

آپ سو جائیں صبح کی کاموں میں لگئی ہوئیں تھیں تھک گئی ہوں گئی۔۔زویا نے انہیں پلنگ پر لٹایا۔۔۔۔

ارے نہیں آج تو میرا دل بہت خوش ہے۔۔میں برسوں سے یہاں کام کر رہی ہوں۔آج پہلی دفع دیکھا اس حویلی کی عورتوں کے لیے کوئی بولا۔۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولیں۔

ہمم اچھا ہے اب دیکھا نا تو یہ ہو گا آگے کیا ہوتا ہے۔۔وہ سوچتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

التمش بیٹا شروع سے ہی مختلف تھا۔وہ ہمیشہ سے ان سب چیزوں سے چڑتا تھا۔۔۔اسی چڑچڑاہٹ کی وجہ سے وہ سخت مزاج کا بن گیا۔۔۔ورنہ اس کی

سوچ اس حویلی کے مردوں سے بہت مختلف ہے۔اور اس میں سب سے بڑا ہاتھ صائمہ بیگم کا ہے۔بی جی بولیں۔۔۔۔

بی جی آپ التمش نامہ مت شروع کریں۔مجھے بہت اچھے سے پتہ ہے وہ کیسے ہیں۔میں کپڑے تبدیل کرلوں۔وہ تنک کر بولی اور الماری سے کپڑے نکال کر واشروم میں چلی گئ۔۔۔۔۔۔

یہ لڑکی اتنی عجیب کیوں ہے۔یہاں پرونی بن کر آئی ہے پھر بھی ڈرتی نہیں ہر کام الٹا کرتی ہے۔حویلی کے مرد جیسے بھی ہیں اسے ایسے نہیں بولنا چاہیے۔۔۔اور التمش پتر کے تو نکاح میں ہے۔چلو نکاح جیسے بھی ہوا ہو۔۔۔ایک طرح سے شوہر ہی ہوا نا۔۔۔حد کرتی ہے۔۔۔۔ان کو زویا پر تھوڑا غصہ آیا۔۔۔۔

واشروم میں آکر اس نے کپڑے ایک طرف رکھے اور ہاتھ میں پکڑا شاپر کھولا جو وہ کپڑوں کے نیچے چھپا کر لائی تھی۔ شاپر کے اندر سے ایک ڈبہ نکلا۔۔۔

اس چھوٹے سے ڈبے کو زویا نے کھولا تو اسکے اندر چھوٹا بٹنوں والا موبائل تھا۔۔۔زویا نے جلدی سے موبائل نکالا اور اسے آن کیا۔ آن کرنے سے واشروم میں آواز گونجی۔۔۔اس نے جلدی سے موبائل کے سپیکر کے اوپر ہتھیلی رکھ دی۔۔۔۔۔

یہ حازم بھی نا کوئی اور موبائل نہیں لا سکتا تھا۔۔۔اسکی کتنی زیادہ آواز ہے۔۔۔۔اسنے دل ہی دل میں حازم کو کوسا۔۔۔۔

موبائل آن ہو چکا تھا۔ فل چارج تھا۔ زویا نے اسے سائیلنٹ کیا۔۔اور

کونیکٹ نمبر نکالے۔۔اوپر ہی پاٹنر لکھایوا تھا۔۔اس نے جلدی سے اس کو اوکے کیا اور موبائل کان سے لگالیا۔۔۔اگلے ہی پل فون آنسر ہو چکا تھا جیسے اگلا اسی کے انتظار میں بیٹھا ہو۔۔۔

ہیلو حازم !زویا بولی۔۔۔۔۔

آج اتنے دن بعد تمہارے منہ سے اپنا نام سن کر سکون سا محسوس ہوا۔۔۔وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بولا۔۔۔۔

کیسے ہو؟اور گھر میں باقی سب کیسے ہیں۔منت،سیرت،آنٹی،اب کیسے ہیں وہ بے چین سے ہوئی۔۔۔

پاٹنر سب ٹھیک ہیں۔تم بتاؤ کیسی ہو۔۔وہ لوگ تمہیں ہرٹ تو نہیں کر

رہے۔۔۔ تم بتاؤ مجھے میں ابھی وہاں آکر تمہیں لے کر چلا جاتا ہوں۔ ۔۔آج صبح جب تم مجھے ملی تمیرے چہرے پر اور ہاتھ پر کیسے نشان تھے۔۔۔ وہ بیڈ پر سیدھا بیٹھ کر بولا۔۔۔۔

نہیں حازم تم ایسی کوئی حرکت کرو گے۔۔ ورنہ میں ناراض ہو جاؤ گئی۔۔۔۔ وہ روٹھتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

اوکے بابا نہیں آتا تم مجھے سب بتاؤ۔۔۔

زویا نے شروع سے آخر تک سب بتا دیا۔۔ اس کے ساتھ کیسا کیسا سلوک ہوتا تھا سب بتا دیا۔ جیسے سننے کے بعد حازم کا پارہ ہائی ہو گیا۔۔۔۔۔

اتنے سے دنوں میں اتنا کچھ کیا۔۔ ان سالوں کو میں نہیں چھوڑوں گا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

انہیں برباد کردوں گا۔۔۔وہ غصے سے بولا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔ا
کہ ابھی کے ابھی اسکے پاس پہنچ جائے۔۔۔۔

ریلکس حازم واسٹ رونگ ویدیو۔مت بھولو میں یہاں کس وجہ سے
ہوں۔۔۔اور جنہیں برباد کرنا ہے۔میں کرلوں گئی۔۔۔لیکن اس سے
پہلے اس حویلی کے ماحول کو بدلوں گئی۔۔اور مجھے پتہ ہے وہ ایک ہی انسان
کر سکتا ہے۔۔مجھے بس اسے پن اپ کرنا ہوتا ہے۔۔۔۔وہ سوچتے ہوئے
بولی۔۔۔

کس کی بات کر رہی ہو؟؟

التمش خان کی جس سے نکاح ہوا ہے۔۔۔وہ آرام سے بولی۔۔۔۔
حازم نے اس تلخ حقیقت کو سن کر اپنی ہتھیلی کو بھیچ لیا۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

تم جو کرنا چاہتی ہو۔ کرو۔ مگر زویا یہ مت بھولنا تم میری منگیتر ہو۔۔اس التمش سے دور رہنا۔اگر کل کو تم نے یہ بولا کہ تمہیں اس سے محبت ہو گئی ہے۔۔تو خدا کی قسم زویا سب سے پہلے اس کا قتل کروں گا۔۔وہ اس پر زور دیتے ہوئے بولا۔۔۔

حازم آر یو آوٹ آف یور مائنڈ۔میں پاگل نہیں ہوں جو اس سے محبت کرنے لگ جاؤ۔مجھے تو وہ بالکل پسند نہیں یہاں کے کسی بھی مرد کو دیکھتی ہوں تو نفرت سی ہوتی ہے۔۔۔میری زندگی کا مقصد کیا ہے تم اچھے سے جانتے ہو۔۔اگر پھر بھی تمہیں مجھ پر یقین نہیں تو بھاڑ میں جاؤ۔۔وہ غصے سے بول کو کال کاٹ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دوسری طرف حازم موبائل کو گھور رہا تھا۔۔۔

زویا تم صرف میری ہو۔۔ تمہارے مقصد کے درمیان نہیں آؤں گا۔۔۔پر تمہارے نام کے آگے اپنا نام لگانے کے لیے میں کچھ بھی کروں گا۔۔۔۔چاہے وہ کتنا ہی بُرا کیوں نا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔بس کچھ ہی مہینوں کی بات ہے۔اسکے بعد تم صرف حازم ملک کی ہو گئی۔۔۔۔۔وہ جنونی انداز میں بولا۔۔۔۔

زویا موبائل کو آف کیے اور کپڑے چینج کر کے باہر آئی۔۔۔بی جی سو چکی تھیں۔۔۔۔ویسے بھی آواز باہر نہیں آسکتی تھی کیونکہ وہ بہت آہستہ بول رہی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ آکر لیٹ گئی۔۔۔اتنی تھکی ہوئی تھی کہ پانچ منٹ میں ہی سو گئی۔۔۔۔۔

****

اگلے دن التمش ماہ رخ اور اریشہ کو ہاسٹل چھوڑ آیا تھا۔۔وہ جیسے ہی واپس آیا۔۔مردان خانہ سے آوازیں آرہیں تھیں۔وہ خود بخد اس طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

سامنے جہانگیر خان حازم سے باتیں کرتے ہنس رہے تھے۔۔اور زویا وہاں سب کو چائے دے رہی تھی۔التمش کی آنکھوں میں طیش ابڑھا جب اس نے حازم کی نظروں کو زویا کے وجود پر محسوس کیا۔۔وہ باتیں تو جہانگیر خان سے کر رہا تھا لیکن نظریں زویا پر تھیں۔۔۔

دادا جان کیا ایک دفع میں آپ کو میری بات سمجھ نہیں آئی۔۔وہ چلاتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔سب نے حیرانگی سے مڑ کر التمش کا غصے سے تمتماتا چہرہ

دیکھا۔۔۔

التمش یہ بات کرنے کا کون سا طریقہ ہے۔۔ جہانگیر صاحب کی گرجدار آواز گونجی۔۔۔۔ وہ غصے سے اپنی نشت سے کھڑے ہو گے۔۔۔

اسی طریقے سے جس طریقے کی آپ کو کبھی سمجھ نہیں آسکتی۔۔۔ میں جب ایک دفع بھونک کر گیا تھا کہ زویا آج کے بعد مردان خانے میں نہیں آئے گئی۔ تو آج وہ یہاں کیا کر رہی ہے۔ وہ آگے بڑھا۔ اور زویا کے آگے آکر کھڑا ہو گیا۔۔ جس سے وہ مکمل طور پر اسکے پیچھے چھپ گئی۔ حازم بھی اسکا نام سن کر سمجھ گیا۔۔ یہ التمش وہی ہے۔۔۔ اسکی روب دار شخصیت دیکھ کر ایک پل کے لیے وہ اسکا اور اپنا مقابلہ کرنے لگا۔ پھر اپنا سر جھٹکا۔۔۔

اپناڈوپٹہ درست کرنے لگی۔۔

بس بہت ہوا کافی دنوں سے ہم نے تمہاری بہت بد تمیزی برداشت کر لی۔۔۔اور یہ مت بھولو ہم جہانگیر خان ہیں۔یہ حویلی اور گاؤں ہمارے حکم پر چلتا ہے۔۔۔کسی میں اتنی ہمت نہیں جو ہماری بات کو انکار کرے۔ اور تم ہمارے پوتے ہو اسی لیے یہ سب برداشت کر رہا تھا۔۔۔اب مزید تمہاری کوئی بکواس نہیں سننی اور تم اس دو کوڑی کی لڑکی کی خاطر ہم سے بحث کر رہے ہو۔۔۔۔جہانگیر خان بھی آج آپے سے باہر ہو گے تھے۔۔۔

ٹھاہ۔۔۔۔التمش جب کب سے اپنا غصے ضبط کر رہا تھا یہ سب سن کر مزید برداشت نا کر سکا اور اپنا ہاتھ دیوار پر لگے شیشے پر دے مارا۔۔۔۔۔چھن کی آواز سے شیشہ ٹوٹا اور زمین پر بکھر گیا۔۔اس کے ہاتھ سے خون کے

قطرے زمین پر بہنے لگے۔

زویا نے اپنے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر اپنی چیخ کو روکا۔۔وہ ڈر کر ایک دم پیچھے ہو گئی۔سب شاک سے التمش کی اس حرکت کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

اگر آپ میرے دادا ہیں تو مت بھولیں یہ ضد جنون آپ نے وراثت میں دیا ہے۔۔۔اگر آپ نے دوبارہ یہ حرکت کی تو خدا قسم آپ انجام سوچ بھی نہیں سکتے۔۔۔وہ انگلی اُٹھا کر وارننگ دیتے ہوئے انداز میں بولا۔۔اور پلٹ دوسرے ہاتھ سے زویا کا بازو پکڑ کر وہاں سے لے گیا۔۔اس کی پکڑ میں اتنی سخت تھی۔۔۔کہ اسکی انگلیاں زویا کے بازو کی جلد میں دھنس رہیں تھیں۔۔۔

پر وہ بھی خاموش سی کٹی پتنگ کی طرح اسکے پیچھے کھینچی جا رہی تھی۔۔۔

دوسری طرف جہانگیر خان اپنا غصہ ماجد خان پر نکال رہے تھے۔۔۔انہیں تربیت پر لیکچر دے رہے تھے۔۔۔حازم کو التمش کو یوں زویا پر حق جتانا بالکل پسند نا آیا۔۔وہ اگلے ہی پل وہ اپنی گاڑی لے کر چلا گیا۔۔۔

****

وہ زویا کو لے کر اسکے کمرے میں آیا۔۔کمرے میں داخل ہو کر اسنے اسے پلنگ پر دھکیلا اور خود کمرے میں چکر لگانے لگا۔۔۔

ایک دفع میں بولی بات سمجھ نہیں آتی۔۔۔کیوں گئی وہاں۔۔۔۔غصے سے بڑھی لال آنکھیں اس پر گھاڑے وہ بولا۔۔۔۔

مجھے کوئی شوق نہیں وہاں جانے کا۔۔۔اپنے دادا کو تو روکا نہیں جاتا برے آئے مجھ پر غصہ کرنے والے۔۔۔۔آپ کے دادا جان کا ہی روز پیغام آتا ہے۔۔۔چائے لے کر آؤ۔۔جیسے میں اگر چائے نا لے کر جاؤ گئی۔تو ان کا کھانا ہضم نہیں ہو گا۔۔۔۔وہ بھی اسی کے

انداز میں بولی۔۔۔۔

تم کل بھی گئی تھی؟وہ سوالیہ انداز میں

بولا۔۔۔۔

جی گئی تھی آپ کے دادا جان کے فرمان پر عمل بھی تو کرنا تھا۔۔۔۔وہ طنزیہ انداز میں بولی۔۔۔۔۔

ہاں باقی سب کے فرمانوں پر تو بہت اچھے سے عمل کرتی ہو۔۔۔میں مرا نہیں تھا کل ہی بتا دیتی تو آج یہ سب نا ہوتا۔۔۔وہ بھی ترکی باترکی بولا۔

ہنہہ یہ سب نا ہوتا۔۔بتا بھی دیتی تب بھی یہی ہوتا۔۔۔اور آپ کو کیا لگتا ہے۔کل آپ کے دادا جان دوبارہ سے آڈر نہیں دیں گے؟ وہ دادا جان پر زور دیتے ہوئے بولی۔۔۔۔

نہیں ہو گا۔۔۔اگر ہوا تو انجام تم خود دیکھو گئی۔خیر ویسے تو تمہارا کبھی نقاب نہیں اترتا تھا۔آج تو سر پر ڈوپٹہ بھی نہیں تھا۔وہ دوبارہ سے طنزیہ انداز میں بولا۔۔کیونکہ جب وہ وہاں پہنچا تھا تب زویا کا ڈوپٹہ ہلکا سا اترا ہوا تھا۔۔۔۔جو اسکی بے دھیانی میں ہوا تھا۔۔۔

ہاہ آپ کا مطلب ہے۔پہلے میں ناٹک کرتی تھی۔اور آج میں نے جان

بھوج کرڈوپٹہ اتارا۔۔۔۔وہ آنکھوں میں آنسوں لیے بولی۔۔۔اسے بہت دکھ ہوا تھا۔۔کیونکہ وہ اپنے حجاب کا بہت خیال رکھتی تھی۔بس جب سے حویلی آئی تب سے گڑبڑ کورہی تھی۔۔۔۔

میرا یہ مطلب نہیں تھا۔التمش کو احساس ہوا وہ کچھ زیادہ ہی بول گیا۔۔۔

میں نا یہاں پرونی میں آئی ہوں تو مسٹر خان پلیز آپ بھی مجھ سے ویسا ہی سلوک رکھیں جیسا اس دن رکھا تھا۔مجھے ماریں پیٹیں ہر وقت مجھے طعنے دیں۔کام کروائیں۔یوں مجھ ڈیفینڈ مت کریں۔۔کوئی کچھ بھی کرے آپ کو فرق نہیں پڑنا چاہیے۔آخر کو بقول آپ کے آپ کے بھائی کے قاتل کی بہن ہوں۔وہ بولی تو التمش خاموش ہو گیا۔۔۔

بقول میرے کا کیا مطلب ہے؟تم واقع میں میرے بھائی کے قاتل کی بہن ہو۔۔۔۔وہ بھی داپنی ٹون میں واپس آتے ہوئے بولا۔۔۔۔

یہ تو وقت ہی بتائے گا۔۔ کہ کون قاتل ہے۔۔۔پر ایک بات یاد رکھیے گا۔۔۔ ظلم اتنا ہی کریں جتنا واپس سہہ سکیں۔اور میری وجہ سے خود کو اذیت دینے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔وہ پاس پڑے کپڑے کو کاٹ کر اس کے ہاتھ پر باندھتے ہوئے بولی۔۔

ہمارے ہاں لڑکی مردوں کے سامنے نہیں آتی۔اور تم بھی ایک لڑکی ہو میں نے بس اسی وجہ سے یہ سب کیا۔۔۔وہ صفائی دینے لگا۔۔۔۔۔

ہنہہ مجھے چھوڑیں آپ نا کبھی اس حویلی کی عورتوں کی آنکھوں میں جھانکیں تو ایک ظلم کی داستان نظر آئے گئی۔۔۔اگر کچھ کرنا ہی ہے تو ان کے لیے کریں۔۔۔میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔مجھے اپنا دفع کرنا آتا ہے۔۔۔۔پر ان سب کو نہیں آتا۔۔۔ان کے دفع میں

بولیں۔۔۔وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔۔۔اور سامنے والا بس خاموش تھا۔۔۔وہ جو بول رہی تھی۔اسکا مطلب وہ خوب جانتا تھا۔۔ بنا کچھ بولے وہ کمرے سے نکل گیا۔۔۔پیچھے وہ بس اس کو دیکھنے لگی۔۔۔

التمش کا یوں اسکے لیے لڑنا اسے اچھا لگا۔اسکا دل ایک دم سے دھڑکا۔وہ اگنور کر کے ہاتھ دھونے واشروم میں چلی گئی۔۔۔۔

****

اریشہ ہم ابھی ابھی تو آئے ہیں تم کہاں جا رہی ہو۔۔ماہ رخ اسے یوں نقاب کرتے دیکھ کر بولی۔۔۔

یار کچھ چیزیں لینی ہیں بس لے کر آتی ہوں۔۔۔اریشہ بول کر بنا اسکی سنے باہر کی طرف بھاگی۔۔۔۔

وہ جیسے ہی دروازے سے باہر نکلی۔۔۔سامنے گاڑی سے ٹیک لگائے سراج ملک کھڑا تھا۔۔۔وہ بھاگ کر اسکے پاس آئی۔۔۔۔

سراج نے دروازہ کھولا۔۔وہ جلدی سے ادھر اُدھر دیکھ کر اندر بیٹھ گئی۔۔۔سراج بھی گاڑی کا بھگا لے گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے یقین نہیں ہو رہا ہم دونوں ساتھ ہیں۔آج میں تمہیں دیکھ پارہ ہوں۔۔۔۔سراج مسکرا کر اسکی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔

ہاں مجھے بھی یقین نہیں ہو رہا۔اگر التمش لالا نا بولتے تو آج ہم یوں ایک ساتھ نا ہوتے۔۔۔۔اریشہ نے اسے سب بتانا شروع کیا۔۔۔جہانگیر نے کیا شرطیں رکھیں۔اور التمش نے کیسے اسکا ساتھ دیا۔۔۔۔

مجھے یقین ہے جیسے لالا نے میرا ساتھ دیا۔۔ کل کو ہمارے رشتے میں بھی وہی مدد کریں گے۔۔۔اریشہ بہت کنفیڈینٹ ہو کر بولی۔۔۔

اللہ کرے جیسا تم بول رہی وہ ویسا ہی ہو۔۔ سراج مسکراتے ہوئے بولا۔۔ دونوں ریسٹورینٹ میں گے۔۔اور لنچ کیا۔۔۔۔۔۔۔

****

وہ زویا سے بات کر کے حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔چیپ کو بے مقصد سڑک پر بھگا رہا تھا۔۔۔اتنے سے دنوں میں ایک بے بعد ایک مصیبت آئے جا رہی تھی۔۔ وہ اپنے دماغ کو ریلکس کرنا چاہتا تھا۔۔پر شائد یہ ممکن نہیں تھا۔۔۔اس نے گاڑی گاؤں کے سب دے پرانے گھر کی طرف موڑ دی۔۔۔

گاڑی کو گھر کے باہر روکا۔اور خود بایر نکلا۔۔۔

یہ گھر کم اور کھنڈرز زیادہ لگ رہاتھ۔۔وہ
موبائل کی ٹارچ آن کر کے اندر داخل ہوا۔۔۔
اوپر والے فلور پر ایا۔۔جو گھت باہر سے کھنڈر نما نظر آرہا تھا۔وہ اندر سے
اپنی اصلی حالت میں موجود تھا۔۔۔اسے بھی التمش نے خود ٹھیک کروایا
تھا۔دونو کر ہر وقت اس گھر میں موجود رہتے تھے۔۔

وہ چلتا ہوا بیسمنٹ میں آیا۔جہاں وہ آج دوسری دفع جارہا تھا۔دروازہ کھول
کر وہ اندر آیا۔۔۔۔

سو قاتل جی کیسے ہو تم؟وہ طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔۔

سامنے روحان زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔۔بھوک کی وجہ سے وہ بہت بدتر حالت میں تھا۔۔

سائیں۔۔۔میر رررا۔۔۔یقیہ ننننن۔کریں مننن ہیں ننن نے اسے نہیں۔۔۔۔مارا۔۔۔وہ اٹک اٹک کر بول رہا تھا۔۔۔

وہاں تمہاری بہن بھی بس یہی بولتی ہے۔۔میرے بھائی نے کچھ نہیں کیا۔۔اور یہاں تم۔۔۔ہنہ۔۔۔۔تم دونوں کو کیا فرق پڑتا ہے۔۔مرا تو میرا جوان بھائی ہے ناوہ بھائی جس کا سارا بچپن مین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔۔۔ان ان ہاتھوں میں وہ کھیلا ہے۔۔اس کی ہر خواہش ہوری کی ہے۔۔اپنی پلکوں پر بیٹھایا تھا۔ایک ایک کھروچ بھی نہیں آنے دی۔اور تم نے کیا کیا میرے بھائی پر ہی گولی چلادی۔۔اس بے چارے کا تو اس سب میں کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔کیوں کیا۔۔۔۔۔۔۔وہ چلا رہا تھا۔یا اپنی بے

بسی پر رو رہا تھا۔۔۔۔کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

سائیں یقین کریں خدارا یقین کریں۔روحان روتے ہوئے بولا۔۔۔

تمہیں پنچائیت والوں نے تو بخش دیا۔۔پر مجھ سے رحم کی امید مت کرنا۔۔میرے بھائی کو مارنے کی سزا اب تم ساری زندگی یہی رہ کر کاٹو گے۔۔موت بھی مانگو تو موت نہیں ملے گے۔وہ بول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔

کیا یہ وہی التمش تھا جو کچھ دیر قبل اسی قاتل کی بہن کے لیے اپنے دادا سے لڑ رہا تھا۔۔۔۔

وہ وہاں سے نکل کر ایک کمرے میں آیا۔۔کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔اور

اندرداخل ہوا۔اور سیدھا بیڈ پر جا کر لیٹ گیا۔۔۔اس کمرے میں چاروں طرف نقاب سے جھلکتی آنکھوں کی تصویریں لگی ہوئیں تھی۔۔۔ایک طرف بڑے سے ہاٹ شیپ کے فریم میں اس کی تصویر لگی ہوئی تھی۔۔اور تصویر کے نیچے مارکل سے میری زندگی لکھا ہوا تھا۔۔یہ تب کی تصویریں تھیں۔جب اس نے اسے ہمیشہ نقاب میں دیکھا تھا۔۔۔۔

میں چاہ کر بھی اپنی فیلنز کو کنٹرول نہیں کر پاتا۔میں اسکی حیثیت جانتا ہوں پھر بھی ہمیشہ مجھے کیوں وہ اتنی ایفیکٹ کرتی ہے۔دل تو کرتا ہے اپنے سینہ چیر کر اس کا نام خیال نکال دوں۔۔پر نہیں کر سکتا۔۔۔۔

صرف زویا کی وجہ سے یہ روحان اب تک زندہ ہے۔۔ورنہ کب کا مر چکا ہوتا۔۔وہ اپنے بال مٹھیوں میں بھینچتے ہوئے بولا۔اور لمبا سانس لے کر آنکھیں بند کر گیا۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

****

وہ ہمیشہ کی طرح کیچن میں کام کر رہی تھی۔سب کے ناشتے کے برتن دھو رہی تھی۔اور نا جانے کن خیالوں میں گم تھی۔حویلی میں اریشہ اور ماہ رخ تو اسی دن کی ہوسٹل شیفٹ ہو گئیں تھیں۔صائمہ بیگم تو بس کمرے کی ہو کر رہ گئی تھیں۔۔۔بس آئمہ بیگم ہی اسے طعنے دیتی رہتیں تھیں۔۔جسے وہ ایک کان سے سنتی اور دوسرے کان سے نکال دیتی۔

نہیں چلے گا یہ انیائے نہیں چلے گا۔اچانک باہر سے اونچی اونچی آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔۔

واہ چلو کوئی تو ڈرامہ شروع ہوا چل کر دیکھتی ہوں۔وہ ہنستے ہوئے بولی۔اور

نل کو بند کر کے اپنے ہاتھ ڈوپٹے سے پونچھے باہر آ گئی۔۔سامنے حویلی کے داخلی دروازے کے آگے گاؤں والے ہاتھوں میں ڈنڈے پکڑے اونچی اونچی نارے لگا رہے تھے۔۔اور گارڈز انہیں روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

یہ کیا ڈرامہ لگا رکھا ہے۔اور تم سب کی ہمت کیسے ہوئی یوں میری حویلی میں آنے کی۔جہانگیر خان کی گرجدار آواز گونجی۔۔وہ مردان خانہ میں بیٹھے معاملات دیکھ رہے تھے۔جب باہر سے آوازیں آنا شروع ہوئیں۔۔۔۔

ڈرامہ ہم نے نہیں بلکہ خان صاحب آپ نے لگا رکھا ہے۔۔۔بھرے مجمعے میں سے ایک آواز آئی۔

کیا بکواس ہے؟ کون ہے یہ بدتمیز؟ خالد صاحب سے برداشت نا ہو سکا۔۔۔

وہی بدتمیز جس کی بیٹی کی آپ نے یہ کہ کر شادی کروادی تھی۔ کہ وہ شہر پڑھنے کیوں گئی اور آج آپ کی حویلی کی دونوں لڑکیاں شہر پڑھنے چلی گئی ہیں۔ تو اس دوگلے پن کو کیا کہنا چاہئیں گے۔ وہ کافی غصے میں لگ رہا تھا۔

اوا چھا تو یہ سب لوگ تم اکھٹے کر کے لائے ہو۔ تا کہ مجھ سے بدلہ لے سکو۔۔۔ جہانگیر خان ہنستے ہوئے بولے۔۔۔۔

خان بابا یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ گاؤں والے یہاں کیوں جمع ہیں۔ التمش اپنی جیپ میں بیٹھا ہوا گارڈ سے پوچھ رہا تھا وہ ابھی ابھی آیا تھا۔۔۔۔ رات کا وہ شہر گیا ہوا تھا۔

سائیں مارے کو تو سمجھ نہیں آ رہی۔آپ خود جا کر دیکھ لو۔

ہمم میں خود ہی دیکھتا ہوں۔وہ جیپ سے نکل کر اپنے گرد لپیٹی چادر کو ٹھیک کرتے ہوئے آگے بڑھا۔۔۔

ہاں اگر ایسا ہی دوگلا پن چلتا رہا تو ضرور بدلہ لیں گے۔۔۔کیوں بھایو۔۔۔
وہ آدمی اونچی آواز میں بولا تو سب کے سب نے ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔۔

ہمم تو سب سے پہلے تم اور تمہارا پورا خاندان اس گاؤں سے دفع ہو جاؤ۔ تمہارے پاس صرف دو گھنٹے ہیں۔ان دو گھنٹوں بعد میں تمہارا چہرہ بھی گاؤں میں نا دیکھوں۔۔۔اگر کسی اور کو بھی بدلہ لینا ہے تو بولو۔ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظوں نے سب کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچ

لی۔سب جانتے تھے اس گاؤں کے علاوہ ان کے پاس کوئی ٹھیکانہ نہیں۔سب آپس میں چہ مگوئیاں کرنے لگے۔

داداجان آپ یہ سب کی بول رہے ہیں؟ایسا بلکل نہیں ہو گا۔میں ایسا بالکل نہیں ہونے دوں گا۔۔التمش ساری بات سمجھ کر بولا۔۔۔۔۔

سب نے مڑ کر آنے والے کو دیکھا جوان کے لیے تو کم از کم فرشتہ ہی بن کر آیا تھا

التمش تم اس معاملے سے دور رہو۔۔میں خود حل کر لوں گا۔۔۔خالد صاحب بولے۔۔۔

ابا میں اس معاملے سے دور کیسے رہوں۔جب یہ شروع ہی مجھ سے ہوا

ہے۔اگر میں اریشہ اور ماہ رخ کو شہر پڑھنانے کی ضد نا کرتا تو یہ سب شروع ہی نا ہوتا۔۔وہ خالد صاحب کو بولا۔۔۔

بالکل ٹھیک ہوا یہ سارا فساد تم سے شروع ہوا ہے۔کیونکہ تم ایک نافرمان بیٹے اور پوتے ہو۔جہانگیر خان غصے سے بولے۔۔۔

ٹھیک کہا دادا جان ایک نافرمان نے پہلے ہی نافرمانی کر لی ہے تو تھوڑی سے اور کیوں نہیں۔وہ طنزیہ انداز میں بول کر گاؤں والوں کی طرف موڑا۔جو کہ ان سب کو ہی سن رہے تھے۔

آپ سب اپنی بات پر بالکل ٹھیک ہیں۔بالکل ٹھیک کہا جب اس حویلی کی بیٹیاں پڑھنے جا سکتی ہیں۔تو آپ سب کی کیوں نہیں۔آج سے میں التمش خان یہ اعلان کرتا ہوں۔آپ میں سے جن کی بھی بیٹیاں پڑھنا چاہتی ہیں

وہ ضرور پڑھیں گئ۔میں خود ان سب کا ایڈمیشن کروا کر آؤں گا۔اور دوسری بات گاؤں کے سکول کے پاس ہی جو جگہ ہے انشااللہ بہت جلد ہی میں وہاں کالج بنواؤں گا۔اور جو علم شہر جا کر حاصل کرنا پڑتا ہے۔میری پوری کوشش ہو گئ۔ویسی ہی تعلیم یہاں میسر ہو گئ پھر شہر جانے کی ضرورت نہیں پڑھے گئ۔۔وہ مظبوط لہجے میں بولا۔۔۔

سب بہت خوش ہوئے۔اس گاؤں میں سارے تو نہیں پر بہت سے گھر والے ایسے تھے جو سچ میں چاہتے تھے کہ ان کی بیٹیاں بھی پڑھیں۔اور اب تو موقع بھی اچھا تھا۔تو انہوں نے ہمت کر کے یہ قدم اُٹھایا۔اوپر سے التمش کا ساتھ مل گیا۔۔۔سب واپس چلے گے۔۔۔۔۔۔

جہانگیر خان غصے سے پلٹ کر اندر چلے گے۔۔وہ غصے کے عالم میں ادھر اُدھر چکر لگانے لگے۔۔التمش جانتا تھا اب آگے کیا ہونے والا تھا۔خود کو پُر

سکون کر کے وہ اندر آیا۔۔

تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو۔ یہ مت بھولو ابھی میں زندہ ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اپنی من مانی چلانا۔۔ جہانگیر خان گرجدار آواز میں بولے۔۔۔

دادا جان میں کچھ غلط نہیں کر رہا میں وہی کر رہا ہوں جو آپ کو کرنا چاہیے تھا۔ پر آپ نے تو ساری زندگی دوسروں کو اپنی جوتی کے نیچے رکھا۔۔اور وہی آپ نے اپنے بیٹوں کو سکھایا۔اب آپ چاہتے ہیں آپ کے پوتے بھی وہی کریں۔۔پر معاف کیجیے گا۔ باقی کے کر سکتے ہیں پر میں ان کی طرح کم ظرف نہیں ہوں۔وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔۔ جہانگیر خان کا غصے سے بُرا حال ہو گیا۔۔۔۔

تم ہماری عزت کا خاک میں ملا رہے ہو۔پہلے تم نے دونوں لڑکیوں کو شہر

میں پڑھنے بھیج دیا اور اب گاؤں والوں کو بھی اجازت دے دی۔۔۔۔۔خالد صاحب چلائے۔۔۔۔صائمہ بیگم اتنا شور سن کر باہر آ گئی۔زویا دور کھڑی سب دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

عزت، ہاہاہا، ابا آپ کی عزت ہے بھی؟؟؟عزت نہیں ہے خوف ہے جو آپ سب نے مل کر پورے گاؤں میں پھیلایا ہوا ہے۔۔۔اور خدارا ابا ہر نکلے اپنی چھوٹی سوچ سے آپ سب کو یہ بات بری نہیں لگی کہ میں نے اجازت دے دی۔ بالکہ یہ برا لگا کہ آپ کا روب اور خوف ناختم ہو جائے۔ کیونکہ اسکے بغیر تو شائد آپ کا جینا مشکل ہو جائے۔۔۔۔۔۔وہ طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔

التمش یہ تم کس انداز سے اپنے ابا اور دادا جان سے بات کر رہے ہو۔ صائمہ بیگم ڈوپٹہ صحیح کرتی آگے بڑھ کر اس تک آئیں۔

اسی انداز میں جس طرح تم نے اس کی تربعیت کی ہے۔میں کہتا تھا نا یہ بدتمیز ایک دن گلے کی ہڈی بن جائے گا۔پر تم نہین سمجھتی تھی۔تم نے اسے بالکل بدتمیز بدلحاظ بنایا ہے۔وہ صائمہ بیگم پر چلائے۔

میں سمجھی نہیں۔میرا التمش بدتمیز نہیں ہے۔وہ تو بالکل صایمہ بیگم بول رہیں تھیں۔۔۔

چپ ایک دم چپ خبردار جو میرے اگے زبان چلائی۔۔خالد صاحب نے چلاتے ہوئے کہا اور

ہاتھ اُٹھایا۔۔پر ان کا ہاتھ درمیان میں رُک گیا۔۔۔

بس ابا بس اب اور نہیں بچپن سے دیکھا ہے آپ بلاوجہ اماں پر ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔پر اب اور نہیں میری ماں پر اگر دوبارہ کبھی بھی ہاتھ اُٹھایا۔تو انجام

کے لیے تیار رہیے گا۔۔ وہ ان کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے بولا۔ خالد صاحب چپ ہو گے۔

اور آپ سب بھی کان کھول کر سن لیں۔۔ پہلے تو صرف میری خواہش تھی۔ اس گاؤں کو بدلوں۔ پر اب تو یہ میری ضد بن چکی ہے۔۔۔ یہاں وہ اب کروں گا جو ابھی تک نہیں ہوا۔۔۔ وہ چاہے کالج ہو یا کسی غریب کی حق حلال کی کمائی کا پیسہ اسے دینا۔ پورے گاؤں کی نیو بدل کے رکھ لوں گا۔ اب اس راستے میں چاہے کوئی بھی آئے مجھے فرق نہیں پڑتا۔ وہ میرا باپ، بھائی، چاچا، یا دادا ہو میں کسی کو نہیں بخشوں گا۔ وہ مظبوط لہجے میں بول کر صائمہ بیگم کو لے کر ان کے کمرے کی طرف چلا گیا۔۔ باقی کے سب کے سب بھی چلے گے۔۔۔۔

زویا دور کھڑے مسکرا رہی تھی۔۔ اس نے اپنی آنکھ کے کنارے سے آنسو

صاف کیا۔اور کھل کر مسکرا دی۔۔۔۔وہ پلٹنے لگی۔۔جب جہانگیر خان کی نظر اس پر پڑی۔وہ جان بوجھ کر طنزیہ انداز میں مسکرا کر پلٹی۔۔۔جہانگیر خان بھی کچھ سوچ کر اپنے کمرے کی طرف چلے گے۔۔۔

****

ابا جان یہ التمش ہاتھ سے نکلے جا رہا ہے۔۔مجھے تو سمجھ ہی نہیں آ رہی کیا کرو؟ جالد صاحب غصے اور پریشانی کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

پہلے تو مجھے بھی کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔لیکن اب سب سمجھ آ رہا ہے۔ اس سب کے پیچھے وہی لڑکی ہے۔۔وہ کچھ سوچتے ہوئے بولے۔

کون لڑکی ابا؟رفاقت صاحب نا سمجھی سے بولے۔۔۔۔

وہی جو ونی میں آئی ہے۔۔۔

اس سب میں اس کا کیا تعلق ہے ابا؟ خالد صاحب حیرانگی سے بولے۔۔

بہت گہرا تعلق ہے۔ خالد بہت گہرا۔ میں تو اُرتی چڑیا کے بھی پر گن لیتا ہوں۔ تمہارا بیٹا جن چکروں میں ہے ناوہ میں کبھی ممکن نہیں ہونے دوں گا۔۔ مجھے بس اس کی کمزوری پر وار کرنا ہے۔ وہ خود باخود میرے قابو میں آ جائے گا۔۔۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے بولے۔۔۔۔

آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ رفاقت صاحب بولے۔۔۔۔

میں بس اس کی کمزوری کو پکڑ کر اسے توڑوں گا۔۔ اسے وہاں وار کروں گا۔ جہاں سے وہ دوبارہ کبھی ہمارے خلاف جانے کی کوشش نہیں کرے گا۔

وہ مسکراتے ہوئے بولے۔۔۔۔

ہمم تو پلین کیا ہے۔خالد صاحب بولے۔

تم بس شمس کو واپس بلاؤ۔اور ہاں یہ ماجد کہاں ہے اس پر بھی نظر رکھا کرو۔ آجکل بہت کم حویلی میں نظر آتا ہے۔جہانگیر خان بول کر سگار پینے لگے۔۔۔۔

سب اپنی سوچوں میں ڈوب گے۔۔جہانگیر خان نے وہی بیٹھے بیٹھے پلین ترتیب کر لیا۔

****

آہ۔۔۔۔آپ ٹھیک ہونا۔وہ خالی کپوں کی ٹرے۔جب کوئی اسے

ٹکرایا۔۔۔

آپ کون ہو اور ہماری حویلی میں کیا کر رہی ہو۔ وہ چار سالہ حیدر تھا۔ جو کہ پچھلے تین ہفتوں سے اپنی نانو کے گھر گیا ہوا تھا۔ اور آج ہی شام کو لوٹا تھا۔

میں تو یہی رہتی ہوں۔ پر آپ کو پہلی دفع دیکھا ہے۔ آپ کا نام کیا ہے۔ زویا مسکراتے ہوئے بولی۔

ZNZ Zubi Novels Zone

بالکل نہیں سٹرینجر آپ ہو تو پہلے آپ اپنا تعارف کرواؤ۔ زویا چار سالہ بچے کے منہ سے اتنی صاف اُردو سن کر حیران ہو گئی۔۔ چائے کی ٹرے نیچے زمین پر رکھی اور خود گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔

السلام علیکم! میرا نام زویا ہے۔ اور میں یہاں کام کرتی ہوں۔ زویا کچھ

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سوچتے ہوئے بولی۔۔اور ہاتھ آگے بڑھایا۔

وعلیکم السلام! ویسے تو میرے چاچو نے مجھے کسی سٹرینجر سے بات کرنے کے لیے منع کیا ہے۔پر آپ مجھے اچھی لگئی ہیں۔تو میں سے بات کر سکتا ہوں۔میرا نام حیدر ہے۔اور میں اس حویلی کا سب سے چھوٹا مرد ہوں۔وہ ہاتھ ملاتے ہوئے بولا۔۔۔

ہاہا زویا کو اس کے جواب پر ہنسی آگئی۔۔۔

سو چھوٹے مرد جی کیا آپ مجھ سے دوستی کروگے۔زویا اپنی ہنسی چھپاتے ہوئے بولی۔۔۔

ہممم سوچنا پڑے گا۔۔کرتو لوں پر میری ایک شرط ہے۔وہ اپنی گال پر انگلی رکھتے ہوئے بولا۔۔

اور وہ شرط کیا ہے؟

آپ کو ہماری یہ دوستی خوفیہ رکھنی پڑے گئی۔کسی کو اس کے بارے میں پتہ نہیں چلنا چاہیے۔خاص کر چاچو کو۔ورنہ وہ ڈانٹیں گے۔وہ آہستہ آواز میں بولا۔۔۔

اوکے کسی کو نہیں بتاؤں گئی۔زویا مسکراتے ہوے بولی۔۔۔

حیدر حیدر کہاں ہو۔تبھی عائلہ کی آواز آنے لگی۔۔۔

امی بلا رہی ہیں اللہ حافظ وہ جلدی جلدی بول کر بھاگ گیا۔۔زویا مسکراتے ہوئے چائے کی ٹرے پکڑ کر نیچے کیچن کی طرف چل دی۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

****

توکام کہاں تک جارہا ہے؟سلطان صاحب حازم کے ساتھ آفس میں بیٹھے باتیں کررہے تھے۔

کام توکل سے شروع ہونے والا ہے۔بس سارے ورکرز کو وہاں پر بھیجنا ہے۔حازم بولا۔

حازم میری بات دھیان سے سنو۔وہاں پرسچ میں فیکٹری لگانے نا بیٹھ جانا۔یہ صرف وہاں آنے جانے کا ذریعہ ہے۔ایسے پریٹینڈ کرو جیسے بہت کام کررہے ہو۔اور ساتھ ہی اصل کام بھی کردینا۔۔سلطان صاحب اسے سمجھارہے تھے۔۔

افکورس ڈیڈ آپ کیا مجھے بچہ سمجھتے ہیں۔مجھے پتہ ہے میں کیا کررہا ہوں۔وہ

اُکھڑے ہوئے انداز مین بولا۔۔۔

نوک کوک۔۔۔۔ تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔

کم ان۔۔۔

سر یہ رہی آپ کی چائے اور حازم سر آپ کی کافی وہ مسکراتے ہوئے دونوں کے اگے کپ رکھنے لگی۔۔

شکریہ مس دعا، پر یہ اپ کا کام نہیں۔ تو آپ کیوں لائیں۔ حازم کپ کو پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔

اٹس اوکے سر وہ اصل میں کا کا کی مجھے کچھ طبعیت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔ جب سر نے آڈر دیا تو میں وہی تھی۔ بس پھر مین نے کافی اور چاے بنائی اور لے آئی۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

مس دعا آپ میری سیکٹری ہیں۔اور سیکٹری کا کام چائے کافی سرو کرنا نہیں ہوتا۔آپ اپنے کام پر توجہ دیں تو زیادہ بہتر ہے۔وہ تیکھے لہجے میں بولا۔۔۔

بالکل سر میں اپنے کام پر توجہ دیتی ہوں۔اور لگے ہاتھوں دوسروں کے کام میں بھی ہاتھ بیٹا دیتی ہوں۔یو نو نا میں بہت رحم والی ہوں۔وہ ہنستے ہوئے بولی۔

کل آپ کی میٹنگ دبئی والے ڈیلگیسن کے ساتھ فیکس کر دی ہے اور آپ نے جس گاڑی کا بولا تھا وہ بھی ارینج ہو گئی ہے۔اور۔۔۔۔وہ حازم کا غصے سے بھرا چہرہ دیکھ کر فوراً سے کام کی باتیں کرنے لگی۔۔۔۔

ارے ریلیکس مس دعا کیا ہو گیا ایسے چابی والی گڑیا کی طرح کیوں سٹاٹ ہو

گئیں ہیں۔ سراج اندر آتے ہوئے بولا۔

کل کی ساری میٹنگز کینسل کر دو۔۔ صبح آٹھ بجے تیار رہنا ہمیں گاؤں جانا ہے۔ حازم بول کر سلطان صاحب کے ساتھ باہر نکل گیا۔۔۔

آہ سراج یہ تمہارا بھائی نہیں لگتا۔ دعا لمبی سانس بھرتے ہوئے بولی۔۔۔

ہاں جانتا ہوں۔ تھوڑا سا بد تمیز کھڑوس اکڑو ہے۔ سراج مسکراہٹ دبا کر بولا۔۔۔

ہنہہ بالکل نہیں بالکل مجھے تو بہت کیوٹ لگتا ہے۔ جب غصہ کرتا ہے۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

لڑکی سُدھر جاؤ۔۔اور بتاؤ انکل کیسے ہیں۔ سراج اس کا ٹاپک بدل گیا۔۔۔

اے ون تمہیں بہت یاد کرتے ہیں۔ پر تم تو تم ہو آتے ہی نہیں۔ دونوں چلتے ہوئے باہر آ گے۔۔

ہاں بس تھوڑا مصروف تھا۔ پرائیوٹ کام تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔

ہممممم کون سا پرائیوٹ کام؟ کہی۔۔۔۔۔دعا کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

لڑکی میری ساتھ رہ کر انٹیلیجنٹ ہوتی جا رہی ہو۔ پرسوں رات کو تیار رہنا سرپرائیز ہے۔۔۔ سراج مسکراتے ہوئے بول کر اپنے کیبن کی طرف

بھاگ گیا۔۔۔

دیکھتے ہیں کیا سرپرائیز ہے۔۔۔وہ مسکراکراپنی ٹیبل کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

****

اے لڑکی ادھر آؤ۔آئمہ بیگم۔کیچن میں کھانے کی ٹرے لگائے کھڑی جاتی ہوئی زویا کورُکتے ہوئے بولیں۔۔۔

جی بولیں کیاہے۔وہ کافی تھک چکی تھی۔اوپر سے دس کاوقت ہورہاتھا۔

یہ کھاناالتمش کے کمرے میں اسے دے کرآؤ۔بچے نے صبح کاکچھ نہیں کھایا۔عائلہ بیگم ٹرے آگے کرتے ہوئے بولیں۔

میں ؟وہ حیران ہوتی ہوئی بولی۔۔۔

نہیں کیا تمہارے فرشتے چلو جلدی دے کر آؤ۔پھر یہ کاونٹر صاف کرو۔

آپ خود چلی جائیں۔مجھے کیون بول رہی ہیں۔زویا واپس پلٹنے لگی۔۔۔

روک۔جاتی ہے کہ ایک لگاؤں۔مہارانی میں خود چلی جاتی جوڑوں مین درد ہے سیڑھیاں نہیں چڑیں جاتیں۔اب ایک لفظ بھی نا سُنو جالے کر جا۔عائلہ بیگم نے ٹرے اس کے ہاتھون میں دے اور خود کیچن سے نکل گئیں۔

اف۔۔زویا پاؤں زمین پر پٹخ کر اوپر سیڑیوں کی طرف بڑھی۔۔۔

دروازے کے قریب پہنچ کر لمبی سانس لے کر دروازے کو ہلکے سے کھٹکھٹایا۔۔

آجاؤ۔اندر سے آواز آئی۔وہ دروازے کو دھکیل کر اندر داخل ہوئی۔۔(زویا کی نظر سیدھی کمرے کے چاروں اطراف گئی۔بالکل سمپل بلیک اینڈ وائیٹ کمبینیشن کا کمرہ تھا۔ہر چیزیں کو اسکی جگہ پر رکھا ہوا تھا جو کہ رہنے والے کی نفاست پسندی کو ظاہر کررہا تھا۔۔)وہ آہستہ سے قدم بڑھاتی اگے بڑھی۔التمش کھڑکی کی طرف منہ کیے کھڑا باہر کالے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔۔

یہ آپ کا کھانا وہ ٹرے کو ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولی۔۔

وہ کبھی اپنے وہم وگمان میں بھی زویا کا یوں رات کے اندھیرے میں اپنے کمرے میں آنا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔وہ پلٹا۔

تم۔یہاں کیا کر رہی ہو؟ بڑے ہی تیکھے انداز میں پوچھا۔

وہ آئمہ آنٹی نے بولا کہ آپ نے رات کا کھانا نہیں کھایا تو آپ کو دے آؤں۔میں نے تو منع بھی کیا پر وہ ہی انسسٹ کرنے لگیں۔زویا جلدی جلدی بولی۔۔۔۔

ہمممم ایک بات بتاؤ۔تم اس گاؤں کی ہو تو تمہیں اتنی انگلش کیسے آتی ہے۔ میں نے کافی دفع نوٹ کیا ہے تم بات کرتے وقت بہت انگلش کے لفظ بولتی ہو۔اور جہاں تک میرا علم ہے۔اس گاؤں کے سکول میں اتنی انگریزی نہیں پڑھائی جاتی۔۔۔وہ سوالیہ انداز میں بولا۔۔زویا کا رنگ ایک

پل کو بدلا۔۔

وہ اصل میں روحان جب بھی شہر جاتا میرے لے کوئی نا کوئی کتاب لے آتا۔ تو بس وہی پڑھ کر تھوڑی بہت انگلش آگئی وہ فٹ سے اپنے آپ کو سھنمبالتے ہوئے بولی۔ روحان کے نام پر التمش کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔

ایک بات میں بھی پوچھوں۔ زویا ہچکچاتے ہوئے بولی۔

التمش کو وہ بہت معصوم اور کیوٹ لگئی۔ اپنے چہرے پر آنے والی بے ساختہ مسکراہٹ کو چھپاتے ہوئے ہاں میں گردن ہلائی۔۔۔

کیا آپ سچ میں میرا مطلب ہے حقیقت میں گاؤں میں کالج بنوائیں گے۔ وہ

آنکھیں بری کرتے ہوئے بولی۔۔۔

تمہیں کیا پتہ نہیں خان کبھی بھی اپنی زبان سے نہیں پلٹتا۔اور یہ کالج بنوانا تو بہت پہلے طے تھا اب بس اس پر تکمیل ہو گئی۔اور میں سچ میں حقیقت میں بنواؤں گا۔وہ آخر مین زور دیتے ہوئے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے بولے۔۔۔

پلیز کچھ بھی ہو جائے مگر نامت۔مجھے سچ میں یقین نہیں ہو رہا میں نے جب میٹرک پاس کیا تب سے چاہا کہ کاش یہاں کالج ہوتا یا میں شہر جا سکتی پر ممکن نہیں ہو پایا۔۔۔پر اب سوچو کتنی ساری لڑکیان جائیں گی پڑھیں گی۔ اس کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔جیسے اپنی منزل کی پہلی سیڑھی پار کرلی ہو۔

چلیں آپ کھانا کھالیں میں جاتی ہوں۔ورنہ آپ کے جلاد دادا جان نے دیکھ لیا تو رات کے اس وقت الگ تماشہ لگ جائے گا۔وہ ہنستے ہوئے بولی اور پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

زویا کاش تم ویسے میری زندگی میں نا آتی۔خدا کی قسم تمہیں سر آنکھوں پر بیٹھا کر رکھتا۔۔۔کیا میں اب اسے اپنا سکتا ہوں؟وہ اپنے آپ سے سوال کر رہا تھا۔

بالکل نہیں۔۔۔۔۔۔۔آگے سے ایک ہی جواب موصول ہوا۔۔۔جو کہ شائد اسکے دل سے نہیں دماغ سے آیا تھا۔۔۔پتھریلے تاثرات لیے وہ پلٹا اور کھانے کی طرف بڑھا۔۔۔۔

اماں جان آپ نے بلایا۔وہ ڈیرے پر جانے کے لیے تیار تھا۔جب صائمہ بیگم کا پیغام آیا تو وہ ان کے کمرے کی طرف بڑھا۔

ہاں یہاں بیٹھو مجھے کچھ اہم بات کرنی ہے۔۔۔
التمش سیدھا ان کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا۔

دیکھو التمش تم جو بھی کر رہے ہو وہ سب تو ٹھیک ہے۔پر جس طریقے سے تم اپنے دادا جان اور ابا سے بات کرتے ہو وہ بہت غلط ہے۔تم بہت بدتمیزی سے بات کرتے ہو۔تمہارے پچھلے دنوں کے برتاؤ کی وجہ سے بیٹے میری تربیت پر انگلی اُٹھ رہی ہے۔جو مجھے بہت دکھ دے رہی ہے۔صائمہ بیگم کل کی باتوں کی وجہ سے پریشان تھیں۔اوپر سے رات کو خالد صاحب نے بھی بہت باتیں سنائیں۔۔

ٹھیک ہے اماں میں آئندہ اس بات کا خیال رکھوں گا۔کہ کسی سے بدتمیزی سے بات نا ہو۔پر اگر آپ میری اونچی آواز کی وجہ سے بول رہی ہیں۔تو

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اماں کل آپ نے دیکھا تو تھا کس طرح سب بول رہے تھے مجھے چِلانا پڑا۔۔

وہ صائمہ بیگم کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔۔۔

صرف چِلانا ہی نہیں تم نے جو کل طنز پر طنز مارے ہیں مین نے سب سنا تھا۔ وہ جتاتے ہوئے بولیں۔

ہمم چلین پہلے مجھے جواب دیں۔ابھی تک میں نے جو بھی کیا۔آپ کو کیا لگتا ہے وہ غلط تھا۔وہ سوالیہ انداز میں بولا۔

نہیں میرے بچے تم نے تو وہ کیا ہے۔جو بہت پہلے ہو جانا چاہیے تھا۔پر کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی۔اور جن میں تھی وہ بھی منہ کے بل ہی گر گئے۔وہ سنجیدہ انداز مین بولیں۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

توبس اماں جان اپ بالکل بھی پریشان ناہوں۔آپ بہت اچھے سے ابااور باقی سب کی فطرت کو جانتیں ہیں۔ان کے سامنے اگراکڑ کر نہین بولون گا۔توسب میری باتوں کو ہواؤں میں اُڑادین گے۔۔میری جنگ دشمن سے نہیں بالکہ اپنے ہی رشتوں سے ہیں۔دشمونوں سے لڑنا آسان ہوتا ہے۔اپنوں سے لڑتے تو بندہ خود ٹوٹ جاتا ہے۔میں بکھروں نااس لیے مجھے بس میری پیاری اماں کی دعائیں چایئں۔کہ میں اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جاؤں۔۔وہ ان کے ہاتھوں کو عقدیت سے چومتے ہوئے بولا۔۔۔۔

میرے بچے میری دعائیں تو ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں۔اللہ تمہیں تمہارے مقصدمین کامیاب کرے۔صائمہ بیگم اپنی بگھیں آنکھیں صاف کرتے ہوئے بولیں۔

چلیں پھر ہنس کر مجھے اجازت دیں تاکہ میں اپنے کام پر جا سکوں۔ وہ مسکرا کر بولا۔۔۔ صائمہ بیگم بھیگیں آنکھوں سے مسکرا دیں۔ التمش مسکراتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

****

ہاں سارا سامان پہنچ گیا؟ چلو ٹھیک ہے میں بس نکلنے والا ہوں۔۔ کام شروع کرو۔ وہ آفس میں داخل ہوتے کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔۔

مس دعا کیا آپ ریڈی ہیں؟ حازم اپنے موبائل پر ٹائپ کرتے ہوئے بولا۔

افکورس سر میں بالکل ریڈی ہوں۔ میں نے کھانے کا سامان اس ٹوکری میں رکھ لیا ہے۔ فروٹس، جوس آپ کی کافی کی مشین سب رکھ لیا ہے۔ اور ہاں گاؤں ہے تو وہاں سردی ہو گئی اس لیے آپ کے لیے گرم کوٹ اور اپنے لیے شال رکھ لی ہے۔ وہ چہکتے ہوئے سب بتا رہی تھی۔۔۔

ہم مس دعا ہم وہاں پکنک کے لیے نہیں کام کرنے جا رہے ہیں۔۔ حازم

سخت لہجے میں بولا۔۔۔

سر کیا بات کر رہے ہیں۔ یہ سب بہت ضروری ہے۔ سوچوں اگر ٹھنڈ لگے تو کوٹ پہن سکتے ہو۔ بھوک لگے تو یہ فرٹوس اور جو بھی کھانے کا سامان ہے وہ کھا سکتے ہیں۔ وہ دوبارہ سے شروع ہو گئی۔۔ حازم بہت صبر سے سن رہا تھا۔

دعا ہم گاؤں جا رہے ہیں نا کہ کسی پہاڑ علاقے میں۔ وہاں پر لوگ رہتے ہیں۔ وہ ہمیں کھانے کے لیے پوچھیں گے۔۔ کیا آپ نے ساری فائیلز رکھیں؟ حازم اپنے اوپر صبر رکھ کر بولا۔

سر کیا آپ مجھے بے وقوف سمجھتے ہیں افکورس میں ن ء فائلز رکھی ہیں۔ دعا منہ بسورتے ہوئے بولی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اچھی بات ہے۔اب چلیے دیر ہورہی ہے۔وہ بول کر واپس مڑ گیا۔دعا اپنا بیگ،ٹوکری،شال اور کوٹ اُٹھائے لیفٹ کی طرف بڑھی۔۔۔

ویسے سر آپ بہت ہی بے مروت ہیں۔ایک لڑکی اتنا سارا سامان اُٹھائے آ رہی ہے۔آپ نے ایک بار بھی نہین بولو دعا تم تھک جاؤ گئ مجھے دے دو۔ یہ ڈولے شولے کیوں بنائے ہیں جب مدد ہی نہین کرنی۔۔وہ غصے سے بولی۔

دعا بی ہیو یور سیلف آئندہ اسطریقے سے مجھ سگ بات مت کرنا۔بد تمیز۔ تم اس آفس میں صرف ڈیڈ کے کہنے پر ہو۔ورنہ تم اس لائق نہیں ہو کہ میری سیکٹری بن سکو۔حازم جب کب سے برداشت کر رہا تھا۔آخر پھٹ پڑا۔

سوری سر۔دعا روندھی آواز مین بولی۔۔۔ تبھی لیفٹ رک گئی۔۔۔

نانسینس وہ بول کر لفٹ سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

****

ارے واہ بہت اچھے۔کام شروع بھی ہو گیا۔حازم یار تم تو بڑے تیز نکلے۔ کب تک پہنچ رہا ہے؟ ماجد فیکٹری والی جگہ پر پہنچ چکا تھا۔وہاں پر کام ہوتا دیکھ کر اسنے حازم کو کال کر دی۔۔۔۔

بس دس منٹ تک پہنچ جاؤ گا۔آگے سے حازم نے جواب دیا

چل تو آجا پھر بات ہوتی ہے۔وہ بول کر کال کٹ کر گیا۔

اوے گل خان ناحویلی میں پیغام دے کر آکہ اچھاساڈینز تیار کروائیں۔میرا دوست آرہا ہے۔ماجد نے وہاں پر کام کرتے گل خان کو بولا۔۔جو کہ ان کا پرانا ملازم تھا۔وہ سن کر حویلی کی طرف روانہ ہو گیا۔

اگلے دس منٹ تک حازم بھی آگیا۔۔

دونوں اپس میں گلے لگے۔۔۔

ہیلو لیڈی ماجد نے اپنا ہاتھ دعا کی طرف بڑھایا۔دعا نے مسکرا کر ہاتھ ملا لیا۔۔

ماجد کام تو شروع ہو گیا ہے۔بس اب کام مین کوئی رکاوٹ نہیں آنی چاہیے۔مجھے ہر حال میں یہ فیکٹری بنوانی ہے۔حازم مزدوروں کی طرف دیکھ کر بولا۔جو کہ صبح سے کام کر رہے تھے۔۔۔۔۔

بالکل جگر کوئی رکاوٹ نہیں آئے گئی۔اب یہ فیکٹری تو بن کر رہے گئی۔۔۔ماجد مسکرا کر بولا۔تبھی دو آدمی تین کرسیاں لے کر آ گے۔۔۔۔گیارہ کا وقت ہو رہا تھا۔بہت اچھی دھوپ نکلی ہوئی تھی۔۔۔۔

بتا کیا پیے گا چائے بنوا دوں۔ماجد بول کر موبائل نکلنے لگا۔۔۔

میں جانتی ہوں ابھی سر کو کافی چاہیے۔۔وہ بنا لیتے ہیں۔دعا بول کر فوراً کرسی سے کھڑی ہو گئی۔اور گاڑی کی طرف چلی گئی۔

حازم یہ لڑکی کون ہے؟ماجد دور جاتی دعا کو دیکھ کر بولا۔۔

میری سیکٹری ہے۔۔وہ نارمل انداز میں بولا۔۔۔

واہ یار تیرے تو مزے ہیں۔سیکٹری بھی کتنی خوبصورت رکھی ہے۔جسے دیکھ کر آنکھ ہٹانے کو بھی دل نا کرے۔ماجد اپنی موچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے بولا۔۔۔

ماجد تمیز سے وہ میرے انکل کی بیٹی ہے۔اور میری بہت اچھی دوست بھی ہے۔حازم کو ماجد کا انداز بالکل پسند نہیں تھا۔۔وہ جانتا تھا۔ماجد ایک نمبر کا عیاش مرد ہے۔

یہ لیجے سر آپ کی کافی۔اور ماجد بھائی یہ آپ کی کافی وہ دو کپ لے کر ان دونوں لی طرف آئی۔۔۔

دعا کا ماجد کو بھائی کہنا جہاں ماجد کو برا لگا وہی حازم نے اپنی ہنسی چھپانے کے

لیے کافی کا مگ ہونٹوں سے لگا لیا۔ماجد نے کافی پینے سے انکار کر دیا۔دعا کافی کا مگ لے کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

سر کیا ہم اسی طرح بیٹھے رہیں گے۔بہت بور ہو رہی ہوں۔گاؤں خوبصورت لگ رہا ہے۔مین زرا دو چکر نا لگا آؤ۔دعا مسکین سی شکل بنا کر بولی۔۔۔۔

بالکل بھی نہیں۔چپ کر کے بیٹھی رہو۔۔حازم کا جواب سن کر وہ منہ بسور کر بیٹھ گئی۔ماجد اور حازم اپس مین باتیں کر رہے تھے۔دونوں کنسٹریکش والی جگہ پر گے۔حازم انجینیر سے بات کرنے لگا۔۔۔سب سے آنکھ بچا کر اس نے زویا کے نمبر پر میسج کر دیا۔کہ وہ یہاں ہے۔۔۔۔۔۔
گل خان یہ سب کیا ہو رہا ہے۔التمش جو کہ ابھی ڈیرے سے واپس آ رہا تھا۔یوں زمین کی کھدائی کرتے مزدوروں کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔۔ایسا تو

ہو نہیں سکتا تھا کہ اس کے بنا کہے کالج کا کام شروع ہو جائے۔اور کالج تو سکول کے ساتھ بنا تھا۔یہی سوچتے اس نے گل جان کو آواز دی۔۔۔

چھوٹے سائیں آپ کو نہیں پتہ گاؤں میں فیکٹری بن رہی ہے۔۔گل خان بولا۔۔

کیا؟ فیکٹری کیا بکواس ہے ہٹو وہ غصے سے گل خان کو سائیڈ پر کر کے وہ ماجد اور حازم کی طرف بڑھا۔۔۔

لالا یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ وہ ماجد سے دو قدم دور کھڑا تھا۔ماجد، حازم اور دعا نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔

التمش نظر نہیں آرہا فیکٹری کی کنسٹریکشن چل رہی ہے۔ماجد چونکہ کافی

دنوں سے اس سے ناراض تھا تو طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔

بالکل دیکھ رہا ہے۔پر یہ زمین گاؤں والوں کی ہے۔وہ اپنی روزی روٹی یہی سے کماتے ہیں اور آپ سب کو برباد کرنے کے چکر میں ہیں۔وہ اپنے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے۔۔

ہیلو ایکسیوزمی میں حازم ملک ہوں۔اور یہ فیکٹری میں ہی لگا رہا ہوں۔
حازم آگے بڑھ کر بولا۔۔۔

مسٹر حازم اپ یہ بتانے کی زہمت کریں گے فیکٹری لگانے کی وجہ کیا ہے۔۔وہ بھی ایک چھوٹے سے گاؤں میں۔التمش اپنے بازو کمر پر باندھ کر سخت لہجے میں بولا۔۔۔۔

مسٹر التمش میں یہ فیکٹری گاؤں والوں کے لیے ہی لگا رہا ہوں۔اور یہاں پر کوئی بھوکا نہیں مرے گا۔مین فیکٹری میں سب کو کام دوں گا۔۔حازم ترکی بات ترکی بولا۔۔

تو پھر مسٹر ملک غور سے سنیں یہ فیکٹری بالکل بھی نہیں لگے گئی۔کیونکہ فیکٹری سے نکلنے والی گندگی سے میں اپنے خوبصورت گاؤں کو گندہ نہیں ہونے دوں گا۔التمش بولا

التمش تم ہر معملے میں کیوں ٹانگ اڑاتے ہو۔حازم میرا دوست ہے۔اور اگر وہ اس گاؤں کا کچھ۔بھلا کرنا چاہتا لے تو تمہیں کیا مسلہ ہے۔ماجدان دونوں کے درمیان آیا۔اور التمش کو ہلکا سا دھکا دیا۔جس سے وہ دو انچ پیچھے ہوا۔۔۔

Zubi Novels Zone

لالا حد میں رہو۔ میں نے ایک دفع جب بول دیا کہ فیکٹری نہیں بنے گئی تو نہیں بنے گئی۔ التمش چِلایا۔۔

بس بہت ہوا کتنے دنوں سے تمہاری من مانی سہ رہا ہوں۔ ماجد جو اتنے دنوں کا بھرا ہوا تھا۔ مزید برداشت نا کر سکا اور التمش کے چہرے پر مکہ مار دیا۔۔ جس سے وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوا۔۔ وہ بے یقینی سے اپنے برے لالا کو دیکھ رہا تھا۔ جس نے آج تک اس پر ہاتھ نہیں اُٹھایا تھا۔ چاہے بات کتنی بھی بری کیوں نا ہو۔۔۔۔۔ وہی دور کھڑا گل خانیہ سب دیکھ کر حویلی کی طرف بھاگا۔۔۔۔ تاکہ وہاں سے کسی کو لا سکے۔۔۔۔

بول اب کیا بول رہا تھا۔ یہ گاؤں زمین کیا تیری جگیر ہے جو ہر فیصلے پر اڑ جاتا ہے۔۔۔ ماجد نے التمش کو کالر سے پکڑ کر اُٹھایا۔ اور ایک اور مکہ منہ پر چڑ دیا۔۔۔

اوگاڈ حازم انہیں رُکیے۔دعاڈر کر حازم کا بازو ہلاتے ہوئے بولی۔۔۔

چپ تماشا دیکھ۔دونوں بھائی کیسے کتوں کی طرح لڑ رہے ہیں۔حازم مسکرا کر بولا۔دعا نے حیرانگی سے حازم کی مسکراہٹ کو دیکھا اور اس کا بازو چھوڑ دیا۔۔وہ اتنی بھی نادان نہیں تھی جو کچھ سمجھ نا پاتی۔۔۔پر ابھی بھی وہ کلیر نہیں تھی۔۔۔

لالا میں وہی بولتا اور کرتا ہوں جو اس گاؤں کے لیے بہتر ہے۔التمش اپنے ناک سے بہتے خون کو ہتھیلی سے صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔

بس بہت ہوا تیرا یہ ڈرامہ۔۔ماجد غصے سے بولا اور ایک مکہ اس کے چہرے پر جڑ دیا۔۔۔۔اس دفع کا شائد زیادہ زور سے پڑا تھا۔التمش کا ہونٹ کا کنارہ پھٹ گیا۔۔۔۔۔

ماجد کیا کر رہے ہو۔۔ تبھی گاڑی سے نکل کر بھاگتے ہوئے خالد صاحب چلائے۔ان کے پیچھے جہانگیر خان اور سہیل صاحب بھی تھے۔۔۔۔۔

یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے۔جہانگیر خان ماجد کو التمش سے علحیدہ کرتے ہوئے بولے۔۔۔

تماشا میں نے نہیں اپ کے اس لاڈلے نے لگایا ہے۔۔ایک تو اسے ہر بات میں مسلہ ہوتا ہے۔پہلے جوان بہنوں کو شہر پڑھنے چھوڑ آیا۔اس کے بعد لاڈ صاحب کالج بنوانے کا وعدہ کر رہے ہیں۔اور آج تو حد ہو گئی۔ فیکٹری کو روکنا چاہتا ہے۔۔۔۔ماجد غصے سے بولا۔۔۔

لالا میں کچھ بھی غلط نہیں بول رہا۔فیکٹری گاؤں کے لیے صحیح نہیں ہے۔ اور جو غلط ہے وہ ہے۔اور میں اد کے لیے بولوں گا۔اس میں چاہے میرے

سامنے میرے اپنے ہی کیوں نا کھڑے ہو جائیں۔۔التمش اپنی جیب سے رومال نکال کر ہونٹ کا کنارہ صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔

اسے کہتے ہیں ڈھیٹ انسان تمہاری دو باتیں مان لی ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہر بات مانی جائے گئی۔اور اس فیکٹری کو بنانے کے لیے ابا پہلے ہی آجازت دے چکے ہیں۔۔خالد صاحب اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے بولے۔۔۔۔

دادا جان آپ نے کیسے آجازت دے دی۔جب کہ آپ جانتے ہیں اس فیکٹری سے نکلنے والا گندہ اس گاؤں کی فضا کو خراب کر دے گا۔اور دوسرا آپ نے بنا ان غریب لوگوں کو پیسا دے زمینیں بیچ دیں۔۔۔۔کچھ تو خدا کا خوف کھائیں۔۔۔۔التمش کی آواز میں واضع دکھ تھا۔۔۔۔۔

التمش تم ہمیں نہیں سیکھاؤ گے ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں۔آخری بات یہ فیکٹری بن کے رہے گئی۔۔ تم اپنے کالج ہر دھیان دو۔۔ میں اسکے لیے تمہیں ایک پھوٹی کوڑی نہیں دوں گا۔۔ جہانگیر خان بولے۔۔۔التمش حیرانگی سے سن رہا تھا۔

واہ دادا جان آج تو آپ نے ایک پل مین پرایا کر دیا۔۔ بہت افسوس ہوا۔۔پر یہ مت سمجھیے گا۔اگر آپ پیسے نہیں دیں گے تو کالج نہیں بنے گا ۔میں نے اچھا کام کرنے کا عہد کیا ہے۔اوپر والا بیت مہربان ہے۔وہ پیسے بھی دے گا۔اور آپ کی نظر کے سامنے میں کالج بنواؤں گا۔وہ بھی تین مہینے کے اندر اندر یہ التمش خان کا وعدہ ہے۔۔۔۔۔وہ مظبوط لہجے میں بولا۔۔۔جہانگیر خان نے اس کی بات پر کان نا دھرے اور مڑ گے۔۔۔۔

ماجد مہمانوں کو لے کر حویلی آجاؤ۔خالد صاحب بول کر جہانگیر خان کی

طرف پلٹے۔

کیا سمجھ میں آیا۔ تو چھوٹا ہے چھوٹا ہی بن کے رہ۔ مت بھول حویلی کا پہلا پوتا میں ہوں۔ اسی لحاظ سے تم سے پہلے میرا حکم چلے گا۔ تو بیٹا زیادہ اُڑو مت ورنہ پر کٹ جائیں گے۔ پھر تم اُڑ تو کیا چل بھی نہیں پاؤ گے۔۔ ماجد التمش کے پاس آ کر طنزیہ انداز میں بولا۔۔

آپ میرے برے بھائی ہو۔ لالا کا درجہ دیا ہے۔ اور ہمیشہ دوں گا۔ آج جو آپ نے میرے اوپر ہاتھ اُٹھایا نا خدا کی قسم لالا اگر کوئی اور ہوتا نا تو ابھی تک ہسپتال مین پڑا ہوتا۔۔ میرے ہاتھوں کو اُٹھنے سے صرف میری ماں کی تربیعت نے رکا ہے۔ آپ شائد بھول گے ہوں۔ پر مجھے میری ماں کی ایک ایک بات یاد ہے۔ التمش اتنا بول کر وہاں سے مڑ گیا۔۔۔

ہنہ برا آیا۔۔۔ماجد سر جھٹک کر حازم اور دعا کی طرف بڑھا اور ان دونوں کو لے کر حویلی کی طرف بڑھا۔حازم نے موبائل نکال کر دعا کے نمبر پر میسج کیا۔۔۔جسے پڑھ کر وہ چلتے چلتے رک گئی۔۔اور سوالیہ نظروں سے حازم کو دیکھا۔جس نے پلکیں جھپکائیں۔۔دونوں چل دیے۔۔۔۔۔۔

****

زویا اپنے کمرے میں آئی اور لاک لگا کر الماری میں چھپا موبائل نکالا۔اسے آن کیا تو سامنے ہی حازم کا میسج تھا۔۔۔

Zubi Novels Zone

یااللہ یہ لڑکا بھی نا اب پتہ نہیں کیا ہو گا۔۔۔اسے کیوں سمجھ نہیں آتی گاؤں میں کام کرنے کا فائدہ نہیں نقصان ہو گا۔۔۔ہم کسی بھی چھوٹی سی گلتی پر پکڑے جا سکتے ہیں۔وہ موبائل کو آف کر کے الماری میں رکھ کر کمرے سے نکل سیدھی کیچن کی طرف گئی۔

ٹیوی لاونج سے بہت ساری آوازیں آرہیں تھیں۔زویااپنے کان لگامے کی کوشش کررہی تھی۔اور ساتھ ہی برتن دھورہی تھی۔وہ سب التمش کی آج کی حرکت کے بارے میں باتیں کررہے تھے۔۔۔۔ماجد بھی آگیا حازم توسب مردوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔دعانائلہ کے ساتھ اسکے کمرے میں آگئی۔۔۔زویامردوں کوچائے دے کرواپس پلٹ گئی۔۔اس نے حازم کی طرف ایک بار بھی نہیں دیکھا۔۔

کیچن سے تین کپ چائے لے کروہ نائلہ کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔۔حازم تواسکی ناراضگی کاسوچ کرہی پریشان ہوگیاتھا۔اور سب سے بڑااسے زویاکے کپڑوں کودیکھ کرلگاتھا۔جوکے بہت پرانے اور خراب لگ رہے تھے۔۔

*************"*""

سائیں یہ کیا کر رہے ہیں۔پانی بہت ٹھنڈا ہے۔گل خان التمش کو قمیض اتارتے ہوئے دیکھ کر بولا۔۔

التمش بنا گل خان کی سنے برے سے ٹیوب ویل میں چھلانگ لگا گیا۔۔۔

مغرب کا وقت ہو رہا تھا۔سردی بڑھ رہی تھی۔پر یہاں کسے پرواہ تھی۔وہ تو اپنے اندر کی آگ کو بجھانا چاہتا تھا۔اور ٹھنڈے پانی میں تیرنا اس کے غصے کو کم کر سکتا تھا۔

ایک گھنٹہ پانی مین رہنے کے بعد وہ ٹیوب ویل سے باہر نکلا۔۔۔۔

سائیں آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔آپ بیمار پڑ سکتے ہیں۔وہ التمش کو قمیض پہنتے ہوئے دیکھ کر بولا۔۔۔اور بھاگ کر لکڑیا اکھٹا کر کے آگ جلانے لگا۔۔۔۔

گل خان رہنے دو۔میں ٹھیک ہوں۔وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔

سائیں کیا بات کر رہے ہیں۔آپ یہاں بیٹھیں میں چائے لے کر آتا ہوں۔
وہ التمش کو بیٹھنے کا بول کر خود ساتھ بنے چھوٹے سے کمرے میں گیا جہاں ایک طرف چھوٹی سی چارپائی رکھی تھی تو دوسری طرف ایک چھوٹا سا کیچن تھا۔۔یہاں گل خان خود رہتا تھا۔کیونکہ رات کو ڈیرے پر کسی نا کسی کا رہنا ضروری تھا۔تو گل خان نے اپنا کمرہ بنالیا۔۔۔وہ جلدی سے دو کپ چائے بنا کر التمش کے پاس لے آیا۔۔۔
التمش وہاں رکھی چارپائی پر بیٹھا۔۔گل خان نے چائے دی تو اس نے بنا کچھ بولے پکڑلی۔۔۔گل خان پاس پڑے موڑے پر بیٹھ گیا۔۔۔

تمہیں پتہ ہے گل خان انسان اگر اس آگ میں بھی جل رہا ہو تو اسے اتنی تقلیف نہیں ہوتی جتنی تقلیف اسے اپنوں کے سخت رویوں سے ہوتی ہے۔

التمش آگ کو دیکھتے ہوئے بوئے بولا۔۔۔

جانتا ہوں سائیں میں خود بھی اپنے اپنوں کے بدلتے رویوں کو سہ چکا ہوں۔ برا ٹوٹ گیا تھا۔ گل خان چائے کی چسکی لیتے ہوئے بولا۔۔۔

ہمم ٹوٹوں گا پر بکھروں گا نہیں۔ اپنے کہے کو پورا کر کے رہوں گا۔ وہ چائے چائے کو گھورتے ہوئے بولا۔۔۔۔

سائیں آپ ک یہ خادم ہمیشہ آپ کے ساتھ ہے آپ جو حکم کریں گے۔ وہی ہو گا۔۔۔ گل خان مسکراتے ہوئے بولا۔۔

جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا ہو گا۔وہ دور دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

زویا چائے لے کر سیدھی نائلہ کے کمرے کی طرف گئی جو کہ اوپری منزل پر تھا۔وہ ٹرے لیے کمرے کے اندر داخل ہوئی۔۔

یہ چائے وہ اندر داخل ہوتے ہی بولی۔۔۔دعا جو کہ صوفے پر بیٹھی نائلہ سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔زویا کی آواز پر پلٹی۔زویا نے آگے بڑھ کر چائے کی ٹرے میز پر رکھی اور ایک کپ پکڑ کر دعا کی طرف بڑھایا۔۔۔جو اسنے خاموشی سے پکڑ لیا۔وہی دوسرا کپ اسنے عائلہ کی طرف بڑھایا۔۔

آہ۔۔۔۔زویا زور سے چلائی اور کپ ہاتھ سے چھوڑ دیا۔

آہ۔۔۔۔عائلہ کی چیخ نکل گئی۔۔ گرم چائے کا کپ اس پر گر گیا تھا۔

مجھے معاف کیجیے گا۔میں پکڑانے لگئی تھی۔پر میرے ہاتھ پر چائے گر گئی جس کی وجہ سے میں نے کل چھوڑ دیا۔اور سارا آپ پر گر گیا۔۔۔زویا روتا ہوا منہ بنا کر بولی۔۔۔

کوئی بات نہیں زویا بیٹے میں ٹھیک ہوں۔میں کپڑے تبدیل کر کے آتی ہوں۔۔۔عائلہ اُٹھ کر الماری کی طرف بڑھی اور کپڑے نکال کر واشروم میں گھس گئی۔۔۔

دعا آپی کیسی ہیں ؟زویا صوفے پر بیٹھے ہے دعا کے گلے لگتے ہوئے آہستہ اواز میں بولی۔۔۔

میں ٹھیک ہوں پر زویا تم اس حالت میں یہاں کیا کر رہی ہو۔۔ مجھے تو حویلی آتے ہوئے حازم نے میسج پر بتایا کہ تم وہاں پر ہو گئی تو تمہیں نا پہنچانوں۔ پر یہ سب میرے سر سے گزر رہا ہے۔۔ دعا پریشان سا چہرہ بنا کر بولی۔۔۔

آپ زیادہ مت سوچوں حازم سے پوچھ لیجیے گا وہ خود بتا دیں گے۔ آپ مجھے بتاؤ تایا ابو، تائی ماں سراج، سیرت منت اور میری مانو سب کیسے ہیں۔۔ زویا پوچھتے پوچھتے افسردہ ہو گئی۔۔۔

سب ٹھیک ہیں پر تم مجھے ایک بات بتاؤ۔ سراج نے تو بولا تھا۔ تم پچھلے ایک سال سے لندن میں ہو ڈاکٹری پڑھ رہی ہو تو یہ سب کیا ہے؟ دعا ابھی بھی اسی کنفیوژن میں اٹکی ہوئی تھی۔۔۔

آپی یہاں کچھ مت بولو کوئی سن لے گا۔۔ نائلہ آپی اندر ہی ہیں۔ آپ حازم

سے پوچھ لیجیے گا۔وہ بتادیں گے۔۔۔زویا اسے چپ کرواتے ہوئے بولی۔۔دعا نے سرہاں میں ہلادیا۔۔۔

مانو تو بری ہو گئی ہو گی۔وہ روتی تو نہیں۔ویسے سال ہو گیا ہے بھول ہی گئی ہو گی۔۔۔وہ سوچتے ہوئے بولی۔۔اور آخر میں افسردہ ہو گئی۔۔۔

ارے ایسی بات تو نہیں ہے۔یہ دیکھو میں اس دن سراج کے ساتھ گھر گئی تھی۔تو تمہارے کمرے میں تمہارے بیڈ پر سوئی ہوئی تھی۔وہ روز وہی سوتی ہے۔آخر تمہارے ساتھ پانچ سال رہی ہے۔دعا اپنے موبائل سے ایک تصویر نکال کر دیکھاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

ارے میری مانو زویا تصویر دیکھ کر ایموشنل ہو گئی۔مانو اسکی بلی تھی۔جو پانچ سال سے اسکے ساتھ تھی۔۔۔۔

ایک بریکنگ نیوز بھی ہے۔ تمہیں پتہ سراج کو محبت ہو گئی ہے۔۔اور جس لڑکی سے ہوئی ہے۔ کل اسے ملوانے والا ہے۔۔۔ دعا اکسائیڈ ہوتے ہوئے بولی۔۔۔۔

واؤ بری بات ہے۔۔ نام کیا ہے۔۔۔ زویا واشروم کا دروازہ دیکھتے ہوئے بولی۔۔

مجھے یاد تھا۔ آمنہ، نہیں آرزو، ارے نہیں اری۔۔۔۔۔۔۔ابھی دعا بولتی اس سے پہلے واشروم کے دروازے کے کھلنے کی آواز آئی۔ زویا جھٹ سے ٹرے میں کپ رکھ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔اور باہر کی طرف بھاگی۔۔۔ دعا دیکھتی ہی رہ گئی۔۔۔ پر نائلہ کو واشروم سے نہا کر نکلتے ہوئے دیکھ کر سمجھ گئی۔۔۔۔

تم اوپر کیا کر رہی تھی۔زویا چلتی ہوئی نیچے جا رہی تھی۔جب سیڑیوں سے چڑھ کر آتے ہوئے ماجد نے پوچھا۔۔۔

جی وہ مہمانوں کے لیے چائے لے آئی تھی۔زویا نظریں نیچے رکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

تو کیا اپنے ہاتھوں سے مہانوں کو چائے پلانے لگ گئی تھی۔چلو نیچے دوبارہ چائے بناؤ۔اور ٹیوی لونج میں کپ لے کر آؤ۔خود آنا۔۔۔۔۔ماجد خود پر زور دے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

میرا تو دل کرتا ہے۔ان کا چہرہ بگاڑ دوں۔زرا برابر بھی پسند نہیں۔ جاہل۔۔۔۔وہ غصے میں خود سے باتیں کرتی نیچے کیچن کی طرف بڑھی اور

چائے بنانے لگی۔۔۔

****

التمش حویلی واپس آنا تو نہیں چاہتا تھا۔پر اپنی ماں کا سوچ کر وہ حویلی واپس آ گیا۔وہ جانتا تھا سب صائمہ بیگم کے سامنے ہی اسکی برائیاں جر رہے ہوں گے۔جس سے انہیں بہت دکھ پہنچ رہا ہو گا۔۔۔

جیسے ہی وہ داخلی دروازے سے اندر داخل ہوا۔کانوں میں سب کے قہقہوں کی آوازیں پڑیں۔سب حازم کی کسی بات پر ہنس رہے تھے۔وہ اس وقت کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔اور نا اپنی ماں کو چہرے کے زخم دیکھانا چاہتا تھا

ہمممم ہوا میں سانس خارج کرتے ہوئے وہ سیدھا سیڑیوں کی طرف بڑھا۔

شکر ہے تم خود ہی واپس آ گے۔ ویسے مجھے لگا تھا ایک دو ہفتہ تو تم اپنی شکل نہیں دیکھاؤ گے۔ ماجد طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔

التمش مزید کسی غیر کے سامنے اپنے خاندان کی بے عزتی نہیں کروانا چاہتا تھا بنا جواب دیے اگے بڑھا۔۔۔

لیکن پھر سوچا ہو گا۔ کہی دادا جان جائیداد سے عاق ہی نا کر دیں۔ برے بھائی کو نا سب مل جائے تو چلو واپس چلتا ہوں۔ سب کو منا لو گا۔۔ ماجد طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے بولا۔۔۔ التمش کے پاؤں وہی پر تھم گے۔۔۔۔۔۔

رک کیوں گئی چائے لے کر یہاں آؤ۔ ماجد بولا۔۔۔ چائے کی بری سے

ٹرے پکڑے زویا چلتی ہوئی آرہی تھی۔۔کہ التمش کو دیکھ کر وہی رک گی۔۔وہ پچھلی دو دفع کی وارنگ بھولی نہیں تھی۔۔۔

التمش جو کہ اپنے غصے کو کنڑول کرنے کے لیے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا رھا تھا۔ماجد کی آواز سن کر اس نے گردن گھوما کر دیکھا تو زویا اُڑی رنگت کے ساتھ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔التمش کی آنکھوں سے انگاڑے برسنے لگے۔۔زویا پلٹنے لگی۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

اوئے ایک دفع سنائی نہیں دیا چائے لاؤ۔ماجد دوبارہ سے چلایا۔۔۔حازم نے غصے سے مٹھیاں بند کر لیں۔

التمش نے سرخ انکھوں سے ایک دفع ماجد کو دیکھا۔سامنے سے وہ طنزیہ انداز میں ہنس رہا تھا۔وہ وہی پر پلٹ کر زویا کی طرف گیا۔۔۔

اپنے کمرے میں جاؤ فوراً التمش نے چائے کی ٹرے اسکے ہاتھوں سے پکڑے۔اور سخت لہجے میں بولا۔۔۔زویا کی نظر اس کے چہرے پر لگے زخموں پر پڑی۔ نظریں ہٹاتے وہ پلٹی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔۔التمش پلٹ کر ان سب کی طرف آیا۔جو کہ یہ سب ایسے غور سے دیکھ رہے تھے جیسے سامنے فلم لگی ہو۔۔۔۔

التمش چلتا ہوا ان سب کے پاس آیا۔اور ہاتھوں میں پکڑے ٹرے کو سامنے شیشے کے ٹیبل پر زور سے رکھا۔۔جس سے ماحول میں ارتعاش پیدا ہوا۔ اور کپوں میں سے چائے جھلک کر ہلکی سے باہر گری۔۔۔۔

آئندہ زویا سے تمیز سے بات کرنا ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ آپ میرے کیا لگے ہو۔۔۔انگلی اُٹھا کر سخت لہجے میں ماجد کو وارنگ دی۔۔۔۔

تم ہوتے کون ہو مجھے دھمکی دینے والے۔۔۔۔ماجد بھی اپنی جگہ سے کھڑا ہو کر اسکے مقابل آگیا۔۔۔

بس ماجد۔۔۔۔۔التمش اپنے کمرے میں جاؤ۔خالد صاحب کی آواز گونجی۔۔۔التمش ایک پل ماجد کو گھور کر واپس پلٹ گیا۔۔۔اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ماجد اپنے غصے کو کنڑول کر کے بیٹھ گیا۔۔۔۔

حازم بھی کچھ دیر بیٹھ کر دعا کے ساتھ حویلی سے نکل گیا۔ماجد نے اسے ڈنر کے لیے روکنے کی کوشش کی پر وہ معزرت کر کے آگیا۔۔۔۔۔

****

حازم سر مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی یہ سب کیا ہو رہا تھا۔دعا جو کب سے چپ تھی۔اب مزید اسے چپ نا رہا گیا۔۔۔

کچھ نہیں تم اپنے چھوٹے سے دماغ کو مت چلاؤ۔ڈرائیور گاڑی تیز چلاؤ۔ مجھے آفس میں کچھ کام ہے۔۔حازم گھڑی دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

یہ کیا بات ہوئی۔وہاں زویا بول رہی تھی۔آپ سے پوچھ لوں اور یہاں آپ کچھ بتا ہی نہیں رہے۔۔وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔۔۔

تم ان سب میں نا پڑو۔جب ضرورت ہو گئی میں خود بتا دوں گا۔۔حازم بول کر موبائل میں میلز چیک کرنے لگ گیا۔دعا جانتی تھی اب پوچھنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں تو خاموش ہو کر باہر کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

****

زویاڈنرلگانے کے لیے کمرے سے باہر نکلی تھی۔ڈنر کے بعد اسنے سارے برتن صاف کیے۔۔ناچاہتے ہوئے بھی اسے یہ سب کام کرنے پڑرہے تھے۔۔لڑنے کو تو وہ لڑسکتی تھی۔پر وہ اپناساراد ھیان اب اپنے اصل مقصد کی طرف لگاناچاہتی تھی۔

سب نے ڈنر کرلیاتھاسوائے التمش کے زویاکیچن کی لائٹ آف کر کے کمرے مین آگئی۔۔سامنے بی جی سورہیں تھیں۔وہ چلتی ہوئی الماری کی طرف آئی۔اور اپناموبائل نکالا کرواشروم میں آگئی۔۔۔

ہیلو حازم کیسے ہو؟زویاآہستہ آواز میں بولی۔۔۔۔

ٹھیک نہیں ہوں۔آج بھی دو گھڑی تم سے بات نہیں کر پایا۔۔۔۔

حازم تمہیں ہو کیا گیا ہے تم یہ سب کیا کر رہے ہو۔مجھے صاف صاف بتاؤ۔ یہ گاؤں میں فیکٹری لگانا تو ہمارے پلین میں شامل نہیں تھا۔زویا غصے سے بولی۔۔۔۔

ہاں نہیں تھا پر میں نے اور ڈیڈ نے شامل کیا ہے۔تا کہ میں وہاں تمہارے آس پاس رہوں اگر کوئی مسلہ ہو تو میں پاس ہی رہوں۔حازم بولا۔۔۔۔

واہ بہت اچھے اور تمہیں کیا لگتا ہے۔اگر تم بلاوجہ بار بار اس حویلی میں آؤ گے تو کسی کو شک نہیں پڑے گا۔زویا طنزیہ انداز مین بولی۔۔۔

اسی لیے تو ماجد کو اپنا دوست بنایا تا کہ باآسانی وہاں پر اجا سکوں تمہاری ایک جھلک دیکھ پاؤ۔ وقت وقت پر میں ماجد کے دل میں التمش کے خلاف زہر بھی ڈالوں گا۔ حازم مسکرا کر بولا۔۔۔

واٹ حازم ہمارا ٹاگٹ جہانگیر خان اور خالد خان ہے نا کہ التمش اور ماجد مجھے ان سے کوئی لینا دینا نہیں۔ جنہوں نے جرم کیا ہے انھی کو سزا دینی ہے۔ اور التمش تو اچھا انسان۔۔۔۔

شٹ اپ زویا خبر دار جو التمش کو اچھا بولا۔ اور ٹاگٹ کی بات تم کر رہی ہو۔ تو یہ مت بھولو سب سے پہلے تم ہی التمش کو پھسانے کا کام کر رہی تھی۔۔ وہ ملاقاتیں اتفاق نہیں تھیں۔ تم نے خود کریئیٹ کی تھی۔ تاکہ اپنے حسن سے اسے اپنی محبت کے جال میں پھسا سکو۔۔ تاکہ حویلی میں آنا جانا آسان ہو سکے۔۔ اور میڈیم یہ آئیڈیا میرا نہیں تمہارا ہی تھا۔۔ بس اس میں

شادی شامل نہیں تھی۔ بری آئی مجھے سمجھانے والی۔۔۔وہ طنزیہ انداز میں زویا کو آئینہ دیکھا رہا تھا۔

حازم ملک یہ سب مین مقصد کو پورا کرنے کے لیے کی کر رہی تھی۔

اچھا کسی کو جھوٹی محبت میں پھسانا کوئی جرم نہیں۔اور میں جو دونوں میں درار ڈال رہا ہوں وہ غلط ہے۔۔۔واہ زویا واہ۔۔۔۔

فائن میں نے ایسا کیا پر تم یہ سب کیوں کر رہے ہو۔۔۔زویا چڑ گئی۔۔۔

کیوں کہ اسنے میری زویا پر نظر ڈالی ہے۔اور مجھے یہ سب برداشت نہیں۔ تم ابھی بھی اسی کے بارے میں سوچ رہی ہو کبھی میرے بارے میں سوچا ہے۔۔۔اپنی منگیتر اور محبت کو کسی اور کے نام سے جڑرے دیکھ کر

کتنی تقلیف ہوتی ہے۔۔۔دل پر چھریاں چلتی ہیں۔جب سوچتا ہوں تمہارے نام کے آگے اس کا نام جڑا ہے۔حازم چلاتے ہوئے بولا۔۔۔

فائن جو کرنا ہے کرو۔بھاڑ میں جاؤ۔۔۔زویا نے غصے سے کال کاٹ دی۔۔اور موبائل اف کر کے واشروم سے باہر نکل آئی۔۔۔

آج جو باتیں حازم نے کی تھی۔اسے سوچ کر زویا کو اپنا اپ بہت چھوٹا لگنے لگا۔۔۔جب کمرح میں گھٹن سے محسوس ہونے لگی تو اپنے گرد ڈوپٹہ لے کر وہ کمرے سے باہر نکل آئی۔۔وہ چلتی ہوئی گارڈن ایریا کی طرف آئی۔۔۔پاؤں سے چپل نکال کر وہ رات کے اس پہر گیلے گھاس پر چلنے لگی۔۔۔۔۔

اسے وہ سب یاد آنے لگا۔جب اس کی ملاقات التمش سے ہوئی تھی۔۔۔وہ

سب اس کا پلین تھا۔ وہ پچھلے ایک سال سے زلیخہ بی کے گھر رہ رہی تھی۔

زلیخہ بی کو سلطان ملک نے پیسے دیے تھے۔ انہوں نے گاؤں میں یہ بتایا کہ روحان اور زویا دونوں جڑواں تھے۔ پر انہوں نے اپنی بہن کے کہنے پر اسے زویا دے دی کیونکہ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اب ان کی بہن کا انتقال ہو گیا تو وہ زویا کو واپس لے آئیں۔۔ اس کے بعد زویا ان کے پاس رہنے لگی۔۔۔ آمنہ سے اسکی دوستی یوہنی ہو گئی۔ اس نے گاؤں میں رہ کر حویلی والوں کے ہر بندے کے متعلق ساری انفارمیشن اکھٹی کی۔ اسے التمش کے بارے میں ہر چیز پتہ تھی۔۔ وہ کب ڈیرے پر جاتا ہے۔ اس کی پسندیدہ نا پسندیدہ ہر چیز اسے معلوم تھی۔ اس حویلی میں کسی گاؤں والے کو آنے کی آجازت نہین تھی۔

التمش کو اپنی محبت کے جال میں پھسانے کا پلین زویا کا تھا۔ وہ جانتی تھی وہ اتنی خوبصورت ہے کہ التمش کو اپنا دیوانہ بنا سکتی ہے۔ اور اگر اس کے دل میں جگہ بنانی ہے تو کچھ الگ کرنا ہو گا۔۔۔ جا سے وہ اسکی نظر میں آئے۔ اور

وہی اس نے کیا۔ اسنے اس سے بحث کرنا شروع کی اسے لگا اسی طریقے سے التمش اسکے بارے میں سوچے گا۔ اور زیادہ ملاقاتیں ہوں گئی تو شائد جو وہ سوچ رہی ہے وہ پورا ہو جائے ان سب میں نکاح کہی بھی نہیں تھا۔۔۔۔ جب روحان والا معملا ہوا تب زویا بے زلیخہ بھی کو کمرے میں لے جا کر سمجھایا۔ کہ وہ یہ نکاح کرے گئی۔ اور ایک خط لکھ کرا نہیں تھما دیا۔۔ جو انہوں نے بعد میں سلطان صاحب کے پتے پر پارسل کر دیا۔۔۔

میں جانتی ہوں۔ وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ پر جو میں نے کیا کیا وہ ٹھیک تھا؟ وہ چلتے ہوئے سوچ رہی تھی۔۔۔۔

افکورس سہی تھا۔ تم نے بس اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ایک کوشش کی تھی وہ کونسا پوری ہوئی ہے۔۔۔ التمش سے نکاح تو بائی چانس ہوا ہے۔ اسے اندر سے آواز آئی۔۔۔۔

بالکل ٹھیک یہ حازم پاگل ہو چکا ہے۔ بلاوجہ التمش پر وقت ضائع کر رہا ہے۔۔۔۔اس نے اپنے اپ کو تسلی دی۔۔ کہ اسنے جو کیا وہ ٹھیک تھی۔۔۔

تم اتنی ٹھنڈ میں بنا چپل اور چادر کے یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔وہ چل رہی تھی جب اچانک اپنے پیچھے التمش کی آواز آئی۔۔۔۔

کچھ نہیں بس یونہی اندر گھٹن سے ہو رہی تھی تو سوچا باہر آ جاؤں۔۔زویا پلٹ کر بولی۔۔۔۔

جانتا ہوں یہ سب بہت مشکل ہے پر مشکلوں سے لڑنے کی بجائے اگر خود کو نقصان پہچاؤ گئی۔ تو ہار جاؤ گئی۔ تمہاری زندگی اچانک یوں بدل گئی تو پریشان

توہوگئی۔اپنے آپ کو تقلیف دینے سے زندگی میں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ الٹاانسان خود پہلے سے زیادہ ٹوٹ جاتا ہے۔۔ التمش آگے بڑھااور اس کے کندھے پر گرا ڈوپٹہ اُٹھا کر اچھے سے سر پر دیا۔اور ساتھ ہی اپنے کندھوں پر پڑے اجرک کی چادر اس کے کندھوں پر اُڑائی۔۔۔زویا یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔وہ انسان اسکے لیے فکر مند تھا جسے وہ کچھ دن پہلے وہ یوز کر رہی تھی۔۔۔۔

زیادہ مت سوچو۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔بہت جلد میں تمہیں اس ان چاہے رشتے اور ونی کے ٹیگ سے آزاد کروادوں گا۔۔۔پر اسکے لیے تھوڑا وقت لگے گا۔چلو شاباش اپنے کمرے میں جا کر سو جاؤ۔وہ اسکے جھکے ہوئے سر کو دیکھ کر بولا۔۔۔۔زویا اگلے ہی پل چپل پہن کر اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔۔۔

کمرے میں آکر اسنے لمبے لمبے سانس لیے۔۔۔

نہیں زویا تمہیں مظبوط رہنا ہوگا۔۔ تم نے جو کیا وہ سب ٹھیک تھا اور اگے بھی جو کروگئی وہ ٹھیک ہوگا۔ وہ اپنے آپ سے بولی۔۔۔

****

ہاں بولو کیا مسلہ ہے کیوں بار بار فون کر رہی ہو۔ ماجد کھڑی کے پاس کھڑا ہو کر فون پر بات کر رہا تھا

وہی جو آپ سن رہے ہیں۔ میں ماں بنے والی ہوں۔ اور بچہ دو مہنے کا ہے۔ آگے سے روبینہ کی آواز آئی۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ ابھی کے ابھی جاؤ ہسپتال میں اباوشن کروا کر آؤ۔ ماجد غصے سے بولا۔۔۔

کیا اباو شن ماجد آپ کیا بول رہے ہیں یہ ہمارے پیار کی نشانی ہے۔۔۔ میں ایسا کیسے کر سکتی ہوں۔۔۔ بالکل نہیں میں اپنے بچے کو بالکل بھی نہیں ماروں گئی۔۔۔ روبینہ روتے ہوئے بولی۔

تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے۔۔ تم دنیا کی نظر میں کنواری لڑکی ہو۔۔اب بچہ پیدا کروں گئی۔۔۔ ماجد کو بالکل سمجھ نہیں آرہی تھی اس نئ مصیبت سے کیسے نکلے۔۔۔۔

ماجد۔۔۔۔اپ مجھ سے نکاح کرلیں پلیز۔۔۔۔۔وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

اف۔۔۔۔۔میں دو گھنٹے میں شہر پہنچ رہا ہوں۔۔۔۔ تم فلیٹ پر

آؤ۔۔۔ماجد نے بول کر کال کاٹ دی۔۔اور پلٹا۔۔۔

سامنے عائلہ سائرہ کو گود میں لیے پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ماجد اگنور کر کے آگے بڑھا۔۔

اس سے نکاح کر لیں۔۔بچے کو مارنے کا جرم مت کیجیے گا۔۔۔نائلہ نے کیسے بول یہ وہی جانتی تھی۔۔۔

میرے معملات سے دور رہو۔اور خبردار اگر کسی کو پتہ چلا۔۔ایک منٹ نہیں لگاؤ گا چوٹی پکڑ کر اس حویلی سے باہر نکال دوں گا۔۔۔۔ماجد غصے سے بول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔پیچھے بھیگی آنکھوں سے نائلہ اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔ تبھی سائرہ کے رونے کی آواز آئی۔۔۔تو وہ اپنی آنکھیں صاف کر کے اسے چپ کروانے لگی۔۔۔

کبھی کبھی زندگی وہ امتحان لیتی ہے۔ جس کی تیاری ہم نے بالکل نہیں کی ہوتی۔۔اور اگر وہ امتحان محبت کا ہو اور ہو بھی یک طرفہ تو امتحان دیتے ہوئے حل کرتے دل پھٹتا ہے۔۔

واہ تم تینوں مجھے لینے آئے ہو۔۔ویسے میں تو ہوں ہی وی آئی پی تین تین لوگ لینے آئے ہیں۔ دعا چہچہاتے ہوئے بولی۔

اتنی تم سپیشل نہیں ہو۔ میں اکیلا ہی آنے والا تھا۔ پر ان دونوں نے چھپ کر میری اور اریشہ کی باتیں سن لیں۔ تو مجبوری میں مجھے لے کر آنا پڑا۔ سراج اسکی غلط فہمی دور کرتے ہوئے بولا۔۔

بھائی جان کیا ہمیں حق نہیں کہ ہم اپنی ہونے والی بھابھی کو دیکھ سکیں۔۔ اتنا ظلم تو مت کریں۔ سیرت ڈرامائی انداز میں بولی۔۔۔

بہت حق ہے۔۔اب چپ کرو۔دعاآپی جلدی سے گاڑی میں بیٹھو دیر ہو رہی ہے۔منت نے دعا کو کھینچ کر گاڑی میں بیٹھایا۔۔سراج نے گاڑی آگے بڑھائی۔۔

بھائی ویسے مجھے لگتا ہے ہماری ہونے والی بھائی ایوئی سی ہو گئی۔کیا پتہ بھینگی ہو۔سیرت سوچتے ہوئے بولی۔

جی نہیں بہت خوبصورت ہے۔۔ایک دفع دیکھو گئی تو سمجھ جاؤ گئی۔پہلی دفع دیکھنے پر ہی وہ میرے دل میں اتر گئی تھی۔سراج کھوئے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔آنکھ کے پردے پر اریشہ کا چہرہ لہرایا۔۔۔

اوے ہوئے۔۔۔۔۔تینوں نے ہوٹنگ کی۔۔۔

اب تو اس لڑکی کو مل کر پوچھنا ہی پڑے گا بھائی ایسا کیا جادو کر دیا۔ جو ہمارا اتنا سونا منڈا تم پر دلِ وجان سے مر بیٹھا۔۔۔ دعا ہنستے ہوئے بولی۔۔۔

آپی سونا منڈا یہ کیسی لینگوج یوز کر رہی ہیں۔ منت حیرانگی سے بولی۔۔۔۔

وہ میری ایک دوست ہے جو پنجابی بولتی ہے تو اسے سے سیکھا۔ سراج اریشہ سے ملنے کے بعد مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے۔ دعا سنجیدہ انداز میں بولی۔۔ادھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ سب ریسٹورینٹ پہنچ گے

۔۔۔۔۔۔

اریشہ مجھے تمہاری سمجھ نہیں آ رہی۔ ہم پچھلے دس منٹ سے یہاں بیٹھے کس کا انتظار کر رہے ہیں۔ ماہ رخ جو اریشہ کی ایموشنل بلیک میلنگ میں آ کر اس

وقت یہاں ریسٹورینٹ میں بیٹھی ہوئی تھی۔اب کافی چڑ چکی تھی۔اریشہ اسے کچھ بھی نہیں بتارہی تھی۔۔بس بار بار داخلی دروازے کو ہی تکے جا رہی تھی۔۔

چپ کر بس دو منٹ پھر چلتے ہیں۔اریشہ جو پچھلے دس منٹ سے یہی بار بار بول رہی تھی۔ابھی بھی وہی دھرایا۔۔۔

ڈوپٹہ تو سر پر لو برقع بھی پہن کر نہیں آئی۔یہاں پر اگر لالا کے کسی جانے والے نے دیکھ لیا تو آج ہی گھر کی ٹکٹ کٹ جائے گئی۔ماہ رخ اس کا ڈوپٹہ سر پر دیتے ہوئے بولی۔۔۔خود کو برقع میں تھی اریشہ ہلکا سا میک کپ کیے اور فراق پہنے ہوئے تھی۔۔دونوں آپس مین باتیں کر رہیں تھی۔جب دروازے سے سراج اور باقی سب داخل ہوئے۔۔۔اریشہ اپنی کرسی سے اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔۔سراج پہلے ہی ان کو دیکھ چکا تھا وہ مسکراتا ہوا ان

تک آیا۔۔۔

السلام علیکم ! بھابھی۔۔۔سوری اریشہ آپی سیرت جلدی میں بھابھی بول گئی۔اریشہ آگے ہو کر سب سے ملی۔۔ماہ رخ نے جلدی سے نقاب ٹھیک کیا۔۔۔۔۔

سب کیا کھاؤ گے۔سراج سب کی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔۔

بھائی پیزا،فرائیز،بٹاٹا،سموکی وینگز اور ہاں ساتھ میں کوک سیرت جھٹ سے بولی۔۔۔۔

پیٹو بھٹ جائے گئی۔۔اریشہ آپی آپ کیا کھائیں گئی۔منت نے اسے چپ کروایا اور اریشہ سے مخاطب ہوئی۔۔۔

جو آپ سب کھاؤ گے۔میں بھی کھالوں گئی۔اریشہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔اور ماہ رج کی طرف دیکھا۔جو کھاجانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔اریشہ نے اگنور کر دیا۔۔سراج نے آڈر دیا۔۔۔۔

تواریشہ آپ کیاپڑھ رہی ہو؟دعانے سوال کیا۔۔۔

میں ایف ایس ای کی سٹوڈینٹ ہوں۔ابھی دو ہفتے پہلے ہی جوائین کیا ہے۔ اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔

واٹ آپ اتنی چھوٹی ہو۔سیرت حیرانگی سے بولی۔۔

نہیں اصل میں بچپن میں بیماری ہو گئی تھی۔سکول لیٹ شروع کیا تھا ابھی

میری عمر 20 سال ہے۔

اوکے۔۔۔۔۔ ویسے ہونے والی بھابھی آپ شادی کب کرو گے۔ سیرت ایک دفع پھر بولی۔۔ سراج نے اسے گھورا۔۔۔ تبھی ویٹر بھی کھانا لے کر آگیا۔۔۔۔ سیرت تو کھانے میں جُت گئی۔ باقی سب باتیں کرتے ہوئے کھا رہی تھی۔ سب نے اریشہ سے خوب سوال کیے۔۔۔ ماہ رخ چپ کیے بیٹھی رہی۔۔ سب نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی جس کا جواب ہاں نا میں آیا۔۔۔ کافی دیر ریسٹورینٹ میں بیتانے کے بعد سب باہر آ گے۔۔۔

آپ سب سے مل کر بہت اچھا لگا۔ ہوسٹل کی واڈرن اینٹر نہیں ہونے دے گئی۔ آئی تھینک ہمیں جانا چاہیے۔ ماہ رخ کھڑی دیکھ کر بولی۔

اس وقت اکیلا جانا ٹھیک نہیں میں آپ دونوں کو چھوڑ دیتا ہوں سراج نے دونوں کو گاڑی میں بیٹھنے کا کہا۔۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی ماہ رخ کو گاڑی میں بیٹھنا پڑا۔ دعا اور باقی سب بھی بیٹھے۔۔ رستے میں بھی سب اریشہ سے باتیں کرتے رہے۔۔۔ ایک دوسرے کے نمبر ایکسچینج کیے۔۔۔ سراج مسکراتے ہوئے ساتھ بیٹھی اریشہ کو دیکھ لیتا۔ جو سب کے ساتھ دو گھنٹے میں ہی دوست بن چکی تھی۔۔۔۔ اسی چکر میں ہوسٹل بھی آگیا۔۔۔

اللہ حافظ۔ انشااللہ دوباہ ملاقات ہو گئی۔ اریشہ سب سے مل کر نیچے اتری۔ ماہ تو پہلے ہی اتر چکی تھی۔۔۔ سراج نے اپنی طرف کا دروازہ کھولا اور باہر نکلا۔۔

اریشہ اس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

ہمم وہ ساتھ ہی پلٹ گئی۔۔

شکریہ میری بات مان کر تم سب سے ملنے ریسٹورینٹ میں آگئی۔اور۔۔۔ سراج مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ماہ رخ تھوڑا آگے چل رہی تھی۔اپنے پیچھے اریشہ کو نا آتے دیکھ کر وہ بھی رک گئی۔اور پلٹی۔سامنے اریشہ سراج کے ہاتھوں مین ہاتھ دیے کھڑی تھی۔۔۔

اور کیا؟اریشہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولی۔۔۔

اور۔۔۔تم آج بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔سراج پیاری بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

مسٹر سراج یہ ہوسٹل ہے۔یہاں یہ سب نا ہی کریں تو بہتر ہے۔۔محبت چار دیواری میں اچھی لگتی ہے۔یوں سرِعام تو صرف بدنامی ہی ملتی ہے۔

آپ لڑکے ہیں آپ کا کچھ نہیں جائے گا۔بدنام لڑکی ہو جائے گی۔۔ماہ رخ سے جب مزید یہ سب برداشت نا ہوا تو وہ آگے بڑھی اور اریشہ کا ہاتھ سراج کے ہاتھوں سے نکال کر بولی۔۔۔سراج شرمندہ ہو گیا۔اریشہ کا غصے سے برا حال تھا۔۔ماہ رخ بنا اسکی بات سنے اسے لیے ہوسٹل میں داخل ہو گئی۔شکر کہ واڈرن نے انہیں داخل ہونے دیا۔۔۔سراج بھی واپس پلٹا اور گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی کو آگے بڑھا۔۔۔۔۔

تمہارا دماغ خراب ہے۔یہ کوئی طریقہ ہے۔تم سراج سے کس انداز میں بات کر کے آئی ہو۔دونوں کمرے میں داخل ہوئی تو اریشہ اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے ماہ رخ پر چلائی۔۔

دماغ میرا نہیں تمہارا خراب ہو گیا ہے۔تم کیا کر رہی ہو کوئی اندازہ بھی ہے۔ماہ رخ بھی اہان نقاب اتارتے ہوئے جواباً چلائی۔۔۔

کیا کر رہی ہوں ؟ ہم دونوں ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں اس میں غلط کیا ہے ؟ اریشہ دونوں بازو باندھتے ہوئے سوالیہ انداز میں بولی۔۔۔

پیار کرتے ہیں۔ ہنہ۔۔۔ یہ پیار ہے اسے تم پیار کہتی ہو۔ تم ایک نا محرم سے ملتی ہو۔۔ اسکے ہاتھوں میں ہاتھ دیتی ہو۔اور تمہیں یہ محبت لگتی ہے۔ کیا تم اپنے حواس میں ہو ماہ رخ چلائی۔۔۔

ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور بہت جلدی شادی کرنے والے ہیں اس میں کچھ غلط نہیں ہے۔ وہ اترا کر بولی۔۔۔

ہمم پہلے یہ بتاؤ یہ سب کب سے چل رہا ہے؟

ایک سال ہو گیا۔ گاؤں میں ہی ملاقات ہوئی تھی۔ اریشہ نے بتایا۔۔

ایک سال اتنے عرصے سے تم سب کو دھوکہ دے رہی ہو۔ سب کی ناک کے نیچے تم یہ سب کر رہی تھی۔ یا اللہ اریشہ اسکا مطلب تم نے جو یہاں پر پڑھنے کا اتنا ڈنڈھورا پیٹا ہوا تھا وہ سب اس لڑکے سے ملنے کے لیے تھا۔ تاکہ تم بنا روک ٹوک اسکے ساتھ ملتی رہو۔ ماہ رخ حیرانگی سے بولی۔۔۔

نہیں مجھے پڑھنا بھی تھا۔ اریشہ نظریں چراتی ہوئی بولی۔۔۔۔

پڑھنا تھا۔ دل تو کر رہا ہے ایک تھپڑ لگاؤ۔ تم نے لالا کو یوز کیا التمش لالا بیچارے تمہاری خاطر حویلی میں سب سے لڑے اتنے مان سے انہوں نے سب کے سامنے بولا میری بہن وہاں جا کر کچھ غلط نہیں کرے گئی۔ اور بہن کو دیکھو ہنہ ماہ رخ طنزیہ انداز میں بولی۔۔۔۔

تم لالا کو درمیان مین کیوں لا رہی ہو۔میں اسکے ساتھ بھاگ نہین رہی۔ بس مل رہی ہوں۔ہم دنوں ایم دوسرے سے محبت کرتے ہیں میری پڑھائی کے بعد وہ رشتہ بھیج دے گا۔اریشہ بالوں کا کیچر میں لپیٹتے ہوئے بولی۔۔

اگر۔اتنی ہی محبت تھی تو بولتی اسے اسی وقت رشتہ بھیجے اور کرلیتی نکاح پھر جہاں مرضی جاتی۔اریشہ نے غصے سے کہا۔۔۔۔

اینف از اینف ماہ رخ بولا ناپڑھائی کے بعد رشتہ بھینے گا۔اور اتنی بھولی مت بنو تمہیں باخوبی پتہ ہے میرے سر پر شمش نامی تلوار گھوم رہی ہے۔۔اگر سراج رشتہ بھجتے تو کیا قبول ہو جانا تھا۔۔بولو۔

ہاں میں نے لالا سے بولا مجھے شہر جا کر پڑھانا ہے۔انہوں نے لڑ کر بھیج بھی دیا۔۔۔پر تمہیں پتہ ہے مین وہاں سے کیوں نکلنا چاہتی تھی۔میرا اناوہاں دم گھٹتا تھا۔مجھے حویلی سونے کا پنجرہ لگتی تھی ایسا لگتا تھا جیسے کسی نے میرے سارے پر کاٹ کر کسی سونے کی غفا میں ڈال دیا ہے۔جہاں پر سب کچھ ملتا ہے۔سب کچھ اگر کچھ نہیں ملتا تو سکون کا سانس نہین ملتا باہر کی فضا نہیں ملتی۔ملتا تو بس ابا کے طعنے دادا کی ڈانٹ۔یہ مت کرو وہاں مت جاؤ یہ مت پہنو سر پر ڈوپٹہ لو۔ارے اتنے لڑکے ہیں چلو منہ ڈھکو۔۔مجھ سے یہ سب برداشت نہیں ہوتا دم کھٹتا تھا۔میں جینا چاہتی ہوں۔خوش رہنا چاہتی ہوں۔سراج کے ساتھ۔بس۔۔۔۔۔اریشہ بولتے بولتے رو دی۔۔

تم ان سب باتوں سے اب کے کیے جانے والے فعل کو جھٹلا نہیں سکتی۔ تمہیں یہ برا لگتا تھا۔کہ سب تمہیں حویلی جے اندر رہنے کو بولتے تھے۔ سر پر ڈوپٹہ لینا تمہیں برا لگ رہا تھا۔نقاب کرنے پر غصہ آتا تھا۔واہ واہ

اریشہ تمہاری سوچ کتنی چھوٹی ہے۔۔۔

مین مانتی ہوں حویلی مین ہم پر بے جا پابندھیاں تھیں۔۔۔ ہمیں باہر جانے نہین دیا جاتا تھا۔ پر ہمین سکول تو جانے دیتے تھے۔ نا اگر لالا نے بولا کہ ڈوپٹہ لو تو اس میں کیا غلط ہے۔ اگر کوئی اپنی ماں بہن بیٹی کو کسی بری نظر سے بچانا چاہتا ہے تو اس میں برا کیا ہے۔۔۔ تم اسکول لے کر یہ سوچ سکتی تھی۔ کہ ہمیں اللہ نے ایسے محرم مرد عطا کیے ہیں جو ہماری ہی بھلائی کے لیے یہ سب کر رہیں ہیں۔ پر نہیں تم تو الگ ہی دنیا مین ہو۔۔

آج سر سے ڈوپٹہ اترا تھا نا سوچو کس کس کا یقین ٹوٹا ہے۔ تم نے آج اپنے بھائی کا مان توڑا ہے۔ اس نے برے مان سے تمہیں یہاں بھیجا تھا۔ آج جب تم بنا سر ڈھکے ایک نا محرم سے ملنے گئی تھی۔ نا سوچو اگر لالا وہاں پر تمہیں ایسے دیکھ لیتے تا ان پر کیا بیتی۔۔۔۔۔ ماہ رخ بول رہی تھی۔۔۔۔

بس کرو بہت ہو گیا۔ یہ سب محرم نا محرم مان ٹورا۔۔۔۔ ایکسٹرا۔ یہ سب

میں نے کیانا تم سات پردوں میں چھپتی رہو۔اوراپنے اعمال کرو۔۔یہ سب غلط ہے نامین اسکاانجام دیکھ لوں گئی۔۔۔اب مجھے دوباری سے اتنالمبا لیکچرمت دینا۔فل حال مجھے نیند آرہی ہے سوناہے ہٹو۔۔اریشہ اسے پیچھے ہٹاکرخودسونے کے لیے لیٹ گئی۔۔۔۔ماہ رخ نے بس نامیں سر ہلایا۔۔۔۔۔

****

سراج یہ زویاگاؤں کی حویلی میں کیاکررہی ہے۔۔تم نے توبولا تھاوہ لندن گئی ہے۔سراج سیرت اورمنت کوگھر چھوڑاکراب دعاکوچھوڑنے جارہا تھا۔۔۔

وہ لندن میں ہی ہے۔۔۔سراج نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔۔۔

جھوٹ تومت بولومیں کل اسے ملی تھی۔حازم جہاں پر فیکٹری لگوار ہے

ہیں۔وہی ایک جگیر دار اسکی حویلی میں زویا تھی۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی تو پوچھا پر زویا اور حازم نے کچھ نہیں بتایا۔اب تم سچ بتاؤ گے۔۔۔دعا نے اسکا جھوٹ پکڑ کر کہا۔۔

ہاں وہ وہی ہے۔انفیکٹ پچھلے ایک سال سے وہی اسی گاؤں میں ہے۔وہ وہاں کیون ہے اسکا مجھے نہین پتہ بھائی اور ڈیڈ کو پتہ ہے وہ بتاتے نہیں ماما کو بھی علم نہیں۔یا شائد وہ ہمیں نہیں بتاتیں۔ہمیں بس اتنا بولا گیا کہ کوئی بھی پوچھے تو کہنا کہ لندن پڑھنے لگی ہے۔۔۔سراج کو جتنا پتہ تھا اس نے بتا دیا۔۔۔

ویری سٹرینج ایسا کیوں کر رہے ہیں۔۔دعا حیرانگی سے بولی۔۔۔

مین تو یہی بولوں گا ان سب میں مت پڑو۔حازم بھائی سے بار بار مت پوچھنا

وہ نہین بتائیں گے۔۔۔دور ہی رہو تو بہتر ہے۔ سراج نے اسے سمجھایا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔وہ ہاں میں سر ہلا کر باہر کی طرف دیکھنے لگی۔۔

****

ماجد جب شہر والے گھر پہنچا۔تو روبینہ پہلے ہی وہاں آگئی تھی۔وہ بایر گارڈن میں چکر لگا رہی تھی۔جب گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔وہ پلٹ کر اسکی طرف بھاگی۔۔ماجد نے گاڑی کو گھر کے اندر لا کر روکا اور اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔۔۔

شکر ہے ماجد اپ آ گے۔میں بہت زیادہ پریشان ہوں۔اب پتہ نہیں کیا ہو

گا۔۔۔اگر کسی کو پتہ چل گیا؟ وہ اسکے سینے سے لگے روتے ہوئے بولی۔۔۔۔

دور ہٹو۔ تم ایک نمبر کی بے وقوف ہو۔ دو مہینے کا بچہ ہے اور تمہیں کیسے پتہ ہی نہیں چلا۔ کہی جان بوجھ کر تو نہیں چھپایا۔ ماجد نے اسے خود سے علحیدہ کرتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔

کافی دنوں سے میری طبعیت خراب تھی۔ آج جب حد سے زیادہ خراب ہوئی تو مین ڈاکٹر کے پاس گئی۔ تب مجھے پتہ چلا۔ میں جھوٹ نہیں بول رہی ۔وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

اچھا مین کیسے اس بات پر یقین کر لوں۔ کیا پتہ جان بوجھ کر نا بتایا ہو۔ تا کہ مجھے اس بچے کے لیے بلیک میل کر کے شادی کر سکو۔ ماجد سوچتے ہوئے

بولا۔۔۔۔

ماجد آپ نے مجھے بولا تھا ہم نکاح کریں گے۔ تو میں کیوں ایسا کروں گئی۔ کیا آپ اب بھی مجھ سے نکاح نہیں کریں گے؟ وہ لڑکھڑتے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔۔

ہنہ نکاح۔۔۔۔ تم جیسی لڑکیوں سے کون نکاح کرتا تو جو پیسوں کے لیے کبھی ایک کے پاس تو کبھی دوسرے کے پاس ہوتی ہو۔ اور ویسے بھی میں کیسے مان لوں یہ بچہ میرا ہے۔ ماجد طنزیہ لہجے میں بولا۔۔۔۔

آپ مجھے اتنا گرا ہوا سمجھتے ہیں؟ میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔ اور آپ نے ہی بولا تھا ہم بہت جلدی نکاح کریں گے۔ اگر آپ نے نکاح نا کیا تو میں کہاں جاؤ گئی۔ اس بچے کا کیا ہو گا۔۔۔ ماجد پلیز اللہ کا واسطہ ہے مجھ سے

نکاح کر لیں مجھے اپنا نام دے دیں۔اس بچے کو اپنا نام دے دیں۔وہ ہاتھ جوڑ کر گڑ گراتے ہوئے بولی۔۔۔

چپ ایک دم چپ نا تو میں تم سے نکاح کروں گا اور نا یہ بچہ اس دنیا مین آئے گا۔۔تم ابھی کے ابھی میرے ساتھ ہسپتال چلو۔میں ایک ڈاکٹر کو جانتا ہون وہ اباوشن کر دے گئی۔ماجد اسکو بازو سے پکڑ کر بولا۔۔۔۔۔۔۔

نہیں ماجد میں اپنے بچے کو نہیں ماروں گئی۔مین کیسے ایک جان کا قتل کر سکتی ہوں۔بالکل نہیں۔۔وہ نا میں سر ہلاتی ہوئی بولی۔۔۔

یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟وہ سوالیہ انداز میں بولا۔۔۔

ہمم روبینہ نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

توٹھیک ہے۔آج کے بعد میرا تم سے کوئی تعلق نہیں۔تم جیو یا مرو اسکا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔آج کے بعد اس گھر میں اور میری زندگی میں آنے کی کوشش بھی مت کرنا۔چلو نکلو یہاں سے اور خبردار جو دوبارہ مجھے اپنا چہرہ دیکھایا۔۔۔وہ روبینہ کو بازو سے پکڑ کر داخلی دروازے کی طرف بڑھا۔

ماجد آپ کیا کہہ رہے ہیں۔اللہ کا واسطہ ہے۔ایسا مت بولیں۔نکاح کر لیں۔۔بے شک پوری زندگی میری شکل نا دیکھیے گا۔۔بس اس بچے کو عزت کی زندگی دے دیجیے۔ماجد۔۔۔۔۔۔وہ روتے ہوئے اسکے فریاد کر رہی تھی۔پر وہ کہاں سننے والا تھا۔

ایک منٹ اگر مین تمھیں اپنی زندگی سے نکال بھی دوں تو کیا گرنٹی ہے کہ

تم دوبارہ میری زندگی میں دخل اندازی نہین کروگئی۔۔۔کیا پتہ کل کو تم حویلی پہنچ جاؤ۔وہاں سب کو سچ بتادو۔۔میری تو بینڈ بج جاے گئی۔۔وہ ایک دم پلٹ کر بولا۔۔۔روبینہ حیرانگی سے اسکی بات سن رہی تھی۔۔۔

ہمممم تو کیا کریں۔سوچنا پڑے گا۔۔۔ارے ہاں ایک حل ہے اگر میں تمہیں ابھی کے ابھی مار دوں۔ہاہاہا پھر تو سارا مسلہ ہی حل ہو جائے گا۔۔۔وہ ہنستے ہوے بولا۔۔روبینہ دم سادھے اسے دیکھ رہی تھی۔اسکی باتیں سن کر اسکا سانس رکنے لگا۔۔۔۔

آپپپ پاگللل ہو چکے ہیں ں س کیا بولا رہے ہیں۔وہ لڑکھڑتے ہوئے بولی۔۔۔

ہممم شائد پر نہیں مین تمہیں نہین ماروں گا۔۔۔ایسے اگر تم میرے ہی گھر

مین ماری گئی تو سب مجھ پر آجائے گا۔ کہ میں قاتل ہوں۔ تمہارے پاس ایک منٹ ہے۔۔ یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ ورنہ مین سچ میں مار دوں گا۔۔۔ وہ اسے ڈراتے ہوئے بولا۔۔۔

میری بددعا ہے آپ کبھی خوش نہین رہیں گے۔ ایک دم آپ کی یہی برائی آپ کو لے ڈوبے گئی۔۔۔ ایسی کھائی مین گریں گے۔۔ جہاں کوئی بچانے والا نہیں ہو گا۔ تب اپ کو احساس ہو گا آپ کتنے غلیز جھوٹے اور مکار آدمی ہیں۔ بلکہ ایک مرد کے نام ہر دھبہ ہیں۔۔۔ وہ روتے ہوئے بولی اور اپنا بیگ لے کر دروازے سے باہر نکل گئی۔۔۔

ماجد جھٹ سے اپنی گاڑی مین بیٹھا۔ اور گاڑی روڈ پر ڈالا۔۔۔ سامنے ہی روبینہ روتے ہوئے چل کر بس سٹینڈ کی طرف جا رہی تھی۔

آج اسے خود پر شرم آ رہی تھی۔ پیار کے چکر مین آکر اس نے ماجد پر یقین

کیا۔جائز ناجائز کی تمیز بھول گئی۔۔اور آج اسی پیار نے اسے اکیلا چھوڑ دیا۔اب وہ دنیا کو کیا بتائے گئی۔۔۔۔یہی سوچ سوچ کر وہ پاگل ہو رہی تھی۔بنا آگے پیچھے دیکھے وہ چل رہی تھی۔۔۔۔۔ تبھی گولی چلی۔۔۔اور سیدھی اسکے پیٹ مین لگی اسے ہلے کہ وہ کچھ سمجھتی ایک گولی اور چلی اور اسکے سینے میں لگی۔۔اور وہی وہ گر گئی۔اور آخری سانس لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سر کام ہو گیا۔ماجد جو کہ آہستہ رفتار میں گاڑی چلا رہا تھا۔اسے میسج ملا۔۔۔۔۔۔۔۔یہ سب اسی کا پلین تھا۔کہ اگر وہ ابا وشن کے لیے نہیں مانتی تو اپنے آدمی سے بول کر اس کا قتل کروا دیا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بہت اچھے روبینہ تم ایک اچھی لڑکی تھی اگر میرا ساتھ دیتی تو ساید آج زندہ ہوتی۔۔۔۔جو میرے خلاف جائے گا۔اسکا یہی حال وہ گا۔اب وہ چاہیے

میرے دل کے کتنا ہی قریب ہی کیوں نا ہو۔۔۔اسنے گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے ہوئے خود سے کہا۔۔۔

****

اماں ایسا مت کریں آپ جو اتنا بخار یے چلیں جلدی سے کچھ کھا لیں۔پھر میں آپ کو دوائی کھلا دو۔التمش اس وقت صایمہ بیگم کے کمرے مین تھا۔ انہین کل رات سے تیز بخار تھا۔نا تو وہ کھانا کھا رہین تھی۔اور نا ہی دوائی۔ اور اب التمش ان کے کمرے مین بیٹھا انہیں کھانا کھلانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

نہیں پتر دل نہین کر رہا۔ارسلان بہت زیادہ یاد آ رہا ہے۔وہ روتے ہوئے بولیں۔تبھی زویا چاۓ اور رس لے کر آئی۔جو کہ کچھ دیر پہلے ہی التمش نے منگوائے تھے۔اس نے سوچا روٹی نہین تو کوئی نرم چیز ہی کھا لیں گئی۔۔۔

اماں کیوں روتی ہیں۔وہ تو بہترین جگہ پر ہے۔اللہ پاک کے پاس اور کیا پتہ وہ وہاں زیادہ خوش ہو۔التمش انہیں بیٹھاتے ہوئے بولا۔۔۔زویا نے آگے بڑھ کر ٹرے اسے تھمائی۔۔۔صائمہ بیگم نے نحوست سے اسے دیکھا۔وہ پلٹ کر کمرے سے باہر نکلنے لگی۔۔۔۔

زویا پانی کا گلاس بھی لادو اماں کو دوا کھلانی ہے۔التمش کی اواز پر وہ رکی۔اور بنا مڑے سن کر آگے بڑھ گئی۔۔۔۔

التمش میں اپنی زندگی میں تیری کوئی بھی غلطی معاف کروں گئی۔پر اگر تو نے اس لڑکی کو ونی سے ہٹا کر اپنی بیوی بنانے کی کوشش بھی کی تو جدا کی قسم دوبارہ تیری شکل نہین دیکھوں گئی۔۔۔صایمہ بیگم نے چاے کو پرے کرتے ہوئے کہا۔۔جو کہ التمش انہین پلانے کر کوشش کر رہا تھا۔۔

اماں آپ ایسے کیوں بول رہی ہیں؟التمش کے ہاتھ کپکپائے۔۔۔۔۔

تومیرا پتر ہے تجھے میں نہین تواور کون جانے گا۔مین پہلے کبھی نہین بولی مجھے کیا کچھ دیکھتا نہیں تم جو ہر دفع اسکی سائڈ لیتے ہو۔مجھے زرا با بر نہیں پسند اگر کل کو تم نے یہ کہا کہ مین اسے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہوں۔تو دوبارہ مجھے اپنی شکل مت دیکھانا۔صایمہ بیگم غصے سے بولیں۔۔۔۔

وہ میرے بھائی کے قاتل کی بہن ہے۔اگر میں کچھ کرنا بھی چاہوں تو یہ رشتہ میرے پاؤں جوڑ دیتے ہیں۔اماں میں اسکو کبھی اپنی بیوی نہین بناؤ گا۔ قتل اسکے بھائی نے کیا تھا۔سزا بھی اسے ہی۔ملے گئ۔ قتل کی سزا قاتل کو ملتی ہے۔۔۔۔ناکہ ایک معصوم لڑکی کو۔کاش یہ سب مجھے پہلے سمجھ آجاتا تو اسکے ساتھ وہ سب ناہوتا جواب ہورہا ہے۔۔اب اگر میں اسکے لیے لڑرہا

ہوں۔تو پلیز لڑنے دیں۔۔۔اس کی ساری زندگی ضائع بھی نہیں ہونے دوں گا۔۔اگر زندگی رہی تو میں اسے اس جہنم بھری زندگی سے تو نکال کر رہوں گا۔۔اب آپ چائے پییں دوائی کھا کر سو جائیں۔التمش نے چائے ان کے حوالے کی۔۔۔۔اور اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔زویا جو کہ ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے پانی کا گلاس لے کر آئی تھی۔اس نے التمش کے آخری لفظ سن لیے تھے۔۔۔۔

التمش نے آگے بڑھ کر گلاس لیا۔۔صائمہ بیگم۔نے چائے پی تو اس نے دوائی کھلائی انہیں لٹا کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔زویا نے جلدی سے برتن اُٹھائے اور کمرے اے باہر نکل گئی۔۔۔۔

مسٹر خان رکیں۔اس نے التمش کو پیچھے سے اواز لگائی۔۔وہ پلٹا۔۔۔۔

ہمممم

آپ نے ابھی کچھ دیر پہلے بولا کہ قتل کی سزا قاتل کو ملتی ہے؟اسکا کیا مطلب تھا۔وہ پریشان تھی۔۔۔

اس مین مشکل کیا ہے قتل کرنے کی سزا قاتل کو ہی ملے گئی۔وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔۔۔

التمش آپیپ کیا سچ میں اب روحان سے بدلہ لیں گے۔اسے سزادیں گے۔۔۔اسکی آنکھوں مین پانی بھر آیا۔۔۔وہ چاہے اسکا سگا بھائی نا تھا۔ہر وہ پچھلے ایک سال سے ان سب کے ساتھ رہ رہی تھی اور کافی اٹیچ ہو گیی تھی۔۔۔دونون نے اسے بہن سے بھر کر پیار دیا تھا۔۔۔

ہاں دوں گا۔۔۔دوں گا کیا بلکہ دے رہا ہوں۔ابھی وہ میرے ہی قبضے میں ہے۔۔ابھی سے نہیں اب تو شائد مہینہ ہونے والا ہے۔وہ آگے بڑھ کر اسکے مقابل آکر بولا۔۔۔

میں اپ کو کتنا اچھا سمجھنے لگی تھی۔مجھے لگا آپ باقیوں سے مختلف ہیں پر آپ بھی ویسے ہی ہیں۔وہ رونے لگ گئی۔۔۔

زویا ایک بات اپنے ذہن میں بیٹھا لو۔روحان میرے بھائی کا قاتل ہے۔تم خون بہا میں آئی ہو۔مین تمہین تو اس جہنم سے نکالنے کی کوشش کروں گا۔پر اسکا مطلب یہ نہیں اصلی مجرم کو سزا نہیں ملے گئی۔اسنے آگے بڑھ کر کہا۔۔۔۔

روحان نے آپ کے بھائی کا قتل نہیں کیا۔بنا سچ جانے کسی معصوم پر اتنا ظلم

مت کیجیے گا۔اس کی تقلیف پلٹ کر آپ کر آ جائے۔۔۔۔زویا آنسوں صاف کرتے ہوئے۔۔۔

ہنہہ پلیز دوبارہ سے اپنی یہ بکواس شروع مت کرنا۔۔۔التمش طنزیہ انداز میں بولا

پر میری بات تو۔۔۔۔۔۔زویا کچھ بتانے والی تھی کہ وہ بنا سنے نکل گیا۔۔۔۔

مروحان قاتل نہیں ہے۔۔۔۔وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔اور پلٹ کر کیچن مین چلی گئی۔۔۔۔

****

حازم آج پھر سے گاؤں آیا ہوا تھا۔فیکٹری کا کام ہو رہا تھا۔اسی کو دیکھنے کے بہانے وہ یہاں آیا ہوا تھا۔آج وہ اکیلا تھا۔۔ ماجد کل رات کو ہی حویلی اگیا تھا۔اور ابھی وہ حازم کے ساتھ فیکٹری والے ایرایا میں تھا۔۔۔

التمش زویا سے بحث کرنے کے بعد اپنے فام ہاؤس مین آگیا۔۔روحان کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی تھی۔۔۔وہ پہلے سے کافی کمزور ہو گیا تھا۔۔اگر گھر میں سے کوئی اسے دیکھتا تو شائد اسے پہنچا ہی نا پاتا۔۔۔وہی دوسری طرف زلیخہ بیگم روز اپنے بیٹے کے واپس آنے کی دعائیں کرتیں۔۔۔۔

ماہ رخ اب تم اسی طرح منہ بنا کر رہو گئی؟اریشہ کیفے میں بیٹھی کباب کا پیس منہ میں ڈالتے ہوئے ماہ رخ سے مخاطب ہوئی۔کل کی ہونے والی بحث کے

بعد سے ماہ رخ اریشہ سے بات نہیں کر رہی تھی۔

جو تم کر رہی ہو اسکو بند کر دو تو بات کر لوں گئی۔اریشہ اسکی طرف دیکھ کر بولی۔۔۔

لو جی حد ہے ویسے تمہاری سوئی وہی کی وہی اٹکی ہوئی ہے۔یہ میری زندگی ہے میں جیسے چاہوں اسے جیوں۔تم کوئی نہیں ہوتی اس پر ابجیکشن کرنے والی۔جو تم بول رہی ہو میں بھی پہلے ویسا ہی سوچتی تھی۔۔۔پر اب مجھے سمجھ آچکا ہے۔ہمیں وہی کرنا چاہیے جو تمہارا دل کہتا ہے۔۔۔۔اریشہ چڑتے ہوئے بولی۔۔۔

صحیح کہا۔میں کون ہوتی ہوں کچھ بولنے والی۔تمہاری زندگی ہے تمہیں جو صحیح لگے وہ کرو۔بس کبھی دو گھڑی بیٹھ کر اپنے ضمیر سے پوچھنا کہ کر رہی

ہو کیا وہ صحیح ہے؟ جواب تمہیں خود مل جائے گا۔۔۔اریشہ غصے میں اُٹھی اور اپنی کتابیں لے کر نکلنے لگی۔

اریشہ کیا ہو گیا ہے یار تم کیوں اتنی دقیانوسی سوچ کی مالک ہو۔ تھوڑا سا ماڈرن وے میں سوچو۔ یہ سب غلط نہیں ہے۔۔۔۔وہ بھی اسی کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

دقیانوسی سوچ ریلی اگر میں تمہیں کسی غلط کام سے روک رہی ہوں۔ تو میری سوچ دقیانوسی ہو گئی۔ واہ۔۔۔اگر تمہیں ایسا لگتا ہے۔ تو مجھے اپنی یہ سوچ قبول ہے۔ اللہ بس تمہیں بھی عقل دے۔۔۔ماہ رخ بول کر بنا اسکا جواب سنے وہاں سے نکل گئی۔۔اریشہ سر جھٹک کر کلاس کی طرف بڑھی۔۔۔۔

(ایسا بہت بار ہوتا ہے کہ جب آپ کسی ایسے انسان کو جو کہ آپ کے دل کے بہت قریب ہو اسے غلط کام کرنے سے رُکنا چاہیں۔پر وہ آپ کی انٹینشن کو سمجھے نا الٹا آپ کو ہی غلط بولے۔۔حالنکہ آپ اسکی بھلائی کے لیے ہی بول رہے ہوں۔پر وہ نا سمجھے تو سچ میں بہت دکھ ہوتا ہے۔۔۔دل کرتا ہے کسی طریقے سے اسے سمجھا پائیں۔کہ یہ کام مت کر اس کے آگے صرف کانٹے ہیں۔اگر وہ کانٹے ایک دفع چبھ گے تو اس کے زخم تو شائد ایک مندمل ہو جائیں پر اسکے نشان زندگی بھر رہیں گے۔۔جو زندگی کے ہر موڑ پر نظر آئیں گے۔۔اور تم چاہ کر بھی اسے مٹا نہین پاؤ گے۔۔)

****

التمش خان رات کے دس بجے فام ہاوس سے نکلا تھا۔۔وہ اسی پریشانی میں تھا کہ کیسے کام شروع کرے۔جن گاؤں والوں کے سامنے اس نے اتنی بری بری باتیں کیں تھیں کیسے ان کو پورا کرے۔۔اج بھی فام ہاوس میں وہ یہی

کام کر رہا تھا۔۔جب سب چھانٹ کر دیکھا تو اسکے نام نا تو کوئی زمین تھی اور ہی علحیدہ بینک میں پیسے تھے۔۔۔بس دو لاکھ تھے۔۔۔۔جو کہ اس کام میں ایک پرسنٹ بھی حصہ نہیں دے پاتے۔پڑھائی کے بعد سے اس نے گاؤں میں سارا کام سھنمبالا ہوا تھا۔۔۔۔اسکے ہاتھ بالکل خالی تھے۔وہ کافی پریشان تھ۔ا۔۔۔

سرد رات تھی۔اور وہ جیپ میں بنا جیکٹ پہنے بس شال کو شانوں پر پھیلائے ہوئے اپنی سوچوں میں گم ہلکی رفتار سے جیپ چلا رہا رھا۔۔۔۔جب اچانک سے سامنے ایک گاڑی آ کر رکی۔۔۔۔۔اسنے برق رفتاری سے بریک ماری۔۔اگر ایک سیکنڈ کی بھی دیری ہو جاتی تو جیپ گاڑی سے ٹکرا جاتی۔۔۔۔

وہ جیپ سے نیچے اترا۔اور سامنے کی طرف دیکھا جہاں پر ناظم شاہ اپنے

ساتھیوں کے ساتھ کھڑا تھا۔

ناظم شاہ یہ کیا بد تمیزی ہے؟ التمش آگے بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔

خان کیا ہو گیا ہے۔میں تو بس اپنے پرانے دوست سے اسکے بھائی کے مرنے کا افسوس کرنے آیا تھا۔سنا کسی نے اسے گولی مار دی۔۔۔ چچچ تم کہاں تھے تمہیں اپنے بھائی کی حفاظت کرنی چاہیے تھی۔۔۔وہ آگے بڑھتے ہوئے افسردہ لہجے میں بولا۔۔۔

دیکھ ناظم اپنی حد میں رہ بلاوجہ میرے رستے میں آنے کی کوشش مت کر۔ ورنہ۔۔۔۔۔التمش خان وارنگ دیتے ہوئے بولا۔۔۔

ورنہ کیا ہاں کیا کرے گا۔۔۔کچھ نہیں کر پائے گا۔۔تو ایک نمبر کا

ڈرپورک ہے۔اپنے بھائی کو تو بچا نہیں پایا۔۔۔مجھے کیا دھمکی دے رہا ہے۔۔۔۔ویسے سنا ہے جہانگیر خان نے تجھے اپنی جائیداد سے ایک پھوٹی کوڑی نہیں دی۔۔۔۔وہاں بھی کچھ کر نہیں پایا یہاں کھوکھلی دھمکی کیوں دے رہا ہے۔۔۔ناظم شاہ اسکے قریب ہو کر طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔

او تو میری ساری انفارمیشن رکھی ہوئی ہے۔لگتا ہے یہی کام کرتا رہتا ہے۔کیوں اپنے باپ کے پیسے پر عیاشی کر رہا ہے۔۔جا جا کر کوئی ڈھنگ کا کام کر۔التمش بھی طنز کا تیر برساتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

ہاہاہا بالکل سہی کہا میرے پاس تیری ساری انفارمیشن ہے۔ویسے ایک پتے کی بات بھی معلوم ہوئی ہے۔۔۔تیرا نکاح خون بہا میں آئی لڑکی سے ہوا ہے۔اور لڑکی بھی وہی ہے جس کی وجہ سے اس دن ہمارا جھگڑا ہوا تھا۔میں نے سنا ہے خون بہا میں آئی لڑکی کو بیوی کا درجہ نہین ملتا تو ایسا کر اس لڑکی

کو میرے پاس بھیج دے میں اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابھی ناظم بول ہی رہا تھا کہ التمش کی برداشت کی حد ختم ہو گئی۔۔۔اور وہی ہوا جس کے لیے ناظم یہاں آیا تھا۔التمش نے اسکے منہ پر گھوسہ مارا۔۔ناظم لڑکھڑایا۔۔

خبردار خبردار اگر اپنی اس گندھی غلیظ زبان سے اسکے متعلق کوئی بکواس کی۔۔التمش نے اسے پکڑا اور ایک گھوسہ اور مارا۔۔۔اسے پہلے کہ وہ اور مارتا ناظم کے ساتھ آئے ساتھیوں نے التمش کو مارنا شروع کیا۔۔۔۔وہ اکیلا تھا اور سامنے پانچ لوگ تھے وہ چاہ کر بھی اپنے آپ کو بچا نہیں پا رہا تھا۔۔ ناظم بھی اسے مار رہا تھا۔۔۔۔وہ اپنا دفع کرنی کی بہت کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

سالے آج تو اکیلا ملا ہے آج تو سارے حساب کتاب پورے کروں

گا۔۔۔ناظم شاہ مڑا اور اپنی گاڑی سے پستول نکال کر لے آیا۔۔۔۔۔۔

التمش لالا ناظم شاہ پستول کو لوڈ کرنے لگا جب کسی کی اواز آئی۔۔۔سامنے دیکھا تو ایک جیپ تھی۔۔۔جس میں سامنے دو لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور پیچھے چار گارڈز ہتھیاروں کے ساتھ کھڑے تھے۔۔۔یہ اور کوئی نہیں سعد اور شمس تھے۔۔۔

اوئے جلدی کرو بھاگنا ہے۔ناظم نے جیسے ہی ان کو دیکھا فوراً بولا۔۔سب ساتھی جھٹ سے گاڑی میں بیٹھے۔۔ناظم زن سے گاڑی بھگا لے گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

لالا سعد بھاگتا ہوا التمش کے پاس آیا۔۔۔جو کہ زمین پر بیٹھا اپنا سانس درست کر رہا تھا۔۔۔اسکے ماتھے،ہونٹ،کہنی سے خون بہ رہا تھا۔اسکا

سفید کرتا مٹی اور خون سے گندہ کو چکا تھا۔۔۔

لالا آپ ٹھیک ہیں۔ شمش اور سعد دونوں اسکے پاس آکر اسے اُٹھاتے ہوئے بولے۔۔۔۔

ہاں ٹھیک ہوں۔ پانی دے۔۔۔۔ وہ جیپ سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوا۔ سعد نے پانی پکڑایا۔۔۔ جسے پی کر اسے راحت ملی۔۔۔۔

لالا آپ نے انہیں مارا کیوں نہیں۔۔۔ آپ تو کافی بندوں کو ایک ساتھ مار لیتے ہو۔۔ تو آج کیوں نہیں مارا۔۔۔ سعد غصے سے بولا۔۔۔۔

میں کیا کوئی پہلواؤن ہوں جو چھے چھے بندوں سے اکیلا لڑ لیتا۔۔ ان سب نے ایک ساتھ اٹیک کیا میں نے کوشش کی اور مارا بھی۔۔۔۔ وہ مزید پانی

پیتے ہوئے بولا۔۔۔۔

پر یہ ناظم شاہ کا مسلہ کیا ہے۔۔۔آپ کے پیچھے کیوں پڑا ہے۔۔۔جب دیکھو لڑنے آجاتا ہے۔کرتا بھی تب ہے جب آپ اکیلے ہوں۔لالا اسکو سبق سیکھانا پڑے گا۔۔۔شمس غصے سے بولا۔۔۔۔

اسے تو میں دیکھ لوں گا۔۔۔تم دنوں بتاؤ۔یوں اچانک کیوں آ گے؟ التمش دونوں کی طرف مخاطب ہوا۔

آپ تو جانتے ہو میرا لاسٹ سمسٹر تھا۔بس پیپر دیے اور یہاں آ گیا۔۔۔شمس مسکراتے ہوئے بولا۔التمش نے سعد کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

جب شمس آرہا تھا تو میں مے سوچا میں بھی چکر لگا لوں۔۔۔۔وہ منمناتے ہوئے بولا۔۔۔۔

ہاں تم نے سوچا چلو آوارہ گردی کر آتا ہون۔۔سعد تمہیں پتہ ہے تمہاری ڈاکٹری کا آخری سال ہے۔یہی تو وقت ہے محنت کرنے کا۔۔پر تم تو آوارہ گردی کرنے میں زیادہ انٹرسٹڈ ہو۔۔۔۔التمش اسے ڈانٹے ہوئے بولا۔۔۔۔۔۔

لالا وہاں دل نہیں لگ رہا تھا۔ارسلان بہت یاد آرہا تھا۔۔۔اسی لیے اگیا۔۔سعد چہرہ جھکا کر بولا۔۔۔التمش کو اسکی آواز بھاری محسوس ہوئی۔وہ اگے بڑھا اور اسے گلے سے لگالیا۔۔۔۔۔

چلو چلتے ہیں۔۔۔اسے علحیدہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔التمش اپنی جیب میں

بیٹھا۔سعد اور شمش اپنی جیپ میں بیٹھے۔۔۔۔اور حویلی کے راستے پر ڈالی۔۔۔۔۔۔۔

حویلی میں ہر طرف خاموشی تھی۔۔جیپ کی چرچراہٹ سے ماحول میں ارتعاش پھیلا۔

شمس تو سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔سعد اور التمش ایک ساتھ باتیں کرتے ہوئے آرہے تھے۔۔۔التمس نے اکر منہ دھولیا تھا جس سے اسکے چہرے سے خون صاف ہوگیا تھا۔۔۔چادر کو اچھی طرح کندھوں پر لپیٹنے سے جون کے دھبے بھی چھپ گے تھے۔۔۔

لالا بھوک بہت لگی ہے۔۔۔کچھ کھالیں۔۔۔سعد پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔

ہاں لگی تو مجھے بھی ہے چل کیچن میں دیکھتے ہیں۔کچھ کھانے جو مل ہی جائے گا۔۔رک میں کپڑے تبدیل کر کے آتا ہوں۔۔ایسے کسی نے دیکھ لیا تو بلاوجہ سین کریٹ ہو جائے گا۔۔۔التمش بول کر اوپر کمرے کی طرف چلا گیا۔۔۔سعد کچن کی۔طرف مڑ گیا۔۔۔

تھوری ہی دیر بعد وہ کالا کرتا شلوار پہنے کیچن میں داخل ہوا۔۔۔جہاں سعد کھانے کے لیے کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔

--

گدھے سامنے بریانی پڑی ہوئی ہے۔منہ اُٹھا کر ادھر اُدھر دیکھ رہا ہے۔التمش نے پلیٹ بھری اور اُوون میں رکھ دی۔۔سعد فریج کو کھولے رائتہ تلاش کر رہا تھا۔۔۔

زویا جو کہ پانی لینے کے لیے کمرے سے نکلی تھی۔۔ کیچن سے آتی اوازیں سن کر وہ ایک پل کے لیے رُکی۔۔ پھر قدم اندر کی طرف بڑھائے۔۔۔

سعد رائتہ نکال کر فریج بند کرتا پلٹا۔ تو سامنے زویا کو کھڑے دیکھا۔۔۔

السلام علیکم! زویا بھابھی وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

بھابھی لفظ پر التمش نے پلٹ کر دیکھا۔ تو سامنے شاک میں کھڑی زویا پر نظر پڑی۔۔۔ جو شائد بھابھی لفظ پر حیرانگی سے سعد کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

وعلیکم السلام! زویا جواب دے کر پانی بھرنے کے لیے سینک کی طرف گئی۔۔۔

سعد نے التمش کی طرف دیکھا جو اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔پر سعد نے اگنور کر دیا۔۔۔

ویسے بھابھی میں نے فریج میں ساگ دیکھا ہے۔۔۔کیا آپ پلیز دو روٹیاں بنا کر دے سکتی ہو۔بہت بھوک لگی ہوئی ہے۔بریانی کھانے کا بالکل من نہیں۔جو مزہ ساگ اور روٹی کا ہے وہ بھلا بریانی کا کہاں ہے۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

التمش کو بھی سعد کا یوں زویا کو بھابھی کہنا عجیب سے احساس سے دوچار کر رہا تھا۔۔وہ زویا کو دیکھ رہا تھا۔۔

آپ کو ریکویسٹ نہیں کرنی چاہیے۔بالکہ حکم کرنا چاہیے۔اور میں آپ کی بھابھی نہیں ہوں۔باکہ خون بہا میں آئی ہوں جس کو یہاں نوکروں سے

بھی بدتر سمجھا جاتا ہے۔زویا سعد کی طرف پلٹ کر بولی۔۔سعد کا چہرہ اتر گیا۔۔۔۔التمش کے چہرے پر پتھریلے تاثرات آ گے۔۔۔۔۔

وہ چولہے کے پاس گئی اور روٹیاں بنانے لگی۔ایک چولہے پر روٹیاں بن رہیں تھیں تو دوسرے پر ساگ گرم ہو رہا تھا۔۔۔سعد تو ایک طرف کھڑا دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔زویا اپنے کام میں مصروف تھی التمش اُون سے بریانی کی پلٹ نکال رہا تھا۔سعد پلٹ کر باہر ڈائیگ ٹیبل پر جا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

زویا نے جلدی سے روٹیاں بنائیں اور پلیٹ میں ساگ نکال کر باہر سعد کو ٹیبل پر دیا۔پلٹ کر کیچن میں اپنا پانی کا جگ لینے آئی۔۔۔۔

یہ بریانی کی پلیٹ اور رائتہ بھی ٹیبل پر رکھ کر آؤ۔ تبھی پیچھے سے التمش کی

آواز آئی۔۔۔وہ پلٹ کر اسکے پاس گئی۔۔۔۔

یہ کیا ہوا؟ چوٹ کیسے لگی؟ زویا نے اسکے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔جہاں ماتھے پر چوٹ کا واضع نشان تھا۔۔۔

مس زویا میری زیادہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں تم میری بیوی نہیں ہو۔۔۔۔وہ آہستہ مگر سخت لہجے میں بول کر کیچن سے باہر نکل گیا۔۔۔ پیچھے زویا اسکے طعنے کو سمجھ گئی تھی۔۔ابھی کچھ دیر پہلے اسنے بھی تو یہی کیا تھا۔۔۔سر جھٹک کر وہ بریانی کی پلیٹ اور رائتہ اُٹھا کر لے آئی۔۔۔اور ٹیبل پر رکھ کر کیچن میں چلی گئی۔۔۔اپنا پانی کا جگ لے کر وہ انکے قریب سے نکلنے لگی۔۔۔۔

تھینکس بھابھی۔۔۔آپ کو اچھا لگے یا نا لگے پر اب سے میں تو آپ کو

بھابھی ہی بلاؤ گا۔۔کیونکہ میں یہ ونی جیسی فضول رسموں پر یقین نہیں رکھتا۔۔۔سعد زویا کو دیکھ کر بولا۔۔وہ بنا ان دونوں کی طرف دیکھے اپنی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔

****

ابا التمش اپنے ہاتھوں سے نکل رہا ہے۔ سمجھ نہیں آرہی اسکا کیا کریں۔۔
کل رات پھر سے ناظم اور اسکے ساتھیوں نے اس پر حملہ کیا۔ شکر ہے وہاں سعد اور شمس وقت پر پہنچ گے۔۔ورنہ پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔۔۔خالد صاحب اس وقت جہانگیر خان کے کمرے میں بیٹھے کچھ دیر پہلے شمس سے پتہ لگنے والے واقع کو بتا رہے تھے۔۔۔۔۔

ناظم شاہ کا دادا ابختاور شاہ بلاوجہ کی دشمنی پالے ہوئے ہے۔اس سے مل کر بات کرنی ہو گئی۔۔۔سہیل صاحب بولے۔۔۔۔۔

اسے زمین چاہیے جو میں کسی قیمت پر نہیں دوں گا۔۔جہانگیر خان بولے۔۔۔

کیوں نہیں دے گے۔ابا پہلے ایک بیٹا کھویا ہے اب دوسرے کو کھونے کی ہمت نہیں۔خالد صاحب ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولے۔۔۔

خالد جس رستے پر تمہارا بیٹا جا رہا ہے۔۔ہماری عزت کو ڈوبا کر رہے گا۔ پہلے مجھے لگتا تھا وہ میرے کنٹرول میں نا سہی پر میرے خلاف بھی نہیں ہے۔پر اب وہ صاف صاف میرے خلاف ہو گیا ہے۔اس میں بڑا ہاتھ اس چھوکری کا ہے جہانگیر جان سوچتے ہوئے بولے۔۔۔

مجھے نہیں لگتا وہ لڑکی کہی سے بھی اس سب میں ملوص ہے۔وہ دونوں تو

آپس میں بات بھی نہیں کرتے تو؟۔۔۔۔۔۔خالد صاحب سوالیہ انداز مین بولے۔۔۔۔۔۔

خالد میاں تم وہ نہیں دیکھ پارہے جو میں دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔ تمہیں یاد ہو گا۔۔۔مہینے بھر پہلے ماجد نے ایک لڑکی کا ذکر کیا تھا۔جس کے پیچھے التمش نے ناظم سے لڑائی بھی کی تھی۔۔۔جہانگیر جان کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

ہاں یاد ہے۔اس سب کا اس لڑکی سے کیا تعلق ہے؟

یہ وہی لڑکی ہے۔جس دن کی وہ لڑکی اس حویلی مین آئی ہے پتہ نہیں کیوں کھٹک رہی ہے۔۔جس طریقے سے وہ بات کرتی ہے۔وہ نارمل نہیں ہے۔۔۔۔کچھ تو گڑبر ہے۔۔۔وہ چائے پیتے ہوئے بولے۔۔۔۔۔۔

اسکا مطلب التمش اس لڑکی کو چاہتا ہے۔اور اسکی سن رہا ہے۔ہو سکتا ہے یہ سب بھی وہی کروا رہی ہو۔ سہیل صاحب بولے۔۔۔

ہو سکتا ہے نہیں ایسا ہی ہے۔۔۔التمش اچانک سے اسکے آنے بعد ہی بدلہ ہے۔۔۔وہ وہی کر رہا ہے۔وج وہ لڑکی بول رہی ہے۔۔۔وہ یہاں خون بہا میں آئی ہے پر لگتا ایسے ہے جیسے یہ حویلی اسکی ہو۔جس طرح التمش ہم سب سے مخالفت کر رہا یے۔وہ اسے اپنی بیوی بنانے مین دیر نہین لگائے گا۔۔۔خون بہا میں آئی لڑکی اگر ہماری بہو بنی تو اس سے زیادہ شرمندگی کی بات کچھ نہیں ہو گئی۔۔۔گاؤں والوں پر آس پاس کے گاؤں میں کوئی عزت نہیں بچے گئی۔۔ہم کسی کو منہ دیکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔۔۔جہانگیر دنوں کو دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

یہ سب تو ہم نے سوچا ہی نہیں۔اب اس مسلے کا حل کیا ہے؟ خالد صاحب پریشانی سے بولے۔۔۔۔۔

ایک ہی طریقہ ہے۔۔اس لڑکی کو التمش کی نظروں سے نیچے گرانا پڑے گا۔تاکہ وہ اسے اپنی بیوی بنانے کے بارے میں سوچے بھی نا۔۔اور یہ کام شمس کرے گا۔میں نے اسے پیغام بجھوایا ہے آتا ہی ہو گا۔۔۔پھر آگے کا پلین بتاتا ہوں۔۔۔۔وہ دروازے کی۔طرف دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔

جی داداجان آپ نے بلایا۔۔۔۔شمس آستینیں اوپر چڑھاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

ہمم بیٹھو! جہانگیر خان نے اسے سامنے صوفے پر بیٹھنے کو کہا۔۔اور پھر اپنا پلین بتانا شروع کیا۔۔

واٹ دادا جان یہ آپ کیا بول رہے ہیں میں ایسا کچھ نہیں کروں گا۔ شمس سنتے ہی فوراً بولا۔۔۔۔

شمس تمہیں ایسا کرنا پڑے گا۔ ورنہ ہم تمہاری شادی اریشہ سے نہیں کریں گے۔ جہانگیر خان سنجیدہ انداز میں بولے۔۔۔۔

دادا جان آپ مجھے بلیک میل نہیں کرسکتے۔ وہ فوراً اپنے دفع میں بولا۔۔۔۔

تمہیں ایسا کرنا پڑے گا۔۔ ورنہ تم۔ جانتے ہو۔ میں اپنی زبان کا پکہ ہوں۔ جہانگیر خان نے ایک دفع پھر سے کہا۔۔۔۔

ہمم میں ایسا نہیں کروں گا۔۔ ہاں پر کسی سے کرواسکتا ہوں۔ شمس

بولا۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔مجھے کچھ دنوں میں اس کا نتیجہ چاہیے۔۔جہانگیر خان بول کر کمرے سے باہر نکل گے۔۔۔۔

****

لالا آپ واک پر جارہے ہو۔سعد کف فولڈ کرتے ہوئے بولا۔۔۔

واک پر نہیں ارسلان کی قبر پر جارہا ہوں۔التمش اسکی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کیا میں بھی چلوں۔وہ بولا۔۔۔التمش نے اس میں سر ہلایا۔۔۔دونوں باہر کی طرف بڑھے۔۔۔۔۔۔

دونوں خاموشی سے چل رہے تھے۔۔بیس منٹ کی واک کے بعد قبرستان آگیا۔۔۔دونوں نے مل کر فاتحہ پڑھی۔۔اور دعا مانگنے لگے۔التمش نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔تو اسے اپنا چہرہ بھیگا محسوس ہوا۔۔۔دعا مانگتے کب اسکی آنکھیں جھلک پڑی اسے خبر بھی نا ہوئی۔۔۔۔دونوں کافی دیر وہی بیٹھے رہے۔ناچاہتے ہوئے بھی انہیں وہاں سے نکلنا پڑا۔

سعد مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے۔چلتے چلتے التمش ایک دم رک کر بولا۔۔۔۔

جی لالا کیا پوچھنا ہے۔سعد اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

سوچ کر بتانا۔جب ارسلان کو گولی تھی۔ تمہیں کچھ ایسا محسوس ہوا ہو جو کہ بہت عجیب ہو۔التمش نے پوچھا۔۔

عجیب مطلب؟وہ نا سمجھی مین بولا۔۔۔۔

مطلب کیا واقعی مین گولی روحان سے لگی تھی۔۔۔التمش کے ذہین میں کل رات سے یہ سوال گردش کر رہا تھا۔۔۔

ہاں لالا گولی روحان کی گن سے ہی چلی تھی۔اور وہاں پر کسی کے پاس گن نہین تھی۔۔۔اور وہ گن شمس کی تھی۔جیسے روحان نے کک مار کر اس سے چھینی تھی۔۔۔پھر روحان نے گولی چلائی جو ارسلان کو لگی۔۔وہ سارا واقع دوبارہ بتانے لگا۔۔۔۔

ہمم ٹھیک ہے۔۔ چلو چلتے ہیں۔التمش اپنا ماتھا مسل کر بولا۔۔۔۔

لالا آپ کو کیا لگتا ہے روحان بے قصور ہے؟ سعد اسکے سوال سے مطلب نکالتے ہوئے بولا۔۔۔۔

پتہ نہیں سعد وہ قصوروار ہے یا نہیں مجھے کنفرم نہیں ہے۔۔مجھے لگتا ہے۔ ہم نے بہت جلد بازی میں اسکو اور اسکے گھر والوں کو سزا دے دی۔۔ ہمیں انوسٹیگیشن کرنی چاہیے تھی۔۔

روحان میرے پاس فام ہاؤس مین قید ہے۔کل میں رات کو اس سے مل کر نکلا تھا۔کل سے بے چینی سے ہو رہی ہے۔کل پہلی دفع اسے دیکھ کر ایسا محسوس ہوا جیسے ارسلان سامنے بیٹھ کر شکوہ کر رہا ہو۔کہ لالا آپ صحیح نہیں کر رہے۔ سمجھ نہیں آرہی کیا کرو۔۔۔وہ اپنا ماتھا مسلتے ہوئے بولا۔۔اسکی

آنکھوں میں لال ڈوریاں ابھریں۔۔

لالا ریلکس۔اتنا سٹریس نالیں۔۔آپ نے کچھ غلط نہیں کیا۔روحان نے ہی ارسلان کا قتل کیا تھا۔اور آپ نے بس اسے اسکے کیے کی سزا دی ہے۔سعد اسکی حالت دیکھ کر بولا۔۔۔

پتہ نہیں سعد کیا ہو رہا ہے؟ ہر طرف سوالیہ نشان نظر آتے ہیں۔وہ اوپر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

تو اپنی تسلی کے لیے کسی کو بنا بتائے اس کیس کی انویسٹی گیش کروا لیتے ہیں۔ تاکہ آپ کا وہم بھی دور ہو جائے۔۔۔سعد نے حل پیش کیا۔۔۔

ہمم سوچتا ہوں۔۔ چلو بہت دیر ہو گئی۔حویلی چلتے ہیں۔مجھے آج ایک کام

سے شہر بھی جانا ہے۔۔وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر بولا۔۔دونوں حویلی کی طرف بڑھے۔۔۔۔۔۔۔

****

مقصد کو حاصل کرنے کی پہلی خوشی مبارک ہو۔سب کا ناشتہ بنانے کے بعد وہ کمرے میں آئی۔تو الماری سے ہلکی سے آواز آئی۔جیسے کسی موبائل پر میسج کی بیپ ہو۔اپنے آپ کو لعنت ملامت کرتی کمرے کا دروازہ بند کر کے جلدی سے موبائل نکالا۔سامنے لکھے الفاظوں نے اسے اُلجھا دیا۔

او تو تم نے اپنا کام کر دیا۔وہ مسکراتے ہوئے چمکتی سکرین کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

زویا باجی اس سے پہلے کہ وہ موبائل الماری میں رکھتی دروازہ کھول کر اندر

آتی نجمہ بولی۔۔۔۔

جھٹ سے موبائل کو اپنے ڈوپٹے کے نیچے چھپا کر ہاتھ قمر پر باندھ نجمہ کی طرف مڑی۔۔

باجی جلدی چلیں۔آج تو بری مالکن بری غصے میں ہیں۔وہ بول رہی ہیں۔ زویا کو بولو ان کے کمرے کی اچھے سے صفائی کرے۔اور ساتھ میں ان کے کپڑے استری کرے۔نجمہ جلدی جلدی صائمہ بیگم کا پیغام سنانے لگی۔۔۔۔

ہمم تم چلو میں آتی ہوں۔زویا اپنے آپ کو سھنمبال چکی تھی۔۔نجمہ اپنا پراندھا ہلاتے ہوئے پلٹ گئی۔۔۔۔۔

شکر ہے بچ گئی۔ وہ لمبا سانس لیتے ہوئے خود سے بولی اور پلٹ کر موبائل کو آف کیا اسے چھپا کر جلدی جلدی باہر کی طرف بھاگی۔۔۔

وہ چلتی ہوئی صائمہ بیگم کے کمرے میں آئی۔ پر وہ وہاں نہیں تھیں۔ تبھی دوبارہ سے نجمہ آئی۔۔۔ اسے اریشہ کے کمرے کی طرف جانے کا بولا۔۔۔ وہ چپ کر کے اوپر اریشہ کی طرف بڑھی۔۔۔۔

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی اسکی نظر سامنے بیڈ پر بہت سارے کپڑوں پر پڑی۔۔ وہی دوسری طرف صائمہ بیگم ساتھ ہی الماری سے اور کپڑے نکال رہیں تھیں۔۔ وہ ایک پل کو رکیں اور پلٹ کر زویا کو دیکھا۔ جو گھسے اُڑے رنگ والے کپڑوں میں بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اور اسکی یہی خوبصورتی اب صایمہ بیگم کے دل کے اندر ڈر بیٹھا گئی تھی۔۔۔

یہ میری بیٹی اریشہ کے کپڑے ہیں۔وہ ابھی فل حال یہاں نہیں ہے۔وہ محلوں میں پلنے والی لڑکی ہے۔تم ان سب کپڑوں کو استری کرو۔آج رات تک مجھے اسکے ہاسٹل میں سب پہنچانا ہے۔۔۔استری کر کے یہ جوتے کپڑے جیولری شالیں سب بریف کیس میں پیک کر دینا۔وہ ساتھ ساتھ اسے ہدایت دے رہی تھی اور ساتھ ہی چیزین بھی نکال رہیں تھیں۔۔۔زویا چپ کر کے بیڈ کی طرف بڑھی اور کپڑوں کو ساتھ پڑی ٹوکری میں ڈالنے لگی۔۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

لڑکی میں نے دیکھا ہے جب سے تم آئی ہو۔بی جی کی بیٹی کے کپڑوں میں پھر رہی ہو۔یہ اریشہ کے کچھ کپڑے تم لے لو۔ویسے بھی میری بیٹی کو یہ رنگ پسند نہیں۔وہ مجھے بول کر گئی تھی کسی غریب کو دے دینا۔۔اب اس حویلی مین تم سے زیادہ غریب اور بے مول کون ہو سکتا ہے۔۔یہ لو۔۔ صایمہ بیگم نے طنز سے بھرے لہجے میں کہا۔اور ساتھ ہی تین سوٹ اسکی

طرف اچھالے۔۔زویا نے شاک سے انداز میں اپنے چہرے پر پڑنے والے کپڑوں کو ہٹایا۔۔

معاف کیجیے گا۔صایمہ بیگم صاحبہ !پر آپ جیسے امیروں سے یہ چار ٹکرے لینے سے اچھا ہے میں کسی غریب سے بھیگ میں کپڑے لے لوں۔زویا نے نحوست سے کہتے ہاتھ میں پکڑے کپڑوں کو زمین پر پھینکا۔۔۔

تم خود کو سمجھتی کیا ہو؟دو ٹکے معمولی سی لڑکی۔مجھے جواب دو گئی۔تمہاری اتنی اوقات نہین جو تم صائمہ بیگم کو انکار کر سکو۔وہ زویا کے بال اپنے ہاتھ کی موٹھی میں بھیچ کر بولیں۔۔۔۔

ہنہ میری کیا اوقات ہے مین بہت اچھے سے جانتی ہوں۔ہر آپ شائد کسی خم میں ہیں۔اس حویلی کی چاہے آپ بری بیگم کیوں نا ہوں۔پر اپنے شوہر

کے سامنے تو آپ کی اوقات زرہ برابر نہیں۔۔۔ہاہابولیں۔زویا تمسخرانہ انداز میں بولی۔۔۔صائمہ بیگم کے ہاتھ ایک پل کو تھر تھرائے۔۔۔

میں تو اپنے شوہر کے ساتھ رہتی ہون۔اس حویلی کی بری بیگم ہوں۔دو بیٹوں کی ماں ہوں۔جب بھی گاؤں میں جاؤ سب عزت سے نگاہیں جھکا لیتے ہیں۔

اور تم کیا ہو۔خون بہا میں آئی ہوئی غریب لڑکی۔جس کی ساری زندگی اسی طرح حویلی کی کم تر نوکرانی بن کر گزر جائے گئی۔نا کبھی شوہر کی بیوی بن پاؤں گئی ناماں۔۔۔اس سے برا روگ کیا لگے گا۔۔مجھے شوہر چاہے جیسا بھی ملا ہو۔کمرے میں نا سہی باہر تو عزت دیتا ہے نا۔۔وہ بھی طنز کا جواب طنز سے بھرپور اانداز میں دیتے ہوئے بولیں۔ابھی بھی زویا کے بال ان کی مُٹھی میں تھے۔۔زویا نے اتنے کڑوے الفاظ سنے تو اپنے آنکھیں بند کیں۔آنسوں کا گولا اندر ہی اتارا۔اور جب آنکھیں کھولیں تو لال

دوڑیاں تیر رہیں تھیں۔۔وہ صایمہ بیگم کی انکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔۔۔۔۔

آپ کس دنیا میں رہ رہی ہیں۔ کبھی اپنے بیٹے التمش کی انکھوں میں جھانک کر دیکھا ہے۔اسکی آنکھوں میں بے پناہ محبت نظر آتی ہے۔ایک اشارہ کروں نا تو کل ہی وہ مجھے بیوی بنا لے۔اور کبھی غور سے اسے دیکھا ہے جب سب کے سامنے وہ میرے دفاع میں کھڑا ہوتا ہے۔اسکی آواز میں میرے لیے فکر تحفظ عزت سب محسوس ہوتا ہے۔۔۔کبھی آپ کے شوہر نے یوں دفاع کیا ہے۔۔۔وہ طنزیہ انداز مین بولی۔۔۔۔۔۔

چپ تم کسی خوشفہمی میں مت رہنا۔وہ میرا بیٹا ہے صائمہ بیگم کا بیٹا ہے۔ تجھ جیسی لڑکی کو بیوی بنانے سے پہلے اپنی ماں کی میت دیکھے گا۔میں یہ موقع آنے ہی نہیں دوں گئی۔۔بہت جلدی اسکی شادی کر دوں گئی۔۔۔اپنے

برابر والوں میں تجھ سے ہزار درجہ خوبصورت لڑکی سے اپنے بیٹے کی شادی کروں گئی۔۔۔ تیری ساری غلط فہمی دھل جائے گئی۔۔۔ صائمہ بیگم بولیں اور آخر میں اسے جھٹکا دے کر زمین پر گرایا۔ زویا کا سر فرش سے جالگا۔

یہ سب کام ختم کرو۔ وہ بول کر اسکے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھتے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔

ماما یہ حویلی والے کتنے بے حس ہیں۔ وہ اپنا پاؤں پکڑ کر اسے سہلاتے ہوئے بولی۔۔۔۔ اسے پہلے لگا تھا صایمہ بیگم اچھی خاتون ہیں۔ پر شائد وہ غلط تھی۔۔۔ اپنے آپ کو سھنمبال کر وہ کھڑی ہوئی اور کپڑے ٹوکری میں ڈال کر استری والے ایریا کی طرف بڑھی۔۔۔۔

****

**

یہ سب کیا ہے چھوڑو میرے پوتے کو جہانگیر خان کی آواز حویلی میں گھونجی۔۔۔سب کے سب ہال میں اکھٹا ہو گے۔۔۔۔

دیکھے خان صاحب یہ اریسٹ وارنٹ ہے۔آپ کے پوتے کو اپنی گرل فرینڈ کو حاملہ کرنے کے بعد قتل کرنے کے الظام میں گرفتار کیا جاتا ہے۔۔ ایس پی بولا۔۔۔۔

کیا بکواس ہے۔داداجی مین نے ایسا کچھ نہیں کیا میرے اوپر الظام لگایا جارہا ہے۔۔ماجد چیخا۔اسکے چہرے کے رنگ اُڑے ہوئے تھے۔۔۔زویا اتنا شور سن کر نیچے آئی تو سامنے یہ سب ہو رہا تھا۔۔۔

یہ سراسر چھوٹا الظام ہے میرا پوتا ایسا ہو ہی نہیں سکتا ضرور کسی نے جان بوجھ کر یہ سب کروایا ہے۔۔جہانگیر خان آگے بڑھے۔

خان صاحب یہ سب باتیں تو اب تحانے میں جا کر ہی ہوں گئی۔ ہمیں آڈر ہے مسٹر ماجد کو فوراً گرفتار کیا جائے۔اور ہم یہ سب بے بنیاد نہیں بول رہی ہمارے پاس سارے ایویڈینس ہیں جو کہ مرحومہ کی چھوٹی بہن اور بھائی نے آج صبح ہی جمع کروائے ہیں۔اور ساتھ میں رپوٹ درج کروائی۔ایس پی ہتھ کھڑی ماجد کے ہاتھوں پر پہناتے ہوئے بولا۔۔۔۔

ہم نہین مانتے جب تک اپنی انکھوں سے سب سچ نا دیکھ لیں۔اپ ایویڈینس یہی منگوائیں۔میرا بھائی تحانے نہیں جائے گا۔۔۔التمش اتنا شور سن کر کمرے سے نکل کر نیچے ایا تبھی ایس پی کے الفاظ کانوں میں پڑھے وہ ایس پی تک اتے ہوئے بولا۔۔۔۔

دیکھوں التمش تم میرے دوست ہو پر ابھی فل حال مجھے اپنی ڈیوٹی کرنے

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

دو۔ میرے ساتھ تھانے مین چلو اپنی انکھوں سے سب دیکھ لینا۔ ایس پی ارحم بولا۔۔ بنا کسی کی سنے وہ ماجد کو حویلی سے باہر لے گیا۔ اگلے کچھ منٹ تک ماجد مجرم بن کر پولیس وین میں بیٹھ چکا تھا۔ پیچھے التمش جہانگیر خالد سہیل رفاقت سب گاڑی میں بیٹھے تھانے کی طرف بڑھے۔۔۔۔ جہاں جہاں سے وین گزر رہی تھی۔ سارے گاؤں والے حیرانگی سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔ ہزاروں طرح کی چہ مگوئیاں ہو رہیں تھیں۔

****

واہ بھی واہ جیتے رہو۔ دل خوش کر دیا۔ زویا بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں آئی اور گھوم گھوم کر ڈانس کرنے لگی۔۔۔ جلدی سے موبائل نکال کر حازم کو میسج کیا۔۔۔ اور دوبارہ سے گول گول گھومنیں لگی۔۔۔ گھومتے گھومتے جب وہ تھک گئی۔ تو وہی پلنگ پر لیٹ گئی۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا جہانگیر خان خالد خان آج بھری دنیا کے سامنے تم سب کی عزت کا

جنازہ نکلا ہے۔ہاہا فکر مت کرو یہ تو ابھی شروعات ہے۔زویا احمد کا بدلہ اتنی جلدی مکمل نہیں ہو گا۔۔اب تو ہر دوسرے دن تمہاری عزت کے جنازے اُٹھیں گے۔۔ جن میں بین نہیں ہوں گے۔بلکہ تمہارے غرور کی خاک ہو گئی۔۔ بہت جلد تم سب کو اپنے قدموں میں جھاؤں گئی۔۔ جیسے تم سب نے انہیں جھکایا تھا۔انہوں نے بھی تو بھیک مانگی تھی۔۔پر کسی نے نہیں سنا تو زویا احمد بھی نہیں سنے گئی۔۔ہاہاہا وہ کبھی ہنستے ہوئے خود سے بول رہی تھی۔۔۔ ساتھ ہی آنکھوں کے کنارے سے آنسوں نکل کر بہہ رہے تھے۔۔۔۔

اگر اس وقت اسے کوئی دیکھ لیتا تو اسے پاگل ہی تصور کرتا۔ایک ایسا پاگل جو پچھلے چودہ سالوں سے ہزاروں دفع اس دن کا تصور کیا کرتی تھی۔۔۔۔

ناجانے ایسے کون سے زخم تھے جو آہستہ آہستہ مندمل ہونے کی بجائے زہر کی طرح پورے بدن پر پھیل رہے تھے۔

****

ایس پی ارحم نے سب کو ایک ویڈیو دیکھائی۔ جس میں ماجد کی گاڑی ایک طرف کھڑی تھی۔اور سامنے اسکے اشارہ کرنے پر چلتی ہوئی روبینہ پر گولی چلی تھی۔۔۔۔۔یہ ویڈیو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہ سکتا تھا کہ ماجد بے گناہ ہے۔۔۔۔

ارحم یہ ویڈیو ایڈیٹ بھی تو ہو سکتی ہے۔۔۔التمش ویدیو دیکھ کر فوراً بولا۔۔۔

Zubi Novels Zone

ہو سکتی ہے۔۔۔ بالکل ایڈیٹ ہو سکتی ہے۔اسی شک کی بیس پر ہم نے مرحومہ کا موبائل چیک کیا۔۔ جس میں آخری کام انہیں کے نام کی تھی۔۔اور کال ریکاڈ کے مطابق آپ کے بھائی کا اس لڑکی سے بہت گہرا اور پرانا تعلق ہے۔۔بیت جلدی ان دونوں کی باتوں کی ریکارڈنگ میں ہمارے یاتھ میں ہوں گئ۔۔۔

ہمیں ان کے موبائل میں دونوں کے میسجز بھی ملے ہیں یہ دیکھیں۔ارحم نے موبائل التمش کی طرف بڑھایا۔۔وہ آہستہ آہستہ سارے میسجز پڑھنے لگا۔۔۔

جہانگیر خان نے غصے سے بھری آنکھوں سے ماجد کو دیکھا۔جواب مجروں کی طرح نظریں جھکائے کھڑا تھا۔۔۔۔

ارحم ماجد خان اگر مجرم ہے تو اسکی اسے سزا ملنی چاہیے۔تمہیں پوری اجازت ہے ایک معصوم کے قتل کی سزا دلوا کر رہو۔۔التمش خان موبائل ٹیبل پر رکھتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

باقی کسی نے کچھ نا بولا اب بولنے کے لیے کچھ رہتا ہی نہیں تھا۔۔سب اُٹھ کر بنا ماجد کی طرف دیکھے باہر نکلنے لگے۔۔۔جب خالد صاحب ماجد کے

قریب گے۔۔۔

اگلے چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر تم رہا ہو جاؤ گے۔۔۔فکر مت کرنا ۔۔۔وہ بول کر باہر کی طرف بڑھے۔۔

ارحم ایک مجرم کو سزا دلوانے کے لیے اگر میری کسی مدد کی ضرورت پڑے تو ایک کال کرنا۔التمش نے مظبوط لہجے میں بولا اور ماجد کی طرف دیکھا۔جو خوخار نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔دل میں اسکے لیے نفرت ہزار گنا اور بڑھی۔۔۔التمش مڑا اور باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

****

سالوں کی عزت کو کیچڑے میں ڈال دیا۔پہلے تمہارا یہ بیٹا میرے خلاف گیا۔گاؤں والوں کے دل سے خوف ختم کروانا چاہا۔اور اب وہ ماجد نئے گل کھلا آیا۔جہانگیر خان صوفے پر ڈھے سے گے۔۔۔۔

مجھے تو سمجھ نہیں آتا ماجد کو اس لڑکی کا قتل کروانے کی کیا ضرورت تھی۔۔ پیسے منہ پر مارتا تو کام ختم ہو جاتا۔خالد صاحب غصے سے بولے۔۔۔

کچھ بھی کہو۔خالد تمہارے لڑکے اب تمہارے ہاتھ سے نکل چکے ہیں اور ساتھ ہی اس حویلی کی عزت کا کچڑا کر چکے ہیں۔۔۔جہانگیر خان بولے۔۔۔

کچھ بھی ہو چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر مجھے ماجد کو جیل سے نکالنا ہے۔خالد صاحب عظم سے بولے۔۔۔۔

واہ ابا واہ کیا کہنے ہیں۔آپ ابھی بھی لالا کو نکالنا چاہتے ہیں۔ہوش کریں ابا وہ ایک قاتل ہے۔ایک لڑکی کو قتل کیا ہے۔۔انہیں سزا ملنی چاہیے۔

التمش خالد صاحب کی باتیں سن کر غصے سے بولا۔۔۔

ہنہ قتل۔۔۔۔اسے سزا دلوانے سے زیادہ اہم اس خاندان کی برسوں کی کمائی ہوئی عزت ہے۔۔ابھی تو یہ بات گاؤں میں پھیلی ہے۔اگر چار اور گاؤں میں پھیل گئی۔تو کسی کو منہ دیکھانے کے قابل نہین رہیں گے۔۔ اور شرم کرو سگا بھائی ہے تمہارا۔۔خالد صاحب بھی چلائے۔۔۔

کاش آپ نے انہیں غرور تکبر، سیکھانے سے زیادہ عورت کی عزت کرنا سیکھایا ہوتا تو آج وہ بھابھی کے ہوتے ہوئے یوں کسی غیر لڑکی کو بنا نکاح کے ماں نہین بناتے۔اور نا اسکا قتل کرتے۔۔کیا یہ بات گھٹیا نہیں۔وہ بھی ترکی باترکی بولا۔۔دوکھڑی عائلہ اپنی انکھوں کو پونچھ رہی تھی۔۔۔

چپ کرو تم دونوں جو ہونا تھا ہو گیا۔اب بس اس مسلے کا حل نکالو۔۔۔۔

جہانگیر خان غصے سے چلائے۔۔۔۔

جہانگیر خان صاحب حل نکل گیا ہے۔بس آپ سنے کی ہمت رکھیے گا۔۔۔ تبھی پیچھے سے زویا کی آواز آئی۔جو کہ ڈوپٹہ سر پر جمائے مسکرا کر ہاتھ میں بری سی پرات لیے چل کر ان سب کی طرف آ رہی تھی۔۔۔

یہ لیجیے حل۔پرات پر سے وائٹ کپڑا ہٹایا۔تو سامنے لال رنگ کا ڈوپٹہ تھا۔ سب نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

اس سب کا کیا مطلب ہے۔اور تم ہوتی کون کو ہمارے معملات میں ٹانگ اڑانے والی سہیل صاحب بولے۔۔۔۔

جہانگیر خان صاحب کچھ وقت پہلے میرے بھائی کے ہاتھوں آپ کا پوتا مرا

تھا۔ تو آپ نے اس گاؤں کے سر براہ ہونے کی حثیت سے خون بہا کا علان کیا تھا۔۔۔ آج سیم آپ کے پوتے نے ایک قتل کیا ہے۔ تو اصول کے مطابق اب باری آپ کی ہے۔۔ اپنی پوتی کو خون بہا میں دیں اور معاملا ختم کریں۔ زویا سنجیدہ انداز میں بولی۔۔۔۔ چہرے پر پتھریلے تاثرات تھے۔۔۔۔

تمہاری اتنی ہمت میری پوتی کے بارے میں ایسا بولا۔۔۔ جہانگیر خان گرجتے ہوئے صوفے سے کھڑے ہوگے۔۔۔ ان کا ہاتھ ہوا مین لہرایا۔۔۔ اسے پہلے کے زویا کے چہرے پر تھپر پڑتا۔۔۔ التمش نے اسے بازو سے کھینچ کر ایک طرف کیا۔۔۔ زویا کے ہاتھ سے تھال گر گیا۔۔۔۔

کیا بکواس کر رہی ہو۔ وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔۔۔۔

وہی جو سچ ہے۔اگر ایک غریب کی لڑکی خون بہا میں دی جاسکتی ہے تو حویلی والوں کی کیوں نہیں۔کیا عزت صرف امیر کی ہوتی ہے۔روایات بنائی ہیں ناتو برابر کی بنائیں۔۔وہ بھی اپنا بازو چھڑواتے ہوئے بولی۔۔۔

اس لڑکی کو میری نظروں کے سامنے سے ہٹاؤ۔ورنہ بہت برا ہو جائے گا۔۔جہانگیر خان چلائے۔۔۔۔

جہانگیر خان صاحب اپنی پوتی پر بات آئی تو دل پھٹا نا۔تو سوچوں کسی کی بیٹی پر جب ایسا وقت آتا ہو گا۔تو اس ماں باپ کا دل کیسے پھٹا ہو گا۔۔انہوں نے کیسے سہا ہو گا۔۔برے آئے وڈیرے۔مجھے آج تم سب پر بہت ترس آرہا ہے۔عزت کا علان کرنے والے آج پوری دنیا کے سامنے بے عزت ہو گے۔۔تھو ہے تم سب پر۔۔۔وہ طنزیہ انداز میں بول کر وہاں سے نکل

گئی۔۔۔ پیچھے جہانگیر خان اپنا سر پکڑ کر صوفے پر ڈھے گے۔۔۔۔اور کچھ ہی پلوں میں بے ہوش ہو گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

****

جہانگیر خان کا بی پی بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔اگر وقت پر دوا نا ملتی تو انہین ہاٹ اتیک بھی ہو سکتا تھا۔

التمش ابھی ابھی انہیں سُلا کر گارڈن میں آیا تھا۔۔دھند نے آسمان کو دھک لیا تھا۔۔آج کا اتنا تھکا دینے والا دن گزر چکا تھا۔۔۔

وہ آہستہ اہستہ گھاس پر چل رہا تھا۔اپنے آس پاس زویا کے کہے گے الفاظ گھونج رہے تھے۔۔۔چاہے اسکے الفاظ سخت پر سچ تھے۔وہ چلتا ہوا سامنے لگے وائٹ جھولے پر آ بیٹھا۔۔۔۔اپنا سر پیچھے کی طرف گرا دیا۔۔ان دنوں جو بھی اسکے ساتھ ہو چکا تھا۔وہ اچھے بھلے انسان کو ہلا کر رکھ دیتا۔اور وہ بھی

ذہنی طور پر کافی متاثر ہوا تھا۔۔

زویا روز سب کے سو جانے کے بعد باہر واک کرنے جاتی تھی۔اور یہ عادت اسکی بچپن سے تھی۔۔وہ رات کو ایک گھنٹہ ضرور واک کرتی۔ابھی بھی اپنے گرد دوپٹہ پھیلائے وہ گارڈن میں آئی تھی۔۔۔

سرد ہوا ایک پل کو تھر تھراہٹ پیدا کر گئی۔۔پر وہ اگنور کرتی دوپٹے کو زور سے لپیٹتے اہستہ آہستہ چلنے لگی۔۔

التمش کو کسی کے ہونے کا احساس ہوا تو سامنے کی طرف دیکھا۔وہ چل کر آ رہی تھی۔۔۔زویا بھی یوں بے وقت اسے وہاں دیکھ کر رک گئی التمش خاموش نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔پھر سانس کھینچ کر دوبارہ سر پیچھے گرا دیا۔۔۔

زویانا چاہتے ہوئے بھی اسکی طرف بڑھی۔۔اور چپ کر کے اسکے برابر بیٹھ گئی۔التمش نے اپنے ساتھ اسے بیٹھے محسوس کیا تو اسی انداز سے چہرہ اسکی طرف موڑا۔

ایم سوری مجھے وہ سب آپ کی بہن کے بارے میں نہیں کہنا چاہیے تھا۔ چاہے جو بھی ہو۔وہ بھی میری طرح لڑکی ہے۔۔مجھے ایسا نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔زویا اپنے ہاتھ مسلتے ہوئے بولی۔۔۔

تم نے کچھ غلط نہیں کہا۔۔بالکل سچ بولا۔۔۔وہ بس اتنا بولا۔اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔

میں نے کہی پڑھا تھا۔کسی معصوم کی آہ نہیں لینی چاہیے۔مجھے آج ایسا

محسوس ہو رہا ہے۔۔اس حویلی کو تمہاری اہ لگ گئی ہے۔ تمہیں دیے گے ہر زخم کا بدلہ خدا اب لے رہا ہے۔ تمہاری آنکھوں سے نکلے انسوں اب سب پڑ گر رہے ہیں۔وہ سامنے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔زویا حق دق اسے سن رہی تھی۔

تمہیں پتہ ہے میں چاہیے کتنا برا ہوں۔پر میں نے خود سے وعدہ کیا تھا۔ کبھی زندگی میں اپنے دادا ابا بھائی جیسا نہیں بنوں گا۔۔پر زویا میں بن گیا۔۔ میں نے تم پر ہاتھ اُٹھایا۔۔وہ نم انکھوں سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

نہیں مسٹر خان آپ برے انسان نہیں۔۔۔۔۔زویا اسکی طرف دیکھ کر بولی۔۔

آج جب تم نے بولا نا اپنی بہن کو خون بہا میں دو۔ خدا کی قسم زویا! دل سچ میں پھٹ گیا تھا۔ یہ سوچ ہی جان لیوا تھی۔ سوچا جب اسکا کوئی قصور ہی نہیں تو کیوں اسے خون بہا میں دیا جائے۔۔ وہ تو معصوم ہے۔۔ قصور تو لالا کا ہے۔۔ تو انہیں سزا ملنی چاہیے۔۔۔ پھر جھٹ سے تمہارا خیال آیا کہ تمہارا کیا قصور تھا۔ تمہیں کیوں خون بہا میں لیا گیا۔۔۔ ایک ایسی ذلت بھری زندگی کیوں دی گئی؟ یہ سب سوچ کر خود پر شرم آئی۔ اگر اس پر یہ ظلم نہیں ہو سکتا تو تم پر کیوں ہوا؟ وہ ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

اپ زیادہ مت سوچیں باہر بہت سردی ہے اندر جائیں۔ جو ہو گیا اسکے بارے میں سوچ کر خود کو پریشان مت کریں۔ اور خود کو قصوروار ٹھہرانا چھوڑ دیں۔ زویا اسکا درد اپنے اندر محسوس کر رہی تھی۔۔ اور جس ٹوٹے ہوئے لہجے میں وہ بول رہا تھا۔۔ زویا کو اپنے اندر کچھ ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔ وہ اپنی حالت سے گھبرا کر جانے کے لیے کھڑی ہو گئی۔ ابھی وہ دو

قدم ہی چلی تھی جب اسکی کلائی التمش کے ہاتھ میں تھی۔۔وہ کھڑا ہوا۔۔۔

مجھے معاف کردو زویا۔ایم سوری فار ایوری تھینگ التمش اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

زویا نے پلٹ کر اسے دیکھا۔التمش نے اسے ہلکا سا اپنی طرف کھینچا وہ سیدھی اسکے سینے سے جا لگی۔۔۔

ایم سوری زویا ایم ریلی سوری۔التمش بولا۔۔۔زویا ہونکوں کی طرح کھڑی تھی۔۔اسے بالکل سمجھ نا آیا۔

ایم سوری۔۔۔۔۔۔وہ ایک بار پھر بولا۔۔زویا کو اپنے کندھے گیلا پن

محسوس ہوا۔۔۔وہ بے اوازرو رہا تھا۔وہ ہٹا کٹا انسان اسکے سامنے رو رہا تھا۔۔زویا کا دل ڈوب کر ابھرا۔اسنے بے ساختہ اسکے گرد اپنے بازو پھیلا دیے۔۔۔۔۔۔

ناجانے کہاں سے اسکی آنکھوں سے بھی چپکے سے آنسوں نکلے۔کافی سما خاموشی سے گزر گیا۔التمش کو اپنی بے ساختہ حرکت پر حیرانگی ہوئی۔وہ الگ ہوا۔چھٹک کر کے خوبصورت لمحہ ٹوٹا۔۔

زویا اپنے چہرے سے آنسوں صاف کرنے لگی۔اور ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔۔۔

التمس نے اپنے چہرے اور بالوں میں ہاتھ پھیرے۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

میں چلتی ہوں۔۔وہ بول کر اندر کی طرف بھاگی۔۔۔۔

اپنے یوں اچانک عمل پر التمش نے خود کو جھڑکا۔اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔بہت کچھ وہ اپنے دماغ میں طے کر چکا تھا۔اب جانے وہ پورا کر پائے گا۔کہ نہیں یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔۔۔۔۔

****

زویا اپنے کمرے میں آئی تو سامنے بی جی کھڑاٹے بھر رہیں تھی۔۔وہ سیدھی واش روم میں چلی گئی۔۔۔اپنے چہرے پر خوب پانی مارا۔اور لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔۔

یہ سب کیا تھا۔۔یہ کیسا احساس تھا۔اسکے رونے سے میری انکھوں سے کیون آنسوں جھلکے۔۔۔کیوں اسکا ٹوٹا ہوا لہجہ مجھے چھبا۔

میں تو اس حویلی ہے ہر نرد سے نفرت کرتی تھی۔۔

زویا کیا اس نفرت میں ایک دن بھی تم نے التمش سے نفرت کی۔اسکے اندر سے آواز آئی۔۔۔۔

نہیں بے ساختہ الفاظ ادا ہوئے۔۔

کیوں حازم کو اگے تم اسکی طرفداری کرتی ہو۔کیوں اسکی انکھوں میں آئے آنسوں تمہیں تقلیف دیتے ہیں۔۔۔حالنکہ یہ سب تو تمہارا ہی پلین تھا۔تم اب تم کیوں کمزور پر رہی ہو۔۔۔۔اندر سے آوازیں انی شروع ہو گئیں۔۔۔۔

نہیں نہیں بالکل نہیں۔یہ سب بکواس ہے۔میں حازم کی منگیتر ہوں۔وہ اپنے آپ کو سمجھانے لگی۔۔۔۔

اوبی بی اسکی منگیتر تھی۔اب التمش خان کے نکاح میں ہو۔ایک دفع پھر سے دلیل آئی۔۔۔

بکواس !ایسا نکاح جس کے کوئی معانی نہیں وہ دوبارہ اپنے چہرے پر پانی مار کر کمرے میں آئی۔۔۔۔۔

اور پلنگ پر لیٹ گئی۔۔ایک دفع پھر اپنے آس پاس التمس کے الفاظوں کی بازگشت ہونے لگی۔۔۔

اپنے سر کو جھٹک کر وہ سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

****

تم آج پھر اس لڑکے سے ملنے جارہی ہو۔اریشہ شیشے کے سامنے کھڑی تیار ہورہی تھی۔بیڈ پر بیٹھی ماہ رخ نے کتاب بند کرتے ہوئے پوچھا۔

ہاں اپنے ہونے والے شوہر سے ملنے جارہی ہوں۔وہ آنکھوں میں کاجل ڈالتے ہوئے بولی۔۔۔۔

ہمممم اریشہ ایک بات سوچ کر بتانا اگر کل کو تمہاری شادی اس لڑکے سے نا ہو کر کسی اور سے ہو جائے تب کیا کرو گئی۔ماہ رخ برے غور سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔جسے کے ہاتھ ایک پل کے لیے کاجل لگاتے لڑکھڑائے۔۔۔۔

میں کسی اور سے شادی نہیں کروں گئی۔۔کاجل لگا کر اب اسکے ہاتھ میں لپ سٹک تھی۔

اگر تمہاری شادی کسی اور سے ہو گئی۔تم اسے پورے دل سے نا اپنا پائی۔یا کل کلاں کو تمہارا ماضی تمہارے سامنے اگیا۔تب کیا کرو گئی۔ماہ رخ نے اپنا سوال دوبارہ گھوما کر پوچھا۔

میری شادی سراج سے نہیں ہوا ایسا سوچنا ہی موت کے برابر ہے۔میں ان سے بے پناہ محبت کرتی ہوں۔تم اس دن کی میرے پیچھے پڑی ہو۔اب تم بتاؤ ماہ رخ کیا محبت کرنا غلط ہے؟وہ اپنا ڈوپٹہ گلے میں ڈال کر اسکی طرف مڑ کر بولی۔۔۔

غلط میں نے کب بولا محبت کرنا غلط ہے۔یہ ایک ایسا ایموشن ہے جو ہر انسان

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

میں پایا جاتا ہے۔اور جس میں نا پایا جائے مین اسے انسان ہی نہیں سمجھتی۔
ماہ رخ مسکرا کر بولی۔۔۔۔

تو مسلہ کیا ہے؟تم کیوں ہر وقت میری دادی اماں بنی رہتی ہو۔مت بھولو ہماری دادی اماں کو مرے کافی عرصہ ہو گیا ہے۔وہ چڑ کر بولی۔۔۔

مسلہ صرف اتنا ہے۔اگر تم اس سے اور وہ تم سے محبت کرتا ہے۔تو اسکو بولو رشتہ بھیجے۔چاہیے نکاح ہی کر لو۔رخصتی بعد میں کر لینا۔پر یوں چھپ کر ملنے مت جاو دیر رات تک اسے باتیں مت کرو۔ہمارے اسلام میں بھی یہ منع ہے۔ماہ رخ اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔۔۔

اوپلیز ماہ!ابھی ہم لوگ شادی کے لیے تیار نہیں ہیں۔ابھی میری عمر ہی کیا ہے۔آٹھارہ سال ہی گئی۔ابھی شادی کر لوں۔۔مجھے سراج سے ملنے مین

کوئی مسلہ نہیں۔اور پلیز تم بھی خوش رہو۔ابھی مجھے لیٹ ہو رہی ہے۔ سراج نیچے میرا انتظار کر رہے ہیں۔میں چلتی ہوں۔وہ اپنا پرس کندھے پر ڈالے کمرے سے باہر نکلی۔

یااللہ اسے ہدایت دے۔ماہ رخ کمرے کی کھڑکی میں کھڑی ہوئی تو سامنے سڑک پر اریشہ ہنستے ہوئے سراج کی گاڑی میں بیٹھ رہی تھی۔۔۔۔۔

****
****

حازم تمہیں کیا لگتا ہے اس ماجد کو سزا ملے گئ یا بچ جائے گا۔سلطان صاحب چائے کا سپ لیتے ہوئے سامنے بیٹھے حازم سے مخاطب ہوئے۔۔۔

ڈیڈ اسکو سزا ملے یا نا ملے اب اس میں ہمارا کوئی نقصان نہیں۔ہم نے جو کرنا تھا کر دیا۔ان کی عزت کی دھجیاں اُڑ کر رہ گئی ہیں۔۔حازم مسکراتے ہوئے

بولا۔۔۔

کاش میں اس وقت ان کی شکل دیکھ پاتا۔ تو مزہ ہی آ جاتا۔ جہانگیر خان کو اپنی بے جا دولت پر بڑا غرور تھا آج اسی کے بیٹے نے سارے زمانے کے سامنے اسکی عزت کی دھجیاں بکھیر دیں۔ ہاہاہا سلطان صاحب اونچا قہقہ لگاتے ہوئے بولے۔۔۔۔

ڈیڈ آپ بس دیکھتے جائیں ان کی عزت تو برباد ہوئی ہی ہے۔ اب بہت جلد وہ سڑک پر ہوں گے۔۔ اگلے کچھ دنوں کے اندر اندر اگر وہ سب بے گھر نا ہوئے تو میرا نام بدل دیجیے گا۔۔ ڈیڈ آپ کا بدلہ ضرور پورا ہو گا۔ حازم ہاتھ میں پکڑے گلاس کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جیسے اس گلاس سے اسے اپنے دشمن نظر آ رہا ہو۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

مجھے پورا یقین ہے ایسا ہی ہو گا۔۔آفٹر آل زویا بھی تو وہاں ہے۔ہماری سب سے بری ہتھیار،ان کے چھکے چھڑانے کے لیے کافی ہے۔سلطان صاحب شیطانی مسکراہٹ لیے بولے۔۔۔۔

ڈیڈ وہ سب توٹھیک ہے پر نا جانے کیوں مجھے ایسا لگتا ہے۔زویا اس التمش خان کی بہت طرفداری کرتی ہے۔کہی اگر اس نے میرے بجائے اسے چُنا تو؟اخرمین اسکے اواز میں واضع ڈر تھا کسی کو کھو دینے کا ڈر۔۔۔۔۔

ایسا نہین ہو گا۔تم بلاوجہ ہی ٹینشن لے رہے ہو۔زویا صرف تمہاری ہے۔اسے تم سے کوئی نہیں چھین سکتا۔جب سب ختم ہو جائے گا تب مین خود اس التمش سے جان چھڑوا کر زویا کو تمہارے حوالے کروں گا۔سلطان صاحب نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔حازم ملک کھل کر مسکرا دیا۔۔۔۔

****
**

داداجان مجھے معاف کردیں مجھ سے بہت بری غلطی ہوگئی۔ماجد روتے ہوئے جہانگیر خان کے قدموں مین گر گیا۔۔۔وہ آج ہی جیل سے چھوٹ کر آیا تھا۔

مجھے تمہاری سکل نہین دیکھنی۔تم نے تو ہمیں زندہ قبر میں ڈالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔جہانگیر خان نے اپنا پاؤں چھڑوا کر غصے سے بھرپور لہجے میں کہا۔۔۔

داداجان ایک دفع معاف کردیں۔آج کے بعد ایسی کوئی حرکت نہیں کروں گا۔آپ جیسا بولیں گے میں بس وہی کروں گا۔۔۔سب کچھ چھوڑ

دوں گا۔ماجد اپنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔۔ساتھ میں تھوڑا رو بھی دیا۔۔۔

ماجد تم تو شکرادا کرو۔جیل سے نکل آئے۔ورنہ وہ ایس پی ارحم تو تمہین موت کی سزا دلوکر ہی رہتا۔۔یہ تو اچھا ہوا میں اس لڑکی کی بہن بھائی سے ملا۔ڈرا دھمکا کر اور تھوڑے پیسے دے کر انہیں رپورٹ واپس لینے پر مجبور کیا ورنہ وہی سڑ رہے ہوتے۔۔۔خالد صاحب نخوست سے بولے۔۔۔

ابا بہت مہربانی۔۔معاف کر دیں۔ماجد اب خالد صاحب کے سامنے جا کر معافی مانگنے لگا۔۔۔

کسی خوش فہمی میں مت رہنا کہ ہمیں تمہاری فکر تھی۔اس لیے چھڑوایا۔ ساری برادی اور گاؤں کے سامنے ہم یہی کہیں گے۔کہ تم پر جھوٹا الظام

لگا یا گیا تھا۔

ایک پوتا تو ہاتھ سے نکل چکا ہے۔اب ہم دوسرا نہیں کھو سکتے تھے۔جہانگیر خان غصے سے بولے۔۔۔اور اپنے حقے کی طرف متواجہ ہوئے۔۔۔۔

خالد صاحب کے اشارے پر ماجد اس کمرے سے نکل کر اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا سامنے سائرہ کو گود میں لیے نائلہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔اپنے سامنے ماجد کو دیکھ کر اس نے نفرت سے منہ پھیر لیا۔۔۔۔

ماجد نے اسے اگنور کیا اور اپنے کپڑے لے کر واشروم میں گھس گیا۔۔۔

سائرہ کو سلا کر اس نے بیڈ پر لٹایا۔۔۔تب تک ماجد بھی واشروم سے باہر نکل آیا

لگتا ہے شوہر کو صحیح سلامت دیکھ کر زرا برابر خوشی نہیں ہوئی۔سارہ پر کمبل دیتی نائلہ کو طنزیہ انداز میں کہا۔۔۔۔

جب شوہر کسی معصوم کا قتل کر کے گھر واپس آئے تو میرا نہیں خیال کسی بیوی کو خوش ہونا چاہیے۔پاؤں میں چپل ڈالتے ہوئے بولی۔۔۔

ایک دن میں ہی زبان لمبی کر لی۔۔۔وہ غصے سے اگے بڑھ کر اسکا چہرہ دبوچتے ہوئے بولا۔۔۔۔

جب سامنے ایک مجرم کھڑا ہو تو زبان لمبی ہو ہی جاتی ہے۔وہ طنزیہ انداز میں بولی۔۔۔

تیری اتنی ہمت تو ماجد خان سے زبان درازی کرے۔۔ماجد نے اسکے بال اپنی مُٹھی میں بھرتے ہوئے کہا۔۔۔

آہ۔۔۔ چھوڑیں۔وہ چلائی۔۔۔۔۔

اب بکواس کر کیا بول رہی تھی۔ماجد اسکا جبڑا دباتے ہوئے بولا۔۔

تو سن ماجد خان تھو ہے تجھ پر۔۔اپنی بیوی کے ہوتے ہوئے ایک لڑکی سے ناجائز تعلق رکھ کر اسے حاملہ کیا اور پھر خود ہی اسکی جان لے لی۔۔ تھو ہے تجھ پر۔۔نائلہ نے ہمت کر کے بولا۔۔اور آخر میں اسکے منہ پر تھوک

دیا۔۔۔اتنی توہین پر ماجد کی رگیں تن گئیں۔۔اس نے جھٹکے سے اسے زمین پر گرِایا۔۔۔اور آگے بڑھ کر زور سے دروازہ بند کیا۔۔اور چٹکی چڑھائی۔۔۔

جاہل عورت تیری اتنی ہمت تو نے مجھ پر تھوکا۔آج تیری خیر نہیں تجھ یہ سب بکواس کرنے پر پچھتاوا ہو گا۔۔وہ زور سے چلایا اور الماری کی طرف بڑھا۔نائلہ ڈر گئی۔۔اب نا جانے وہ کیا کرنے والا تھا۔۔۔

الماری سے بیلٹ نکال کر وہ اسکی طرف مڑا۔بیلٹ کو دیکھ کر نائلہ کا رنگ اُڑ گیا۔۔۔

اب کر بکواس اسنے زور سے نائلہ کی کمر پر پلیٹ مارا۔۔

اہ۔۔۔۔۔۔اسکی چیخ بلند ہوئی۔۔۔۔۔

ماجد خان تھو ہے تجھ پر۔۔۔۔۔وہ ہنستے ہوئے بولی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ماجد نے ایک بار پھر بیلٹ مارا وہ دوبارہ چلائی۔۔پھر وہ نار کا ایک کے بعد ایک بلیٹ مارتا گیا۔۔۔۔وہ لگاتا چیختی رہی۔۔۔انہی چیخوں سے سائرہ اُٹھ گئی۔وہ بھی رونے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ نایلہ کو مارتا گیا۔۔۔۔۔اور وہ چیختی رہی ۔۔۔۔۔آخر تھک ہار کر وہ بلیٹ وہی ہر پھینک کر دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

نائلہ وہی زمین پر اپنی اس ذلت بھری زندگی کا ماتم منانے لگی۔۔۔۔۔

اہ آہ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ہلک پھاڑ کر چلائی۔۔۔۔۔چلاتے چلاتے رونے لگی۔۔۔۔پھر چلانے لگی۔۔۔۔۔۔اسے اگر کوئی دور سے دیکھتا تو کسی پاگل

کا گُمان ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔

زویا جو کہ اریشہ کے کمرے مین سے کچھ لینے آئی تھی۔۔کسی کے چیخنیں کی آواز سن کر وہ اس سمت بھاگی۔۔۔جب نائلہ کے کمرے سے سائرہ اور نائلہ کے رونے کی اوازیں سنائی دیں تو وہ بھاگ کر کمرے میں داخل ہوئي۔۔۔پر سامنے کا منظر دیکھ کر وہ لڑکھرائی۔۔۔۔

سامنے فرش پر نائلہ لیتی ہوئی تھی۔اسکے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے۔اور جگہ جگہ سے خون رس رہا تھا۔وہ رو رہی تھی۔۔۔اور کبھی چیخ رہی تھی۔۔۔۔

نائلہ آپی۔۔۔۔زویا بھاگ کر اس تک آئی۔۔۔۔

یہ سب کیسے ہوا؟؟۔وہ لڑکھڑاتے ہوئے بولی۔۔۔اسکے ہاتھ کانپے۔۔۔۔۔

نائلہ نے بامشکل آنکھیں کھول کر سامنے بیٹھی زویا کو دیکھا۔۔تبھی اسکی انکھوں کے آگے اندھیرا آیا وہ وہی بے ہوش ہو گئی۔۔۔زویا کے ہاتھ پاؤں پھول گے۔۔۔

اس نے ہمت کر کے نائلہ کو بیڈ پر لٹایا۔۔سائرہ رو رو کر خود ہی چپ کر گئی تھی۔زویا نے اسکے جسم پر کمبل دیا۔۔۔۔۔

اب کیا کرو۔۔۔۔۔کچھ سوچ کر وہ دروازے کی طرف بھاگی۔۔۔۔۔

وہ ہر طرف دیکھ رہی تھی پر اسے سعد نظر نا آیا۔۔وہ جانتی تھی کہ سعد

ڈاکٹری پڑھ رہا ہے اور اسکا یہ آخری سال ہے شاید وہ مدد کر سکتا تھا۔۔۔ رات بھی ہو رہی تھی۔۔۔۔وہ بھاگتی بھاگتی باہر گارڈن کی طرف آئی۔۔۔۔پر سب خالی تھا۔۔۔چونکہ یہ حویلی کافی بری تھی۔کسی کا اوپری منزل پر کمرہ تھا تو کسی کا نیچے۔۔۔۔۔کافی دور دور کمرے تھے اسی لیے نائلہ کے رونے چلانے کی کسی کو آواز نا آئی۔۔۔۔

زویا کو اپنی بے بسی پر رونا آرہا تھا۔۔ تبھی اسے داخلی دروازے سے سعد اور التمش داخل ہوتے نظر آئے۔۔۔۔وہ دونوں آپس میں شائد کچھ ڈسکس کر رہے تھے۔۔۔۔

مسٹر خان! سعد بھائی جلدی چلیں۔وہ بھاگتے ہوئے دونوں کے پاس آکر بولی۔۔۔۔

زویا کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو۔۔التمش پریشان ہو گیا۔۔۔

نائلہ آپی زخمی ہیں پلیز جلدی چلیں۔۔زویا نے التمش کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔۔۔

واٹ بھابھی کو کیا ہوا۔۔۔سعد حیرانگی سے بولا۔۔اور اندر کی طرف بھاگا۔۔۔زویا اور التمش بھی بھاگے۔۔۔۔۔

وہ تینوں نائلہ کے کمرے مین داخل ہوئے۔۔۔۔

اومائی گاڈ سعد آگے بڑھ کر نائلہ کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولا۔۔ماتھے سے خون نکل رہا تھا۔

سعد نے جلدی سے نبض چیک کی۔جو کہ کافی سلو چل رہی تھی۔۔۔

سعد کیا کریں۔۔ہاسپٹل لے کر چلیں۔۔۔۔۔التمش پریشانی سے بولا۔۔۔

لالا ان کا جلدی علاج کرنا پڑے گا۔۔۔ہاسپٹل بہت دور ہے۔میں گاؤں کی فارمسی سے کچھ انجکشن اور دوائیں لے کر آتا ہوں۔وہ کہ کر باہر کی طرف بھاگا۔۔گاؤں کی فارمسی پانچ منٹ کی دوری پر تھی۔۔۔سعد بائیک پر گیا۔۔۔

اس بلیڈ سے مارا گیا ہے۔زویا زمین سے بلیڈ اُٹھا کر بولی۔۔۔۔

التمش نے شرمندگی سے منہ نیچے کر دیا۔۔۔۔

لیکن بھابھی کو مارا کس نے لالا تو جیل میں ہے۔۔۔وہ حیرانگی سے بولا۔۔۔

ہنہہ مسٹر خان اس دنیا میں امیر کو کوئی سزا نہین ملتی۔۔ سزا تو غریب سہتا ہے۔۔۔آپ کے قاتل لالا کو اپ کے ابا نے چھڑوالیا ہے۔۔۔تاکہ ان کی عزت سلامت رہے۔۔۔۔ناجانے کون سی عزت سلامت رکھنا چاہتے ہیں۔وہ طنزیہ انداز میں بولی۔۔۔۔ تبھی بھاگتا ہوا سعد ہاتھ مین دو شاپر پکڑے اور ایک ہاتھ مین فسٹ ایڈ کٹ پکڑے اندر داخل ہوا۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

اس نے جلدی سے نائلہ کو انجکشن لگائے۔اور ایک ڈرپ لگادی۔۔۔۔۔ اب وہ بازو پر بنے زخموں پر دوائی لگا رہ تھا۔۔۔۔

لالا باہر اگیا۔۔اور آتے ہی اپنی بیوی کا یہ حشر کیا۔۔التمش غصے سے بولا۔۔ سائرہ کی رونے کی آواز آئی۔۔۔۔زویا نے آگے بڑھ کر اسے اپنی گود میں

لیا۔۔۔

آپ کے خاندان کے سارے مرد ہی جانور ہیں۔زویا سائرہ کو چپ کرواتی التمش کی طرف مڑی۔۔۔

التمش نے مڑ کر اسکی طرف دیکھا۔اسکی آنکھوں میں پانی تھا۔۔اسے مزید دیکھا نا گیا۔۔وہ پلٹ گیا۔۔۔

زویا بھابھی آپ بھابھی کے باقی زخموں پر یہ مرہم لگا دیں۔اب ان کی حالت کچھ نارمل ہے ڈرپ ختم ہوتی ہے تو مجھے بلاوائے گا۔ایک اور درپ لگانی ہے۔۔۔سعد مرہم اسے دیتے ہوئے بولا۔۔ا

التمش نے سائرہ کو اس سے لیا۔۔دونوں کمرے سے باہر چلے گے۔۔۔زویا

نے نائلہ کے کپڑے تبدل کیے اور اس کے زخموں پر مرہم لگائی۔۔۔۔۔۔۔

آدھے گھنٹے بعد ڈرپ ختم ہو گئی۔زویا نے سعد کو بلایا۔اس نے اگلی ڈرپ لگادی۔۔۔۔۔

زویا بھابھی رات کے بارہ بج چکے ہیں آپ بھی جا کر سو جائیں۔میں تائی جان کو بلا لاتا ہوں۔سعد اس سے مخاطب ہوا۔۔

نہیں رہنے دیں۔انہیں سونے دیں۔میں نائلہ آپی کے پاس رہوں گئی۔ اگر انہیں رات کو کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو میں دے پاؤں گئی۔زویا بولی۔۔۔۔

آپ پھر سائرہ کو التمش لالا کے کمرے سے لے آئیں۔ حیدر بھی وہی ہے۔۔ سائرہ لالا کو تنگ نا کر رہی ہو۔ سعد بول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

****

زویا نا چاہتے ہوئے بھی التمش کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔ اندر سے سائرہ کے رونے کی آواز آرہی تھی۔۔۔

Zubi Novels Zone

اف چاچو آپ کو تو چپ کروانا ہی نہیں آتا ادھر دیں۔ حیدر جو کافی دیر سے التمش کو دیکھ رہا تھا جو کہ سائرہ کو چپ کروانے لی کوشش میں لگا ہوا تھا۔۔ آخر مین وہ چڑ گیا۔۔۔

لو کرواؤ چپ میں بھی دیکھتا ہوں کیسے چپ ہوتی ہے۔ التمش نے سائرہ

اسکی گود میں ڈال دی۔۔۔۔۔

زویا کمرے میں داخل ہوئی۔التمش نے بے ساختہ اسے دیکھا۔

بھابھی کیسی ہیں؟ وہ اسے قریب آکر اہستہ آواز میں بولا۔۔تاکہ عثمان ناسن لے۔

بے ہوش ہیں۔دوسری ڈریپ لگی ہے۔وہ عثمان کی طرف دیکھ کر بولی۔۔۔۔

تم کیسی ہو؟التمش کو اسکا روتا ہوا چہرہ یاد آیا تو پوچھ بیٹھا۔۔وہ اسکی طرف بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

ٹھیک ہوں۔وہ بول کر بنا اسے دیکھے حیدر کی طرف بڑھی۔۔۔

اس نے روتی ہوئی سائرہ کو اپنی گود مین لیا۔

اف چاچو لگتا ہے لڑکیاں صرف لڑکیوں سے ہی چپ ہوتی ہیں۔میں کب سے چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔پر۔۔۔۔۔اف۔۔۔۔۔۔حیدر سائرہ کی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔جو کہ زویا کے پاس جا کر فوراً چپ ہو گئی تھی۔۔۔

ہاں حیدر اور کچھ لڑکیاں بلاوجہ کے نخرے بھی دیکھاتی ہیں۔۔۔وہ حیدر کے پاس بیڈ پر آ کر بیٹھتے ہوئے زویا کو فوکس میں لے کر بولا۔۔۔

حیدر کیا آپ چلو گے۔۔زویا اسے دوبارہ سے اگنور کرتے ہوئے حیدر سے

مخاطب ہوئی۔۔۔

نو چاچی میں تو چاچو کے پاس ہی رہوں گا۔۔۔ حیدر التمش کے گلے میں باہیں ڈال کر بولا۔

زویا نے چاچی لفظ سنتے ہی التمش کی طرف دیکھا اور اگلے ہی پل وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

اہمم یہ چاچی کس نے سیکھایا۔ التمش حیدر کی طرف دیکھ کر سوالیہ انداز میں بولا۔۔۔

سعد چاچو نے بولا تھا پری آپ کی وائف ہیں تو میری چاچی ہوئیں۔ اسی لیے میں انہیں چاچی کہہ کر بلایا کروں۔ حیدر مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔۔

اچھا جی التمش نے اسے بازوں مین لیا۔۔اور اسکے بیٹ پر گُد گُدی کرنی لگا ۔۔۔حیدر کھلکھلایا۔۔۔۔التمش نے مسکراتے ہوئے اسے سینے سے لگا لیا۔۔۔

چاچو ایک بات پوچھوں۔حیدر نے ترچھا ہو کر کہا۔۔

ہم پوچھو۔۔۔۔

بابا نے میری ماما کو کیوں مارا؟وہ التمش کی طرف دیکھ کر سوالیہ انداز میں بولا۔۔کچھ پل کے لیے التمش چپ ہو گیا۔۔۔وہ اسکو کیا جواب دیتا۔۔۔

ایسی بات نہیں ہے۔لالا نے بھابھی کو مارا نہیں۔وہ تو بس۔۔۔۔التمش بول

ہی رہا تھا۔۔۔جب حیدر بول پڑا۔

چاچو ماما کہتی ہیں جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔اللہ پاک ناراض ہوتے ہیں۔ میں نے خود بہت بار دیکھا ہے۔۔ بابا ماما کو مارتے ہیں۔ماما بیت روتی ہیں۔ مجھے انہیں دیکھ کر رونا آتا ہے۔۔حیدر اپنے ننھی ننھی آنکھوں سے آنسوں صاف کرتے ہوئے بولا۔۔

تم میرے چیمپ ہو۔۔اور چیمپ کبھی نہیں روتا۔۔ تمہارے ماما بابا میں تھوڑی سی لڑائی ہو گئی ہے۔دیکھنا کل سب ٹھیک ہو جائے گا۔کافی دن سے ہم دونوں چیمپینز نے ویڈیو گیم نہیں کھیلی چلو جلدی سے کھیلتے ہیں۔۔ التمش اسکا دھیان بٹھکانا چاہتا تھا۔۔۔ویڈیو گیم کے نام ہر وہ سب بھول گیا۔اور جلدی سے ٹیوی آن کر کے گیم ریموٹ لے آیا۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

التمش مسکراتا ہوا اسکے ساتھ گیم کھلینے لگا۔۔۔۔تاکہ وہ بہل جائے۔۔۔۔۔۔۔

****

ماجد ساری رات حویلی نہیں آیا تھا۔ناجانے وہ کہاں تھا۔نائلہ کو صبح کے وقت ہوش آیا۔زویا پاس ہی صوفے پر آڑھی ترچھی لیٹی سو رہی تھی۔۔۔۔

ہوش آنے پر سارے منظر اسکی انکھوں کے سامنے آئے۔آنسوں پلکوں کی باڑ کو توڑ کر گال پر گرے۔

کسی کے رونے کی آواز سے زویا کی آنکھ کھل گئی۔۔۔سامنے بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھی عائلہ پر نظر پڑی۔جو چہرہ گھٹنوں پر جھکائے رو رہی تھی۔۔۔وہ جلدی سے اُٹھ کر اس تک آئی۔۔۔

عائلہ آپی اپ ٹھیک ہیں۔ شکر خدا کا آپ کو ہوش آگیا۔۔زویا اسکے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔عائلہ نے اپنا چہرہ اوپر کیا۔۔۔رو رو کر اسکی انکھیں سرخ ہو گئیں تھیں۔زویا نے اگے بڑھ کر اسے گلے سے لگا لیا۔۔۔ وہ جی بھر کر رو دی۔کچھ پل بعد جب وہ کچھ بہتر محسوس کرنے لگی تو علحیدہ ہوئی۔۔۔زویا نے پانی کا گلاس پکڑایا۔۔۔۔

تم ساری رات یہی رہی؟عائلہ نے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔۔

ہاں وہ آپ کی طبعیت بہت خراب تھی۔اسی لیے۔۔۔۔۔۔۔

طبعیت ہنھہ پتہ نہیں میں بچ کیوں گئی۔۔۔مجھے تو لگا جتنا اسے نے مارا ہے۔ موت تو ضرور آئے گئی۔۔پر میں تو بدقسمت ہوں مجھے بھلا اتنی آسانی سے

موت کیسے آئے گئی۔عائلہ اپنے ہاتھ دیکھتے ہوئے بولی جہاں پر خراشیں تھیں۔۔۔

اللہ نا کرے آپ کو کچھ ہو۔۔اور کسی کے لیے بھلے نا سہی پر اپنے بچوں کے لیے تو آپ کو زندہ رہنا ہو گا۔زویا اسے ہمت دیتے ہوئے بولی۔۔۔

زویا!کیا ان ہاتھ کی لکیروں میں اپنے شوہر کے ساتھ ایک پل کی خوشی نہیں لکھی۔۔کیا عزت نہیں لکھی۔۔وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

اپی ایسی مت کہیں۔اللہ اپ کو بہت خوشیاں دے گا۔۔اس سے اچھے کی امید کریں۔۔

نہیں زویا! یہ تو ساری زندگی کے رونے ہیں۔جب بھی کسی بات پر غصہ ہوتا ہے۔آتا ہے اور مجھے مارتا ہے۔۔لعنت ملامت کرتا ہے۔۔کہتا ہے تم میری نہیں میری ماں کی پسند ہو۔ارے جب پسند نہیں تھی تو شادی کیوں کی۔میری زندگی کیوں جہنم بنائی۔۔۔عائلہ اپنا سر پکڑتے ہوئے بولی۔۔

کیا وہ شروع سے آپ کو مارتے تھے؟زویا نے حیرت سے پوچھا۔۔۔

ہمم کبھی چہرے پر تھپڑ تو کبھی بلیٹ سے مارنا۔پہلے مارتا تھا پر اتنا نہیں کل زیادہ مارا۔۔کیوں کہ میں نے اسکے منہ پر تھوکا۔کل میں نے اسے اسکی معشوقہ کے طعنے دے۔قاتل کہا۔۔اسے لیے اتنا مارا۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

زویا کو اسکی مسکراہٹ میں درد چھپا نظر آیا۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اب اپ کیا کریں گئی؟

میں کیا کر سکتی ہوں۔اپنے غریب ماں باپ پر بوجھ تو نہیں بن سکتی۔نا اپنے بچوں سے ان کی چھت چھین سکتی ہوں۔یہی رہوں گئی۔اب میری یہی زندگی ہے۔وہ لمبا سانس لے کر بولیں۔۔

میں اپ کے لیے کچھ کھانے کو لے کر آتی ہوں۔پھر دوائی کھا لیجیے گا۔۔وہ بول کر اُٹھی اور تھکے قدموں کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

****

مجھے تم سب کو کچھ بتانا ہے۔سلطان صاحب ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھے سبھی گھر والوں سے مخاطب ہوئے۔

جی ڈیڈ بولیں۔ سراج ملک بولا۔۔۔

آج شام میرے چاچا بختاور شاہ اپنے پوتے کے ساتھ ملنے آرہے ہیں۔
سلطان صاحب چائے کا سپ لیتے ہوئے بولے۔۔۔۔

چاچا لیکن ہم نے تو کبھی نہیں۔ سنا کہ آپ کے کوئی چاچا بھی ہیں ہم پہلے تو ان سے نہیں ملے۔۔۔ سراج نے حیرانگی سے کہا۔۔۔۔

تھوڑی ناراضگی تھی۔۔ کچھ مہینوں پہلے ہی
سب ٹھیک ہوا ہے۔۔ حازم اور میں تو ان کے گھر بھی گے تھے۔ حمیدہ بیگم رات کے کھانے کی بیت اچھی تیاری کر لینا۔ مجھے سب پرفیکٹ چاہیے۔
سلطان صاحب بول کر اُٹھ گے۔۔۔۔۔۔۔

سراج تھوڑی دیر تک تم میرے ساتھ سائیٹ پر چلو گے۔۔۔مجھے تم سے کچھ ضروری بات بھی کرنی ہے۔۔۔۔حازم بھی بول کر اُٹھ گیا۔۔اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔۔

میں میڈیز کو بول دوں۔اچھی سی صفائی کر لیں۔پھر کھانے کی تیاری بھی کروانی ہے۔۔حمیدہ بیگم اُٹھ کر کچن کی طرف بڑھی۔۔۔

سیرت،منت تم دونوں نے سناڈیڈ نے بولا۔۔بختاور شاہ اور اس کا پوتا آرہے ہیں؟ سراج سوچتے ہوئے بولا۔۔۔۔

بھائی ہم بھی یہی بیٹھے ہوئے تھے۔۔ہم نے سنا ہے۔۔سیرت ہنستے ہوئے بولی۔۔۔

ارے نہیں مین تو یہ سوچ رہا ہوں۔ اگر ڈیڈ کے چاچو شاہ خاندان سے ہیں۔ تو ہمارے نام کے اگے ملک کیوں لگتا ہے۔ وہ الجھن بھرے انداز مین بولا۔۔۔۔

بھائی زیادہ سوچ رہے ہو۔۔ جاؤ تیار ہو جاؤ۔ ورنہ حازم بھائی کی ڈانٹ سننی پڑے گئی۔۔۔ منت نے اسے یاد دلوایا۔۔۔۔

ارے ہاں چلو بائے۔ وہ جلدی سے اُٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بھاگا۔۔۔۔۔۔

****

جی بھائی کیا بات کرنی تھی۔ وہ دونوں سایٹ پر پہنچ گے تھے۔۔۔ جب

سراج حازم سے مخاطب ہوا۔۔۔

تم آج کل کس لڑکی کے ساتھ مل رہے ہو؟ حازم نے ٹو دا پوائینٹ بات کی۔۔۔۔

کیا لڑکی نہیں۔۔۔۔ سراج یوں آچانک ہو چھے جانے پر ہچکچایا۔۔۔۔

سراج جھوٹ نہیں۔سچ بتاؤ حازم سخت لہجے مین بولا۔۔۔۔

وہ بھائی اہمم وہ اریشہ ہے۔یہی کالج میں پڑھتی ہے۔گاؤں کی ہے۔سراج گلا صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

گاؤں کی کون سے گاؤن کی اور کس خاندان کی۔۔۔حازم فوراً بولا۔۔۔

اسکے دادا کا نام شائذ جہانگیر خان ہے۔اعر ایک بھائی کا نام التمش خان یے۔اسکے علاوہ مجھے یاد نہیں سراج گردن جھکاتے ہوئے بولا۔۔۔

حازم ایک پل کے لیے شاک ہو گیا۔۔۔کچھ سوچ کر وہ مسکرایا۔۔۔۔

ہمم کیا ہوا اتنی ٹینشن مین کیوں آ گے ہو۔فکر مت کرو۔بہت جلد ہم رشتہ لے کر جائیں گے۔۔۔حازم اسے ریلیکس کرواتے ہوئے بولا۔۔۔سراج مسکرادیا۔۔۔۔

جہانگیر خان التمش خان ہاہاہااب آئے گا مزہ۔سب کے سامنے بری عزت کی باتیں کرتے ہو۔اب ساری عزت نکل جائے گئ۔۔۔برا آیا پردے میں رکھنے والا۔۔۔وہ سامنے دیکھتے سوچ کر ہنسا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

شام کا وقت تھا۔ ہر سو دھند چھا رہی تھی۔ سردی بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ چاند کی روشنی دھند کے لہروں میں لپٹ چکی تھی۔ ہمیشہ کی طرح عادت سے مجبور ہو کر وہ آج بھی کھانا کھانے کے بعد گارڈن میں چہل قدمی کر رہی تھی۔۔ اپنے گرد اسنے بی جی کی دی ہوئی کالی شال لپیٹی تھی۔۔۔

ہیلو زویا جی ! وہ اپنی دھن میں چل رہی تھی جب پیچھے سے آواز آئی۔۔ وہ ایک دم ڈر گئی۔ اور پلٹ کر دیکھا۔ سامنے اس حویلی کا ملازم کھڑا تھا۔۔۔

ارے میں تو آپ کو بہت بہادر سمجھتا تھا۔ پر آپ تو میری ایک آواز پر ہی ڈر گئیں۔ وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

زویا جلدی سے اندر جانے لگی۔۔۔ جب اس لڑکے نے زویا کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

تمہاری اتنی ہمت زویا کو طیش آگیا۔۔وہ پلٹی اور زور کا تھپڑ اس لڑکے کے چہرے پر مارا۔۔۔اس نے ہاتھ چھوڑ دیا۔۔۔۔

ہاہاواہ رانی تیرے تو ہاتھ کتنے ملائم ہیں۔اس حویلی میں خون بہا کے نام پر آئی ہے پر عادتیں مہارنیوں جیسی ہیں۔۔۔وہ پان چباتے ہوئے ہنسا۔۔۔

اپنی حد میں رہو۔۔آئیندہ اگر تم نے مجھ سے بدتمیزی کرنے کی کوشش بھی کی تو آج تو صرف تھپڑ مارا ہے۔پھر جوتے سے ماروں گئی۔۔وہ انگلی اُٹھا کر وارنگ دیتے ہوئے بولی اور وہاں سے نکل گئی۔۔۔۔۔

ہمممم بہت اچھے پنار میرے اگلے حکم کا ویٹ کرو۔جو میں کہتا ہو کرتے جاؤ۔پیسے کی کمی نہین ہو گئی۔۔۔پنار کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے شمس

بولا۔۔۔۔

جی مالک جواپ کا حکم۔آپ جیسا بولو۔گے میں ویسا ہی کروں گا۔۔۔پنار سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے بولا۔۔۔

ابھی نو دو گیارہ ہو جا۔۔۔ شمس نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔پنار اگلے پل ہی رفو چکر ہو گیا۔۔۔۔۔شمس اپنے گرد چادر لپیٹتے اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

****

*****

ماجد لالا رُکیں۔کل رات کا نکلا ماجد اب واپس آرہا تھا۔حویلی کین سب کو معلوم ہو گیا تھا۔کہ ماجد نے عائلہ کو مارا ہے۔وہ ساری رات اور دن ڈیرے پر رہا۔

بولو کیا ہے؟ بہت تھکا ہوا ہوں۔سونا ہے جدی بولو۔وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔۔

لالا آپ تھکے تو بہت ہوں گے۔آخر کل بھابھی کو مارا جو تھا۔التمش طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔

ہاں مارا تو تم کیا کرو گے۔وہ اکڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔

آپ کو زرا برابر شرم محسوس نہیں ہو رہی۔آپ کو اپنے فعل پر ندامت نہیں ہو رہی کس بے رحمی سے مارا تھا۔بھابھی بیچاری رات کو مرتے مرتے بچی ہیں۔وہ اپنا غصہ بامشکل کنٹرول کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

التمش ٹھیک بول رہا ہے۔ماجد تم نے جو کیا وہ سراسر غلط تھا۔۔اگر کوئی اونچ نیچ ہو جاتی تو پھر ہم کیا کرتے۔خالد صاحب کی آواز آئی۔۔۔جو کہ پیچھے کھڑے تھے۔۔

وہ میری بیوی ہے۔میں جو چاہے کر سکتا ہوں۔آپ سب کوئی نہیں ہوتے مجھے رُکنے والے یا میرے سے سوال جواب کرنے والے۔ماجد غصے سے سب کی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔

لالا کچھ تو خدا کا خوف کرو۔وہ اپ کی بیوی ہے زرد خرید غلام نہیں۔۔ التمش زور سے چِلایا۔۔۔

التمش تمہیں میں آخری دفع بول رہا ہوں میرے معملات سے جتنا ہو سکتا ہے دور رہو۔ چھوٹے ہو چھوٹے بن کر رہو۔۔اور ابا آپ کہ رہے ہیں میں

نے غلط کیا۔ تواس حساب سے تو آپ نے ساری زندگی ہی غلط کیا۔ آپ بھی تو اماں کو مارتے تھے۔ جب آپ کے لیے یہ سب غلط نہیں تھا تو میرے لیے کیوں؟ ماجد طنزیہ انداز میں خالد صاحب کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

خالد صاحب نے شرم سے نظریں نیچیں کر لیں۔۔۔

آپ کا کچھ نہیں ہو سکتا۔ التمش نفی مین سر ہلاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے مین نے ایسے ہی اس پر ہاتھ اُٹھا۔ اس (گالی) نے میرے منہ پر تھوکا تھا۔ ماجد غصے سے بولا۔۔۔ جیسے ابھی اگر عائلہ اسکے سامنے ہوتی تو ایک دفع پھر وہ اسے مارتا۔۔۔۔

ہاں تھوکا۔ اور مجھے اس بات پر کوئی شرمندگی نہیں۔ اگر ایک قاتل اور بے

وفا شوہر میرے سامنے آکر مجھے ہی ناخوش ہونے کے طعنے دے گا۔ تو مین ایسے بندے پر تھوکوں گئی۔۔۔۔عائلہ جو کہ کیچن میں بیٹھی ہوئی سب سن رہی تھی۔ آخر میں جب برداشت ختم ہو گئی۔۔ تو زویا کا سہارا لے کر وہ باہر حال میں آگئی۔۔۔۔

میں آپ کی بیوی ہوں نا۔ پھر بھی میرے ہوتے ہوئے آپ نے کسی غیر لڑکی سے عشق معشوقی کے چکر چلائے۔ میں نے وہ سب برداشت کر لیا۔ جس دن آپ کو پتہ چلا وہ ماں بننے والی ہے۔ میں نے اس دن بھی آپ کو بولا۔ اس لڑکی سے نکاح کر لیں۔ لیکن آپ نے کیا کیا اِس کا قتل ہی کر دیا۔۔ ایک جیتی جاگتی لڑکی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ارے دل نہیں کانپا۔۔ اسے مرتے دیکھ کر دل میں زرا خوف نا آیا۔ عائلہ زویا سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر آگے بڑھتے ہوئے ماجد کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔۔ اور نم آواز سے گویا ہوئی۔ باقی سب خاموشی سے انہیں دیکھ رہی تھے۔۔۔۔

ہاں نہیں آئی شرم نا اس لڑکی کو مارتے وقت اور نا ہی تمہیں مارتے وقت۔ بول اب کیا کرے گئی۔۔ وہ اکڑتے ہوے بولا۔۔۔

کیا تماشا لگا رکھا ہے تم دونوں نے۔ عائلہ اندر چل۔ شرم کر تیرا شوہر ہے۔۔ آئمہ بیگم نے آگے بڑھ کر بات کو بڑھنے سے رُکا۔۔ اور عائلہ کا بازو پکڑ کر بولیں۔۔۔

نہیں آج نہیں میں نے بہت برداشت کر لیا اب اور نہیں۔ عائلہ نے اپنا بازو چھڑوایا اور دوبارہ ماجد سے مخاطب ہوئی۔۔۔

ماجد خان تو تو تھوکنے کے بھی لائق نہیں ہے۔ انتہا کا گھٹیا اور گھٹیا انسان ہے۔ میں تو اس وقت کو لے کر پچھتا رہی ہوں۔ جب تم جیسے انسان کے

ساتھ میری شادی ہوئی۔۔۔اپنی زندگی کے کتنے سال تم جیسے انسان کے ساتھ گزار دیے یہی سوچ کر ایک دن تم بولوں گے۔۔پر نہیں کتے کی دم اور ماجد خان کبھی سیدھا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔عائلہ بکھرے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔بولتے بولتے وہ رو دی۔۔۔

سالی تیری اتنی ہمت تو نے ماجد خان کو گالی دی۔ماجد جو کب سے اسکی باتیں سن رہا تھا۔آخر میں غصے سے اسکی رگیں پھول گئیں اس نے عائلہ کے چہرے پر تھپڑ مار دیا۔۔یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ کسی کو سمجھ نا آیا۔۔۔۔

تھپڑ اتنا شدید تھا۔وہ زمین پر گر گئی۔۔۔۔

بھابھی! التمش چِلایا۔۔لالا پاگل ہو گیا ہے۔۔۔وہ آگے بڑھا اور ماجد کو

رُکنے کی کوشش کی جو کہ دوبارہ سے عایلہ ہی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔

التمش چھوڑ مجھے آج اس کا قتل کر کے رہوں گا۔اسکی اتنی ہمت میرے ساتھ اسطریقے سے بات کرے۔۔۔ماجد التمش سے اپنا آپ چھڑوا کر عائلہ کی طرف بڑھا۔۔۔زویا پہلے ہی عائلہ کے پاس آکر اسے اُٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

غزیب ماں باپ کی اولاد یہاں پر تجھے عیاشی کروائی اج تو مجھے ہی برا بھلا بول رہی ہے۔۔۔ماجد اگے بڑھا۔اور اپنے پاؤں سے جوتا اتار کر عائلہ کی طرف پھینکا۔۔۔۔۔التمش نے اسے بہت رُکنے کی کوشش کی پر وہ طیش میں تھا۔التمش سے سنبھالا نہیں جا رہا تھا۔۔۔

آہ۔۔۔۔۔۔وہ چلائی۔۔جوتا سیدھا زویا کے ماتھے پر لگا تھا۔۔۔ہلکا سا خون

بھی نہ نکلا۔۔۔۔۔۔۔

لالا ہوش میں آ کیا کر رہا ہے۔۔۔التمش نے اسے پیچھے کی طرف دکھیلا۔۔۔۔۔سعد بھی اتنا شور سن کر اپنے کمرے سے باہر کی طرف بھاگا۔۔سامنے کا منظر دیکھ کر وہ بھونچا گیا۔بھاگ کر اس نے ماجد کو پکڑا۔۔۔۔۔۔

ماما میری ماما۔۔۔۔مت مارو میری ماما کو۔۔۔۔۔انہیں درد ہو گا۔۔۔۔ماما۔۔۔حیدر جو کہ نیچے صایمہ بیگم کے کمرے میں سویا ہوا تھا۔کمرہ چونکہ پاس تھا۔تو اتنا شور سن کر وہ اُٹھ گیا۔۔۔باہر جب اپنی ماں کو زمین پر روتے دیکھا۔اور پاس ہی ماجد جو کہ اسے مارنے کے لیے دوبارہ اگے بڑھ رہا تھا۔۔۔۔یہ سب دیکھ کر وہ بھاگ کر عائلہ کے گلے لگا اور زور زور سے بولنے لگا۔۔۔۔۔

مت مارنا میری ماما کو۔۔۔۔۔وہ روتی ہیں۔۔انہین درد ہو گا۔۔۔میری ماما مر جائے گئی۔۔۔نہیں ماماماماما۔۔۔۔۔۔۔وہ روتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔

حید میرے بیٹے میں ٹھیک ہوں۔۔۔عائلہ اسکی حالت دیکھ کر پریشان ہو گئی۔۔۔وہ روتے ہوئے ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا۔۔۔

لالا خدا کے لیے بہت تماشا لگا لیا۔۔اور کسی کے لیے نا سہی اپنی اولاد کے لیے چپ کر جاؤ۔۔التمش نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ کر کہا۔۔۔

التمش سعد۔۔۔۔حیدددد حیدددد کو دیکھو میرے بچے کو دیکھو کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔عائلہ حیدر کی بند ہوتی آنکھوں کو اور پیلے پڑتے چہرے

کو دیکھتے ہوئے زور سے چلائی۔۔۔

کیا ہوا؟ چیمپ کیا ہوا؟ التمش بھاگ کر حیدر کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے بولا۔۔۔ جو سچ میں زرد پڑ گیا تھا۔۔اور ہلکے ہلکے کانپ تھا۔۔

لالا اسے جلدی ہسپتال لے کر جانا ہو گا۔۔۔ سعد اسکی بگھرتی ہوئی حالت کو دیکھ کر بولا۔۔ سب کے سب پریشان ہو گے۔۔۔۔

جلدی گاڑی نکال۔۔۔ التمش نے حیدر کو گود میں اُٹھایا۔۔اور باہر کی طرف بھاگ۔۔ ماجد بھی پیچھے جانے لگا۔۔ جب صائمہ بیگم نے اس کا چہرہ اپنی طرف کر کے کھینچ کر تھپڑ مارا۔۔۔۔۔۔

کاش میں نے یہ تھپر تمھں تمہاری پہلی غلطی پر مارا ہوتا تو تم آج بے حس

جانور نا بنے ہوتے۔۔۔ماجد تم نے جتنا تماشا لگانا تھا لگا۔لیا۔۔میں بد قسمت ماں ہوں۔ تمہیں نہیں بچا سکی تم بھی اپنے باپ کی طرح بن گے۔خود کو دیکھو جانور بن گے ہو۔۔اللہ میرے پوتے کو اپنی حفاظت میں رکھے۔۔۔تم ابھی کے ابھی اپنی شکل گم کرلو۔۔۔مین تمہیں حیدر اور عائلہ کے آس پاس بھی نا دیکھو۔۔۔صایمہ بیگم روتے ہوئے بولیں۔۔اور عائلہ کی۔طرف بڑھیں۔۔۔ماجد غصے سے حویلی سے نکل گیا۔۔۔۔۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

عائلہ میری بچی اُٹھ۔حیدر کو کچھ نہین ہو گا۔۔اوپر والے سے دعا کر۔۔چل اُٹھ صایمہ بیگم نے اسے اُٹھایا اور صوفے پر لا کر بیٹھایا۔۔وہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔۔۔۔

پانی لاؤ۔صائمہ بیگم۔نے زویا کی طرف دیکھ کر کہا۔۔جو اگلے پل ہی

کیچن کی طرف بڑھی۔۔۔

خالد صاحب یہ سب دیکھ کر اپنے کمرے کی طرف مڑ گے۔۔ان کی آنکھوں کے سامنے سالوں پہلے کا منظر تھا۔جب وہ یہی سب کرتے تھے۔۔۔۔۔۔

****

ڈاکٹر صاحب حیدر ٹھیک تو ہے نا۔التمش ڈاکٹر کی طرف بڑھا۔سامنے بیڈ پر حیدر لیٹا ہوا تھا۔ایک ہاتھ پر ڈرپ لگی ہوئی تھی۔چہرہ کافی مرجھایا ہوا تھا۔۔۔

دیکھیں چھوٹے سائیں۔بچہ کسی چیز کو کھو دینے کے ڈر سے بے ہوش ہو گیا

ہے۔کچھ بچے بہت حساس ہوتے ہیں۔اپنے سامنے ہوئی لڑائیوں کو وہ بہت سر پر سوار کر لیتے ہیں۔کیا پتہ آپ کے گھر میں کچھ ایسا ہوا ہو۔جو بچے کے ذہین میں مفید ہو گیا ہو۔یا کسی انسان سے وہ بہت اٹیچ ہو۔اور اسے چوٹ پہنچنے پر وہ ڈر گیا ہو۔۔۔۔۔۔ابھی فل حال گھبرانے کی بات نہیں۔حساس بچہ ہے۔آپ بس اس کا دھیان رکھا کریں۔کسی ایکٹیویٹی میں لگائیں۔تاکہ اسکا دھیان بھٹے۔۔اسے خوش رکھیں۔۔ابھی تو وہ بس بے ہوش ہوا ہے۔۔کل کو برا مسلہ بھی ہو سکتا ہے۔۔ڈاکٹر سنجیدہ انداز میں بولا۔۔۔۔۔

جی ہم خیال رکھیں گے۔۔سعد بولا۔۔۔۔ڈاکٹر باہر نکل گیا۔۔۔۔

پتہ نہیں لالا کیا کرنا چاہتا ہے۔۔۔دیکھو اسکا چہرہ کتنا معصوم ہے۔۔۔نا جانے کیا سوچتا رہتا ہے۔رات کو بھی بول رہا تھا۔لالا اسکی ماما کو مارتا

ہے۔۔شائد اس نے مارتے ہوئے دیکھ لیا ہو۔۔ تبھی اتنا ڈر گیا ہے۔۔۔التمش حیدر کے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے بولا۔۔۔

ہمارا چیمپ بہت بہادر ہے۔۔سعد حیدر کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

سعد نے حویلی فون کر کے بتادیا تھا۔کہ حیدر کو ہوش آگیا ہے۔۔۔دو گھنٹے کی ڈرپ ختم ہوئی تو دونوں حیدر سمت گاڑی میں بیٹھے۔۔۔سعد ڈرائیو کر رہا تھا۔

ہاں تو چیمپ چاچو سے ہارنے کے لیے تیار ہو۔التمش نے حیدر کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔

چاچو حیدر خان کبھی نہیں ہارتا۔وہ اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں کو اور چھوٹا

کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

ہاہا۔سعد حیدر خان کی باتیں سن رہے ہو۔تو چیمپ دیکھتے ہیں آج کی گیم کو جیتتا ہے۔۔۔التمش نے موبائل نکال کر اس میں ٹیمپل رن گیم لگا دی۔۔۔حیدر اگلے پل ہی ایکٹو ہو کر کھیلنے لگا۔۔

التمش کی باری آئی تو وہ ہار گیا۔۔۔

ہاہا چاچو ہار گے۔۔۔وہ کھلکھلا کر ہنسا۔۔۔التمش اور سعد مسکرد دیے۔۔۔اس چھوٹے سے بچے میں سب کی جان بستی تھی۔۔۔

گاڑی حویلی کے اندر داخل ہوئی۔حیدر کو گود مین لیے التمش عائلہ کے کمرے مین داخل ہوا۔۔۔۔

ماماوہ بھاگ کر عائلہ کے گلے لگ گیا۔۔۔۔۔۔

میرا بچہ۔۔۔۔۔عائلہ نے اسکے گال چومے اور سورتیں پڑھ کے اس پر پھونک ماری۔۔۔آئمہ بیگم اور صائمہ بیگم دونوں ہی وہی بیٹھی ہوئیں تھیں۔

ایک طرف زویا سائرہ کو چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

بھابھی یہ دوائی کھلانی ہے۔۔اور جلدی سلانا ہے۔۔چیمپ کل دوبارہ سے ویڈیو گیم کا چیلنج ہوگا۔۔۔اس نے دوائیاں ٹیبل پر رکھیں۔اور حیدر کی ناک دبا کر بولا

اوکے چاچو ہارنے کے لیے تیار رہنا۔۔۔۔حیدر مسکرا کر بولا۔۔۔

اچھاجی مجھے ہراؤ گے۔۔۔التمش نے اسے پیٹ میں گدگُدی کی جس سے وہ کھلکھلا کر ہنسا۔۔۔باقی سب بھی مسکرادیے۔۔زویادور کھڑی مسکرا کران دونوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

آج تو وہ بھی کہ سکتی تھی۔التمش اس حویلی کے باقی مردوں سے مختلف ہے۔۔۔

اے لڑکی۔۔۔اسے مجھے دے۔۔اور جا کر چائے بنا کر لا۔۔۔کام چور۔۔۔۔صایمہ بیگم نے جب اسے مسکرا مسکرا کرا لتمش کو دیکھتے ہوئے دیکھا۔۔ان کی بھوڑیں تن گئیں۔۔۔۔۔وہ سخت لہجے مین بولیں۔۔۔۔

زویاان کی طرف بڑھی اور سائرہ انہیں دے کر کمرے سے باہر نکل

گئی۔۔۔۔۔التمش بس اپنی ماں کو دیکھ کر رہ گیا۔۔۔۔وہ اب کوئی بدمزگی نہین چاہتا تھا۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد زویا چائے کی ٹرے تھامے کمرے میں داخل ہوئی۔سب کو چائے دے کر آخرمین وہ التمس کی طرف بڑھی۔۔۔

التمش نے اسکی طرف دیکھا۔تو نظر سیدھی اسکے ماتھے پر بنے زخم پر گئی۔۔۔اس کے ارد گرد خون تو اب سوکھ چکا تھا۔اسکی بے توجگی پر اسے غصہ آیا۔۔التمش نے چائے کا کپ پکڑا۔۔زویا اگلے پل ہی کمرے سے باہر نکل گئی۔۔

****

رات کے دس بج گے تھے۔وہ تھکی ہوئی کمرے میں آئی۔۔۔آج بی جی حویلی میں نہین تھین وہ اپنی جانے والی کے پاس گئیں تھیں۔۔۔۔۔

وہ چاہ رہی تھی کہ حازم سے کال پر بات کر لے۔۔وہ سیدھی الماری کی طرف بڑھی۔موبائل نکالنے ہی لگی تھی کہ کسی کے قدموں کی اواز آئی۔۔۔الماری کو جھٹ سے بند کر کے وہ پلٹی۔۔۔۔

سامنے التمش ہاتھ میں فسٹ ایڈ کیٹ لیے کھڑا تھا۔۔۔۔

یہاں آؤ۔۔دروازہ بند کر کے وہ پلنگ پر بیٹھا اور اسے آنے کا بولا۔۔۔۔جھجک کر وہ اسکے پاس اکر بیٹھ گئی۔۔۔

تمھیں کسی نے یہ نہیں سمجھایا۔کبھی خود کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔جب بھی

دیکھو تم لاپرواہی کا مظاہرہ کرتی ہو۔۔چاہیے وہ جوتا پہنے میں ہو یا جرسی پہنے میں۔یا یہ زخم۔۔۔وہ تھوڑا غصے سے بولا۔۔۔اسے اسکی لاپرواہی پر غصہ آ رہا تھا۔۔

مسٹر خان یہ مت بھولیں۔اس حویلی میں مجھے دلہن بنا کر نہیں لایا گیا۔۔۔پچھلے ڈیڈ مہینے سے میں نے وہی دو چار کپرے پہنے ہیں جو بی جی نے دیے ہیں۔اور جہاں تک رہی بات جرسی کی تو وہ میرے پاس نہیں ہے۔یہ زجم کوئی پہلا نہیں۔۔۔اب درد نہیں ہوتا۔وہ طنزیہ انداز میں بولی۔۔۔۔

او۔۔۔۔سوری مجھے نہیں معلوم تھا میری منکوحہ کے پاس کوئی جرسی نہیں۔ایک دفع بولتی۔ایک کی جگہ ہزار لا دیتا۔تمہین درد نہین ہوتا پر تمہین لگے ہر زخم کا درد مجھے محسوس ہوتا ہے۔۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے اسکے زخم پر مرہم لگاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

زیادہ فرینک ہونے کی ضرورت نہیں۔زویا اسے آنکھیں دیکھاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

فرینک میں کہاں فرینک ہو رہا ہو۔۔اپنی منکوحہ سے بات کرنا غلط بات ہے؟وہ معصوم سا چہرہ بناتے ہوئے بولا۔۔۔۔

مسٹر خان پٹی ہو گئی ناب جائین یہاں سے کوئی دیکھ لے گا تو بلاوجہ کا مسلہ ہو جاے گا۔۔زویا اسے بیڈ سے زبردستی کھڑا کرتے ہوئے بولی۔۔۔

ارے دیکھتا ہے تو دیکھے مین بھی بول دوں گا۔اپنی زخمی مرحوکہ کی مرحم پٹی کرنے آیا ہوں۔۔۔وہ مسکرا کر بولا۔۔۔۔۔

مسٹر خان پلیز ان راہوں پر مت چلیں جس کی کوئی منزل نہیں۔۔زویا اسکی آنکھوں مین دیکھ کر سنجیدہ انداز مین بولی۔۔۔۔۔

منزل تو ہر رستے کی ہوتی ہے۔بس اس تک پہنچنے کے لیے ساتھ دینے والے سچے ساتھی کی ضرورت ہوتی ہے۔وہ اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوے بولا۔۔۔۔

جب منزل کے راستے پر اپنوں کے کھو جانے یا درد دینے کا خدشہ ہو۔تو ایسے راستے پر نہین چلنا چاہیے۔۔۔پھر سب حاصل کر کے بھی کسی کے چھوٹ جانے کا دکھ لگا رہتا ہے۔۔زویا اپنے ہاتھوں کو چھڑواتے ہوے بولی۔۔۔۔۔۔

تم کس کی بات کر رہی ہو؟التمش حیرانگی سے بولی۔۔۔

آپ کی امی کی انہیں میں بالکل پسند نہیں۔انفیکٹ اس دن آپ نے بھی تو ان سے کہا تھا۔آپ مجھے یہاں سے اس قید سے نکالین گے۔پر کبھی اپنی بیوی نہین بنائے گے۔کیوں کہ میں قاتل کی بہن ہوں۔۔زویا نے اسے ان دن کی باتیں یاد کروائیں۔۔۔۔

اوہ وہ سب۔۔۔۔زویا التمش خان تم یہ سمجھو تمہارا شوہر تھوڑا بے وقوف ہے۔جو بنا سوچے سمجھے کچھ بھی بول دیتا ہے۔۔۔تم وہ سب بھول جاؤ۔ بس اتنا یاد رکھو۔اب چاہے بری سے بری روکاٹ ہمارے منزل کے درمیان آئے۔پر میں کسی حالت میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔تم میری زویا ہو۔مجھے اب کوئی فرق نہیں پڑتا تم کس کی بہن ہو۔۔۔وہ اسکے چہرے پر آئے بالوں کر کان کے پیچھے کرتے ہوئے جزب سے بولا۔زویا یک ٹک اسکا چہرہ دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔اسکا ہر لفظ اسکے سچے جذبے کا

اظہار کر رہا تھا۔۔۔

ہم تفصیل سے یہ سب باتیں کرین گے۔۔ابھی مین یہ بتانے آیا تھا۔کہ میں کچھ دیر مین سعد کے ساتھ شہر جانے کے لیے نکل رہا ہوں۔پرسوں تک اجاؤں گا۔۔تم اپنا دھیان رکھنا۔بائے وہ بول کر آگے بڑھا۔اور اسکے ماتھے کو چھوا۔۔زویا کو اس سب کی بالکل توقع نہیں تھی۔۔

التمش اس کا چہرہ دیکھ کر مسکرایا۔اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

پیچھے زویا جیسے ٹرانس سے باہر آئی۔۔۔اس نے جلدی سے دروازہ بند کیا۔۔اپنی بڑھتی دھڑکنوں کو کنڑول کیا۔۔اور واش روم میں گھس گئی۔

یہ سب ٹھیک نہیں ہو رہا۔مجھے جلد سے جلد اپنا کام پورا کرنا ہو گا۔۔اگر

حازم کو یہ سب پتہ چل گیا تو بہت برا ہو گا۔۔اپنی آنکھوں میں آیا انسوں صاف کر کے وہ واشروم سے نکلی اور الماری سے موبائل نکالا۔۔دروازہ لاک کر کے حازم کو فون ملایا۔۔۔۔۔

شکر ہے تم نے اپنا موبائل آن کیا۔۔۔میرے پاس تمہارے لیے بہت اچھی نیوز ہے۔۔۔حویلی والوں کو دوسری چوٹ دینے کا وقت آگیا ہے۔۔۔حازم کافی خوش لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

ہمم کیا پلین ہے۔۔۔وہ لمبا سانس لیتے ہوئے بولی۔۔۔

حازم اسے اپنا پلین بتانے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔

حازم یہ سب کرنا ضروری ہے۔۔۔مطلب کیوں کسی لڑکی کی عزت

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اُچھالیں۔۔وہ سب سن کر بولی۔۔۔۔۔

زویا یہ سب کرنا ضروری ہے۔۔۔۔مین کل گاؤں آؤں گا۔۔۔تم اس لڑکی کے بکمرے مین جاؤ۔کچھ ایسا ملے جو سراج سے ریلیٹڈ ہو اسے اسطرح سے ایڈجیسٹ کرو اندر آتے کہ جب التمش اندر جائے تو اسے آسانی سے مل جائے۔۔۔۔۔میں کل صبح ڈیڈ سے بات کرون گا۔۔۔پھر پرسوں ہم سب وہاں رشتہ لینے آئیں گے۔۔۔۔۔وہ شیطانی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر بولا۔۔۔۔۔

ہمم۔کر دوں گی۔۔۔اچھا حازم مین بہت تھکی ہوئی ہوں اللہ حافظ۔۔زویا نے کہ کر فون بند کیا اور الماری میں رکھ دیا۔دروزے کا لاک کھول کر وہ بیڈ پر آکر لیٹ گئی۔۔۔

یہ سب کرنا ٹھیک ہو گا۔۔۔ مسٹر خان تو بہت ٹوٹ جائیں گے۔۔۔ زویا حد ہے اپنے کام پر فوکس کرو۔ پر مین دل کیوں نہیں مان رہا۔۔۔۔۔۔

زویا مت بھولو۔۔ تم۔ یہاں التمس کے لیے نہیں ہو۔۔۔ وہ اپنے آپ سے لڑتے جھگڑتے سو گئی۔۔۔۔۔

ابھی سوئے کچھ ہی دیر ہوئی۔۔۔ نیند مین ڈوبے اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اسکے پاس بیٹھا ہے۔۔۔ اسے چھونے کی کوشش کر رہا ہے۔

اس نے ڈر کر آنکھیں کھول دیں۔۔۔ سامنے وہی پنار بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔

اگلے ہی پل وہ اُٹھی۔ اور اپنا ڈوپٹہ اپنے گرد لپیٹا۔ بیڈ سے نیچے چھلانگ لگائی۔۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے کمرے مین آنے کی۔۔۔وہ غصے سے چلائی

۔۔۔

ویسے سچ ہی سنا تھا۔بلا کی خوبصورت ہو۔۔اس سینے میں تم بس گئی

ہو۔۔۔وہ آگے بڑھتے ہوئے بولا۔۔۔۔

جبر دار جو آگے آیا۔۔۔چِلا چِلا کر سب کو اکھٹا کر لوں گئی۔۔۔۔۔۔زویا

اسے وارنگ دیتے ہوئے بولی۔۔۔اندر سے وہ بہت ڈر گئی تھی۔۔۔

اوئے چھوڑی چلائے گئی تو سب آ جائین گے۔۔مین تو بول دوں گا خود بلایا

ہے۔۔چِلا پھر دیکھتے ہین کیا ہوتا ہے۔۔۔۔وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔

زویا بہت ڈر گئی۔۔اسکے ہاتھ پاؤں کانپے۔۔۔۔پھر بھی وہ ہمت کر کے

بولی۔۔۔۔۔

خدا کی قسم تیرا قتل کر دوں گئی۔۔ یہاں سے نکل جا۔۔۔ سائیڈ پر پڑے ڈنڈے کو اُٹھایا

جا رہا ہوں۔پر مجھے بھولنا مت بہت جلد واپس آؤں گا۔۔۔ وہ مسکراتا ہوا۔ باہر نکل گیا۔۔۔۔۔ زویا نے جلدی سے دروازہ بند کیا۔۔۔ اور وہی نیچے بیٹھ کر رونے لگی۔۔۔۔۔۔۔

****

چاچا جان بہت خوشی ہوئی۔ آپ نے سب گلے شکوے بھلا دیے۔ مجھے لگا آپ نے ابھی تک ساری باتیں نہیں بھلائیں۔ میرے گھر آکر آپ نے

میرے سارے خدشے دور کر دے۔۔۔سلطان صاحب مسکرا کر بختاور شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔

سلطان تم میرے بھتیجے ہو۔اور وہ ساری باتیں اب دل میں رکھنے سے کیا فائدہ ہو گا۔جس دن کے تم حویلی ہو کر آئے ہو۔سب بہت خوش ہیں۔وہ تو بول رہے تھے۔تم سب کو کچھ دن وہاں رہنے آنا چاہیے۔پرانی یادیں تازہ ہو جائیں گئی۔بختاور شاہ مسکرا کر بولے۔۔۔

جی ضرور آئیں گے۔۔۔سلطان صاحب نے نظریں جھکا کر بولا۔۔۔

تمہیں یاد ہے اس حویلی مین کتنی چہل پہل ہوا کرتی تھی۔تم سب جب یہاں چلے آئے حویلی ایک دم ویران ہو گئی۔تمہاری چاچی تو بہت پہلے ہی گزر گئی تھی۔خدا نے ایک ہی بیٹا دیا۔اب تو بس پوتا اور پوتی ہیں تو میرا دل

لگا رہتا ہے۔بختاور شاہ نے پاس بیٹھے ناظم شاہ کے کندھے پر تھپکی دی۔۔۔۔

دادا جی چائے۔چونکہ سب کھانا کھا چکے تھے تو سیرت چائے لے کر آ گئی۔۔۔۔

ارے شکریہ بیٹے۔بختاور شاہ نے مسکرا کر چائے کا کپ پکڑا۔

سیرت ناظم شاہ کی طرف بڑھی۔جو کب سے سیرت کو گھورنے مین مصروف تھا۔۔اب وہ اس کے سامنے آئی تو وہ مسکرایا۔۔۔

جتنی آپ حسین ہیں۔اتنی ہی حسین یہ چائے ہو گئی۔وہ آہستہ آواز مین بولا۔سیرت نے ناسمجھی سے دیکھا۔۔اگلے ہی پل وہ پلٹ گئی۔۔اسے ناظم

شاہ بالکل پسند نا آیا۔۔۔

اور بتاؤ سلطان دو دو جوان لڑکے ہیں کسی کی شادی نہیں کی۔ بختاور شاہ کا اشارہ دونوں کی طرف تھا۔ جو سامنے ہی صوفے پر بیٹھے تھے۔۔۔

نہیں بہت جلد کرنے کا ارادہ ہے۔ حازم کی منگی تو بچپن میں کی تھی۔۔۔ احمد کی بیٹی کے ساتھ۔ ایک پل کو سب خاموش ہو گے۔

Zubi Novels Zone

ویسے احمد کو کیا ہوا تھا؟ بختاور شاہ سوالیہ انداز میں بولے۔۔۔

ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔ احمد گاڑی چلا رہا تھا۔ ٹرک سے ٹکر ہوئی۔ گاڑی میں احمد اسکی بیوی اور بیٹا تھا۔ زویا اس دن اپنی کسی دوست کے گھر گئی تھی۔ سلطان صاحب نے لمبا سانس کھینچ کر سب بتایا۔۔۔۔

زویا۔نام تو سنا سنا ہے۔ناظم شاہ نے سوچا۔۔۔

انکل اب زویا کہاں ہے۔۔ نظر نہیں آرہی۔ناظم شاہ نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

وہ لندن میں اپنی پڑھائی پوری کر رہی ہے۔حازم سنجیدہ لہجے میں بولا۔۔۔

کوئی بات نہیں حازم سے جب شادی ہو گئی تب مل لیں گے۔۔بختاور شاہ ہولے سے ہنس کر بولے ماحول کچھ بہتر ہوا۔۔چونکہ رات ہو چکی تھی تو سب سونے کے لیے چلے گے۔۔۔گاؤں کافی دور تھا۔تو بختاور شاہ واپس نا گے۔۔۔۔۔

****

زویارات کے واقع سے کافی زیادہ پریشان تھی۔ابھی بھی وہ کیچن میں سبزی کاٹ رہی تھی۔۔پر سارا دھیان رات والے واقع ہر تھ۔ا

کس کو بتاؤ۔یہاں پر میری بات کا کوئی یقین بھی نہیں کرے گا۔مسٹر خان بھی چلے گے۔۔ورنہ ان سے بات کرتی۔۔۔میں پوری پاگل ہوں مجھے کل ہی بات کرنی چاہیے تھی۔حازم کو بھی نہیں بتاسکتی سارا معملا خراب ہو جائے گا۔۔وہ اپنی سوچوں میں مگن تھی۔جب پیچھے سے کسی نے اسکا بازو پکڑ کر کھینچا۔۔۔۔

بے شرم لڑکی تجھے ذرا شرم نہیں ہے۔۔آئمہ بیگم نے اسکا بازو دبوچتے ہوئے کہا۔ان کی اواز میں واضع غصہ تھا۔

اف چھوڑ کیا مسلہ ہے۔وہ اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

کون تھا جو کل رات تیرے کمرے میں آیا تھا۔۔آئمہ بیگم نے غصے سے کہا۔اس وقت صرف وہ دنوں کیچن میں موجود تھیں۔۔۔

کیا مطلب ہے آپ کا۔۔۔۔۔زویا مظبوط لہجے میں بولی۔اسے اس بات کی بالکل امید نا تھی۔

مطلب کی بچی۔تجھے زرا شرم نا آئی کسی مرد کو اپنے کمرے میں لے جاتے ہوے۔۔۔چھی مجھ سے تو بولا بھی نہیں جا رہا۔یہ تو پتہ ہے تم نیچ ذات کی ہو۔پر اتنی نیچ اور گری ہوئی ہو آج پتہ چلا۔۔۔میں تو کل رات کو ہی شور مچانے والی تھی۔کل ہی تجھے چوٹی سے پکڑ کر حویلی سے باہر نکال دیتے۔پر مسلہ یہ ہے کہ تم تو ونی مین آئی ہو۔کم بخت نکال بھی نہیں سکتے۔۔وہ اسکا

بازوزور سے دباتے ہوئے بولیں۔

آپ غلط سمجھ رہی زویانے بولنے کی کوشش کی۔۔

غلط !بی بی اپنی ان گنہا گار انکھوں سے اسے نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔۔تم چلو میرے ساتھ۔وہ اسے گھسیتے ہوئے صایمہ بیگم کے کمرے کی طرف بڑھیں۔زویا کو سمجھ نا آیا اب کیا کرے۔وہ پریشان سی انے والی صورتِ حال کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

صائمہ بیگم کے کمرے مین داخل ہوئے تو وہ سامنے بیٹھی تسبی پڑھ رہین تھیں۔آئمہ بیگم نے اسے زور کا جھٹکا دیا وہ سیدھی زمین پر گرڑی۔

کیاہوا؟صائمہ بیگم حیرانگی سے بولیں

اس بدکردار لڑکی سے پوچھیں۔کل رات ایک لڑکا اس کے کمرے سے نکلا تھا۔وہ نفرت بڑھے انداز میں بولیں۔

ایسا کچھ نہین ہے۔کوئی بھی نہیں زویا نے بولنے کی کوشش کی۔۔۔

استغفراللہ! چھی تم اتنی گر سکتی ہو۔ہماری ناک کے نیچے یہ سب کھیل کھیل رہی تھی۔ تمہیں زرا شرم نہیں آئی۔کسی لڑکے کے ساتھ چھی چھی۔۔۔۔صائمہ بیگم تو اسے پہلے ہی ناپسند کرتی تھیں۔اسکی ہوری بات سنے بغیر بولیں۔۔۔

بھابھی یہ تو بدکردار ہی ہے۔پتہ نہیں التمش پر بھی کیا جادو کیا ہے جو ہر وقت اسکی طرفداری کرتا رہتا ہے۔ضرور اپنے حسن کا جادو چلایا ہو گا۔۔

سوچتی ہو گئی اتنی بری حویلی ہے۔اس کی بہو بن جاتی ہوں۔ساتھ میں دوسرے چکر بھی چلاتی رہوں گئی۔آئمہ بیگم نفرت بھرے انداز میں بولیں۔زویا زمین پر گری اتنی گھٹیا باتیں سن کر ساکت ہو گئی۔اپنا چہرہ گھما کر اس نے دھندلی آنکھوں سے آئمہ بیگم کو دیکھا جو اپنی باتوں کے تیر چلا رہی تھیں۔۔بنا یہ جانے اگلے پر کیا گزر رہی ہے۔۔۔

ہنہہ آئمہ ایسی لڑکیاں اپنے عاشِقوں کے ساتھ بس چکر ہی چلا سکتی ہیں۔۔کسی عزت دار گھرانے کی بہویں نہیں بن سکتیں۔اور ونی میں آئی لڑکی تو کبھی نہیں۔صائمہ بیگم نے ایک نظر اسکے وجود پر ڈالی۔زویا نے زور سے اپنی انکھیں میچیں۔

آپ دونوں اتنے گھٹیا الفاظ کیسے اپنے منہ سے کسی کی بیٹی کے لیے نکال سکتی ہیں۔جب آپ کی خود بیٹیاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ زمین سے اُٹھ

کران کے سامنے کھڑی ہو کر بولی۔۔۔

ٹھاہ۔۔۔۔۔آئمہ بیگم نے اسکے چہرے پر تھپڑ مارا۔

خبر دار جو ہماری پاک صاف بیٹیوں کے بارے مین ایک بھی لفظ بولا۔۔

ارے تم سے تو لاکھ گنا بہتر ہیں۔آئمہ بیگم نے طنزیہ انداز میں کہا۔وہ کہنا تو بہت کچھ چاہتی تھی پر چپ رہی۔۔۔۔

Zubi Novels Zone

آج رات تم کیچن میں سوگئی۔ابھی یہ بات ہمارے درمیان ہے۔کل التمش آجائے گا۔تو میں سب کے سامنے بات کروں گئی۔اور کل کے کل ہی سب کے سامنے تمہارا فیصلہ ہو گا۔۔صائمہ بیگم بولیں۔

اپنی گندی شکل لے کر دفع ہو جاؤ۔آئمہ بیگم نے اسے کمرے سے باہر دھکہ

دیا۔زویا اپنا دوپٹہ درست کرتی وہاں سے نکل گئی۔۔۔۔۔۔

بھابھی آپ نے ابھی کے ابھی کیوں نہیں ابا کو بتایا۔مجھے لگتا ہے ابا کو بتانا چاہیے۔۔آئمہ بیگم بیڈ پر بیٹھ کر بولیں۔۔۔

ابھی بتانے کا کوئی فائدہ نہین۔اسکی اصلیت التمش کو دیکھانی ہے۔کل آ جائے تو ٹھیک ہے۔صائمہ بیگم کچھ سوچتے ہوئے بولیں۔

پر بھابھی خون بہا میں آئی لڑکی کو حویلی سے نکالا نہین جاتا تو یہ کیسے نکلے گئی۔ویسے یہ لڑکی جس دن کی آئی یے۔مجھے تب سے کھٹک رہی ہے۔۔ آئمہ بیگم بولیں۔

کھٹک تو مجھے بھی رہی ہے۔کل دیکھنا حویلی سے نکالی جائے گئی۔جہاں اتنی

روایات ٹوٹی ہیں وہاں ایک اور سہی۔صائمہ بیگم دروازے کو دیکھتے ہوئے بولیں۔۔۔۔

****

*

التمش سعد کے ساتھ سہری کا شہر جانے کے لیے نکلا ہوا تھا۔سعد کے پیپرز قریب تھے تو اسے ہوسٹل چھوڑنا تھا۔اسے وہاں چھوڑ کر وہ سیدھا اریشہ کے ہاسٹل پہنچا۔ان دونوں کو یہاں آئے ایک مہینے سے اوپر ہو چکا تھا

دوپہر کے دو بج چکے تھے۔ہلکی ہلکی دھوپ نکلی ہوئی تھی جو اس سرد موسم مین کافی راحت بخش تھی۔واڈرن سے کہ کر اس نے اریشہ لوگوں کو پیغام بجھوایا۔۔اب کمرے مین کرسی پر بیٹھا دونون کا انتظار کر رہ تھا۔۔

لالا جان اریشہ کی آواز آئی تو وہ فوراً کھڑا ہو گیا۔وہ بھاگ کر اسکے سینے سے

لگ گئی۔۔اور رونے لگی۔۔۔۔

ارے گڑیا رو کیوں رہی ہو۔التمش نے اسے چپ کروایا۔

آپ ہم دونوں کو یہاں چھوڑ کر بھول گے تھے۔ایک مہینے سے اوپر ہو گیا اب آ رہے ہیں۔وہ علحیدہ ہو کر روٹھے ہوئے انداز سے بولی۔۔۔

بچے میں بہت مصروف تھا۔آج بھی بہت کم وقت کے لیے ملنے آیا ہوں۔۔ماہ رخ بچے میں آپ دونوں کے لیے کچھ لایا ہوں۔وہ دونون کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

گیفٹ واؤ لالا کیا لائے ہو۔ماہ رخ ایکسائیٹڈ ہو گئی۔۔۔۔

تم دونوں کے لیے یہ موبائل اور لیپ ٹاپ ہیں۔یہاں پر بہت ضرورت پرتی ہو گئی۔تم دونوں مجھے فون کر دینا اگر کچھ اور چاہیے ہو۔التمش نے ہاتھ میں پکڑے تین بیگ انہیں پکڑائے۔۔اریشہ کی نظریں جھک گئیں۔ماہ رخ نے چپکے سے بیگز پکڑ لیے۔۔۔

چلو اب میں چلتا ہوں مجھے اپنے دوست سے ملنے جانا ہے۔۔ایک ہفتہ رُکو پھر میں آکر کچھ دنوں کے لیے لے جاؤں گا۔۔۔التمش نے دنوں کے سروں پر پیار دیا۔۔

اوکے لالا! اماں کو سلام دینا۔اریشہ مسکرا کر بولی۔۔۔

خیال رکھنا کوئی بھی مسلہ ہو تو فون کر لینا۔۔اللہ حافظ۔وہ دونوں سے مل کر دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔

ہنہ یہ لو موبائل !اسکے جانے کے بعد ماہ رخ نے طنزیہ انداز میں موبائل نکال کر اریشہ کے ہاتھوں پر رکھا۔

بے چارے التمش لالا انہیں کیا پتہ ان کی بہن کے پاس تو پہلے سے ہی موبائل ہے۔بے فضول میں خرچہ کر دیا۔ماہ رخ ایک اور طنز کا تیر چلا کر وہاں سے نکل گئی۔اریشہ نے شرمندگی سے چہرہ جھکا لیا۔۔۔

****
*

وہ اریشہ سے مل کر سیدھا اپنے دوست کے اپاٹمنٹ میں گیا۔۔

اتنے سالوں بعد مل کر دل خوش ہو گیا۔یاد ہے یونی میں ہم کیسے مزے کیا کرتے تھے۔وحید بغل گیر ہوتے ہوئے بولا۔۔۔

ہاہایاد ہے۔ تیرے سارے کارنامے یاد ہیں۔اجازت دے تو بھابھی کو بتاؤں۔التمش اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔۔

یہ کن کارناموں کی بات ہو رہی ہے۔زرا مجھے بھی بتائیں۔اقرا ہاتھ میں جوس کی ٹرے پکڑے ڈرائینگ روم میں داخل ہوئی۔۔۔

بس بھابھی کیا بتاو۔جناب نے بڑے بڑے کارنامے انجام دیے۔التمش بولنا شروع ہوا۔

ارے یار بس کر کیا پرانی باتیں لے کر بیٹھ گیا ہے۔تو اہم کام کے لیے آیا تھا ناوہ بتا۔۔اور ہاں ابھی تک کنوارہ ہے یا تیری بھی بینڈ بج گئی۔وحید اسے آنکھیں دیکھاتے ہوئے بولا۔۔اور آخر مین شرارتی انداز مین بولا۔۔۔

الحمداللہ دو مہینے پہلے شادی ہوئی ہے۔زویا کا سراپا اسکی آنکھوں کے پردے پر لہرایا۔وہ مسکرا کر بولا۔۔۔

اللہ تجھے ہمت دے۔ابھی تو شروع ہے۔۔آگے ساری زندگی بیوی کو جھلینے کی ہمت دے۔وحید ہاتھوں کو اُٹھا کر دعا کرتے ہوئے بولا۔وہ اقرا کو چِڑا رہا تھا۔

آپ بھی نا۔۔۔بیوئیاں اتنی بھی ظالم نہین ہوتیں۔آپ دونوں باتیں کریں۔میں ڈنر بنالوں۔وہ ادے انکھیں دیکھاتی اُٹھ کر کیچن مین چلی گئی۔۔

بھابھی کو ناراض کر دیا۔تو نہین بولے گا۔التمش نفی مین سر ہلاتے ہوے

بولا۔

ارے نہین اسکا غصہ بس یونہی ہے۔دو منٹ مین مان جائے گئی۔اور ویسے بھی غصے مین حسین لگتی ہے۔۔۔ خیر تو بتا۔۔۔۔۔وہ ہنستے ہوے بولا۔۔۔

اہمم وہ وحیدا صل میں مجھے کچھ مدد کی ضرورت تھی۔۔

ہمم کیسی مدد کھل کر بول۔۔۔وحید بھی سنجیدہ ہو گیا۔۔۔۔

مجھے کچھ پیسے چاہیئے۔وہ بہت ہمت کر کے بولا۔۔۔

پیسے۔التمش یار کیا بات کر رہا ہے۔۔تُو تو اتنا امیر ہے میرے جیسے لوگ تو تیرے اگے پیچھے ہوتے ہون گے۔تو مجھ سے پیسے مین کچھ سمجھا

نہیں۔۔۔وحید حیرانگی سے بولا۔اسے ابھی بھی یاد تھا۔یونی میں ان جے گروپ مین سب سے امیر وہی تھا۔۔سب جانتے تھے وہ زمینوں جائیدادوں کا مالک ہے۔تو یوں اچانک پیسے کی کیا تنگی پر گئی۔۔بہت سارے سوالات وحید کے دماغ مین گھومنے لگے۔۔۔

مین بھی یہی سوچتا تھا۔مجھے لگتا تھا۔مین اتنا امیر ہوں کہ زندگی مین کبھی مجھے کسی کے سامنے ہاتھ نہین پھیلانے پڑیں گے۔۔پر آج یقین ہو گیا۔ جب آپ اپنون کی سوچ سے الگ سوچنے لگ جاؤ۔تو آپ بالکل خالی ہاتھ رہ جاتے ہو۔اور ویسے بھی ساری جائیدادا بھی بھی دادا کے نام ہے۔۔ایک ایک چیز ان کے نام ہے۔ہم ایک پیسا بھی ان کی آجازت کے بغیر نہیں لے سکتے۔التمش کھوئے ہوئے انداز بولا۔۔۔

ہمم بول کتنے پیسے چاہیں۔وحید جان گیا کوئی برا مسلہ ہے تبھی وہ اسطرح

پیسے مانگ رہا ہے۔۔۔

یہی کوئی تین چار کڑور۔۔۔۔وہ سوچتے ہوئے بولا۔۔۔

واٹ۔۔۔۔التمش تیرا دماغ ٹھیک ہے تین چار کڑور بس ہیں۔۔۔حد ہو گئی۔۔وحید تو سن کر ہی چلایا اور صوفے سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔۔

ڈرامہ مت کر جانتا ہوں تیرے پاس اتنا پیسا نہیں۔۔مین تجھ سے اتنا بول رہا ہون۔اپنے کسی جانے والے سے ملوا دے میں ان سے مانگ لوں گا۔۔التمش نے اسے دوبارہ صوفے پر بیٹھایا۔۔

التمش اتنے پیسے کیوں چاہین۔اور دادا کیون نہین دے رہے۔۔کیا تو مجھے کھل کر بتا سکتا ہے۔۔۔تاکہ مین تیری مدد ڈھنگ سے کر سکوں۔۔وحید

پریشان سا ہوا۔۔

اہمم اپنے گلے کو صاف کر کے التمش نے اسے سب بتایا۔۔اسے پیسے کیوں چاہیں۔اور دادا کیوں نہیں دے رہے۔۔۔

کھڑا ہو۔۔وحید خود صوفے سے کھڑا ہوا اور التمش کو بولا۔۔وہ حیران سا کھڑا ہو گیا۔وحید نے اسے گلے سے لگا لیا۔۔۔

مجھے بہت فخر ہے تو میرا دوست ہے۔اتنا بڑا کام کر رہا ہے۔تو بالکل فکر مت کر۔ابھی میرے پاس پچاس لاکھ ہیں۔مین وہ تمھین دیتا ہوں۔اس سے الگ ہو کر بولا۔۔

یار بہت بہت شکریہ۔۔۔التمش مسکر کر بولا۔۔۔

پر التمش مجھے نہیں لگتا تمہیں کسی سے پیسے مانگنے چاہیے۔ بالکہ ہمیں ایسے لوگوں کو ڈھونڈنا چاہیے۔ جو ٹرسٹ کے نام پر پیسے دیتے ہین۔ ایک دو کو تو مین جانتا ہون۔ وحید کچھ سوچتے ہوئے بولا۔۔۔

ارے ہاں یہ خیال مجھے کیوں نہین آیا۔

کیونکہ ایسے خیال دماغ والون کو آتے ہیں۔ وحید ہنستے ہوئے بولا۔۔۔ التمش نے اسے آنکھیں دیکھائیں۔۔۔۔

شکر ہے میرا کام بن گیا۔ میں تو ٹینشن تھا۔ گاؤں والوں کے سامنے اتنے برے دعوائے کر تو دے اب پورا کیسے کروں گا۔ وہ بولا تو اسے چہرے پر مُطمین سی مسکراہٹ تھی۔۔۔

جب ارادے نیک ہوں۔تو رب راستے نکال دیتا ہے۔ویسے ایک بات پوچھوں؟وحیداسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔

ہاں پوچھ۔۔۔وہ اسکی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔

جہاں تک مجھے یاد ہے۔تیرے غصے سے تو سب گاؤن والے ڈرتے تھے۔ اور تجھے ان سب کے بارے مین اتنا فرق نہیں پڑتا تھا۔تو یون آچانک تو اتنا کیسے بدل گیا۔۔اس سارے بدلاؤ کے پیچھے کیا راز ہے۔۔وحیداسے جانچتی نظرون سے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔

کچھ نہیں بس حالات ایسے بدلتے گے۔ایک کے بعد ایک ایسی سچویشنز پیدا ہوئیں۔مجھے بدلنا پڑا۔۔اب جب مین نے عزم کر لیا ہے۔تو کچھ بھی ہو

جائے کبھی پیچھے نہیں ہٹوں گا۔۔چاہیے پھر کتنی ہی مشکلین کیوں نا آ جائیں۔وہ مسکرا کر بولا۔۔۔۔

اللہ تمہیں کامیاب کرے۔۔وحید دل سے بولا۔۔پھر رات کو کھانا کھا کر وہ ہوٹل مین آگیا۔وحید نے کافی رُوکنا چاہا۔پر اس نے معزرت کرلی۔۔۔

****
****

زویا کمرے میں آکر بہت زیادہ روئی۔۔اسے اس سب کی بالکل بھی توقع نہیں تھی۔

کتنے برے لوگ ہیں۔کتنی گندی سوچ ہے۔مجھے صفائی پیش کرنے کا بھی موقع نہیں دیا۔کل کیا ہوگا۔مسٹر خان نے بولا تھا وہ پرسوں آئیں گے۔تو

وہ کیوں بول رہیں تھیں کل آئیں گے۔یااللہ کیا ہو گا۔وہ بے چین سی کمرے کے چکر کاٹ رہی تھی۔۔

نہیں اتنی اسانی سے سب ختم نہین ہو گا۔میری سالوں کی محنت ضائع نہیں ہو گئی۔ نہیں بالکل بھی نہیں۔کیا کروں کیا کروں۔اپنے ماتھے پر آئے بالوں کو پرے کرتے ہوئے بولی۔۔۔

مسٹر خان نے اگر سب سچ مان لیا تو۔ویسے ہین تو اسی خاندان کے خون تو اسی خاندازن کا ہے۔عورت پر شک کرنا تو فطرت ہے۔پر کل تو بری بری باتیں کر رہے تھے۔کیا پتہ یقین نا کریں۔۔۔۔وہ خود سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔

زویا مت بھولو اسی خاندان کا ہے۔ضرور یقین کرے گا۔۔اف کیا کروں۔

اتنی آسانی سے تو میں اس حویلی سے نہیں جاؤں گئی۔وہ کچھ سوچتے ہوے موبائل لے کر باتھ روم مین گھس گئی۔۔کچھ ہی دیر میں حازم سے بات کر کے مطمئن ہو کر وہ واپس کمرے میں آئی۔۔۔

****

یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔اس خاندان کی لڑکی سے شادی بالکل نہین یہ نا ممکن ہے۔سلطان صاحب حازم کی بات سن کر ہتھے سے اُکھڑ گے۔۔۔

ڈیڈ بدلہ لینا ہے تو پورے طریقے سے لیتے ہیں۔اور آپ خود ہی سوچیں اگر اس خاندان کی لڑکی ہمارے خاندان مین آگیی۔وہ ہمارا کچھ بجی نہین بیگار پائین گے۔ہم انہین گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔حازم انہین فیوچر دیکھاتے ہوئے بولا۔۔

کیا مطلب میں سمجھا نہیں؟ سلطان صاحب نا سمجھی سے بولے۔۔۔

ڈیڈ وہ لڑکی بس اس بساط کا ایک پتہ ہو گئی ہم کبھی بھی اسے نکال کر باہر پھینک دیں گے۔ جب ہم اپنا مقصد حاصل کر لیں گے۔ تو سراج سے طلاق دلوا دیں گے۔ حازم انہیں سمجھاتے ہوئے بولا۔۔۔

حازم میں تمہاری اس بساط کا بہت پرانا کھلاڑی ہوں۔ یہ نا ہو یہ وار ہم پر ہی بھاری پر جائے۔۔ سلطان صاحب سوچ کر بولے۔

ڈیڈ کچھ نہیں ہو گا۔۔ مین گیرنٹی دیتا ہوں۔ حازم انہیں مطمین کرتے ہوئے بولا۔۔

اچھا اگر تم اتنا ہی بوک رہے ہو تو ٹھیک ہے۔ تم اپنی ماما کو لے کر چلے جانا۔

تم جانتے ہومین ان سب کے سامنے نہین جا سکتا تو کوئی بھی بہانا بنا دینا۔

سلطان صاحب کو بھی کچھ کچھ سمجھ آنے لگا۔۔۔

ٹھیک ہے ڈیڈ کل چلین گے۔میں ان کی حویلی فون کر کے بتا دیتا ہوں۔

حازم مسکرا کر بولا۔اور پلٹ گیا۔۔۔

حازم یاد سے اگر وہ میرے بارے میں پوچھیں تو میرا نام بدل دینا اصل نام مت لینا۔اور ہان اپنی ماں کو سمجھا کر لے کر جانا یہ نا ہو وہان جا کر سب معملات خراب کر دے۔سلطان صاحب نے اسے روکتے ہوئے کہا۔

اوکے ڈیڈ۔ڈونٹ وری۔ چلین مین چلتا ہوں۔وہ بول کر باہر نکل گیا۔

جہانگیر خان خالد خان تیار رہو۔برسوں پہلے کیے جانے والی زیاتیوں کا بدلہ

میں بہت الگ طریقے سے لوں گا۔۔ تم لوگ ہل کر رہ جاؤ گے۔ پر کبھی بھی مجھ تک نہین پہنچ پاؤں گا۔۔۔ سلطان صاحب الماری کی طرف بڑھے اور ایک باکس می سے ایک تصویر نکال کر اسے دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔۔۔

****

*****

وہ گہری نیند میں سو یا ہوا تھا۔ جب اچانک سے موبائل بجنا شروع ہوا۔۔ نیند مین خلل پڑا تو اسکے ماتھے پر تیوریاں آئیں۔۔۔ اپنا ہاتھ بیڈ پر ادھر اُدھر پھیرتے ہوئے اپنا موبائل تلاش کیا۔۔۔

ہیلو کون؟ موبائل کو کان سے لگا کر بولا۔۔۔

میں ارحم مجھے تم سے ابھی کے ابھی ملنا ہے۔ کہاں ہو تم۔ اسپیکر سے ایس

پی ارحم کی آواز گھونجی۔۔۔

ارحم کیا ہوا اس وقت کیوں فون کیا سب ٹھیک تو ہے نا۔۔التمش کی نیند ایک پل میں اُڑی

مجھے تمہارے بھائی ارسلان کے کیس مین کچھ ایویڈینس ملے ہیں۔تم کہاں ہو؟

واٹ کیسے ایویڈینس التمش بے تاب سا ہوا۔۔۔

ملوگے تو بتاؤں گا۔ارحم۔بولا۔۔۔

مین اس وقت شہر کے ہوٹل میں ہوں۔۔۔۔اس نے بتایا۔۔۔

ویری گڈ مین بھی شہر میں ہوں۔ تم ابھی کے ابھی ہوٹل کے پاس والے کیفے میں پہنچو مین بھی آتا ہون۔ارحم بول کر فون بند کر گیا۔۔۔

بستر سے اُٹھ کر وہ واشروم کی طرف بڑھا۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس ایا کار کی چابی موبائل اور وائلٹ پکڑ کر وہ باہر کی طرف بڑھا۔۔۔اس وقت رات کے چار بج رہے تھے۔وہ پانچ منٹ بعد کیفے میں پہنچا۔۔

السلام علیکم !ارحم نے اسے دیکھتے ہی سلام کیا

وعلیکم السلام !کیسے ایویڈینس ملے ؟التمش بے قرار سا ہوا۔۔۔

دیکھو التمش تم نے جس دن کا مجھے اس کیس کے بارے میں انویسٹیگیٹ

کرنے کا بولا تھا۔ مجھے اسی وقت کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔ میں اس جگہ پر گیا جہاں پر ساری واردات ہوئی تھی۔ وہ جگہ کافی کھلی تھی اس پاس کافی درخت تھے۔ سعد نے جیسا بتایا۔ جس جس پوزیشن میں وہ چاروں کھڑے تھے۔ گولی روحان کے ہاتھ سے نہین چلی تھی۔ ارحم نے بتانا شروع کیا۔۔اسکے آخری کے الفاظ التمش خان پر بم کی طرح گرے۔۔ جس بات کا ڈر اسے پچھلے کچھ دنوں سے تھا۔ آج وہ سب سچ ثابت ہوا۔

تم اتنے یقین سے کیسے کہ سکتے ہو کہ گولی روحان نے نہین چلایی اسکے ہاتھ میں پسٹل تھی۔۔اور باقی لوگوں نے بھی تو دیکھا تھا۔۔التمش خود کو سھنمبالتے ہوئے بولا۔۔۔۔

التمش مین اس ہسپتال میں بھی گیا۔ جہاں پر آخری دفع ارسلان کو لے کر جایا گیا تھا۔ مجھے وہاں سے جو باتیں معلوم ہوئیں انھی نے کیس کو سلجایا

کیا۔۔جو گولی ارسلان کو لگی تھی۔وہ اس پسٹل کی نہیں تھی جو روحان کے ہاتھ مین تھی۔۔گولی روحان کے ہاتھ سے چلی ضرور تھی۔پر نشانہ ٹھیک نا ہونے کی وجہ سے وہ درخت کو جالگی۔روحان کی پسٹل سے نکلنے والی گولی یہ ہے۔اور جو گولی ارسلان کو لگی وہ یہ ہے۔۔۔اور دوسری بات گولی کافی فاصلے سے چلی تھی۔جس کا مطلب ہے وہی کہی درخت کے پیچھے آدمی چھپا تھا۔اور اس نے سائلنسر والی پسٹل سے گولی چلائی جس سے آواز صرف روحان کے پسٹل کی گھونجی۔۔۔ارحم نے دونوں گولیاں سامنے رکھیں۔

التمش کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔۔۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے گولیان پکڑیں۔۔۔۔

اس سب کے پیچھے تم لوگوں کا کوئی اور دشمن ہو سکتا ہے۔جس نے بری چلاکی سے یہ سب کیا۔اسطرح وہ قتل کر کے بچ نکلا۔۔اور تم سب نے بنا

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کسی انویسٹی گیشن سے روحان کو قصوروار ٹھرا کراسکی بچاری بہن ہر ظلم کیا۔۔یہ تو اچھا ہوا ہسپتال والوں نے یہ گولی پھینکی نہیں وہ لوگ ان سب کو ثبوت کے تور پر رکھتے ہیں۔ کہی کوئی پولیس والا ناپوچھ لے۔اگر یہ بھی نا ملتی تو سچ سامنے ناآتا۔۔۔اب میں اس انسان کو بھی ڈھونڈ نکالوں گا۔جو اس سب کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔۔ارحم بولا۔۔

شکریہ ارحم تم اپنا کام جاری رکھنا میں چلتا ہوں۔التمش سے اب مزید بیٹھا نا گیا وہ گولیوں کو وہی چھورتا کیفے سے نکل گیا۔گاڑی میں بیٹھا۔اور گاڑی چلا دی۔۔۔وہ کسی ٹرانس کی کیفیت مین تھا۔۔۔

جب گاڑی مین گھٹن ہونے لگی تو اس نے سڑک کے ایک طرف کھڑی کر دی۔۔۔وہ گاری سے باہر نکلا۔۔۔اور بے چین سا ہو کر اپنی شرٹ کے دو بٹن کھول دیے۔۔۔جیسے سانس لینے مین پرابلم ہو۔۔۔

میرا بھائی بے گناہ ہے۔اسنے کچھ نہیں کیا۔۔

کسی معصوم پر اتنا ظلم مت کریں۔۔

مین نے ایس کچھ نہیں کیا۔۔۔۔

اسے اپنے آس پاس روحان اور زویا کی آوازیں سنائی دیں۔۔۔۔

یہ مین نے کیا کر دیا۔کتنا براگناہ ہو گیا۔۔کسی معصوم بے قصور پر میں کیسے ظلم۔کر گیا۔۔۔۔آہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ زور سے چیخا۔۔۔جیسے اپنے اندر سے اس گلٹ کو نکالنا چاہتا ہو۔۔۔۔

روحان نے آپ کے بھائی کا قتل نہیں کیا۔بنا سچ جانے کسی معصوم پر اتنا ظلم مت کیجیے گا اسے ایک دفع پھر سے زویا کی کہی ہوئی بات یاد آئی۔۔آنسو اسکی آنکھوں سے نکلنے شروع ہو گے۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

میں کتنا ظالم ہوں۔۔۔وہ روتے روتے وہی زمین پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔اس وقت صبح کے پانچ بج رہے تھے۔۔اذان کی آواز فضامین گھونج رہی تھی۔۔۔

وہ اپنے ہاتھ پر سر گڑائے بس روے جارہا تھا۔۔اسے اپنے سامنے وہ سب یاد آرہا تھا۔۔جو اس نے روحان کے ساتھ کیا۔۔کیسے اسے بھوکا رکھا۔کیسے اسے مارتا تھا۔کچھ دن پہلے ہی اس نے یہ سب بند کروایا تھا۔پر ابھی بھی روحان اسکی قید میں تھا۔۔اور اب جب سچائی سامنے آئی تو اسے اپنا آپ گرا ہوا محسوس ہوا۔۔۔وہ ارد گرد سے بے خبر بس روئے جارہا تھا۔۔۔

ارے بچے تم اس وقت اور یون سڑک پر بیٹھ کر کیوں رو رہے ہو۔کیا ہوا؟ اسے اپنے قریب سے کسی بزرگ کی اواز سائی دی۔۔جو ہاتھ مین ٹارچ

لیے پریشان سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔اس نے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹایا۔۔ارد گرد دیکھا تو احساس ہوا وہ کہاں ہے۔۔بے بسی سے اس نے اپنا سر پیچھے کار کے دروازے سے لگا دیا۔۔۔

بیٹے کیا ہوا کوئی پریشانی ہے؟اب بزرگ آگے بڑھا اور اسکے سر پر ہاتھ پھیر کر پوچھا۔۔۔

بس بابا جی اپنے کیے گے گناہوں پر رو رہا ہوں۔کسی پر کیے گے ظلم کا احساس ہو رہا ہے۔۔وہ آہستہ اواز میں بولا۔۔۔

اگر احساس ہو گیا ہے تو معافی مانگ لو۔بزرگ بولے۔۔۔

معافی کس منہ سے مانگوں۔۔اب تو ان دنوں کے سامنے جانے میں بھی

شرم آ رہی ہے۔دونوں کا گناہ نا ہوتے ہوئے بھی سزا دی۔۔۔وہ اپنے انسوں صاف کرتے ہوئے بولا۔اور اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

بیٹے ہر انسان سے غلطی ہو جاتی ہے۔ہم صرف ان باتوں پر یقین کر لیتے ہین جو ہمارے سامنے ہوتی ہیں۔ہم کبھی اس کے پیچھے کی سچائی جانے ہی کوشش نہیں کرتے۔ہم جلدی سے فیصلہ سنا دیتے ہیں۔۔پر جب احساس ہو جائے تو فوراً معافی مانگ لینی چاہیے۔اس کے بعد اگلا معاف کرے نا کرے وہ اس پر چھوڑ دینا چاہیے۔۔۔بابا جی بولے

بابا جی !اگر مین معافی مانگون تو کیا وہ معاف کریں گے۔التمش ان کی طرف مڑ کر بولا۔۔

بیٹے اگر تمہیں احساس ہو گیا ہے کہ تم غلط تھے۔تو یوں شرمندہ ہونے کی

بجائے معافی مانگو۔اگراگلے کاظرف براہو تو معاف کردے گا۔۔اوراگرنا ہواتوتب تک معافی مانگتے رہناجب تک وہ معاف ناکردے۔بہت بار ہم انجانے مین گناہ کربیٹھتے ہیں۔اپنے گناہ کی معافی مانگو جدا سے اوراسکے بندے سے۔۔۔اوردوبارہ اس راہ کی طرف کبھی مت جانا۔۔۔

شکریہ باباجی۔۔

ابھی تم میرے ساتھ چلو نمازاداکرلودل کوسکون ملے گا۔۔اللہ راہ بھی نکال دے گا۔۔باباجی اسے ساتھ لیے مسجد کی طرف بڑھے۔۔۔

وہ نمازپڑھ کرسیدھاہوٹل میں آیا۔اس کاارادہ توکل حویلی واپس جانے کا تھا۔پراس سارے واقع کے بعدوہ مزید دیر نہیں کرناچاہتا تھا۔بناناشتہ کیے وہ واپس گاؤں کی طرف روانہ ہوگیا۔۔۔

بارہ بجے کے قریب وہ سیدھا اس گھر میں گیا۔ جہاں روحان قید تھا۔ وہ چلتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔ اپنا سر پیچھے کی جانب گرا دیا۔ ندامت کا ایک آنسوں اسکی آنکھ سے نکلا۔ وہ نہیں جانتا تھا اب کیسے وہ معافی مانگے گا۔ کیسے سب ٹھیک کرے گا۔ حانکہ جتنا براوہ کر چکا تھا۔ اس کا ازالہ کرنا مشکل تھا۔

چھوٹے سائیں پانی تبھی گھر کا ملازم آیا۔ اور اسکے اگے پانی کا گلاس پیش کیا۔

وہ ہم وہ لڑکا جو کمرے میں قید ہے۔ اسنے کھانے کھالیا؟ وہ اپنے آپ کو نارمل کر کے سوالہ انداز میں بولا۔

چھوٹے سائیں جس دن کا آپ نے بولا تھا۔ اسے اچھا کھانا دینا ہے۔ میں روز تین وقت کھانے لے کر اسکے کمرے میں جاتا تھا۔ پر وہ صرف دو لُکمے ہی

کھاتا تھا۔آج صبح سے تو اسنے کچھ نہیں کھایا۔عجیب بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔ملازم اپنا سر جھکا کر بولا۔

ہمم چلو میرے ساتھ دیکھتا ہوں۔التمش کھڑا ہوا۔اور ہمت کر کے بیس مینٹ کی طرف قدم بڑھا دیے۔بیس مینٹ میں نیچے جاتے ایک کمرہ تھا۔جسکا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔سامنے زمین پر روحان لیٹا ہوا تھا۔یہ تو وہ ہٹا کٹا نوجوان نہیں لگ رہا تھا۔سامنے تو پتلا سا لڑکا لیٹا ہوا تھا۔بھوکے رہنے کی وجہ سے وہ بہت زیادہ دبلا ہو گیا تھا۔چہرے پر داڑھی کافی بڑھ چکی تھی۔آنکھوں کے گرد گہرے کالے ہلکے پڑے ہوئے تھے۔اسکی یہ حالت دیکھ کر وہ ایک بار پھر سے گہری پاتال میں گرا۔ایک پل کو اسکو اپنے قدم لڑکھڑاتے ہوئے محسوس ہوئے۔خود کو سھنمبال کر وہ اسکی طرف بڑھا۔

روحان۔۔۔۔اہمم روحان اسکے پاس بیٹھ کر وہ اپنا گلا کھنگال کر بولا۔۔آواز جیسے گلے سے نکلنا نہین چاہتی تھی۔سامنے پڑے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی۔۔

روحان اُٹھو کھانا کھالو۔۔۔وہ نیچے اسکے سامنے بیٹھے ہوئے بولا۔۔پر روحان ویسے ہی پڑا رہا۔۔۔۔

روحان۔۔۔۔اسے اپنا ہاتھ اسکے کندھے پر رکھ کر ہلکا سا ہلایا۔اسکو اپنا ہاتھ جلتا ہوا محسوس ہوا۔

یاخدا۔۔۔۔۔وہ پریشان سا اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر چیک کرنے لگے۔۔روحان کو وجود بخار میں تپ رہا تھا۔۔۔اور اسکی سانس دھیمی چل رہی تھی۔۔۔۔

گاڑی نکالو۔۔۔اسے جلدی سے ہسپتال لے کر جانا ہے۔وہ زور سے چیخا۔اسے اُٹھا کر باہر کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔۔۔

گاڑی کی پچھلی سیٹ پر روحان کو لٹا کر وہ جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔اور اگلے ہی پل گاڑی ہواؤں سے باتیں کرنے لگ گئی۔

اللہ پاک اسے کچھ مت کرنا۔اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں ساری زندگی خود کو معاف نہیں کر پاؤں گا۔وہ گاڑی کو ایک سو تیس کی سپیڈ پر ڈال کر بولا۔۔ اندر سے وہ بہت زیادہ ڈر گیا تھا۔

اگلے دس منٹ میں گاڑی ہسپتال کے قریب رُکی۔روحان کو سٹریچر پر لٹا کر ایمرجنسی واڈ میں لے جایا گیا۔ڈاکٹر نے جلدی سے ٹریٹمینٹ شروع

کر دی۔۔۔۔۔

وہ پریشان سا سامنے کھڑا سب دیکھ رہا تھا۔

****

****

زویا ساری رات کیچن میں بیٹھی رہی وہاں نیند کس کو آنی تھی۔۔ اتنی ٹھنڈ میں نیچے ٹھنڈے فرش پر بیٹھنا ہی مشکل تھا سونا تو دور کی بات تھی۔ اگلی صبح سب کے لیے ناشتہ بنا کر وہ سب کی نظروں سے بچتی اوپر اریشہ کے کمرے میں آئی۔۔

اریشہ میڈم اتنا برا گل کھلا رہی تھی تو کچھ تو ایسا ہو گا۔ جو تم نے چھپایا ہو گا۔ زویا کمرے مین داخل ہو کر پیچھے سے دروازہ بند کرتے ہوئے بولی۔۔۔

ہوسکتا ہے یہاں کچھ ہو۔۔وہ آگے سائیڈ ٹیبل کی طرف بڑھی۔بیڈ کی دونون سائیڈ ٹیبل،ڈریسنگ ٹیبل الماری سب کچھ چھان مارا۔پر کچھ نہیں ملا۔۔۔

بری تیز ہے کچھ بھی نہیں رکھا۔اب کیا کرو۔اگر کچھ نا ملا تو پلین فیل ہو جائے گا۔ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

تبھی اسکی نظر الماری کے اوپر ایک چھوٹے سے بلیک ڈبے پر پڑی۔۔اسنے جلدی سے کرسی گھسیٹی اسکے اوپر چڑ کر وہ ڈبے تک پہنچی۔۔۔

ڈبے کو کھولا تو اس میں زیور تھا۔زویا نے کچھ حیرانگی سے زیور کو دیکھا۔وہ کافی سال پرانا لگ رہا تھا۔اسے اگنور کر کے اسنے ڈبے کو دوبارہ الماری پر

رکھ دیا۔۔۔

اف کچھ نہیں ملا۔۔۔وہ اکتا کر بولی۔۔۔۔ تبھی اسکی نظر الماری کے اوپر پڑے کپڑے پر پڑی۔

اسمے جلدی سے ایک طرف سے کپڑا پکڑ کر اوپر اُٹھایا۔۔تو دھول اسکی ناک میں چڑھی۔اسے چھینکیں آنی لگیں۔۔اور ساتھ ہی کھانسی بھی۔۔۔۔ ایک کے بعد ایک چھینکے مارتے وہ بے حال ہوئی۔۔ تبھی اسنے سامنے دھول مین لپٹے کچھ پیپرز دیکھے۔

یہ کیا ہے؟ وہ حیرانگی سے اس فائل کو دیکھنے لگی۔۔ جیسے جیسے وہ فائل کو پڑھ رہی تھی اسکی انکھین حیرت سے پوری کھل رہی تھیں۔فائل میں آخری مین اسے کچھ پیپرز ملے۔۔زویا جلدی سے الماری پر سب برابر کر کے نیچے

اتری۔۔

یااللہ یہ لڑکی کتنی تیز ہے۔کیسء سب کی آنکھوں مین دھول جھونک رہی ہے۔۔۔زویا نے نفی میں سر ہلایا۔اور فائل سے پیپرز نکال کر اسنے ڈریسنگ کا ایک ڈرار کھول کر اس میں رکھ دی۔۔کچھ پیپرز کو اپنے ڈوپٹے کے نیچے چھپا کر وہ کمرے کا دروازہ بند کر کے باہر نکل آئی۔۔۔وہ سب سے بچتی اپنے کمرے میں پہنچی پیپرز کو سھنمبال کر رکھا۔اور چہرے پر گہری مسکراہٹ لے کر وہ کمرے سے باہر نکلی۔۔۔۔

****

بھائی یہ کیا بات ہوئی۔کیا میرا کوئی دل نہیں کیا میرے دل کے اندر کوئی جزبات نہیں۔کیا مجھے شوق نہین میں بھی اپنے بھائی کی دلہن کو دیکھنے جاؤ۔ خود انکی بات پکی کر کے آؤ۔سیرت صبح سے اپنے دکھڑے سُنا رہی تھی۔۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اپنے جزباتوں کو اپنے اندر رکھو۔بھائی کا رشتہ لے کر جا رہے ہیں۔اور مت بھولو تم پہلے ہی بھابھی کو دیکھ چکی ہو۔منت آخر میں آہستہ آواز مین بولی۔۔۔۔

تم چپ کرو۔۔۔سراج بھائی پلیز ماما کو بولین مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔قسم سے گاؤں دیکھنے کا اتنا شوق ہے۔سنا ہے یہ جو برے برے جاگیر دار ہوتے ہیں۔بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔وہ سراج کے پاس آکر بولی۔۔۔

یااللہ اس لڑکی کو تھوڑی سی عقل دے۔کیسے برے بھائی کے سامنے لڑکوں کی باتیں کر رہی ہے۔پیچھے سے سیرت کی کمر پر حمیدہ بیگم کا تھپڑ پڑا۔۔۔

آہ ماما کیا ہے؟میں تو بس ایسے ہی بول رہی تھی۔مجھے تو گاؤں کی خوبصورت

فضاد یکھنی تھی۔۔وہ اپنی کمر کو سہلاتے ہوئے بولی۔پیچھے سے منت کا قہقہا بلند ہوا۔۔۔

منت کی بچی اپنی دانت اندر رکھ ورنہ توڑ دوں گئی۔۔وہ غصے سے منت کی طرف بڑھی۔۔۔۔

ارے ارے گڑیا۔۔۔۔بس۔۔۔تم آج ان سب پر رحم کرو۔پکا وعدہ ہے۔رشتہ فائنل ہو جائے گا تو میں خود تمہیں لے کر جاؤں گا۔سراج جو کب سے سب سن رہا تھا۔آخر میں ہنستا ہوا سیرت کو پکڑ کر بولا جو کہ منت کو مارنے کے لیے جارہی تھی۔۔حمیدہ بیگم نفی میں سر ہلاتیں اپنے کمرے کی طرف بڑھیں۔۔۔

فائن میرے فیورٹ بھائی بول رہے ہیں تو ٹھیک ہے۔ویسے میں اتنی جلدی

مانتی نہیں پر صرف اپنے ہینڈ سم بھائی کے لیے۔ لیکن بس میری ایک شرط ہے۔ سیرت احسان جتاتے ہوئے بولی۔۔۔

جی حکم کریں ملکہ عالیہ! سراج اپنی بہن کے انداز پر ہنسا۔۔

جی تو کان کریں۔۔ وہ آگے ہو کر سراج کے کان مین کچھ بولی۔۔۔ جسے سن جر وہ مسکرایا۔۔۔

او کے ان کو جانے دو پھر چلتے ہیں۔۔۔ سراج مسکرا کر بولا۔

ویسے سیرت تم نے یہ کیوں بولا۔ سراج بھائي تمہارے فیورٹ ہیں؟ منت جو کہ سامنے کمرے سے نکلتے حازم کو دیکھ چکی تھی۔ تو فوراً بولی۔۔۔

ارے تم نہیں جانتی۔ سراج بھائی فیورٹ ہیں کیونکہ وہ میری طرح خوش مجاز نہیں ہیں۔ایک نمبر کے اکڑو ہیں۔ کبھی کبھی مجھے لگتا ہے وہ ہمارے بھائی نہیں ہیں تبدیل ہو گے ہیں۔ سیرت اپنی دھن مین بولے جارہی تھی۔۔۔۔

میرا پتہ نہین لیکن تم جیسی بد تمیز لڑکی میری بہن نہین ہو سکتی۔ تبھی پیچھے سے حازم کی آواز آئی۔جو کہ اپنا غصہ ضبط کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔

حا۔۔۔۔۔۔۔ز۔۔۔۔۔اپنے پیچھے سے حازم کی آواص سن کر۔وہ ہکلا کر بولی۔۔۔۔۔

بد تمیز۔ تمہیں کتنی دفع سمجھایا ہے۔ایسی باتیں نہین کرتے۔اور ویسے بھی

میں نے تم بسب پر کون سے ظلم۔کے پہاڑ گڑاے ہین جو ایسے ناموں سے نوازر ہی ہو۔وہ غصے سے بولا۔۔۔۔سیرت اسکا غصہ دیکھ کر کانپ گئی۔ آنسوں آنکھوں سے جاری ہو گے۔۔۔۔۔

بھائی نادان ہے۔۔ایسے ہی بول دیا۔۔آپ تو سمجھ دار ہیں۔معاف کر دیں۔سراج اگے بڑھ کر بولا۔۔۔۔

سیرت آخری دفع میں تمہارا بچپنا سمجھ کر معاف کر رہا ہوں۔آئندہ میرے سامنے دوبارہ ایسا بیہویر مت رکھنا۔ماما کہاں ہین جلدی چلین۔وہ اسے وان کر کے اونچی اونچی بولتا باہر چلا گیا۔۔۔

سب مجھے ہی ڈانٹ دیتے ہیں دیکھیے گا ایک دن سب مجھے یاد کر کے روئیں گے۔جب میں اپنے شوہر کے گھر چلی جاؤں گئی ایک وہی تو لڑکی کا اصل گھر

ہوتا ہے۔ وہ روتے ہوئے بولے جا رہی تھی۔۔۔۔م

ہاہاہاہاہاہاسیرت تمہارا کچھ نہیں وہ سکتا۔۔۔منت صوفے پر ہنستے ہوئے دھری ہوگی۔۔

سراج بھائی میں نے ایسا کیا بولا جو یہ چڑیل ایسے ہنس رہی ہے۔ وہ انکھیں بری کرتے ہوئے بولی۔۔۔سراج نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

میرا بچہ کچھ نہیں۔ تم حازم بھائی کی باتون کو غصہ مت کرو۔ جاؤ جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ مین اریشہ کو بولتا ہوں۔ ہم آرہے ہیں۔ سراج نے اسکا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے کہا۔۔اور وہی وہ بھاگ کر اپنے کمرے مین چلی گئی۔۔۔۔

تم جانتی تھی حازم بھائی پیچھے ہین پھر بھی بکواس کی۔۔۔۔اب سراج کے ہاتھ مین منت کا کان تھا۔۔۔

سوری سوری بھائی چھوڑ دو۔۔۔۔وہ چلائی۔

تم جانتی ہو وہ سمجھ دار نہین پھر بھی اسے تنگ کرتی رہتی ہو۔سراج نے اسکا کان چھوڑ کر کہا۔۔۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

اور وہ جو کرتی ہے اسکا کیا؟منت منہ بسور کر اپنا کان مسلتے ہوئے بولی۔۔
سراج نے نفی مین سر ہلا دیا۔۔۔

منت بیٹے حازم کب سے باہر انتظار کر رہا ہے۔سارا سامان گاڑی مین رکھوا دیا؟وہ اپنی ساڑھی کا پلو ٹھیک کرتے ہوئے بولین۔۔۔

یس میری بیوٹی فل ماما۔سب رکھوادیا۔آپ جائیں اور ہماری پیاری سی بھابھی کو اوکے کر کے ہی آئیے گا۔۔وہ پیچھے سے حمیدہ بیگم کے کندھوں کا ہار بنتے ہوئے بولین۔۔۔

انشااللہ! ضرور بات پکی کر ہی لوٹیں گے۔رات کو دیر ہو جائے گئی۔اگر تم لوگ کہی جاؤ تو جلدی آجانا۔۔اپنے ڈیڈ کو کھانا دے دینا۔وہ منت کو سمجھاتے ہوئے بولیں۔اور باہر کی طرف بڑھیں۔۔جہاں حازم فون ہر لگا ان کا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔۔

****

ڈاکٹر اسکی طبعیت اب کیسی ہے۔وہ بیڈ کے پاس کھڑا ڈاکٹر سے مخاطب ہوا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

چھوٹے سائیں !اس لڑکے کا مین نے پورا چیک اپ کر لیا ہے۔بہت کمزور ہو گیا ہے۔اور شدید ذہنی دباؤ کا شکار ہے۔شکر خدا کا برین ہیمرج نہیں ہوا۔اگر آپ تھوڑی دیر اور کرتے تو بات ہاتھ سے نکل سکتی تھی۔ہم کچھ دن انہیں یہیں رکھیں گے۔تاکہ ان کی حالت مین بہتری آ سکے۔ڈاکٹر روحان کو ڈرپ لگا کر التمش کی طرف مڑ کر اسکی کنڈیشن بنانے لگا۔

برین ہیمرج۔۔۔۔التمش کے منہ سے بامشکل یہ الفاظ نکلے۔۔۔

جی چھوٹے سائیں۔۔۔ایسا لگتا ہے ان پر کافی ٹاچر کیا گیا ہے۔ذہین پر کافی برا اثر پڑا ہے۔۔میرا خیال ہے اگر آپ ان کے کسی اپنے کو یہاں پر بُلا لین تو بہتر ہے۔جو ان کی اچھی دیکھ بال کر سکے۔۔۔۔۔ڈاکٹر نے مشورہ دیا۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ہمم جی آپ علاج کریں۔ میرا خاص ملازم یہی ہے اگر خدانا خاستہ کچھ ہوا تو یہ مجھے کال کر دے گا۔۔ مین تب تک اسکے گھر والوں کو بتاتا ہوں۔ التمش خود کو سھنمبال کر بولا۔۔۔

آپ اسے کسی روم مین شفٹ کر دیں۔ التمش کچھ سوچ کر بولا۔۔۔

جی بالکل کیوں نہیں۔۔۔۔ڈاکٹر بول کر اگلے مریض کی طرف بڑھا۔۔۔۔

گل خان تم تم یہی رہو۔۔۔ مین کچھ دیر تک آتا ہوں۔۔ التمش دور کھڑے گل خان کی طرف بڑھا۔اور بول کر آگے بڑھ گیا۔۔ گل خان سب کچھ جانتا تھا۔پر ابھی تک اسے یہ سمجھ نا آئی۔ کہ کچھ دن پہلے اس لڑکے پر ظلم کرنے والا آج اسکو بچانے کے لیے کیوں یہاں لے آیا۔۔ بہت سے سوال

اسکے دماغ مین تھے۔پر وہ اپنے مالک سے پوچھ نہیں سکتا تھا۔۔تو سر ہلا کر ایل طرف کھڑا ہوا گیا۔۔۔۔۔

التمش ہسپتال سے نکل کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔گاڑی میں بیٹھ کر اسنے اپنا سر ڈرائیونگ سیٹ پر پیچھے کی طرف گرِا دیا۔۔

اب کیا کروں۔کیسے اسکے گھر والوں کو بتاؤ۔۔ نہیں مجھے ایسے نہیں بتانا چاہیے۔اگر زویا خود انہیں بتائے تو شائد وہ سن سکیں۔۔کچھ سوچ کر اسنے گاڑی حویلی کے راستے کی طرف بڑھائی۔۔۔۔۔۔۔

وہ آنے والے حالت کے لیے خود کو تیار کر رہا تھا۔۔۔

ناجانے وہ کیسے ری ایکٹ کرے گئ؟مجھے سمجھ گئ؟میں نے کیا ہی غلط ہے

تو وہ کیسے سمجھ گئی۔ بہت سی سوچیں اسکے دماغ میں چل رہیں تھیں۔ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اسنے اپنے آپ کو پر سکون کرنے کی کوشش کی۔ اسکی انکھوں لال ہو رہیں تھیں۔۔۔۔۔

*************************""*********** *****

ابا مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔ ماجد اس وقت حال مین بیٹھے خالد صاحب سے مخاطب ہوا۔۔ جو کہ سامنے رکھے ٹیوی پر نیوز دیکھ رہے تھے۔

ماجد حویلی آتو جاتا پر کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔ وہ ابھی بھی سب کو ہی قصوروار ٹھہرا رہا تھا۔ وہ سوچتا تھا سب نے اسکے معاملے مین دخل دے کر بہت غلط کیا۔ خاص کر التمش۔۔۔۔ اب تو اسے التمش سے شدید نفرت ہونے لگ گئی تھی۔۔

بولو۔۔۔سرد لہجے میں خالد صاحب کا جواب آیا۔۔۔

میرا وہ دوست ہے نا حازم وہ اور اسکی ماں ہماری اریشہ کے لیے اپنے بیٹے کا رشتہ لے کر آرہے ہیں۔۔ماجد نے صاف صاف بولا۔

کیا؟ وہ سنتے ہی صوفے سے کھڑے ہوگے۔

کیا ہوا ابا جی ایسی کیا بات کر دی۔

تمہارا دماغ خراب ہے ابھی کے ابھی انہین انکار کرو۔اگر حویلی میں کسی کو اس بات کا پتہ بھی چل گی نا تو تماشا لگ جائے گا۔وہ اسے قریب آکر اپنے آواز کو آہستہ کرتے غصے سے بولے۔۔

ابا اگر اسکے بھائی سے اریشہ کی شادی ہو جائے گئی۔ تو سب سے بہتر ہمارے لیے ہے۔ وہ یہاں فیکٹری شروع کر رہا ہے۔ اور بہت جلد مین اسکے ساتھ کاروبار شروع کر رہا ہوں۔ ہمارے کاروبار میں بہت ساتھ دے گا۔۔ ماجد نے انہیں منانے کی کوشش کی۔۔۔

ماجد پہلے کیا کم پیسہ ہے جو یہ سب گندے کھیل کھیلو گے۔ اور مت بھولو اریشہ شمش کی منگیتر ہے۔ اور یہ منگنی ابا جی نے بچپن میں کی تھی۔ ان کے خلاف جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خالد صاحب آس پاس دیکھ کر بولے۔ کہی کوئی سن نا لے۔

اوابا بس کریں یہ سب بچپن کی منگیاں فضول ہوتی ہیں۔ جب سالوں پرانی روایات کو دادا جی توڑ سکتے ہیں۔ یہ تو صرف منگنی ہے۔ اور یہ شادی تو ہو کر

رہے گئی۔اس مین دخل اندازی میں برداشت نہیں کروں گا۔۔ماجد کہ کر اوپراپنے کمرے کی طرف بڑھا۔خالد صاحب اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گے۔۔۔

****
*

یااللہ بھابھی اتنامہنگاسونے کاہار تھا۔سارا کمرہ چھان مارا پر نہیں ملا۔میری اماں کی آخری نشانی تھی۔آئمہ بیگم روتے ہوئے حال کے صوفے پر بیٹھیں جہاں ہر پہلے ہی صائمہ بیگم بیٹھی کپڑے پر کڑھائی کررہیں تھیں۔۔۔

وہی کہی ہو گا۔جاؤدھیان سے دیکھو۔صائمہ بیگم نے عام سے لہجے مین بولا۔۔۔

نہین بھابھی تین دفع کمرے کی الماری بلکہ پورا کمرہ چھان مارا نہین مل رہا۔۔۔میری اماں کی آخری نشانی تھی۔ضرور کسی ملازم نے چوری کیا

ہو گا۔۔۔۔۔۔وہ روتے ہوئے بولے جا رہیں تھیں۔۔

آئمہ کیا بات کر رہی ہو کس میں اتنی ہمت جو ہماری حویلی میں چوری کرے۔اچھا بتاؤ آخری دفع کون کمرے میں گیا تھا۔صایمہ بیگم نے کڑھائی کرتے کپڑے کو سائیڈ پر رکھ کر اپنا رخ آئمہ بیگم کی طرف کیا۔۔۔جو بہت پریشان نظر آ رہیں تھیں۔

آخری دفع تو نجو اور وہ زویا ہی کمرے مین آئیں تھیں۔۔بھابھی پکہ پکہ اس زویا نے چوری کیا ہو گا۔کل اسکی اتنی بے عزتی کی نا اسکا بدلہ لیا ہو گا۔آئمہ بیگم نے چوری کا الظام زویا جے سر ڈال دیا۔۔۔

ہم ایسے کسی پر الظام نہین لگا سکتے ابھی اسے بلا کر پوچھ لیتے ہین۔صائمہ بیگم نے کہا اور زویا کو بلانے کے لیے ملازمہ بھیجا۔۔۔۔۔

زویا باہر لانڈری والی جگہ پر تھی۔ملازمہ کی بات سن کر وہ بھی اسکے پیچھے آ گئی۔۔۔

جی بولیں کیا بات ہے؟اب کیا تماشا لگانا ہے؟ وہ اُکھڑے ہوئے انداز مین بولی۔۔۔

بد تمیز۔۔۔چورنی بتا میری اماں کا ہار کہاں ہے۔آئمہ بیگم غصے سے کھڑی ہو گئی۔۔اور زویا کے بال کھینچ کر پوچھا۔

آہ۔۔۔کون سا ہار کیا بات کر رہی ہیں۔وہ اپنے بال چھڑواتے ہوئے بولی۔۔۔

وہی ہار جس کو تو نے میرے کمرے کی الماری سے نکالا ہے۔ آئمہ بیگم غصے سے اسکی طرف بڑھین۔۔

یا اللہ مدد کر میری مدد کر۔ یہ کن پاگلوں کے پلے ڈال دیا ہے۔ آئمہ بیگم صاحبہ جی اپنے کانوں کو کھولیں اور غور سے سنیں میں نے کسی کا کوئی ہار نہیں چُرایا۔ مجھے کوئی شوق نہیں آپ جیسے بے حس لوگوں کے گھر میں۔۔۔۔۔ وہ ابھی بول ہی رہی تھی۔ کہ صائمہ بیگم کا ہاتھ اُٹھا اور اسکے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔۔۔ وہ اپنے آپ کو سھنبال نا سکی اور زمین پر گرِی۔ ماتھا ٹیبل کے کنارے پر جا لگا۔۔۔

آہ۔۔۔ اسکے منہ سے سسکی نکلی۔۔۔۔

بدذات تیرا کیا بھروسہ نا جانے اب تک کیا کیا چوری کر لیا ہو گا۔ اب تو

تیرے کمرے کی ہر چیز کی تلاشی ہوگئی۔صائمہ بیگم نخوست سے بولیں۔ انکی اواز میں واضع نفرت تھی۔کمرے کی تلاشی کا سن کر زویا کے چہرے پر خوف سا چھایا۔اگر تلاشی ہوگئی تو اسکا موبائل ملے گا۔۔یہی سوچ کر اسکی جان نکل گئی۔۔

اماں یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ابھی زویا کچھ بولتی کہ حال میں التمش کی آواز گھونجی۔۔۔جو کہ ابھی ابھی حویلی پہنچا تھا۔باہر مردان خانے میں سب سے مل کر وہ اندر آیا تھا۔۔تبھی سامنے یہ سب ہوتے دیکھ کر وہ پریشان یو گیا اور اسکی طرف بڑھا۔۔۔۔

شکر ہے التمش تم آگے۔دیکھو یہ لڑکی کتنی بد تمیزی کر رہی ہے۔ایک تو میرا ہار چُرالیا اوپر سے اتنی لمبی زبان ہے۔ہم سب کو پاگل کہ رہی ہے۔ آئمہ بیگم نے التمش کو دیکھ کر اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔

التمش زویا کی طرف بڑھا۔زویا نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لیں۔۔۔

اُٹھو!اسنے زویا کو بازوں سے پکڑ کر کھڑا کیا۔اسکی نظر اسکے ماتھے پر پڑی۔ جہاں سے ہلکا ہلکا خون رس رہا تھا۔اسنے اپنی جیب سے رومال نکال کر اسکے ماتھے سے خون صاف کیا۔۔۔۔صائمہ بیگم ہونوں کی طرح التمش کا برتاؤ دیکھ رہیں تھیں۔

التمش اسکی بدذات،بدکردار لڑکی سے دور رہو۔۔۔صائمہ بیگم نے اسے دور کیا۔۔۔

بدکردار!!اماں کیا بول رہی ہیں؟التمش کا دماغ بھک سے اُڑ گیا۔۔۔

وہی بول رہی ہیں جو سچ ہے۔ تم اس لڑکی کو نہیں جانتے۔ نا جانے کتنے لڑکوں کے ساتھ چکر ہین۔ ایک کو تو میں نے اسکے کمرے سے آدھی رات کو نکلتے دیکھا تھا۔ آئمہ بیگم آگے بڑھ کر بولیں۔۔۔

چاچی آپ کو اندازہ بھی ہے۔ کس قدر گھٹیا الفاظ نکال رہی ہیں۔ وہ سنتے ہی غصے سے چلایا۔۔۔

کیا گھٹیا الفاظ جب اسکو ایسے کام کرتے شرم محسوس نہیں ہو رہی تو ہمیں اسکے کرتوت بتاتے کیوں شرم محسوس ہو۔۔۔ جاؤ ابا جی کو برے صاحب کو بلا کر لاؤ۔ آج تو اسکا فیصلہ ہو کر ہی رہے گا۔ صائمہ بیگم نے دور کھڑے ملازم سے کہا۔۔۔ زویا پاس کھڑی تھی۔ اسے تھوڑا سا حوصلہ ہوا ۔۔۔ التمش اسکا ہی ساتھ دے گا۔۔۔

اماں خدارا چپ کر جائیں پہلے ہی سر درد سے پھٹ رہا ہے۔ ناجانے کیا بولے جا رہین ہیں۔ التمش اپنے سر کو مسلتے ہوئے بولا۔۔۔

کیا ہوا؟ جہانگیر خان اور خالد صاحب حال مین داخل ہوتے ہوئے بولے۔۔۔۔

ابا جی اس بات کو میں اسی دن بتانا چاہتی تو بتا سکتی تھی۔ پر میں نے التمش کے آنے کا انتظار کیا۔ صائمہ بیگم نے بات شروع کی۔۔ اور پھر آئمہ نے جو باتیں بتائیں تھیں سب بتا دیں۔۔۔ جہانگیر خان کو اپنا پلین صحیح جاتا ہوا محسوس ہوا۔۔

اے لڑکی بتا وہ کون تھا؟ ہماری حویلی مین ایسے کام کرتے تجھے زرا شرم نا آئی۔ بری عشق معشوقی چلا رہی ہے۔ جہانگیر خان گرجدار آواز مین

بولے۔۔زویا نے نفی مین سر ہلادیا۔اسے ایک بوڑھے آدمی کے منہ سے ایسے الفاظ سن کر مرنے کو دل کیا۔

پینچ ذات کی لڑکی ہے۔۔ایسا چکر تو ضرور چلائے گئی۔خالد صاحب طنزیہ انداز مین بولے۔۔۔۔

بس بہت ہوا چپ اب کسی نے اپنی زبان سے ایک بھی گندی بات زویا کے متعلق نکالی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔التمش انگلی اُٹھا کر وارنگ دیتے ہوئے بولا۔غصے کو برداشت کرتے اسکے گلے کی نسیں تن گئیں۔آنکھون میں سرخیاں دوڑیں۔۔سب اسکو اس روپ مین دیکھ کر چپ ہو گے۔۔۔

چاچی اور اماں آپ دونوں کو بتادوں۔۔اس رات جس کو چاچی نے زویا کے کمرے سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔وہ اور کوئی نہیں بالکہ میں تھا۔۔۔وہ

سخت لہجے میں بولا۔۔۔صایمہ بیگم سن کھڑی رہیں۔۔۔زویا نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

تم اتنی رات کو اسکے کمرے مین کیا لینے گے تھے۔ تمہیں یاد نہیں تو یاد دلوا دوں۔ونی میں آئی لڑکی نوکروں سے بھی نیچے درجے کی ہوتی ہے۔خالد صاحب چلائے۔۔۔۔۔

اپنی بیوی کو ملنے گیا تھا۔بیوی کے کمرے میں جانے کے لیے مجھے اپ سب کی آجازت کی ضرورت نہیں۔اور میں آپ کی یہ فضول سی رسمیں نہین مانتا زویا کو چار گواہوں کے درمیان مین نے اپنے نکاح مین لیا تھا۔اور نکاح سے بڑھ کر کوئی روایت نہیں ہوتی۔۔وہ بھی اسی انداز میں چِلا کر بولا۔زویا ہونق سی بنی اسکو سن رہی تھی۔اسے یقین نہیں آرہا تھا۔وہ اسکے لیے لڑرہا تھا۔۔۔

او تو تم نے اس لڑکی کو اپنی بیوی مان لیا۔۔۔واہ بری بات ہے۔ویسے تو بڑے بڑے دعوائے کر رہے تھے اپنے بھائی کے قاتل کی بہن کو اپنی بیوی کبھی نہیں مانوں گا۔ماجد کی آواز گھونجی جو کہ سیڑیوں سے نیچے اتر رہا تھا۔۔۔

ہاں مان لیا۔اور آپ سب بھی اب ایک بات اپنے دماغوں میں بیٹھا لیں۔ زویا اب میری عزت ہے۔اور میری عزت پر اگر کوئی انگلی اُٹھائے گا تو اسکی انگلی کو توڑنا بہت اچھے سے جانتا ہوں۔زویا اب سے اس حویلی کی بہو اور میری بیوی ہے۔جسکو ماننا ہے مانے اور جس کو نہیں ماننا مت مانے۔اب سے زویا اس حویلی میں زویا التمش خان بن کر رہے گئی۔۔میری بیوی بن کر رہے گئی۔۔میری بیوی کیسی ہے اسکا کردار کیسا ہے میں بہت اچھے سے جانتا ہوں۔اسکے لیے کسی کے سرٹفیکیٹ کی ضرورت نہیں۔وہ سب کی

طرف دیکھ کر بولا۔اسکے کہے گے الفاظوں سے ہر طرف سناٹاسا چھا گیا۔ صایمہ بیگم اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔۔جہانگیر خان اور خالد صاحب کی ساری چال الٹی پڑ گئی۔۔۔

زویا میرے ساتھ چلو۔۔۔وہ اسکی طرف بڑھا جو کہ ہونوں کی طرح اسکا چہرہ دیکھ رہی تھی۔التمش نے اسکا ہاتھ پکڑا اور سب کے درمیان سے اسے اپنے ساتھ لیے باہر کی طرف بڑھا۔پیچھے وہ خاموشی سی چل رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے بھری محفل میں اسکا بیوی پکارنا اسکے کردار کی گواہی دینا اسے دنیا کے گندے سوالوں سے بچا گیا۔۔وہ خاموشی سے اسے ساتھ چل رہی تھی۔۔التمش نے اسے گاڑی کی اگلی سیٹ پر بیٹھایا۔اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔گاڑی حویلی سے نکال کر ہسپتال کے راستے پر ڈال دیا۔۔۔۔۔غصے سے اسکا دماغ پھٹ رہا تھا۔

ماما! وہاں زویا ہو گئی۔ تو پلیز اسے نا پہچانیے گا۔ حازم اپنے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی حمیدہ بیگم کو مخاطب کر کے بولا۔

کیوں؟ حمیدہ بیگم نے ٹھنڈے لہجے میں پوچھا۔

ایم سوری ماما یہ سب میں نے پہلے نہیں بتایا۔ ڈیڈ نے منع کیا تھا۔ پھر حازم نے سب بتایا۔

مجھے سب پتہ ہے۔ حمیدہ بیگم نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔

واٹ آپ کو سب پتہ ہے کیسے؟ حازم نے ایک دم سے بریک پر پاؤں رکھا۔ گاڑی چڑ کی آواز پیدا کرتے ایک دم سے رُکی۔

تم سب کو کیا لگتا ہے۔میں اتنی بے خبر ہوں۔میرے ہی گھر میں میرا شوہر اور بیٹا کیا چکر چلا رہے ہیں مجھے پتہ ہی نہیں ہو گا۔۔گاڑی چلاؤ۔حمیدہ بیگم سنجیدہ انداز میں بولیں۔

حازم نے لمبا سانس خارج کر کے خود کو پر سکون کیا اور گاڑی چلادی۔۔۔

حازم تم میری پہلی اولاد ہو۔میں نہیں چاہتی تم اپنی زندگی کسی پچھتاوے میں گزارو۔یہ سب ادھر ہی بند کر دو۔

کیا مطلب ماما۔اور ویسے بھی ہم سب وہی کر رہے ہیں جو ٹھیک ہے۔ان سب کو سزا ملنی چاہیے۔اور اب تو بس کچھ دن کی ہی بات ہے۔حازم گاڑی چلاتے ہوئے بولا۔۔۔

بدلہ لینا اللہ کو پسند نہیں۔اگر انہوں نے کچھ غلط بھی کیا ہے تو اسکی سزا اللہ دے دے گا۔۔ تم دور رہو۔ماں ہونے کے ناطے میں صرف یہی بول لوں گئی۔آگے تمہاری اپنی مرضی۔۔۔حمیدہ بیگم کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے بولیں۔۔باہر ہلکا ہلکا سا اندھیرا ہو رہا تھا۔اسی اندھیرے میں انہیں بہت سے چہرے نظر آئے۔بہت سی پرانی باتوں نے یادوں کے پردے پر دستک دی۔نامعلوم سا آنسوں ایک آنکھ کے کنارے سے بہ کر ڈوپٹے مین جذب ہو گیا۔۔۔دوسری طرف حازم بالکل خاموش ہو گیا۔اور گاڑی چلانے لگا۔۔۔

Zubi Novels Zone

****

****

شہ سارے کا سارا معملا خراب ہو گیا۔اب کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔آپ

جانتے ہیں ابا جی آجکل التمش نے اپنے ذمے کے سارے کاموں سے انکار کر دیا ہے۔آدھے سے زیادہ کام اسنے سھنمبالے ہوئے تھے۔۔ناجانے کہاں گم رہتا ہے۔خالد صاحب اس وقت مردان خانے میں بیٹھے جہانگیر خان سے مخاطب ہوئے۔

اس موہے کالج کو بنانے کی جو اسنے زبان دی تھی اسی کو پورا کرنے کے لیے لگا رہتا ہے۔سہیل صاحب بولے۔۔۔

اوپر سے ماجد والا اتنا برا مسلہ ہو گیا ہے۔اب وہ بھی نا جانے کہاں گم ہے۔ خالد صاحب پھر بولے۔۔۔

ابا جی اگر آپ کی آجازت ہو تو شمش کو کام سونپ دین۔لالا کے بیٹے تو اس قابل نہیں رہے جو انہی پر بھروسہ کر پائے۔رفاقت صاحب طنزیہ انداز

میں بولے۔۔۔

چاچا حوصلے سے کام لیں۔ماجد خان ابھی زندہ ہے مرا نہیں۔حویلی کے اصولوں کے مطابق بڑا پوتا ہی سربراہ ہو گا۔سب میرا ہی حکم مانے گے۔ ماجد اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے مردان خانے مین داخل ہوا۔سب نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

ہنہہ قاتل کیا حویلی چلائے گا۔۔رفاقت صاحب نے طنزیہ انداز میں کہا۔۔

اگر ماجد ساری جائیداد کو سھنمبالے گا تو پھر ہم سب کو ہمارا حصہ دے دیں۔رفاقت صاحب دوبارہ بولے۔۔۔۔

رفاقت کیا بول رہے کچھ عقل تو ہے۔تم بٹوارے کی بات کر رہے ہو آج

تک اس حویلی میں کبھی بٹوارے کی بات نہیں ہوئی۔خالد صاحب غصے سے بولے۔۔۔۔

چپ سب چپ کر جاؤ۔کسی کی آواز نا آئے۔جہانگیر خان چلائے۔مردان خانے میں خاموشی چھاگئی۔۔۔

میں زندہ ہوں مرا نہیں۔اور رفاقت دوبارہ اپنے منہ سے بٹوارے کی بات مت لانا۔تم شمش کو سب کچھ سونپنے کی بات کر رہے ہو ایک کام تو اس سے ڈھنگ کا نہیں ہوا۔اگر اچھے طریقے سے کام کیا ہوتا تو آج وہ لڑکی یوں حویلی میں بہو کا درجہ نا پاتی۔
مجھے یہ کہنے میں بالکل شرم محسوس نہیں ہو رہی۔ماجد اور التمش دونوں نے ساری ذمہ داریاں نبھائی ہین۔التمش پر پابندیاں لگانت کے لیے ہمیں اسکے مخالف رویے نے ہمیں مجبور کیا۔ورنہ مین اسے ہی اپنی کرسی پر بیٹھانے کا

فیصلہ کر چکا تھا۔ سعد تو ویسے ہی ڈاکٹر بن رہا ہے۔ آج تم سب نے بات
نکالی تو میرا فیصلہ سن لو۔۔۔ جہانگیر خان بولے تو سب ہونوں کی طرح
انہیں سن رہے تھے۔

بہت جلد ماجد کو اپنی کرسی دوں گا۔ گاؤں کا اگلا سرپنچ ماجد ہو گا۔ اگلے مہینے
کے آخر میں ایک چھوٹی سی دعوت ہو گئی۔ جس میں یہ علان کر دوں گا۔
جہانگیر خان نے اپنا فیصلہ سنایا۔۔۔ جسے سن کر خالد صاحب اور ماجد تو
بہت خوش ہوئے۔ وہی رفاقت صاحب کا منہ بن گیا۔۔۔

دادا جان بہت شکریہ اب آپ کو میری وجہ سے کبھی پریشانی نہیں ہو گئی۔
اور مجھے پرانی غلطیوں کے لیے معاف کر دیں۔ ماجد جہانگیر خان کے
قدموں میں جا بیٹھا۔۔۔

ماجد مین نے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ لیا ہے۔اب مجھے اپنے فیصلے پر شرمندہ مت کرنا۔ابھی سے سارے کام سنبھالو۔بہت زیادہ نقصان ہو چکا ہے۔۔۔جہانگیر خان نے اسکے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا۔۔۔۔

****

***

ہسپتال کے سامنے گاڑی رُکی۔وہ جیسے اپنی سوچوں کے جال سے واپس نکلی۔

ہسپتال۔۔یہاں کون ہے۔وہ سامنے ہسپتال کو دیکھ کر بولی۔۔۔

نقاب کرلو۔التمش اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔زویا نے جلدی سے نقاب کیا۔اور گاڑی سے باہر نکلی۔

یہاں کون؟ وہ ابھی تک نہیں سمجھی تھی۔۔

زویا یہ مشکل ہو گا پر پلیز ہمت سے کام لینا۔التمش اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔وہ نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔التمش اسکا ہاتھ پکڑے ہسپتال کے اندر کی طرف بڑھا۔

وہ روحان کے کمرے کے پاس آکر رُکا۔دروازے پر گل خان کھڑا تھا۔جس نے ان دونوں کو دیکھ کر نظریں جھکا لیں۔اور ایک طرف ہو گیا۔۔

التمش نے دروازے کو ہلکا سا پش کیا تو وہ کھلتا ہی گیا۔وہ زویا کو لیے کمرے مین داخل ہوا۔۔زویا کا ہاتھ نقاب سے لڑ کھڑایا۔۔سامنے پڑے وجود کو دیکھ کر وہ اندر تک کانپ گئی۔۔

روو۔و۔۔حا۔حا۔۔حا۔۔ن۔۔۔لڑکھڑاتے ہوئے اسکے منہ سے الفاظ نکلے۔التمش کے ہاتھ سے اس نے اپنا ہاتھ نکلا۔اور روحان کے بیڈ کی طرف بھاگی۔۔۔التمش کو ایسا لگا جیسے زویا نے اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہیں بلکہ زندگی چھینی ہو۔۔۔

یااللہ روحان بھائی۔۔روحان۔۔۔یہ کیا حالت کی ہے۔۔وہ شاک سی اسکی حالت دیکھ رہی تھی۔

زویا کچھ دن تک بالکل ٹھیک ہو جائے گا میری ڈاکٹر سے بات ہوئی ہے۔۔التمش ہمت کر کے بولا۔۔۔

اپ کتنے ظالم ہیں مجھے یقین نہیں آرہا۔۔آپ نے کیا حالت کی ہے۔

دیکھیں زرا غور سے دیکھیں ایسا تھا میرا بھائی۔۔۔۔دیکھیں یہ حلقے۔۔یہ پیلا پن۔۔۔یہ ہڈیوں کا ڈھانچہ کیا ایسا تھا میرا بھایی۔بولیں۔۔وہ زور سے چلائی۔۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔۔التمش سے کوئی جواب نا بن کیا۔۔۔

ہنہہ آپ کیا ہی بولیں گے۔آپ کا ظلم تو اسکی حالت دیکھ کر ہی پتہ چل رہا ہے۔زویا اپنے انسوں پونچھتے ہوئے بولیں۔۔

زویا ایم سوری وہ مجھے التمش بولنے کی کوشش کرنے لگا۔

مسٹر خان بس کریں۔اس دن بولا تھا نا میرے بھائی کو چھوڑ دیں پر آپ نہیں مانے۔۔اور دیکھیں کیا حالت کر دی ہے۔۔۔یا اللہ وہ روتے ہوئے

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

بولی۔۔۔اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں پر گرا دیا۔۔

التمش آگے بڑھنے لگا پھر رُک گیا اور کمرے سے نکل گیا۔۔۔

یا اللہ ان سب لوگوں کے ظلم کیوں ختم نہیں ہوتے۔یہ سب اتنے بے حس کیوں ہیں۔کیوں انہیں احساس نہین ہوتا۔زندہ انسان کو جیتے جی مار کیون دیتے ہیں۔۔۔وہ روتے ہوئے خود سے ہی بولے جا رہی تھی۔۔۔۔

التمش باہر آ کر سامنے بنے بینچ پر بیٹھ گیا۔۔۔

چھوٹے سائیں! آپ ٹھیک ہیں۔گل خان اسکے پاس آکر پریشان سے لہجے میں بولا۔۔۔

گل خان ایک کام کرو روحان کے گھر جاؤ۔اسکی ماں اور بھائی کو یہاں کے کر آؤ۔التمش نے اپنی جیب سے چابی نکال کر دی۔۔گل خان اگلے ہی لمحے وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔

التمش اُٹھا اور ڈاکٹر کے کمرے میں چلا گیا۔ان سے تفصیل سے بات کرنے کے لیے۔۔

Zubi Novels Zone

****

**

اریشہ بھابھی اب بس کچھ دن بعد آپ ہماری افیشل بھابھی بن جائیں گئی۔۔۔سیرت پیزہ کا سلائیس لیتے ہوئے بولی۔۔۔۔

کیا مطلب ؟اریشہ حیرانگی سے بولی۔۔۔

مطلب یہ کہ بھابھی جی آج ماما اور حازم بھائی آپ کے گھر رشتہ لے کر گے ہیں۔منت مسکرا کر بولی۔۔۔۔

کیا؟اریشہ کے سر پر تو یہ بات بم کی طرح گرڑھی۔۔

اریشہ کیا ہو گیا ہے۔ایسے کیوں ری ایکٹ کر رہی ہو۔ہاں سوری اصل مین سرپرائیز دینا چاہتا تھا۔بس اسی لیے نہیں بتایا۔سراج اسکے پریشان چہرے کو دیکھ کر سنجیدہ ہوا۔

سراج یہ کیا کر دیا۔۔یااللہ دادا جان میری جان نکال دیں گے۔ایک دفع مجھ سے تو پوچھ لیتے۔۔۔وہ اپنا سر ہاتھوں مین گرا کر بولی۔۔

بھائی آپ دونون باتیں کرو۔مجھے واشروم جانا ہے۔سیرت چلو میرے ساتھ۔منت معاملے جو سمجھ گئی۔تو دونوں کو اکیلا چھوڑ دیا تاکہ وہ کھل کے بات کر سکیں۔

اریشہ ریلکس یار میں تو بس چاہتا تھا جلدی شادی ہو جائے۔۔۔سراج پریشان ہو گیا تھا۔

Zubi Novels Zone

آپ نہین جانتے اگر ان میں سے کسی کو بھی پتہ چل گیا کہ ہم دونوں کی محبت کی شادی ہے۔تو سب مجھے سولی ہر لٹکانے میں ایک منٹ نہیں لگائیں گے۔وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔

کیسی باتین کر رہی ہو۔میرے ہوتے ہوئے ایسا نہین ہو سکتا۔۔۔مین

تمہارے ساتھ ہوں۔ وہ اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بولا۔۔۔

سراج اگر انہیں وہ والی بات پتہ چل گئی تو؟ وہ کچھ سوچ کر بولی۔

۔

وہ ہم دونوں کے علاوہ کسی کو نہیں پتہ۔۔ تو ان کو کیسے پتہ ہو گئی۔ چلو اب چپ کرو۔ وہ اسکے آنسوں صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔

مین تمہیں کسی قیمت پر نہین چھوڑون گا۔ چاہے کچھ بھی یو جائے۔ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں گا۔ وہ اسکی طرف مسکرا کر بولا۔۔۔۔

اللہ کرے سب ٹھیک ہو جائے۔ اریشہ نے لمبا سانس لے کر کہا۔۔۔ سیرت اور منت واپس آ گئیں۔۔۔ ماحول تھوڑا سا ٹھیک ہوا۔ تو

سب نے پیزہ کھایا۔۔۔

***********************''''''*

وہ ڈاکٹر سے مل کر نکلا۔تو روحان کے دروازے کے سامنے زلیخہ بیگم اور جبران کھڑے تھے۔وہ چلتا ہوا ان دونوں تک آیا۔۔۔

سلام چھوٹے سائیں! جبران نے اسے دیکھ تک فوراً بولا۔۔۔وعلیکم السلام! اندر چلیں۔التمش نے دروازہ کھولا تو سب اندر چلے گے۔۔

روحان۔۔۔۔۔زلیخہ بیگم اپنے سامنے اتنے دنوں بعد روحان کو دیکھ کر آگے بڑھیں۔۔۔۔

اللہ تیرا شکر ہے میرا بیٹا مل گیا۔۔۔

زویا میری بچی تو بھی یہی ہے۔۔۔زلیخہ بیگم نے روتے ہوئے زویا کی طرف دیکھا۔جو خود بھی رو رہی تھی۔وہ جھٹ سے ان کے گلے لگی۔اور خوب ٹوٹ کر رو دی۔۔۔

بس میرے بچے بس۔۔۔اللہ پاک سب ٹھیک کر دے گا۔۔وہ اسے چپ کرواتے ہوئے بولیں۔۔۔جبران بھی ان کے پاس آ گیا۔۔

ڈاکٹر نے بولا ہے۔ایک ہفتے تک روحان بہتر ہو جائے گا پھر آپ گھر کے جا سکتی ہیں۔۔التمش نے سب کی طرف دیکھ کر کہا۔

چھوٹے سائیں! آپ کو روحان کہاں سے ملا۔وہ تو کب کا لاپتہ تھا۔جبران

نے حیرانگی سے پوچھا

ان کو کیا پوچھ رہے ہیں۔ یہ حالت انہوں نے ہی تو کی ہے۔ پچھلے ڈیڑھ مہنے سے روحان انہی کی قید میں تھا۔اور یہ اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ لے رہے تھے۔ ہنہ۔۔۔وہ طنزیہ انداز مین بولی۔۔التمش کا سر مزید جھک گیا۔۔۔

یہ سب کچھ ایک غلط فہمی کی بنیاد پر ہوا۔مجھے آج صبح ہی معلوم ہوا روحان کا ارسلان کے قتل مین کوئی ہاتھ نہین تھا۔ باکہ یہ کسی اور کی ہی شازش تھی۔ میں جانتا ہوں۔اب شائد آپ سب کو میرے الفاظ بہت کھوکھلے لگیں۔۔

لیکن پھر بھی میں آپ سب سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتا ہوں۔مجھے معاف کر دیں۔ہم نے بنا تصدیق کیے ارسلان کے قتل کا الظام روحان پر ڈال دیا۔

اس سب مین زویا بھی پسی۔ ہوسکے تو معاف کر دیں۔ التمش نم آنکھوں سے جبران کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔۔۔

ارے نہیں نہیں چھوٹے سائیں ایسا مت کریں۔ جو ہوا اگر وہ غلط فہمی کی بنیاد پر ہوا۔ تو اس مین آپ کا کیا قصور۔ جبران نے جلدی سے اسکے جُوڑے ہاتھ کھول دیے۔۔۔۔

قصور تو ہے۔ کہتے ہیں ناغصہ عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ میری عقل ہر بھی غصے اور بدلے کی آگ نے پردہ ڈال دیا تھا۔ جو مین ایک معصوم پر ظلم ڈھا بیٹھا۔ اسی پردے کی وجہ سے مجھے اس معصوم کی آنکھوں میں سچ نادِکھا۔ ماں جی کیا آپ مجھے معاف کر سکتی ہیں۔ وہ زلیخہ بیگم کے پاس آیا۔ جو کہ روحان کے بیڈ کے پاس پڑی کرسی پر بیٹھی ہوئیں تھیں۔ وہ ان کے قدموں میں بیٹھ گیا۔

میرا بیٹا ٹھیک ہو جائے تو میں معاف کر دوں گئی۔زلیخہ بیگم سنجیدہ انداز مین بولیں۔التمش کھڑا ہو گیا۔۔۔ تھی تو وہ ایک ماں اور پچھلے ڈیڑھ مہینے کو وہ کیسے بھول سکتیں تھیں۔۔۔

التمش نے اپنی آنکھ کے کنارے صاف کیے۔۔اور زویا کی طرف دیکھا۔ اس نے منہ پھیر لیا۔۔۔وہ سب کی طرف دیکھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

زلیخہ بیگم سورتیں پڑھ کر پھونک مار رہیں تھیں۔۔۔۔

****

شام سات بج چکے تھے۔حازم کی گاڑی حویلی مین داخل ہوئی۔سامنے ہی ماجد ان کے استقبال کے لیے کھڑا تھا۔

ویلکم جی ویلکم۔۔۔ماجد ہنستا ہوا حازم کے گلے لگا۔

سلام آنٹی! چلیں اندر وہ دنوں کو لے حال مین اگیا۔۔۔

اماں یہ حازم کی امی ہیں۔وہ صائمہ بیگم کی جانب بڑھا۔۔

ارے السلام علیکم! آیئے بیٹھیے۔صائمہ بیگم میزابانہ انداز میں بولین۔اور انہین لے کر صوفے کی طرف بڑھیں۔۔۔

یہ التمش نظر نہین آرہا۔حازم نے ادھر اُدھر دیکھ کر ماجد سے پوچھا۔

ہو گا کہی۔اس چھوکری کے ساتھ۔۔۔ماجد نفرت بھرے انداز میں

بولا۔

کس لڑکی کے ساتھ؟ حازم فوراً الرٹ ہوا۔

اسے چھوڑو۔ تم جو کام کرنے آئے ہو وہ کرو۔ رُکو میں دادا اور سب کو بلا رک لاتا ہوں۔ ماجد نے بات گھمائی اور اُٹھ کر مردان خانہ کی طرف بڑھا۔۔۔

اسکے بغیر تو یہ بم پھوڑنے مین بھی مزہ نہیں آئے گا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں سب باقی سب بھی حال میں جمع ہو گے۔۔۔ سب اپس میں باتیں کرنے لگے۔

****************************★*******

****

وہ کافی دیر سے باہر بیٹھا ہوا تھا۔ موبایل پر وقت دیکھا تو نو بج رہے تھے۔۔۔

واپس جانا چاہیے حالت ٹھیک نہین یوں زویا کو ساتھ لے کر لیٹ حویلی جانا ٹھیک نہیں۔ التمش اُٹھا اور روحان کے کمرے میں داخل ہوا۔

ماں جی اب اپ لوگ روحان کے پاس ہیں تو ہمین چلنا چاہیے۔۔ آجازت دیں۔ وہ آگے بڑھ کر بولا۔۔۔

مجھے کہی نہین جانا۔ آپ جائیں۔ زویا منہ پھیر گئی۔۔۔

زویا زلیخہ بیگم کو سب بتا چکی تھی۔ جو جو اسکے ساتھ ہوا اور آج کا بھی سب بتا چکی تھی۔۔۔

زویا بیٹے چلو اُٹھو اپنے شوہر کے ساتھ جاؤ۔ جبران آگے بڑھا۔۔۔

مجھے ان جیسا شوہر نہیں چاہیے۔اور ویسے بھی اب ثابت ہو چکا ہے میرا بھائی بے قصور ہے تو یہ نکاح وغیرہ بھی ختم۔۔۔ زویا غصے سے بولی۔۔۔ التمش نے اسکی باتیں بامشکل ہضم کین۔۔۔

جبران ہمیں اجازت دیں۔ میں کل پھر سے چکر لگاؤ گا۔ التمش نے زویا کا بازو پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کیا۔اور پاس کھڑے جبران سے مخاطب ہوا۔۔

چادر ٹھیک سے لو۔ التمش نے اسکار ویار ویا اور غصے والا چہرہ دیکھ کر نرمی سے کہا۔ زویا نے چادر سے ہلکا سا نقاب کیا اور زلیخہ بیگم کی طرف مڑی۔

اماں اپنا خیال رکھیے گا۔انکا ماتھا چوم کر وہ جبران کی طرف مڑی۔۔۔

چھوٹے سائیں اب اگر میری بہن کے سر پر چادر ڈالی ہے تو اسکی حفاظت کریے گا۔۔جبران نے زویا کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا۔۔۔التمش نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔اور زویا کو لیے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔۔

گل خان کو وہ پہلے ہی بول چکا تھا کہ وہ آج کی رات یہی رُکے۔۔۔دونوں چلتے ہوئے گاڑی تک آئے۔۔اگلے دو منٹ میں گاڑی سڑک پر دوڑی۔۔۔

اپ بہت ضدی ہیں۔کیا ہو جاتا اگر میں ایک رات وہاں رک جاتی۔۔۔۔ وہ رُوٹھے ہوئے لہجے مین بولی۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے۔آج جو میں نے باتیں کیں۔وہ اتنی آسانی سے پوری ہو

جائیں گئی۔ تمہین میرے دادا کا نہیں پتہ وہ اپنی بات کو رد کیے جانا کا ہر طریقے سے بدلہ لیں گے۔ وہ نہین دیکھیں گے آگے ان کا اپنا پوتا ہے۔ مجھے آج ہی پتہ چلا ر وحان نے ارسلان کا قتل نہیں کیا۔ پر میں چاہ کر بھی یہ ثابت نہیں کر پاؤں گا۔ کہ تم اور تمہارا بھائی بے قصور ہے۔ کسی ثبوت پر وہ سب یقین نہیں کریں گے۔ میں جو بھی دیکھا دوں۔ سب پر جھوٹ کا ٹھپہ لگائیں گے۔ مجھے تو یہ بھی نہین پتہ میرے بھائی کا قاتل کون ہے۔۔ اگر وہ ایک کو مار سکتا ہے تو ضرور اسکا نشانہ میرا پورا خاندان ہے۔۔ اور اگلا فرد کون ہے؟ یہ مین نہیں جانتا۔ اور تم بول رہی ہو۔ تمہیں اکیلا ہسپتال چھوڑ آتا۔۔۔ وہ تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔۔

زویا کو وہ بہت پریشان سا دیکھائی دیا۔

اوشیٹ میں کیسے بھول گئی۔ اب تک تو حازم بھی پہنچ گیا ہو گا۔۔ زویا کو

آچانک حازم کا خیال ایا۔۔۔

اسکا مطلب ہے اپ نے وہ سب جو بیوی وغیرہ والی باتیں کیں۔ وہ سب آج سچ معلوم ہونے کے بعد اذالے کے طور پر کیں۔ واہ۔۔۔ پر مسٹر خان مجھے یہ بھیک کی عزت نہیں چاہیے۔۔۔ زویا تیخے لہجے میں بولی۔۔۔

تمیں کیا لگتا ہے میں ایسا ہوں؟ جو اذالے کے طور پر اتنا برا بول بولے۔ التمش نے اسکی بات سن کر آخر میں اسکی طرف دیکھ کر پوچھا۔

زویا نے پلٹ کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔ جہاں اسے صرف اپنا عکس اور محبت کا جہاں آباد دیکھائی دیا۔ اس نے اگلے ہی پل نظریں پھیر لیں۔ التمش نے مسکرا کر اپنا رخ سامنے کیا۔۔۔

اس سفر میں بہت مشکلیں ہو گئی۔اب تو بس مر کر ہی تمہارا ساتھ چھوڑوں گا۔ تم بس چپ کر کے میرے قدم سے قدم ملاتی رہنا۔ تمہارا ایک قدم بھی لڑکھڑایا تو التمش خان بکھر جائے گا۔۔وہ سنجیدہ لہجے میں بولا۔۔۔

زویا کو اپنا سانس رُکتا ہوا محسوس ہوا۔۔وہ کس راہ پر جا رہی تھی ۔۔نا جانے وہ کیسے آگے ہینڈل کر پائے گئی۔۔اسنے اپنی طرف کا شیشہ کھول دیا۔۔باہر کی ٹھنڈی ہوا اسکے چہرے پر پڑی۔تو کچھ سکون ملا۔۔۔التمش بھی چپ کر کے گاڑی چلانے لگا۔۔کچھ ہی دیر میں وہ حویلی پہنچ گے۔۔۔

وہ دونوں ہمقدم چلتے ہال میں داخل ہوئے۔۔

دیکھیں بھائی صاحب! ہم یہاں ایک اہم مقصد کے لیے آئے ہیں۔اصل میں ہم آپ کی بیٹی اریشہ کو رشتہ اپنے چھوٹے بیٹے سراج کے لیے لائے

ہیں۔حمیدہ بیگم حازم کا اشارہ ملتے ہی خالد صاحب کی طرف مخاطب ہوئی۔۔۔وہاں پر بیٹھے سب کو سانپ سونگ گے۔پیچھے کھڑے التمش نے بھی سب سنا۔۔۔۔

بہت خوشی ہوئی آپ یہاں تشریف لائیں۔پر معاف کیجیے گا یہ رشتہ نہیں سکتا۔کیونکہ اصل میں اریشہ بٹیا کا رشتہ ہم بچپن میں ہی اپنے پوتے شمش کے ساتھ کر چکے ہیں۔تو یہ نا ممکن ہے۔۔۔۔جہانگیر خان نے عام سے لہجے مین انکار کیا۔۔۔۔

اگر ایسی بات تھی تو دونوں نے محبت کیسے کی۔معاگ کیجیے گا۔پر آپ کو شائذ پتہ نہیں۔دونوں ایک دوسرے سے پچھلے دو سالوں سے محبت کرتے ہین۔اور یہاں بھی سراج نے مجھے بھیجا ہے۔دونوں ایکدوسرے سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔انفیکٹ کافی دفع تو میں نے خود دونون کو ملتے ہوئے

دیکھا ہے۔ کبھی ریسٹورینٹ مین تو کبھی پارک میں۔۔۔۔۔حازم بہت آرام سے لفظوں کے بم ان سب پر گرا رہا تھا۔حمیدہ بیگم نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔۔۔

سالے تیری ہمت کیسے ہوئی۔میرے گھر میں کھڑا ہو کر میری ہی بہن کے اوپر کیچڑ اُچھال رہا ہے۔۔۔التمش سے مزید برداشت نا ہوا۔تو وہ غصے سے اسکی طرف بڑھا۔۔۔اور اسے کالر سے پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔۔اور یہی تو حازم چاہتا تھا۔۔۔زویا ڈر کر ان دونوں کے پاس آئی۔۔۔

ریلکس مسٹر۔۔۔۔یہ سب سچ ہے۔اور مین کیوں کسی کی بہن پر کیچڑ اچھالوں گا۔میں بول رہا ہوں نا دونوں محبت کرتے ہیں۔اور ویسے بھی محبت کرنا کونسی غلط بات ہے۔اور ملنا ملنا تو شہر مین عام سے بات ہے۔ حازم مسکرا کر بولا۔۔۔اسکی یہی مسکراہٹ التمش کو تیش دلا گئی۔۔۔۔

چپ سالے خبردار جو میری بہن پر ایک بھی گندہ الزام لگایا۔ تیرے منہ سے زبان کھینچ لوں لگا۔۔ وہ نہایت غصے سے چیخا۔۔۔

التمس حد مین رہو۔ چھوڑو۔۔ اسے ماجد نے اگے بڑھ کر التمش کو پیچھے دکھیلا جس سے حازم کا کالر چھوٹ گیا۔۔۔

مجھے لگا آپ سب کو پتہ ہوگا۔ ویسے ابھی بھی وہ دونوں ساتھ ہی ہیں۔ اگر اجازت ہو تو بات کروادوں۔ حازم تپا دینے والے انداز میں بولا۔۔۔ حمیدہ بیگم حیرانگی دے یہ سب دیکھ رہین تحیں۔ انہیں بالکل بھی معلوم نہین تھا۔ حازم یہ سب کچھ کرنے والا تھا۔۔۔۔

ویسے دونوں دو سال سے آپس مین فون اور خطوں پر باتین کرتے تھے۔ ہو

سکتا ہے اریشہ کے کمرے میں خطوط وغیرہ پڑے ہوں۔۔اور موبائل تو خود سراج نے لے کر دیا تھا۔حازم سب کی طرف دیکھ کر بولا۔خالد صاحب صوفے پر ڈھے سے گے۔۔صائمہ بیگم نے شرم سے سر جھکا دیا۔۔ جس اعتماد سے حازم یہ سب بول رہا تھا۔۔ایک دم سچ لگ رہا تھا۔۔۔

تم۔یہ سب بکواس کر رہے ہو۔اور تمیں کیا لگتا ہے۔مین مان جاؤ گا۔تم باہر والے ہو۔۔اریشہ میری بہن ہے۔میری آنکھوں کے سامنے پلی بھری ہے۔کل کے آئے انسان پر مین بھروسہ کر لو گا۔۔کبھی بھی نہیں یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔دو منٹ کے اندر اندر یہاں سے دفع ہو جاؤ۔نکلو۔۔ التمش سے مزید برداشت نا ہوا۔تو اسے دھکہ مار کر بولا۔۔۔

تم کب سے بد تمیزی کر رہے ہو۔مین کچھ نہین بول رہا۔اپنی حد میں رہو۔ عزت سے رشتہ لے کر آئیں ہیں۔پر تم جیسے لوگ عزت ڈیزو نہین

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

کرتے۔ چلیں ماما۔۔۔۔حازم تیکھے لہجے میں بولا۔۔حمیدہ بیگم اُٹھ کر چل دیں۔۔۔۔۔

التمش ادھر اُدھر چکر لگا کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔ زویا حازم کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔جب وہ ایک برے سے گلدان کے پاس جا کر رُکا۔کوٹ کے اندرونی حصے سے کچھ نکال کر اس گلدان کے ایک طرف چھپا کرر کھ دیا۔رکھا بھی یوں وہ مکمل طور پر چھپ گیا۔۔زویا اسکی ہی طرف دیکھ رہی تھی۔حازم نے یہ سب کچھ سکینڈ کے اندر کیا تھا۔۔۔حازم نے زویا کو اشارہ کیا اور پلٹ کر حمیدہ بیگم۔کے ساتھ باہر نکل گیا۔۔

کیا بولا تھا میں نے مت بھیجو پڑھانے۔۔۔۔نئی چن چڑا دیے۔۔ بولو التمش خان اب تم کیا کہو گے۔۔۔جہانگیر خان اُٹھ کر التمش کے مدمقابل آ

کر کھڑے ہوئے۔۔

آپ ایک غیر لڑکے کی بات پر کیسے یقین کر سکتے ہین۔دادا جان مجھے ابھی بھی میری بہن کی ذات پر اسکے کردار پر پورا پورا ابھروسہ ہے وہ کبھی بھی اپنے لالا کا مان نہیں توڑ سکتی۔التمش انکی طرف مڑ کر ہورے اعتماد کے ساتھ بولا۔۔جیسے ان سب باتوں نے اسکو ایک پرسنٹ بھی نا ہلا یا ہو۔۔۔

توٹھیک ہے۔کل ہی اریشہ حویلی واپس آئے گئ۔اسکی موجودگی میں اسکے کمرے کو چیک کیا جائے گا۔اور باقی سوالوں کے جوابات بھی اسی سے لیے جائین گے۔۔کیونکہ اتنا کچھ کوئی بھی کسی کی بہن بیٹی کے بارے میں یوں ہی نہین بول سکتا۔۔۔جہانگیر خان نے اپنا فیصلہ سنایا۔۔۔۔

ٹھیک ہے دادا جان جیسا اپ چاہتے ہین ویسا ہی ہو گا۔۔پر مجھے یقین ہے آپ

سب غلط ثابت ہوں گے۔۔۔التمش مظبوط لہجے میں بولا۔اور زویا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرے کی طرف جانے لگا۔۔۔

اگر تم غلط ثابت ہوے تو پھر وہی ہو گا جو میں کہوں گا۔۔یاد ہے ناان کو شہر داخل کرواتے کیا بولا تھا۔۔۔پیچھے سے جہانگیر خان کی آواز آئی۔۔۔

آپ کا ہی پوتا ہون۔بھول کیسے سکتا ہوں۔پر غلط آپ ہی ثابت ہوں گے۔۔وہ بول کر زویا کو ساتھ لیے اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔۔۔زویا اسکا اعتماد دیکھ کر ڈر گئی۔۔کہ جب اسے سچ کا پتہ چلے گا تب کیا ہو گا؟؟؟

مجھے پہلے ہی دن سے یہ لڑکا سمجھ نہیں آیا۔ناجانے کیوں ہمیشہ سے مجھے کھٹکتا تھا۔۔آج میرے ہی سامنے کھڑے ہو کر میری ہی بہن کے کردار پر یوں کیچڑ اچھال کر چلا گیا۔۔دل تو کر رہا ہے ابھی کے ابھی اسے زندہ ہی قبر میں دفن کر آؤ۔ہوتا کون ہے میری بہن پر کیچڑ اچھالنے والا۔۔وہ جب

سے کمرے میں واپس آیا تھا یونہی غصے سے کمرے میں چکر لگا رہا تھا۔

آپ پریشان نا ہوں۔اگر اریشہ بے قصور ہے تو کوئی اسکے کردار کی دھجیاں نہیں بکھیڑ سکتا۔زویا اسے یوں چکر لگاتے دیکھ کر بولی۔۔۔

صبح میں خود اریشہ کو لینے جاؤں گا۔ورنہ وہ پریشان ہو جائے گئ۔وہ خود سے بولا۔۔

مسٹر خان کیا آپ کو پورا یقین ہے۔میرا مطلب ہے کیا آپ کو واقع میں لگتا ہے اریشہ بے قصور ہے۔زویا اسے مقابل کھڑی ہو کر بولی۔۔۔

وہ التمش خان کی بہن ہے۔میرا مان، غرور ہے۔وہ کبھی مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتی۔وہ یقین بھرے لہجے میں بولا۔۔۔

Zubi Novels Zone

اور اگر ایسا ہوا تو؟ زویا نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔۔۔

ایسا نا ممکن ہے۔ میں بہت تھکا ہوا ہوں۔۔ میں باتھ لینے جا رہا ہوں۔ تم ریسٹ کرو۔ وہ بول کر ساتھ بنے واشروم کی طرف بڑھا۔۔ زویا کچھ پل وہاں سے ہل نا سکی۔۔۔۔

کچھ سوچ کر وہ کمرے سے باہر نکلی سب سے چھپتے چھپاتے وہ اسی گلدان کے پاس گئی۔ اور وہاں پر رکھے پیپرز کو نکالا۔۔۔ ادھر اُدھر دیکھتے وہ بھاگ کر اپنے کمرے میں آئی۔ دروازے کو لاک کیا۔ اور جلدی سے الماری کھولی۔۔۔ وہاں سے اپنے کپڑے نکالے اور ساتھ میں فون نکالا۔ چار جوڑے کپڑے تھے جن کو تہ لگا کر رکھا اور اسی کے درمیان فون اور وہ پیپر رکھے۔۔۔ کچھ یاد آنے پر اس نے جلدی سے ایک چادر کو پیچھے کیا تو سامنے

وہی پیپرز پڑے ہوئے تھے جو وہ اریشہ کے کمرے سے لائی تھی۔۔۔

جھٹ سے انہیں بھی کپڑوں کے درمیان چھپا کر وہ کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

اپنے آپ کو نارمل کر کے وہ اوپر التمش کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔

کہاں جا رہی ہو؟ تبھی پیچھے سے صائمہ بیگم کی آواز آئی۔۔۔

اپنے شوہر کے کمرے میں۔ وہ ان کی آواز سب کر پلٹی اور مسکرا کر بولی۔ صائمہ بیگم کو اسکی مسکراہٹ تپا گئی۔۔

واپس اپنے کمرے میں جا۔۔ چل۔۔۔۔انہوں نے زویا کا بازو پکڑ کر پیچھے کی طرف کھینچا۔ زویا نے کپڑوں کو زور سے پکڑ لیا۔۔ کہی کچھ باہر نا گر

جائے۔۔۔۔

چچچ ساسوماں جی۔ کیا ہو گیا ہے۔ دیکھیں اب نا آپ میری فکر کرنا چھوڑ دیں۔ آپ کے بیٹے نے تو اپنا لیا۔ اب تو میں بھی آپ ہی کی طرح اس حویلی کی بہو بن گئی۔ اب بس آپ اپنی بیٹی کی فکر کریں۔ یہ نا ہو۔ کل وہ اس حویلی کی بیٹی نا رہے۔۔ وہ بھرپور طنزیہ انداز میں بولی۔۔۔۔

میری بیٹی کی طرف مت جانا۔ اگر اسکے بارے میں کچھ بھی بولا۔ تو گدی سے زبان کھینچ لوں گئی۔۔ وہ آگے بڑھ کر وارنگ دیتے ہوئے انداز سے بولیں۔۔۔۔

دیکھیں میری پاس نا آپ کی فضول باتیں سننے کا کوئی وقت نہیں۔ میرا شوہر نہار ہا ہے۔ مجھے اسکے کپڑے نکالنے ہیں۔۔ وہ چہرے پر مسکراہٹ سجا

کر بولی۔اور بنا ان کی طرف دیکھے سیڑیوں کی طرف بڑھی۔

وہ کمرے مین داخل ہوئی۔تو ابھی تک التمش واشروم سے نہیں نکلا تھا۔ جلدی سے صوفے پر کپڑے رکھے اور ان میں سے کل والے پیپرز نکالا۔۔۔

اب ان کی تصویریں کیسے بھیجوں۔وہ پیپرز کو ہاتھ میں پکڑے چھوٹے سے موبائل کو گھور کر بولی۔۔جس سے تصویریں تو نہیں بھیجی جاسکتی تھیں۔ تبھی اسکی نظر سامنے سائیڈ ٹیبل پر پڑے التمش کے موبائل پر گئی۔اگلے ہی پل موبائل اسکے ہاتھ میں تھا۔۔۔

جیسے ہی اسنے موبائل آن کیا۔سامنے سکرین پر نقاب میں لپٹیں آنکھیں جگمگائیں۔اسے ایک پل ناگا پہچاننے میں کہ یہ اسی کی تصویر تھی۔ایک دفع

پھر سے دل نے جھنجھوڑا۔۔۔پر دوبارہ سے دماغ نے حملہ کر دیا۔۔اس نے سکرین پر انگلی چلائی تاکہ وہ کھلے۔۔پر سامنے سکرین پر پاسورڈ لگا ہوا تھا۔۔۔

اف۔۔۔۔اب اسکا پاس ورڈ کیا ہو سکتا ہے۔وہ اپنی مٹھیوں کو زور سے بھینچ کر بولی۔۔۔کچھ سوچ کر اسنے التمش خان لکھا۔۔۔پر موبائل نا کھلا۔۔۔

ہمم اور کیا ہو سکتا ہے۔۔اس نے اپنا نام لکھا۔پر یہ کیا یہ بھی غلط۔۔۔اب تو سہی میں اسکا دماغ گھوما۔۔۔۔

حد ہو گئی۔پاسورڈ تو ایسے لگایا ہے جیسے خزانہ ہو اس سڑے ہوئے موبائل کے اندر غصے سے وہ موبائل کو واپس رکھنے لگی۔ایک آخری دفع ٹرائی

کرنے کی کوشش کی۔۔زویانے ارسلان ٹائپ کیا۔۔۔موبائل کھل گیا۔۔۔اسنے جلدی سے حازم کا نمبر فیڈ کیا۔۔۔پیپرز کی تصویریں بنائیں۔ اور حازم کے نمبر پر بھیج دیں۔۔ بھیجنے کے بعد اسنے جلدی سے سب ڈلیٹ کر دیا اور موبائل کو وہی سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔۔

سارے پیپرز الماری کھول کر وہی ایک دراز میں چھپا دیے۔۔وہ الماری میں رکھ ہی رہی تھی کہ واشروم کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔زویانے اپنا چہرہ نارمل کیا۔۔۔۔

زویا تمہارے لیے میں کچھ دن پہلے کپڑے لایا تھا پر دینے کی ہمت نہیں ہوئی۔اوپر والے خانے میں شاپر رکھے ہیں دیکھ لو۔وہ بول کر اپنے بیڈ پر آ کر بیٹھا۔زویا کپڑے لیے واشروم میں گھس گئی۔۔۔

Zubi Novels Zone

وہ اپنا موبائل پکڑ کر بیٹھ گیا۔اور گل خان کو کال ملادی۔وہ گل خان سے بات کر رہا تھا جب کلک کی آواز پر واشروم کا دروازہ کھولا۔اور زویا باہر نکلی۔گلابی کلر کی قمیض شلوار پہنے جس پر وائٹ کڑھائی ہوئی تھی۔دائیں کندھے پر گلابی ڈوپٹہ ڈالا ہوا تھا۔بال گیلے ہونے کی وجہ سے تولیے میں قید تھے۔۔وہ واشروں کا دروازہ بند کر کے آگے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھی۔۔۔

التمش گل خان سے بات کرتا کچھ اس انداز سے بیڈ پر لیٹا جس سے اسکارخ شیشے کے سامنے کھڑی زویا کی طرف تھا۔وہ مگن سی اپنے بالو کو تولیے سے آزاد کرتی ڈرائیر نکال کر سکھا رہی تھی۔۔۔

نہیں حویلی مت آؤ۔میں خود پیسے لے کر ڈیرے پر آتا ہوں۔وہی ملو۔۔۔
وہ گل خان سے بات کرتے سامنے شیشے سے نظر آتے اسکے عکس کو دیکھ رہا تھا۔وہ اسے اور بھی باتیں کر رہا تھا۔۔زویا بال سکھا کر پلٹی۔وہ کمرے سے

باہر نکلنے لگی۔۔۔۔۔۔

رُکو۔۔۔۔۔۔۔کال کو بند کرتا التمش بولا۔۔وہ وہی رک گئی۔۔

زویا تم ابھی کچھ دن نیچے جانا کم کرو۔مین نہیں چاہتا اماں تمہیں کچھ غلط بولیں۔پہلے ہی تمہارے ساتھ غلط سلوک ہوتا رہا ہے۔اب تو سب اور زیادہ خفا ہیں۔سب میرا غصہ تم پر نکالیں گے۔وہ اسکے قریب آکر بولا۔

Zubi Novels Zone

کیا مطلب اب میں اس کمرے مین قید ہو جاؤ؟وہ آنکھیں پھیلاتے ہوئے بولی۔

نہیں۔بس کچھ دنوں کی بات ہے۔پلیز سمجھنے کی کوشش کرو۔پہلے ہی اتنی ٹینشن چل رہی ہے۔میں نہیں چاہتا مزید بدمزگی پیدا ہو۔وہ اسکے ہاتھوں

کو اپنے ہاتھوں میں لے کر بولا۔۔۔

مسٹر خان! صبح سب کے سامنے آپ نے اپنا فیصلہ سنایا تھا۔ میرا تو سنا ہی نہیں۔۔۔ آپ اپنے کان کھول کر سن لیں۔ مجھے نا تو آپ میں اور نا ہی اس حویلی کے لوگوں میں انٹرسٹ ہے۔ آپ نے جو کچھ میرے بھائی کے ساتھ کیا نا اسکے پیچھے میں زندگی بھر آپ کو معاف نہیں کروں گئی۔۔۔ یہ سب تماشا جس دن بند ہو گا۔ اسی دن میں اس جگہ سے چلی جاؤ گئی۔ تو اس لیے دور رہیں۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ اسکے ہاتھوں سے کھینچ کر نکالتے ہوئے بولی۔ اور صوفے کی طرف بڑھی۔۔۔

وہ نم آنکھوں سے اپنے ہاتھ دیکھنے لگا۔۔۔

اہمم میں ڈیرے پر جا رہا ہوں۔ تم نیچے مت جانا۔ وہ بنا مڑے بولا۔۔ اور

اگلے ہی پل کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

میں کبھی بھی اپنے دل کو اپنے مقصد کے درمیان نہیں لاؤں گی۔وہ اُٹھی اور الماری سے کاغذات نکالے جو حازم دے کر گیا تھا۔انہیں واپس رکھ کر وہ کمرے سے نکلی۔۔۔سب نیچے رات کا کھانا کھا رہے تھے۔۔۔

اپنے سر پر ڈوپٹہ لے کر وہ ان کی طرف آئی۔

ماشاءاللہ سب کھانا کھا رہے ہیں۔ویسے قسم سے بہت بھوک لگی ہے۔وہ مسکرا کر آگے بڑھ اور کرسی کھینچ کر بیٹھی۔سب نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔وہاں ہر بس مرد ہی بیٹھے تھے۔۔

کیا ہو گیا؟ بھوک لگی ہے تو کھاؤ بھی نا۔۔۔وہ سب کی طرف دیکھ کر

بولی۔۔۔

نیچ ذات کی تیری اتنی ہمت تو ہمارے مقابلے بیٹھے۔ماجد گلاس کو زمین پر مار کر کھڑا ہوا۔۔۔

ٹھاہ۔۔۔۔ہال مین ایک اور گلاس ٹوٹنے کی آواز آئی۔

گلاس ٹورنا مجھے بھی آتا ہے۔ہم نے ٹھیکہ نہیں لیا ہوا۔تم جیسے مردوں کے بعد کھانے کا۔بھوک لگی ہے تو کھاؤں گئی۔وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی اور چلا کر بولی۔۔۔۔۔

بیٹھو۔۔۔سب کھانا کھاؤ۔جہانگیر خان کی آواز گھونجی۔۔ماجد کرسی کو لات مارتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔

زویا بیٹھو! انہوں نے ایک دفع پھر سے کہا۔۔

زویا حیرانگی سے ان کے چہرے کی طرف دیکھا۔ جہاں کوئی غصہ نہین تھا۔ بلکہ وہ بہت آرام سے بات کر رہے تھے۔ زویا کو ہضم نا ہوا۔۔ پھر بھی وہ بیٹھی اور کھانے لگی۔۔۔۔

****

اریشہ کو جب سے پتہ چلا تھا وہ پریشان سی ہاسٹل کے کمرے میں چکر لگا رہی تھی۔۔۔

جب کرنے مین گھبراہٹ نہیں ہوئی تو اب بال کھل جانے میں کیسی شرم۔ ماہ رخ کی آواز گونجی۔۔۔۔

ماہ رخ چپ کر پہلے ہی میں بہت پریشان ہوں۔وہ غصے سے بولی۔۔۔

کیوں کس وجہ سے پریشان ہے۔ایک نا ایک دن تو سچائی کھلنی ہی تھی۔ماہ رخ دوبارہ بولی۔۔۔۔

کھلنی تھی پر ایسے نہیں۔ہمارا یہ پلین نہین تھا۔ہمارا پلین تھا۔بہت ہی عام سے طریقے سے رشتہ جائے گا۔اور گھر والے مان جائیں گے۔ہر جو حازم کے بھائی نے بتایا ہے۔سب نے انکار کر دیا ہے۔۔پتہ نہیں کیا وجہ ہو گئی۔وہ بہت پریشان تھی۔۔۔

وہ بول رہی تھی جب اسکا موبائل چیخا۔سکرین ہر نظر پڑی تو سراج لکھا تھا۔اسنے اگلے ہی پل کال اُٹھالی۔

تم پریشان مت ہو بھائی نے بولا ہے ہم کل ایک پھر جائیں گے۔اور اس دفع میں ساتھ ہی جاؤں گا۔ سراج بولا۔۔۔۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔۔اگر لالا کو پتہ چل گیا کہ ہم دونوں مح ت کرتے ہیں تو کیا ہو گا۔اگر دوسری بات کھل گئی۔تب کیا ہو گا۔۔ سراج مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔وہ ڈرے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔۔

کچھ نہیں ہو گا۔ تم پریشان مت ہو۔۔میں ہر پل کی خبر دوں گا۔۔۔ سراج نے اسے دلاسا دیا۔۔اریشہ کافی دیر اس سے باتیں کرتی رہی۔

دعا کرو لالا کو پتہ نا چلے ورنہ نا جانے ان پر کیا بیتے گئی۔ماہ رخ بولی۔۔

وہ کافی پریشان تھی۔۔یہی سوچ سوچ کر اسکی جان نکل رہی تھی اگے کیا وہ گا۔۔۔

****
*

رات کا کھانا کھانے کے بعد سب اپنے اپنے کمرے میں تھے۔کیچن میں نجمہ سب کے لیے چائے بنا رہی تھی۔رات کے نو کا وقت تھا۔التمش ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔زویا چلتی ہوئی کیچن میں آئی۔

نجمہ وہ میرے کمرے میں میری شال پڑی ہے لا دو۔ سردی بہت لگ رہی ہے۔وہ نجمہ کے برابر آکر کھڑی ہو کر بولی۔۔۔

جی باجی ابھی لائی۔وہ پلٹ کر کیچن سے باہر نکل گئی۔

جیسے ہی نجمہ نظروں سے اُجھل ہوئی۔زویا نے جلدی سے اپنے پلو میں چھائی ایک ڈبیا نکالی۔اور چائے میں اُڈھیلنا شروع کر دی۔اپنا کام پورا کر کے وہ ایک طرف کھڑی ہو گئی۔

باجی مجھے تو کوئی شال نہیں ملی۔۔۔ نجمہ کچن میں آتے ہوئے بولی۔

چھوڑو میں خود لے لوں گئی۔۔۔ تم سب کو چائے دو۔وہ مسکرا کر کہتی کچن سے باہر نکل آئی۔۔

واہ بری بات ہے۔آجکل بہت خوش دیکھائی دے رہی ہو۔وہ اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجائے جا رہی تھی۔تبھی پیچھے سے شمش کی آواز آئی۔۔۔

کیوں تمہیں میرے خوش ہونے سے کیا تکلیف ہے۔وہ پلٹ کر بولی۔۔

اجی تکلیف ہمیں نہیں ہو گئی۔تو اور کسے ہو گئی۔بہت جلد اس حویلی کی ساری باگ دور میرے ہاتھوں میں آنے والی تھی۔پر صرف اور صرف تمہاری وجہ سے یہ سب نہیں ہو پایا۔تم میری راہ میں رُکاوٹ بن گئی۔وہ غصے سے بولا۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو۔میں نے تو تم سے کبھی بات تک نہیں کی۔مین تو تمہیں ٹھیک سے جانتی بھی نہیں ہوں۔زویا حیرانگی سے بولی۔۔

مجھے نا سہی پر پنار کو تو جانتی ہو۔۔وہ چہرے پر مسکراہٹ سجا کر بولا۔۔جو کہ زویا کو زہر لگی۔۔۔

تم اسے کیسے جانتے ہو۔۔اس نے کھوجتی نگاہوں سے دیکھا۔

اپنے آدمی کو کون نہیں جانتا۔وہ میرا ہی آدمی ہے۔میں نے ہی اسے دادا جی کے کہنے پر تمہارے پیچھے لگایا تھا۔پر اس نے اپنا کام ٹھیک سے نہین کیا۔ اور میرے ہاتھوں سب نکل گیا۔۔وہ اپنے ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مکہ مارتے ہوئے بولا۔۔۔

تم سب کے سب کتنے برے کمینے انسان ہو۔کتنے گندے اور گرے ہوئے ہو۔زویا شاک سی ہو گئی تھی۔۔

ہاں ہم بہت برے ہیں۔اب جو کام پنار نہیں کر پایا۔وہ میں کروں گا۔بس تم اب دیکھتی جاؤ۔وہ دو قدم آگے بڑھ کر بولا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

میں تمہیں جان سے مار دوں گئی۔مجھے کمزور سمجھنے کی غلطی بھی مت کرنا۔
وہ اپنی انگلی اُٹھا کر وارنگ دیتے ہوئے بولی۔

ویسے ماننا پڑے گا۔ایویں التمش خان جیسے بندہ تیرے پیچھے پاگل ہوا۔تو ہے
تو کمال کی چیز کیا حسن ہے۔۔وہ زویا کے ہاتھ کر پکڑتے ہوئے بولا۔جو کی
فضا میں تھا۔

میرا ہاتھ چھوڑو گھٹیا انسان۔وہ غصے سے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے بولی۔اور
بھاگ کر سیڑھیاں چڑھنے لگی۔۔۔کمرے میں آکر اس نے اپنا دروازہ بند
کر لیا۔۔۔

آہمہ کمرے میں آتے ہی وہ زور سے چیخی۔۔۔بیڈ کے ساتھ ہی زمین پر

نیچے بیٹھتی گئی۔اپنا چہرہ گھٹنوں کے درمیان چھپالیا۔اور رونے لگ گئی۔۔

کوئی اتنا گندہ کیسے ہو سکتا ہے۔اپنے غرور میں اتنا ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ کہ صحیح غلط کی پہنچان ہی نہیں رہتی۔ جہانگیر خان کتنا ظالم انسان ہے۔مجھے نفرت ہے۔جہانگیر خان اب تم دیکھو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گئی۔ اپنے موت کے لیے بھی ترسوں گے۔جتنے گناہ آج تک کیے ہیں سب کا حساب ہو گا۔وہ روتے ہوئے بولے جارہی تھی۔۔۔ناجانے کب تک وہ یوہنی روتی رہی۔۔جب اچانک دروازے پر ہلکی سے دستک ہوئی۔وہ ایک پل کو ڈر گئی۔۔

کووون؟وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔۔

زویا میں ہوں دروازہ کھولو۔باہر سے التمش کی آواز آئی۔

وہ اُٹھی اور دروازہ کھولا۔ وہ اندر آیا۔

کیا ہوا یوں چٹکی لگا کر کیوں بیٹھی تھی۔ وہ دروازہ بند کرتے ہوئے بولا۔۔

ویسے ہی۔۔۔ وہ بنا اسکی طرف دیکھے آگے بڑھی۔۔

ادھر دیکھو تم رو رہی تھی؟ کیوں؟ وہ اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف موڑتے ہوئے بولا۔۔۔

نہیں بس وہ ایسے ہی۔۔ وہ اپنی آنکھیں صاف کرتی نظریں چُرا کر بولی۔۔۔

تمہارا بھائی اب ٹھیک ہے۔ تھوڑا تھوڑا ہوش میں بھی ہے۔ گل خان وہی ہے۔ وہ سب کا دھیان رکھ رہا ہے۔ میں تمہیں صبح وہاں لے جاؤں گا۔۔۔ وہ اسے چپ کروانے کے لیے بولا۔۔۔

پر وہ اپنا سر نیچے جھکائے رو دی۔ اپنے سامنے کھڑے انسان کے سامنے اسے اپنا آپ بہت چھوٹا محسوس ہوا۔ کیسے کچھ گھنٹوں پہلے اس نے اپنے ہاتھ چھڑواتے ہوئے کتنے تیکھے الفاظ بولے تھے۔ اور ابھی وہ ہی اسکے سامنے کھڑے ہو کر اسکے آنسوں سے پریشان ہو رہا تھا۔

زویا۔ چل یہاں بیٹھو۔ وہ اسکا صوفے پر بیٹھا کر پانی کا گلاس لے آیا۔ اور اسے پلایا۔۔

اب بتاؤ کیا بات ہے کیوں رو رہی ہو۔ کسی نے کچھ بولا۔ التمش اسکے سامنے

زمین پر بیٹھ کر بولا۔۔۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی رونا آگیا۔ پتہ نہیں کیوں ڈر لگ رہا تھا۔ بہت سارا ڈر۔ وہ اپنا دائیاں گال صاف کرتے ہوئے بولی۔۔

پاگل ہو تم ڈر کس بات کا۔۔۔۔ میں یہی ہوں۔ ہمیشہ تمہارے پاس تو ڈرنے کی کیا بات ہے۔۔ وہ ٹیشو سے اسکی دوسری گال صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔

مجھے یہاں نہیں رہنا۔ پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے۔ اس حویلی مین مجھے ایک دم سے گھٹن سی ہو رہی ہے۔۔ سب بہت برا لگ رہا ہے۔ وہ دوبارہ سے اپنا چہرہ ہاتھوں میں لیے زور سے رونے لگی۔۔۔ التمش اسکی حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا۔

وہ اُٹھا اور الماری سے شال نکالی۔

اُٹھو! چلو باہر چلتے ہیں۔ تمہیں اچھا لگے گا۔ وہ اسے کھڑا کرتے ہوئے بولا۔۔

کہاں؟ وہ کئی سوال انکھوں میں لیے بولی۔۔

ایسی جگہ جہاں صرف سکون ملے گا۔ جہاں تمہیں گھبراہٹ نہیں ہو گئی۔ وہ اسکے ارد گرد چادر پھیلاتے ہوئے بولا۔۔

زویا نے اپنے سر پر لیے ڈوپٹے کو اچھے سے چہرے کے گرد لپیٹا۔ التمش اسے لیے نیچے گاڑی کی طرف آیا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اگلے کچھ پلون مین گاڑی ہواؤں سے باتیں کرنے لگی۔۔۔

التمش نے گاڑی کے شیشے کھول دیے۔ ٹھنڈ کے موسم میں چہرے پر پڑتی ٹھنڈی ہوا۔ ایک الگ ہی سکون دے رہی تھی۔۔

اچھا لگ رہا ہے؟ وہ اسکی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔

بہت زیادہ۔۔۔۔ وہ مسکرا کر بولی۔ التمش گاڑی چلاتا رہا۔۔۔ وہ ایک گھنٹے تک بے مقصد سڑک پر گاڑی چلاتا رہا۔۔

واپس چلیں یا ساری رات یونہی گاڑی چلاتا رہوں۔ پھر نا کہنا پڑ ول ختم ہو گیا۔ وہ مسکراہٹ دبا کر بولا۔۔

ہاں چلیں واپس چلتے ہیں۔وہ ہاں میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔

زویا زندگی میں مشکلات آتی ہیں۔کبھی کبھی ایسی سچویشن بھی آتی ہیں جس مین سمجھ نہیں آتی کیا کریں۔ان حالات کا پوری ہمت کے ساتھ مقابلہ کرنا ہی ایک اصل اور باہمت انسان کی پہچان ہوتی ہے۔رونے سے زندگی میں کچھ ٹھیک نہیں ہوتا۔وہ سامنے دیکھتا ہوا سنجیدہ انداز میں بولا۔۔۔زویا کو اسکا ایک ایک لفظ اپنے اندر اترتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔کچھ ہی دیر مین وہ دونوں حویلی واپس آ گے۔۔۔

چلو وضو کرو دونوں مل کر نماز پڑھتے ہیں۔التمش واشروم سے وضو کر کے باہر نکلا تو سامنے صوفے پر بیٹھی زویا کو بولا۔وہ اُٹھی اور وضو کرنے چلی گئی۔۔

جب وہ واپس آئی تب تک التمش دو جاے نماز زمین پر بیچھا چکا تھا۔زویا نے اس کی امامت میں نماز پڑھی۔

زویا تمہیں پتہ جب میں چھوٹا تھا۔تب میری اور پھوپھو مجھے پانچ وقت کی نماز پڑھایا کرتیں تھیں۔اس حویلی میں مجھے سب سے زیادہ محبت اپنی پھوپھو سے تھی۔ تمہیں پتہ ان کے چہرے پر پتہ نہیں کیسے چمک ہوتی تھی۔ایک الگ قسم کی چمک۔ناجانے کیوں اسے اپنی پھوپھو کی یاد آگئی۔۔۔

زویا جو کہ جائے نماز اُٹھا رہی تھی۔اسکی بات پر ایک پل کو ٹھری۔۔

اب وہ کہاں ہیں؟زویا نے جائے نماز الماری میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ کافی سال پہلے وہ انتقال کر گئیں۔ التمش لمبا سانس ہوا میں چھوڑتا ہوا بولا۔

ان کی ڈیتھ کیسے ہوئی۔ زویا اب پوری طرح اسکی طرف متوجہ تھی۔۔۔

پتہ نہیں۔ خیر ان باتوں کو چھوڑو۔ تم سو جاؤ کافی رات ہو گئی ہے۔ وہ اپنا تکیہ لے کر صوفے کی طرف بڑھا۔۔

ہنہہ زویا نے اپنا سر جھٹکا اور بیڈ پر جا کر لیٹ گئی۔۔۔

التمش صوفے پر لیٹا اوپر چھت کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بہت سی دھندلی یادیں اسکے آنکھوں کے سامنے لہرائیں۔۔

ایم سوری پھوپھو! وہ نم انکھوں سے ہولے سے بولا۔۔۔۔۔۔

زویا صرف اسکے سونے کا انتظار کر رہی تھی۔آدھے گھنٹے بعد وہ آرام سے بیڈ سے اُٹھی پیروں میں چپل ڈالی۔۔کبڈ سے پیرز نکالے۔ایک نظر التمش کی طرف دیکھا۔جو کہ سو رہا تھا۔وہ بنا آواز پیدا کیے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے وہ جہانگیر خان کے کمرے میں داخل ہوئی۔وہ جانتی تھی۔سوائے التمش کے باقی سب تو اب چاہ کر بھی نہیں اُٹھنے والے۔کیونکہ سب نے جو چائے پی تھی۔اس میں بے ہوشی والی دوا تھی۔۔
ہیلو مسٹر جہانگیر! کیسے ہیں آپ۔۔۔افکورس زندہ ہی ہوں گے۔آپ کی ہڈی تو ویسے بھی بہت مطبوط ہے۔اتنی جلدی مرنے والے نہیں۔۔۔

چلیں۔ خیر مین اپنا کام کرلوں۔ وہ بیڈ کے پاس زمین ہر بیٹھی۔۔اور سائیڈ ٹیبل کو کھول کر اس میں سٹیمپ پیڈ نکالا۔۔

سوئے ہوئے جہانگیر خان کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیا اور انگھوٹھے کو سٹیمپ پیڈ پر رکھا۔اگلے ہی پل انگھوٹھے پر نیلی سیاہی لگ گئ۔زویا نے جلدی سے پیپرز پر انگھوٹھا لگایا۔جب سب پر لگالیا تو سٹیمپ پیڈ سائیڈ ٹیبل کے اندر رکھا۔۔۔

شکریہ ناناجی عُرف میرے ماں باپ اور بھائی کے قاتل۔۔اب دیکھے گا آپ کو کیسے سڑک کے کنارے لاکر کھڑا کرتی۔کل تو ویسے ہی آپ کی اس حویلی کی عزت پورے گاؤں مین نیلام ہونے والی ہے۔زویا آگے بڑھی اور جہانگیر خان کے کان کے قریب ہو کر نفرت بھرے انداز میں بولی۔ایک آنسوں گال پر بہ گیا۔۔۔

Zubi Novels Zone

وہ اُٹھی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔اپنے کمرے مین واپس آکر پیپرز کو اچھے سے چھاپا۔اور بیڈ پر آکر لیٹ گئی۔۔۔۔

وہ صبح فریش ہو کر نیچے آیا تو پتہ چلا کہ جہانگیر خان نے صبح صبح ہی اریشہ اور ماہ رخ کو لینے کے لیے ڈرائیور بھیج دیا ہے۔اسے یہ سب سن کر بہت غصہ آیا۔اپنی بہن پر اسے پورا یقین تھا۔پھر بھی اسکا دل گھبرا رہا تھا۔اندر ہی اندر حویلی کے سب لوگ پریشان تھے۔جیسے سالوں پہلے کے واقعات کہی دوبارہ رونما نا ہو جائیں۔

زویا کل رات اپنا کام مکمل کر کے بہت خوش تھی۔اب بس وہ انتظار کر رہی تھی۔کب حازم اپنا کام پورا کرے۔سبھی ناشتے کے بعد اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گے۔

زویا نائلہ کے کمرے میں آئی۔ جہاں نائلہ عثمان کو زبردستی کھانا کھلانے کی کوشش کر رہی تھی۔ پر وہ نخرے دیکھا رہا تھا۔

کیا ہوا؟ یہ کھا کیوں نہیں رہا۔ وہ مسکرا کر کمرے میں داخل ہوئی۔ حویلی مین اسے نائلہ ہی اچھی لگتی تھی۔

ہاں بہت تنگ کرتا ہے۔ بیٹھو۔ نائلہ روٹی کا نوالہ بنا کر عثمان کے منہ میں ڈالتے ہوئے بولی۔۔

نائلہ آپی اب تو ماجد مارتے نہیں نا۔۔۔ زویا جو کافی دنون سے پوچھنا چاہتی تھی۔ پوچھ ہی بیٹھی۔

ہاتھوں سے نا صحیح پر لفظوں کے جال سے وہ ہمشہ مارتے ہیں۔ اتنی تکلیف

کسی کی مار سے نہیں ہوتی جتنی اسکے سخت لہجے اور تیخے جملوں سے ہوتی ہے۔وہ چہرے پر مسکراہٹ سجا کر بولین۔ان کی مسکراہٹ میں حد درجے دکھ جھلکا۔برداشت کی وہ جھلک نظر آئی جو نا جانے وہ پچھلے کتنے سالوں سے چھپائے ہوئے تھیں۔

ایک بات پوچھوں؟زویا اپنے پاؤں بیڈ کے اوپر رکھتے ہوئے بولی۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

بولو۔۔۔

آپ کو نہیں لگتا۔اگر حویلی کی سب عورتیں ایک ہو کر حویلی کے مردوں کے غلط رویے پر آواز اُٹھائیں تو سب ٹھیک ہو سکتا ہے۔مار پیٹ گالی گلوچ بند ہو سکتا ہے۔۔

مجھے نہین لگتا لڑنے سے کوئی حل نکلنے والا ہے۔انسان کی عادت بدل سکتی ہے پر فطرت نہیں۔اور اس حویلی میں بچے وہی کریں گے جوان کے سامنے پوری زندگی ہوا ہو۔اگر ماجد کے سامنے اسکی ماں پر ہاتھ نا اُٹھایا گیا ہوتا۔تو آج وہ مجھ پر ہاتھ نا اُٹھا رہا ہوتا۔۔اگر اسکی ماں کو وہ مقام ملتا جو ایک بیوی چاہتی ہے۔تو شائد آج میں بھی اس حویلی مین سر جھکا کر نہیں سر اُٹھا کر جی رہی ہوتی۔میں نے بہت کوشش کی ماجد کی سوچ بدل سکوں۔پر اسکی نظر میں عورت صرف غلام ہے۔اسکی بات مانتے رہو سب ٹھیک رہے گا۔جیسے ہی منہ سے نا کا لفظ نکلا سب ختم۔۔۔۔۔نائلہ زویا کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔زویا کو اسکی آواز مین صدیوں کی مسافت لگی۔۔۔۔۔

تو اسکا مطلب ہے اگر صائمہ بیگم چاہتیں تو وہ اپنے بچوں کو بدل سکتی تھیں۔ ان کی تربیت کر سکتی تھی۔انہیں چاہیے تھا۔وہ اپنے بچوں کو لڑکی کی عزت کرنا سیکھائیں۔زویا سوچتے ہوئے بولی۔عثمان دونوں کو باتیں کرتا دیکھ چکے

سے کمرے سے بھاگ گیا۔۔۔

تمہیں ان کی کی گئی تربیت التمش مین نظر نہیں آئی؟ مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ جب مین اسے یوں سب کے سامنے ڈٹ جاتے ہوئے دیکھتی ہوں۔۔ جیسے اس نے اریشہ کو کالج بھیجا پھر تمہارے لیے ہر موڑ پر کھڑا ہوا۔ کیا تمہیں اسکے درمیان اور باقی سب کے درمیان فرق نظر نہیں آتا۔ نائلہ اسے کھوجتے ہوئے بولی۔۔ جو بیڈ شیٹ پر بنے ڈیزائن دیکھ رہی تھی۔۔۔

پتہ نہیں۔ مجھے لگتا ہے وہ بھی سبھی کی طرح ہیں۔ آج اگر وہ میرے ساتھ ہین تو کل کو وہ میرا ساتھ چھوڑ بھی سکتے ہیں۔ وہ ڈیزائن پر انگلی چلاتے ہوئے بولی۔ نائلہ اسے دیکھ کر مسکرا دی۔

پھر تم پاگل ہو۔جو اسکی آنکھوں میں اپنے لیے محبت،عزت نہیں دیکھ پائی۔عورت کو محبت ملے نا ملے اسے عزت کرنے والا ملنا چاہیے۔تمہیں پتہ زویا اللہ نے مرد کو عورت کا محافظ بنایا ہے۔اگر وہ محافظ خود تمہارا ہاتھ پکڑ کر روائیتوں اور اصولوں کے سامنے ڈٹ جاتا ہے۔وہ شخص بہت پیارا ہے۔اور تم سے بے انتہا محبت کرتا ہے۔تمہارے مقابل لڑنے والے تو ہزاروں مل جاتے ہیں پر تمہارے لیے لڑے والا کوئی ایک بھی بری مشکل سے ملتا ہے۔تو اگر وہ مل گیا ہے۔تو بے وجہ کے وسوسوں کو چھوڑ کر آگے بڑھو اور اسکا ہاتھ تھامو۔جیسے اس نے بری محفل میں تمہاری عزت رکھی ویسے ہی تم اسکی عزت رکھو۔اسکی محبت کی قدر کرو۔اور بدلے میں اسکو اس سے بھی بھر کر محبت دو۔۔اللہ پاک کی ناشکری مت کرو۔یہ نا ہو اتنا پیارا شخص دور ہو جائے۔۔آئی بات سمجھ۔۔۔۔۔نائلہ اسے بہت ہی پیار سے سمجھا رہی تھی۔آخرمین وہ مسکرا دی۔۔۔

زویا کواپنی سانیس رُکتی ہوئی محسوس ہوئین۔آج وہ خود ہی تو اسکی عزت کو سولی پر لٹکانے والی ہے۔اگر اریشہ غلط ثابت ہوئی تو وہ غلط ثابت ہو گا۔۔ ایک انگلی اگر اریشہ پر اُٹھی۔تو ہزار انگلیاں اسکی طرف اُٹھیں گی۔۔وہ فوراً بیڈ سے کھڑی ہو گئی۔نائلہ نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔ابھی وہ کچھ پوچھتی جب باہر سے کافی زیادہ آوازیں آنے لگیں۔

زویا اور نائلہ نیچے کی طرف بھاگیں۔

توبہ توبہ۔۔۔ہمین اتنی باتین سنانے والوں کو دیکھو خود کی بیٹیاں کیا گل چھڑے اُڑا رہی ہیں۔وہ دونوں نیچے آئی۔تو سامنے بہت سارے گاؤں والے تھے۔جن مین مرد اور عورتیں شامل تھیں۔آج تک کسی نوکر کی اتنی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ حویلی مین قدم رکھے۔

Zubi Novels Zone

یہ کیا ہو رہا ہے۔اور تم سب کو اندر آنے کی آجازت کس نے دی۔ جہانگیر خان کی آواز ہال میں گھونجی تو سب خاموش ہو گے۔۔

سر پنچ صاحب اب آپ کی آواز ناہی نکلے تو بہتر ہے۔اب آپ سے کوئی نہیں ڈرتا۔ آپ تو اصولوں، روائیتوں کے برے پکے ہیں نا۔ تو آپ نے یہ سب کیسے ہونے دیا۔ وہی پر کھڑے ایک جوان مرد نے اونچی آواز سے کہا۔۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو۔اور تم کس انداز سے بات کر رہے ہے۔۔ وہ ایک بار پھر دھاڑے۔

وہی بات کر رہا ہوں جو سچ ہے۔ آپ ایک نمبر کے دوگلے انسان ہیں۔ دوسروں کو آپ اپنی انگلیوں پر چلانا چاہتے ہیں۔ پر اپنی حویلی مین تو کیا اپنی

حویلی کی لڑکیون پر آپ کی ایک نہین چلتی۔ تبھی وہ پورے گاؤں کا نام خراب کر رہین ہین۔ وہ طنزیہ انداز مین بولا۔

یہ سب کیا ہو رہا کیسا شور ہے۔ التمش اپنے کمرے سے نکل کر نیچے آیا۔۔ سامنے اتنی بھیر دیکھ کر اسکے ماتھے پر بل پڑے۔

آئے آئے التمش خان صاحب آپ ہی کا انتظار تھا۔ بہت چاؤ سے اپنی بہنون کو شہر پڑھنے بھیجا تھا نا تو اب ان کے کارنامے بھی سن لیں۔ وہی دوسرا آدمی بولا۔۔۔

اے منہ سھنمبال کر بات کرو ورنہ منہ توڑ دوں گا۔ ماجد اسے کالر سے پکڑتے ہوئے بولا۔۔

او بھائی حد میں رہو۔ تم لوگوں کی شرافت کا نمونہ تو ہم دیکھ ہی چکے ہیں۔ اچھا ہو گا تم سب بھی دیکھ لو۔۔ یہ بول کر اسنے اپنی جیب مین ہاتھ ڈالا۔۔ دور کھڑی زویا کی دل کی دھڑکنیں بڑھیں۔ اسکے ماتھے پر پسینہ آنے لگا۔ اپنی نظروں کا رخ اسنے التمش کی طرف کیا۔ جو کہ نا سمجھی سے یہ سب سن رہا تھا۔ وہ اہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔

یہ لیں آپ بھی دیکھ لیں۔ لڑکے نے جیب سے کچھ نکال کر ماجد کے ہاتھ پر رکھا۔۔

ماجد نے انولوپ کھولا تو بہت سی تصویریں زمین پر گریں۔ جس میں اریشہ سراج کے ساتھ بیٹھی ریسٹورینٹ میں کھانا کھا رہی تھی۔ التمش نے اگے بڑھ کر زمین سے تصوریں اُٹھائیں۔

Zubi Novels Zone

ماجد نے انولوپ میں ایک پیپر نکالا۔۔۔

جسے پڑھ کر اسکا چہرہ پیلا پر گیا۔التمش نے وہ پیپر اسکے ہاتھ سے لیا اور خود پڑھنے لگا۔۔زویا کو اپنی اپنے قدم لڑکھڑاتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔

وہاں پر کھڑا ہر انسان وہ تصورین دیکھ چکا تھا۔جہانگیر خان وہی صوفے پر ڈھیے گے۔

تم لوگوں کو کیا لگتا ہے۔یہ دو بکواس بے مطلب چیزیں دیکھاؤ۔گے اور میں اپنی بہن کو قصور وار مان لوں گا۔وہ میری بہن ہے التمش خان کی۔وہ ایسی گھٹیاں حرکت نہین کر سکتی۔۔اب دو منٹ ہین تم سب کے پاس ابھی کے ابھی نکلو یہاں سے وہاں سب کے سب کے ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا۔۔وہ غصے سے بھرے لہجے مین چیخا۔

اسکے لہجے میں اریشہ کے لیے اتنا زیادہ اعماد یقین دیکھ کر سب کے سب حیران تھے۔زویا کو سمجھ نا آئی وہ کیا کرے۔باقی سب کو یقین آ چکا تھا۔اتنا کچھ بلاوجہ نہیں ہو سکتا اس مین سچائی ضرور ہے پر التمش کا یقین ویسے ہی برقرار تھا۔۔۔

سبھی گاؤں والے حویلی سے نکل گے۔وہ اپنا کام تو کر ہی چکے تھے۔۔حال میں سناٹا تھا۔کوئی کچھ نہیں بول رہا تھا۔ماجد اپنے ہاتھ مین ساری تصویرین اور پیپر پکڑے غصے سے التمش کی طرف دیکھ رہا تھا۔

تمہیں بولا تھا نا مت بھیجو۔پر تم نے تب ایک بات نہیں سنی۔اب نتیجہ دیکھ لو۔وہ دو ٹکے کے لوگ جن کی زبان ہمارے سامنے کھلنے سے عاری تھی۔آج چوڑے ہو کر ہمارے منہ پر ہی ہماری بے عزتی کر کے چلے گے۔

اور یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔ماجد غصے سے بولا۔۔۔

لالا ہمارے بہت دشمن ہیں۔کوئی بھی یہ سب کر سکتا ہے۔یہ پکچرز ایڈیٹ بھی ہو سکتی ہیں۔اور یہ پیپیرز یہ نکلی بھی ہو سکتے ہیں۔التمش اپنا لوجک دینے لگا۔

بس کر میرے بھایٔ بس کر۔۔۔اتنا یقین ٹھیک نہیں ہوتا۔اور عورت ذات تو ہوتی ہی جھوٹی ہے۔ایک دفع اریشہ کو آ لینے دے۔اسکے منہ سے تصدیق ہو جائے۔پھر جو کروں گا وہ میں کروں گا۔اس مین چاہیے اسکی جان لینا ہی کیوں نا ہو۔ماجد سخت لہجے مین بولا۔۔۔

دور خالد صاحب صوفے پر بیٹھے اپنے بائیں ہاتھ کو مسل رہے تھے۔صایمہ بیگم اپنا سر پکڑے بیٹھیں تھیں۔

زویا التمش کے پاس آئی۔اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی سے مسلا۔التمش نے مڑ کر اسے دیکھا۔

زویا کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔۔۔ تبھی باہر گاڑی رُکنے کی آواز آئی۔ اریشہ اور ماہ رخ برقع پہنے کندھے پر پرس لٹکائے اندر داخل ہوئیں۔۔۔

اریشہ کو پہلے ہی بہت ڈر لگ رہا تھا۔اب سامنے سب کو اسطرح بیٹھے دیکھ اسکا دل ایک پل کے لیے ڈوبا۔۔اپنا ٹانگیں کانپتی محسوس ہوئیں

اچھا ہوا تم آ گئی۔یہاں آ کر کھڑی ہو جاؤ۔ماجد کی آواز آئی۔اریشہ نے چہرے سے نقاب اُتارا۔اور کانپتی ٹانگیں لیے۔وہاں کھڑی ہو گئی۔

کیسی ہو؟التمش آگے بڑھ کر اسے گلے لگاتے ہوئے بولا۔۔

لالا میں ٹھیک ہوں۔پر اپ سب ایسے کیوں کھڑے ہیں۔کیا ہوا؟وہ سب کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

ہٹو میں پوچھتا ہون۔ماجد نے آگے بڑھنا چاہا۔پر التمش نے اسے وہی رُک دیا۔ماہ رخ زویا کے پاس آئی۔اور اشاروں سے معملا پوچھنے لگی۔

Zubi Novels Zone

دیکھو اریشہ یہ مت سمجھنا مجھے تم پر یقین نہیں۔مجھے خود سے بڑھ کر تم پر یقین ہے۔تم میری بہن ہو۔مجھے پتہ ہے میری بہن مجھے دھوکہ نہین دے سکتی۔وہ میرا بھروسہ نہیں توڑ سکتی۔۔پر یقین تو مجھے ہے نا۔باقی سب کو نہیں تو تم ان سب کے دل کو متمعین کرنے کے لیے مجھے کچھ سوالوں کے جواب دو۔التمش نے بہت جوڑ توڑ کر کے بولا۔۔۔تاکہ وہ ہمت نا

ہارے۔۔۔

ہمم جی لا۔۔۔لا پوچھیں۔۔۔وہ اپنے آپ کو سھنمبال کر بولی۔ کہی اسکا شک سہی تو ثابت نہیں ہونے والا تھا۔ جو وہم اسے پورے راستے ہوا تھا۔ وہ سچ تو نہیں ہونے والا تھا۔

تم سراج ملک کو جانتی ہو؟ التمش نے سوال پوچھا۔۔۔

اریشہ کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔لا لا کون۔۔۔وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔۔۔

میرے پاس اتنا وقت نہین جو تم دونوں کی بکواس پر برباد کرو۔ اریشہ مجھے

ان سب کا جواب دو۔اس تصویر مین تم لڑکے کے ساتھ کیا کر رہی ہو۔اور ان کاغذات پر تمہارے سائین ہیں کہ نہیں۔ماجد نے تصویرین اور پیپر اسکے سامنے کیا۔۔۔

اریشہ کو ایسا لگا جیسے کسی نے اسکے پاؤں کے تلے سے زمین کھینچ لی ہو۔وہ پوری کی پوری کانپ گئی۔اسنے مڑ کر صوفے کی طرف دیکھا۔جہاں سب کے سب اسکے جواب کے منتظر تھے۔پلٹ کر اسنے التمش کی طرف دیکھا۔اپنے بھائی کی آنکھوں مین اپنے لیے اتنا یقین دیکھ کر وہ ڈر گئی۔

بولو بکواس کرو۔۔۔۔ماجد چلایا۔۔۔ماہ رخ نے نفی میں سر ہلایا۔جو باتیں وہ اسے پچھلے دو مہینے سے سمجھا رہی تھی۔آج وہ سب سچ ثابت ہو رہیں تھیں۔

لالا ایک منٹ آپ یوں اس پر چلاؤ مت۔اریشہ بیٹے آپ ریلکس ہو جاؤ۔ کسی قسم کا دباؤ نہین ہے۔مجھے بتاؤ۔یہ سب جھوٹ ہے نا۔۔۔التمش نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑتے ہوئے امید بھرے لہجے میں پوچھا۔۔

لالا۔۔۔اریشہ کی آنکھوں سے آنسوں نکل گے۔

لالا کی جان بولو۔۔۔تمہارا لالا تمہارے ساتھ ہے بولو۔۔اور سب کے منہ بند کردو۔بولو اور بتاؤ سب غلط ہیں۔میری بہن کبھی غلط قدم نہیں اُٹھا سکتی۔التمش اسے ہمت دیتے ہوئے بولا۔سب کے سب اسکے جواب کے منتظر تھے۔

لالا۔۔یہ۔۔۔سب۔۔۔۔جو آپ لوگوں نے دیکھا۔۔۔۔وہ سب۔۔۔وہ سب۔۔۔سچ ہے۔اریشہ کے منہ سے الفاظ نکلے ہی تھے۔کہ کسی کے یقین

کا پہاڑ زمین پر گرا۔اسکے یقین کا سرعام قتل ہوا۔

التمش کے ہاتھ ڈھیلے ہوئے۔اریشہ کے ہاتھ اسکے ہاتھوں سے نکل گے۔ بالکل اسکے یقین کی طرح۔۔وہ وہی پر زمین پر بیٹھتا گیا۔اور بے یقینی سے سامنے کھڑی اپنی بہن کو دیکھا۔

یہ تصویریں سچی ہیں اس میں میں ہی ہوں۔ساتھ میں سراج ہے۔یہ پیپر سچ ہے۔ہم۔دونوں نے نکاح کیا ہوا ہے۔۔شہر میں بہت بار میں مل چکی ہوں۔ہم دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے ہیں۔وہ بہت اچھے انسان ہیں۔میرا یقین کریں وہ روتے ہوئے بولی۔وہی صوفے پر بیٹھے خالد صاحب جو کہ اپنا ہاتھ مسل رہے تھے۔اسکا جواب سن کر سیدھا دل پر ہاتھ رکھ لیا۔۔اور اسے مسلنے لگے باقی سب بھی بے یقینی سے اریشہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ٹھاہ۔۔۔۔وہی ماجد نے آگے بڑھ کر اسکے چہرے پر تھپڑ مارا۔

التمش بے یقینی سے زمین کو گھور رہا تھا۔اسے اپنے آس پاس بس اریشہ کے کہے ہوئے الفاظ سنائی دے رہے تھے۔زویا بھاگ کر اسکے پاس آئی اور اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

حرام خور تجھے زرا اپنے گھر والوں کی عزت کا خیال نا آیا۔سرِعام ہماری عزت کو نیلام کر دیا۔سب کے سامنے اپنے عشق عاشقی کے قصے سنا رہی ہے۔ماجد اسے تھپڑوں سے مار رہا تھا۔۔۔

آہ۔۔۔خالد صاحب کی آواز حال میں گونجی۔جو دل پر ہاتھ رکھ کر چلائے۔سب کی نظر ان کی طرف مڑی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

یا اللہ خیر کیا ہوا۔۔صائمہ بیگم روتے ہوئے بولی۔۔خالد صاحب کا چہرہ پیلا پڑ رہا تھا۔

ماجد اس بدبخت کو چھوڑ اپنے باپ کو دیکھ کیا یو رہا ہے۔صائمہ بیگم۔ چلائیں۔

ماجد نے اریشہ کو دھکہ دیا وہ اندھے منہ زمین پر گری ماہ رخ اسکی طرف بھاگی۔۔

التمش بھی اپنی ماں کی آواز سن کر ہوش کی دنیا میں آیا۔سامنے نظر اُٹھا کر دیکھا تو اریشہ گری ہوئی تھی۔اسکے چہرے پر تھپڑوں کے نشان تھے۔ ماتھے اور ہونٹ سے خون نکل رہا تھا۔التمش نے نظریں پھیر کر سامنے

دیکھا۔اپنے باپ کا اتنا برا حال دیکھ کر وہ فوراً اُٹھا اور ان کی طرف بھاگا۔۔

ماجد انہین سہارا دے چکا تھا۔التمش نے دوسری طرف سے سہارا دیے۔
دونوں نے انہیں باہر گاڑی مین بیٹھا۔

ماجد نے گاڑی چلادی۔۔اس کے ساتھ صائمہ بیگم بیٹھیں۔

التمش دوسری گاڑی میں بیٹھا جس میں جہانگیر خان اسکے ساتھ بیٹھے۔ماجد
انہین جلدی سے ہسپتال لے آیا۔۔۔

انہیں جلدی سے آئی سی یو میں لے جایا گیا۔التمش کو ابھی تک سمجھ نہیں آ
ریا تھا یہ سب کیا ہو رہا ہے۔وہ ابھی تک بلینک دماغ کے ساتھ آئی سی یو
کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھا سامنے دیوار کو بے مقصد گھور رہا تھا۔

کسی انسان پر خود سے بھر کر یقین کرنا اور اسکے بعد آسکا آپ کے یقین کو ریزہ ریزہ کر دینا۔ آپ سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت چھین لیتا ہے۔ پھر آپ کو سمجھ نہیں آتا آپ کس طرح سے ری ایکٹ کریں۔،،

****
******

اریشہ اپنے کمرے میں لیٹی رو رہی تھی اسکے ساتھ زویا نائلہ اور ماہ رخ تھیں۔ نائلہ نے کل اور آج کے سارے واقعیات بتا دیے۔

اب رونے سے کیا فائدہ جب تمہیں یہ سب کرتے ہوئے شرم نہیں آئی تو اب بھی مت رُو۔ رونا تو ان کو چاہیے جن کا یقین تم نے کرچی کرچی کیا ہے۔ زویا طنزیہ انداز میں بولی۔

میں ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی پر میرے پاس کوئی راستہ نہین تھا۔مجھے ڈر تھا کہی سب میرے خلاف ہوگے اور سراج سے میری شادی نا کی تو؟اسی لیے ہم نے نکاح کرلیا۔اور یہ سب ایسا ہی کرتے کبھی سراج کے ساتھ میری شادی نا کرتے۔اریشہ روتے ہوئے بولی۔۔

تمہیں زرا احساس نہیں ہو رہا تم نے کیا گناہ کیا ہے۔اپنے لالا کی شکل دیکھو جا کے۔وہ بندہ تمہارے یہاں نا ہوتے ہوئے بھی سب سے تمہارے لیے لڑ رہا تھا۔اور تمہیں ابھی بھی اپنی ہی پڑی ہے۔تم نا اتنے پیار اعتماد کے لائق ہی نہیں ہو۔زویا غصے سے بولی۔۔

مجھے پتہ ہے مین نے غلط کیا پر اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ان کو میری شادی اسکے ساتھ کرنی ہی پڑے گئی۔وہ کسی پاگل کی طرح بولی۔۔۔زویا کو اسکی حالت

پر شبہ ہوا۔اسے ابھی بھی اپنی شادی کی پڑی تھی۔

زویا شرم کرو وہاں اباجی ہسپتال مین زندگی اور موت سے لڑ رہے ہیں۔اور یہاں تمہیں اپنی شادی کی پڑی ہے۔دعا کرو تم اور وہ لڑکا زندہ بچ جائے۔ ماجد کو دیکھا ہے۔وہ تو تمہیں آج ہی جان سے مار دیتے۔نائلہ غصے سے بولی۔۔۔۔اریشہ روتی رہی۔

ZNZ Zubi Novels Zone

****

پانچ گھنٹے کے انتظار کے بعد جاکر کہی ڈاکٹر ائی سی یو سے باہر نکلا۔۔

ماجد اسکی طرف بڑھا۔

دیکھیں انہیں بہت سوئیر ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔خدا کا شکر ہے اب وہ صحیح ہیں۔ بس آپ دعا کریں ہوش مین آجائیں۔اور جسم کے کسی حصے پر اثر نا پڑے۔ڈاکٹر بول کر چلا گیا۔۔

صایمہ بیگم مسلسل دعائیں مانگ رہیں تھیں۔

جہانگیر خان کو اپنی آنکھوں کے سامنے آج تک کے سارے گناہ نظر آئے۔

التمش ابھی بھی ویسے ہی بیٹھا ہوا تھا۔بے حس حرکت وہ سامنے دیکھ رہا تھا۔ اسے کوئی ایموشن محسوس نہیں ہو رہے تھے۔نا غصہ نا نفرت اور نا ہی رونا ۔۔

تین گھنٹے کے مزید انتظار کے بعد خالد صاحب کو ہوش آیا۔ڈاکٹر صاحب ان کا چیک اپ کر رہے تھے۔چیک اپ کر کے وہ کمرے سے باہر نکلے وہ کافی پریشان نظر آرہے تھے۔

ماجد کو لے کر وہ اپنے کمرے میں آ گئے۔۔

مجھے جس بات کو ڈر تھا وہی یوا ہے۔آپ کے ابا اب زندگی بھر دوبارہ چل نہین ہائیں گے۔ان کی طبعیت اچانک خراب نہیں ہوئی۔ایسا نظر آرہا ہے۔وہ پچھلے کافی دنوں سے پریشان تھے۔اور آج ان کو ہاٹ اٹیک ہو گیا۔ ہاٹ اٹیک کافی سوئیر تھا۔یہ تو بہت شاک کی بات ہے کہ ان کی جان بچ گئی۔میں نے پورا چیک اپ کیا تو پتہ چلا وہ چل نہین پائیں گے۔آپ کو ان کی ہمت بنا پڑے گا۔ان کا حد سے زیادہ خیال رکھنا پڑے گا۔ان کو ٹینشن سے دور رکھنا ہو گیا۔ہم کل تک ان کو اپنے پاس انڈر ابزویشن رکھین گے

پھر آپ انہین لے کر جا سکتے ہیں۔ڈاکٹر نے تفصیل سے بتایا۔۔

ماجد سن کر باہر آ گیا۔ایک ایک کر کے سب ان سے مل رہے تھے۔ماجد نے جہانگیر خان اور التمش کو سب بتایا۔جسے سن کر وہ بہت پریشان ہو گے۔۔

رات کو وہاں پر صرف اہک آدمی رک سکتا تھا تو ماجد رک گیا باقی سب ہسپتال سے واپس آ گے۔

****

حویلی مین مکمل خاموشی تھی۔سب آج کے واقع کو ھضم نہین کر پا رہے تھے۔التمش بھاری قدموں سے چلتا ہوا اپنے کمرے میں آیا۔شانوں پر

پھیلائی شال کو اسنے اتار کر بیڈ پر پھینکا۔اپنی قمیض کے سامنے کے دو بٹن کھولے بازوں سے کف کو فولڈ کیا۔۔۔وہ مزید کھڑا نارہ سکا اور وہی زمین پر بیٹھتا گیا۔۔۔

زویا گاڑی کا ہارن سن چکی تھی۔وہ فوراً اریشہ کے کمرے سے باہر نکلی اور اپنے کمرے میں آئی۔۔سامنے زمین پر بیڈ سے ٹیک لگائے التمش پر نظر پڑی۔وہ کافی بکھرا نظر آرہا تھا۔

مسٹر خان آپ ٹھیک ہیں۔وہ آہستہ سے دروازہ بند کر کے اسکے پاس آکر بیٹھ کر بولی۔۔

التمش نے نگائیں اُٹھا کر اسے دیکھا۔زویا کو اسکی انکھوں میں ویرانی ہی ویرانی نظر آئی۔اسکو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا وہ زیادہ دیر اسکی انکھوں

میں نا دیکھ سکی۔۔۔

آپ ٹھیک نہیں ہیں۔مین پانی لے کر آتی ہوں۔وہ اُٹھی اور شائیڈ ٹیبل کی طرف بڑھنے لگی۔۔جب اسے اپنی کلائی کسی کے ہاتھ مین محسوس ہوئی۔

زویا مت جاؤ۔آئی نیڈیو۔اسکی کلائی التمش نے پکڑی ہوئی تھی۔وہ نم آواز میں بولا۔۔وہ پلٹی اور دوبارہ اسکے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

Zubi Novels Zone

التمش اگے بڑھا اور اسے سینے سے لگالیا۔زویا کو اس کی بالکل بھی توقع نہیں تھی۔وہ اسے سینے سے لگائے ٹوٹ کر رویا۔بالکل کسی بچے کی طرح۔بالکل ویسے جیسے اسکا یقین ٹوٹا تھا۔وہ آج تک کسی کے سامنے ایسے بکھر کر نہین رویا جیسا وہ اسکے سامنے رویا۔

زویا کو اسے سھنمبالنا مشکل ہو گیا۔اسکی ہچکیوں سے اسے خود کی جان نکلتی

محسوس ہوئی۔اس سب مین وہ خود کو قصوروار سمجھ رہی تھی۔یہ سب اس کی وجہ سے شروع ہوا تھا۔

یوں ہٹھکے کٹے آدمی کا اسکے سامنے رونا اسے بھی رُلا گیا۔جِسے ہمیشہ مظبوط، اور خود کا محافظ بنتا دیکھا۔آج اسے یوں روتے دیکھنا اسکے لیے مشکل بن رہا تھا۔

التمش۔۔۔۔ریلکس ایسے مت کریں آپ کی طبعیت خراب ہو جائے گئی۔۔وہ اسے علحیدہ کرتے ہوئے بولی۔اسکی نظر التمش کے چہرہ پر پڑی۔ رونے کی وجہ سے اسکا چہرہ لالا ہو گیا تھا۔آنکھیں مین لال ڈوریاں تیر رہیں تھیں۔وہ ایک دم کھانساز ویانے جلدی سے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اسکے لبوں سے لگا۔

جسے وہ ایک ہی گھونٹ مین پی گیا۔ہاتھ میں پکڑے گلاس کو اس نے ہاتھ میں اتنے زور سے دبایا کہ کانچ کا گلاس چھن کی آواز سے ٹوٹ کر اسکے ہاتھ کو خون آلودہ کر گیا۔۔

التمش کیا کر رہے ہیں۔پاگل ہو گے ہیں زویا چلائی۔التمش ہاتھ کو سامنے کر دیکھنے لگا۔

زویا اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے روتے ہوئے کانچ کے ٹکڑے نکالنے لگی۔

بالکل ان کانچ کے ٹکڑوں کی طرف میں ٹوٹا ہوا ہوں۔اور ایسی ہی چھبن میرے اندر ہو رہی ہے۔وہ اپنے سینے پر دوسرا ہاتھ مارتے ہوئے درد بھرے لہجے میں بولا۔زویا نے کانچ کے ٹکڑے نکال کر اسکے ہاتھ پر اپنا دوپٹہ باندھا۔سامنے دیکھا تو التمش پیچھے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔آنکھ کے

کناروں سے آنسو ں ابھی بھی بہ رہا تھا۔

التمش آپ پلیز ایسے مت روئیں۔ مجھے کچھ ہو رہا ہے۔ آپ باتیں اپنے اندر نا رکھیں آپ جو بھی فیل کر رہے ہین مجھے بتائیں۔ پلیز وہ روتے ہوئے اسکے آنسوں پونچھتے ہوئے بولی۔۔

زویا آج التمش خان نہیں ایک بھائی رو رہا ہے۔ وہ بھائی جس نے کبھی اپنی بہن کو کسی کام سے نہین رُکا۔ اسکی ہر ضرورت کو پورا کیا۔ اسکے لیے سب سے لڑا۔ کیوں؟ کیونکہ اس بھائی کو اس پر ہقین تھا۔ کہ کچھ بھی ہو جائے میری بہن میری بہن کبھی کچھ غلط نہین کر سکتی۔ آج اسی بہن نے کھینچ کر ایک تھپڑ میرے منہ پر مارا ہے۔ کہ بھائی تم پاگل ہو جو مجھ جیسی بہن پر یقین کر رہے تھے۔ تم تو بے وقوف ہو۔ وہ ٹوٹتے بکھرے لہجے میں اسکی طرف دیکھ کر بولا۔ زویا اسکے الفاظ سن کر رو دی۔۔۔

تم بتاؤ۔میرا کیا قصور تھا؟اپنی بہن پر یقین کرنا میرا قصور تھا؟یا سب کے سامنے اسکے حق کے لیے لڑنا میرا قصور تھا؟میرے جیسا بے وقوف بھی کوئی نہیں ہو گا۔سب آنکھوں کے سامنے تھا پھر بھی میں نے اس پر یقین کیا۔اسکے پیچھے اسکے کردار کی گواہی میں دے رہا تھا۔کتنا برا گدھا لگ رہا ہوں گا۔وہ خود پر ہنستے ہوئے بولا۔

آپ غلط نہیں ہیں۔اسکو آپ کے بھروسے کی قدر نہیں۔زویا کو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا التمش کو کیا بولے۔

تم نے اس نکاح نامے پر تاریخ دیکھی۔ایک سال زویا وہ ایک سال پہلے نکاح کر کے آئی تھی۔پچھلے ایک سال سے وہ ہم سب کو دھوکہ دے رہی تھی۔اور وہ تصویریں دیکھیں۔میں نے جو اسکو ہمیشہ پردے میں رکھا۔

کبھی کسی کی نظر نہیں پڑنے دی۔وہ اس ریسٹورینٹ میں کس انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔اور اور ارے دو دن پہلے ہی تو اسے خود فون دے کر آیا تھا۔یہ تو مجھے پتہ ہی نہیں تھا۔اسکے پاس تو پہلے سے ہی فون تھا۔کبھی اس پر نظر نہیں رکھی۔کیا کر رہی ہے۔ہمیشہ سب سے لڑ کر اپنی بہن کو سپوٹ کیا۔وہ جیسے ایک ایک بات یاد کر کے درد بھرے انداز مین دھرا رہا تھا۔

آپ ایسی باتیں مت کریں۔طبعیت خراب ہو جائے گئی۔اُٹھیں سونے کی کوشش کریں۔زویا کو اسکی باتیں سن کر اپنے کیے ہوے عمل دیکھ رہے تھے۔وہ شائد اسکو چپ کروانا چاہتی تھی۔تاکہ اسکا ضمیر چپ ہو جاے۔

سو جاؤ۔ہاہا۔۔۔ابھی تو سالوں کی نیند سے جاگا ہون۔ابھی کہاں نیند آئے گئی۔۔وہ ہنستے ہوئے انداز میں بولا۔۔اور ایک دم چپ ہو گیا۔۔۔

ایک بات پوچھو۔۔۔جب وہ کافی دیر تک نا بولا۔تو زویا نے سوالیہ انداز میں کہا۔اسنے اسکی طرف دیکھا۔جیسے اجازت دی ہو پوچھو کیا پوچھنا چاہتی ہو۔۔

اب آپ کیا کریں گے۔میرا مطلب ہے۔اریشہ کے ساتھ کیا سلوک ہو گا۔کیا اسکو سزا کے طور پر مارا۔۔۔۔زویا آخر میں آکر چپ ہو گئی۔۔

صبح اسکا فیصلہ ہو گا۔اور اب تم دوبارہ کبھی بھی اسکا نام میرے سامنے مت لینا۔وہ سخت لہجے میں بولا۔۔اسکی آواز کی سختی کو محسوس کر کے زویا کو ڈر لگا۔۔۔وہ اُٹھا اور صوفے پر جا کر لیٹ گیا۔

آپ بیڈ پر سو جائیں۔وہ اُٹھی اور اسکے قریب آکر بولی۔

جا کر سو جاؤ۔اپنی آنکھوں پر بازو رکھ کر وہ بولا۔جیسے یہ اشارہ ہو کہ اب مزید بات نہیں ہو گئی۔۔

زویا پلٹی اور الماری میں سے اپنا سوٹ نکالا۔جو کہ کڑھائی کے بغیر تھا۔اور وہی اپنا موبائل نکال کر کپڑوں مین چھپا کر واشروم میں گھس گئی۔

واشروم کا دروازہ بند کیا۔اور دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔

موبائل کل کا آن ہی تھا۔بس سائیلنٹ پر لگا ہوا تھا۔اسنے حازم کے نمبر پر کال ملائی۔

ہیلو !جانے من بتاؤ وہاں کی نیوز۔کتنا مزہ آیا یوں ان کی عزت کو نیلام ہوتے دیکھ۔میں نے بولا تھا نا ایسا وار کروں گا۔ترپ اُٹھیں گے۔اگے سے

کال اُٹھاتے ہی حازم ہشاش بشاش لہجے میں بولا۔۔۔

حازم۔۔۔زویا اسکا نام لے کر رونے لگ گئی۔روتے ہوئے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تاکہ آواز باہر نا جائے۔

زویا کیا ہوا؟ تم رو کیوں رہی ہو؟ کہی ہم پکڑے تو نہیں گے؟ حازم فوراً بولا۔۔وہ اسکی آواز سن کر کافی پریشان ہو گیا۔

نہیں سب پلین کے مطابق ہوا۔پر مجھے خود سے بہت شرم آرہی ہے۔میں اتنا کیسے گرِ سکتی ہوں۔اریشہ نے جو بھی کیا مجھے اسکی عزت ایسے نہیں اچھالنی چاہیے تھی۔وہ روتے ہوئے اہستہ آواز میں بولی۔۔۔

واٹ! زویا کیا تم پاگل ہو چکی ہو۔یہ سب کیا سوچ رہی ہو۔تم نے کچھ غلط

نہین کیا۔ وہی ہوا جو بعد میں بھی کھل ہی جانا تھا۔ اگر آج اریشہ کی بات نا کھلتی تو کبھی تو کھلنی ہی تھی۔ تو اس میں۔ تمہاری کیا غلطی ہے۔ ریلکس ہو جاؤ۔ حازم اسے سمجھانے لگا۔۔۔

نہیں حازم میں نے غلط کیا۔ وہ دوبارہ روتے ہوئے بولی

زویا پہلے تو چپ کر کے میری بات سنو اور سمجھو ہم نے جو بھی کیا اس جہانگیر خان کو سبق سیکھانے کے لیے کیا۔ اور اب تو ہم اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو چکے ہیں۔ اسکی عزت کا جنازہ تو نکل ہی چکا ہے۔ اسکا غرور تو مٹ ہی چکا ہو گا۔ اب تو بس اسکے ہاتھ سے پراپرٹی لے کر اسے بے بس کرنا ہے۔ ہمارے آخری وار پر وہ پورا ٹوٹ جائے گا۔ اور سالوں سے ہم انہی دنوں کا انتظار کر رہے تھے۔ حازم اسے دوبارہ سے اپنی جیت کی بات سنانے لگا تا کہ وہ ٹھیک ہو۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

حازم وہ سب تو ٹھیک ہے پر اس سب میں بلاوجہ التمش گھسیٹے جا رہے ہیں۔ آج جہانگیر خان تو پتہ نہیں پر التمش کا اپنی بہن پر مان اور غرور کا قتل ضرور ہوا ہے۔اور یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔ تمہیں پتہ آج جب وہ میرے سامنے ٹوٹے نا۔مجھے ایسا محسوس ہوا۔جیسے میرا کوئی گلا دبا رہا ہے۔مجھے محسوس ہوا۔جیسے سانس نہیں آ رہا ہو۔وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔کال کی دوسری طرف حازم کا دماغ چکرا کر رہ گیا۔۔

زویا اس مین ایسا کیا دیکھ گیا جو تمہیں اسکے لیے اتنا درد ہو رہا ہے۔تم سالون کی محنت کے بعد ملنے والے پھل کی مٹھاس کو محسوس ہی نہیں کر پا رہی۔۔ حازم ٹھنڈے لہجے میں بولا۔۔

وہ اچھے انسان ہیں۔مجھے لگتا تھا حویلی کے سارے مرد ایک جیسے ہیں پر وہ

ویسے نہیں ہین۔وہ مختلف ہیں۔وہ بہت مخلص ہیں۔انہوں نے کبھی اس حویلی میں مجھے اکیلا نہیں ہونے دیا۔ہمیشہ میرے لیے لڑے۔میں بہت بری ہوں میں نے خود ہی اپنے شوہر کو بیچ محفل مین رسوا کردیا۔وہ روتے روتے روانگی میں ناجانے کیا کیا بول گیی۔۔۔چپ تو اسے تک لگی جب فون میں حازم کے چیخنے کی آواز آئی۔۔

زویا چپ ایک دم چپ۔۔۔۔ تمہیں کوئی حق نہیں بنتا۔اپنے منہ سے میرے علاوہ کسی اور کے لیے ایسے الفاظ نکالو۔حازم شوہر کا لفظ سن کر چلایا۔۔۔۔

زویا ایک دم سے ہوش مین آئی۔۔۔

میں نے ایسا کیا بولا۔۔اسے اندازہ ہی نا ہوا روانگی میں وہ کیا بولا گئی۔۔

شوہر تم نے اسے شوہر کیسے مان لیا بولو۔۔۔۔ تم میری منگیتر ہو۔ تم ایسا کیسے کر سکتی ہو۔ تمہارے دلوں دماغ مین صرف حازم ہونا چاہیے۔وہ چلایا اور فون سے کانچ کے ٹوٹنے کی آواز آئی۔۔۔زویا آج پہلی بار حازم کے لہجے میں اپنے لیے اتنی جنونیت کو صاف طور پر محسوس رہی تھی۔۔

اتنا چِلا کیوں رہے ہو؟ وہ اپنے آنسوں صاف کر کے بولی۔

Zubi Novels Zone

تم نا بس اب تیاری کرو۔بہت جلد مین اس ناٹک کا پردہ گرِانے والا ہوں۔ اب مزید میں تمہیں وہاں رہنے کی آجازت نہین دوں گا۔تم میری ڈھیل کا ناجائز فائدہ اُٹھا رہی ہو مین نے کئی دفع بولا تھا اس (گالی) سے دور رہو۔پر میڈم جی نے اسے شوہر بھی مان کیا۔زویا احمد ایک بات جان لو۔میری چیز پر اگر کوئی حق جمائے گا تو اسکو رستے سے ہٹانے مین مجھے دو منٹ نہیں لگیں

گے۔تم میری ہواور میری ہی رہو گئ۔وہ غصے سے بولا اور آخرمین کال بند کردی۔زویا اسکے لفظوں کو سن کر شاک ہو گئ۔۔۔۔

اپنے آپ کو سھنمبال کر وہ چینج کر کے کمرے مین آئی۔تو التمش ویسے ہی لیٹا ہوا تھا۔زویا بیڈ پر آکر بیٹھ گئ۔۔اسے کسی طور سکون نہیں مل رہا تھا۔ یہی تو وہ چاہتی تھی۔اور آج جب سب پورا ہو رہا اس کا خواب اسکا بدلہ پورا ہو رہا تھا تو اسے یہ بے سکونی محسوس ہو رہی تھی۔رات کے تین بج گے۔پر اسے کسی طور نیند نہین آرہی تھی۔وہ بار بار کروٹ بدل رہی تھی۔
دوسری طرف التمش بھی سو نہیں پا رہا تھا۔وہ انکھیں کھولے اوپر چھت کی طرف نا جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔

****

****

اریشہ سے اسکا فون چھین لیا گیا تھا۔ سراج کافی پریشان تھا۔ وہ کل سے بہت بار کال ملا چکا تھا پر آگے سے موبائل پاور آف ہی ملتا۔۔

ڈیڈ مین ایسا بالکل نہین ہونے دوں گا۔ وہ کیسے یہ سب بول سکتی ہے۔ حازم رات کے اس پہر سلطان صاحب کے ساتھ سٹڈی روم میں موجود تھا۔ زویا سے بات کرنے کے بعد وہ اپنے کمرے کا براحشر کر کے اب سلطان صاحب کو سب بتا رہا تھا۔۔

دیکھو حازم زیادہ مت سوچو۔ زویا دو مہینوں سے رہ رہی ہے۔ تھوڑی اٹیچ منٹ ہو گئی ہو گی۔ ایسا ہو جاتا ہے۔ تم فکر مت کرو۔۔ سلطان صاحب نے اسے سمجھانا چاہا۔

ڈیڈ آپ نے بچپن میں اسکا ہاتھ میرے ہاتھوں مین دے کر بولا تھا اب یہ تمہاری ہے۔ تو بتائیں۔ میری ہونے والی بیوی کے منہ سے اسکے سابقہ منکوحہ کی تعریفین سن کر میرے دل پر کیا گزر رہا ہو گا۔ پچھلے بارہ سالوں سے میں اسے پیار کرتا ہوں۔ جب یہ تصور کرتا ہوں وہ کسی اور کے نام پر ہے۔ اسکے نام کے ساتھ کسی اور کا نام جُڑا ہوا ہے۔ جہاں میرا نام ہونا چاہیے تھا وہاں اس کمینے التمش کا نام ہے۔ یہ سوچ آتے ہی دل پر خنجر چھبتے ہیں۔ من تو کرتا ہے ابھی کے ابھی اس التمش کا قتل کر آؤں۔ وہ غصے سے پاگل ہوتے ہوئے بولا۔۔۔

سلطان صاحب سامنے صوفے پر بیٹھے اسکا پاگل پن دیکھ رہے تھے۔ وہ جانتے تھے۔ وہ زویا کے نام پر کتنا جنونی ہو جاتا ہے۔۔

ڈیڈ اب اریشہ کا بھانڈا پھوڑ دیانا۔ پیپرز بھی سائن ہو گے۔ اب جلدی سے

کام ختم کریں۔میں مزید یہ سب برداشت نہیں کر سکتا۔

حازم تم جانتے ہو۔جب ہم تاش کے پتوں کوایک دوسرے کے اوپر کھڑے کر کے ایک عمارت بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔تو ہم پہلے بہت آہستہ آہستہ صبر تحمل کے ساتھ پتے کے اوپر پتے رکھتے ہیں۔پھر آخر میں جب صرف ایک پتہ رہ جاتا ہے۔ہم بہت۔ایکسائیٹڈ ہو جاتے ہین۔کہ اب تو یہ عمارت بن ہی گئی۔اب ہمین کوئی نہیں رُک سکتا۔اور ہم اسی خوشی ہر براہٹ میں اس آخری پتے کورکھتے جلد بازی کر دیتے ہیں۔اور رکھتے وقت ہم دوسرے پتے کو ہلا دیتے ہیں۔اور پھر کیا ہوتا ہے؟ ہنم۔۔۔ ساری کی ساری عمارت نیچے گر جاتی ہے۔ہمارا سارا صبر ساری محنت زمین پر بکھرے پتوں کی طرف بکھر جاتی ہے۔برباد ہو جاتی ہے۔اور ہم یہی سوچ رہے ہوتے ہیں۔کاش اس آخری پتے کو بھی سوچ سمجھ کر ہاتھوں کا بیلنس بنا کر رکھتے۔تو محنت ضائع نا جاتی۔تم بھی وہی کر رہے ہو۔اتنے

سالوں کی محنت کو یوں غصے اور جلد بازی میں برباد کرنا چاہتے ہو۔ دلطان صاحب جو کب سے اسے سن رہے تھے۔اسکے برابر کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔۔۔حازم نے سر جھکا دیا۔۔۔

واہ واہ۔۔۔۔بہت اچھے مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا۔یہاں تو تاش کے بتوں سے عمارتیں بن رہی ہیں۔جہاں ہر پتہ کسی ایک کی زندگی ہے۔آپ کے ان پتوں میں اریشہ اور میں بھی ہیں۔۔۔سراج جو کب سے باہر کھڑا ہو کر سب سن رہا تھا۔آخر برداشت نا کر پایا۔اور تالی بجاتا کمرے مین داخل ہوا۔ سلطان صاحب اور التمش اسے یوں سامنے دیکھ کر ایک پل کے لیے گھبرا گے۔

تم اتنی رات کو جاگ کیوں رہے ہو؟ حازم نے اسے ڈانٹے ہوئے کہا۔

اومائی گاڈ! مجھے اتنا تو پتہ تھا۔اپ سب کچھ نا کچھ تو کر رہے ہو۔اور زویا کو کسی گاؤں میں بھیجا ہوا ہے۔بہت بار میں نے آپ دونوں کے منہ سے بدلے کی باتیں سنی۔اب سمجھ آرہا ہے۔آپ جو اتنی جلدی میری شادی کے لیے مان گے اسکے پیچھے یہ سب چال تھی۔آپ کو اریشہ کے گھر والوں سے بدلہ لینا تھا۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔یہ سب کیا سن اور دیکھ رہا ہے۔

سلطان صاحب اور حازم چپ رہے۔

کم از کم اپنے اس گندے کھیل میں اریشہ کو تو نالاتے۔وہ طنزیہ انداز میں بولا۔۔

گندھے کھیل ہاہاہا تو جو پچھلے ایک سال سے اس لڑکی سے نکاح کر کے بیٹھا

ہے وہ ٹھیک ہے؟ تونے ہم سب کو دھوکہ دیا وہ ٹھیک ہے؟ حازم مزید چپ نا رہ سکا اور طنزیہ انداز میں بولا۔

نکاح۔۔آپ کو کیسے پتہ چلا۔ کہی آپ نے اسکے گھر میں یہ بات تو نہیں کھول دی۔اسی لیے کل سے اسکا فون بند جا رہا ہے۔ سراج نے شاکیہ انداز میں کہا۔

ہاں کھولا تو؟ حازم اکڑتے ہوے بولا۔

بھائی آپ کو زرا شرم نہیں آ رہی۔آپ نے ایسا کیوں کیا؟ وہ زور سے چیخا۔ رات کے سناٹے میں اسکی آواز پورے گھر میں گھونجی۔

تم اگر چھپ کر نکاح کر سکتے ہو تو میں اسے سب کے سامنے کھول بھی

نہیں سکتا؟ حازم بھی اسی طرح چِلایا۔ سلطان صاحب ایک طرف کھڑے بس سن رہے تھے۔۔

حمیدہ بیگم اتنا شور سن کر کمرے سے باہر نکل تو سٹڈی روم میں حازم اور سراج کو لڑتے پایا وہ فوراً وہاں پہنچیں۔

کیا ہوا؟ اتنی رات کو کیوں لڑ رہے ہو؟ وہ حیرانگی سے بولیں۔

آپ کے شوہر اور بیٹے نے اپنے بدلے کی آگ میں آپ کے دوسرے بیٹے کو قربان کیا ہے۔ وہ طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔ حمیدہ بیگم نے نا سمجھی میں ان تینوں کی طرف دیکھا۔

تم ماما کو یہ بھی بتاؤ۔ اس لڑکی سے پہلے ہی نکاح کر چکے ہو۔ حازم بھی بھرپور

طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔

کیا؟ سراج یہ میں کیا سن رہی ہوں؟ حمیدہ بیگم نے غصے سے پوچھا سیرت اور منت بھی اتنا شور سن کر اپنی آنکھیں مسلتیں نیچے آ گئیں۔

ماماوہ۔۔۔ سراج ہکلایا۔

ٹھاہ۔۔۔ حمیدہ بیگم کا ہاتھ اُٹھا اور سراج کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔ وہ دوبارہ مارنے کو بڑھیں۔۔

ماما کیا کر رہین ہیں؟ منت نے آگے بڑھ کر حمیدہ بیگم کو رُکا۔

سراج میری نظروں کے سامنے سے دفع ہو جاؤ۔ حمیدہ بیگم چلائیں۔ آج

پہلی بار سب نے حمیدہ بیگم کو اتنے غصے میں دیکھا تھا۔

سراج گردن جھکائے وہاں سے نکل گیا۔۔۔

بھیوڑ کو اتنی رات کو کہاں جا رہے ہو؟ سراج داخلی دروازے کی طرف بڑھا تو سیرت اسکے پیچھے بھاگی۔ پر وہ بنا اسکی سنے اپنی بائیک لے کر گھر سے نکل گیا۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

حازم بھی مزید وہاں کھڑا نا رہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

منت مین گیٹ بند کرو۔ اور تم دونوں جا کر اپنے کمرے مین سو جاؤ۔ جس کو گھر سے باہر رہا ہے رہے۔ جاؤ حمیدہ بیگم نے دونوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ منت اپنی ماں کو اتنے غصے مین دیکھ کر بنا کچھ بولے دروازہ بند کرتی سیرت

کو کمرے میں لے گئی۔

اب وہاں پر حمیدہ بیگم اور سلطان صاحب ہی کھڑے تھے۔۔۔

آپ کے اس بدلے کے گندے کھیل میں اگر میرے بچوں پر کوئی مصیبت آئی۔ تو خدا کی قسم سلطان ملک میں بخشوں گئی نہیں۔ حمیدہ بیگم انگلی اُٹھا کر وارنگ دیتے ہوئے بولیں اور اگلے ہی پل وہاں سے نکل گئیں۔

Zubi Novels Zone

حمیدہ بیگم میرے اس کھیل میں اگر تم نے اپنی ٹانگ اڑانے کی کوشش کی تو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دوں گا۔ اور کسی کو پتہ بھی نہین چلے گا۔ ہاہاہا
سلطان صاحب ان کے جانے کے بعد وہاں پڑے سٹڈی ٹیبل پر بیٹھے اور پیپر ویٹ گھماتے ہوئے بولے۔

****

****

سب نے برائے نام ناشتہ کیا۔اسکے بعد حویلی کے سب فرد جہانگیر خان کے کمرے میں موجود تھے۔

آپ سب کو کیا لگتا ہے۔جو کچھ کل ہوا اسکا حل کیا ہو سکتا ہے؟ جہانگیر خان بیڈ پر بیٹھے سامنے سب کو دیکھ کر سوالیہ انداز میں بولے۔

فیصلہ کیا ہونا ہے۔میں تو کہتا ہوں ایسے بہنوں کا قتل کر دینا چاہیے۔ماجد جو کہ ابھی ابھی ہسپتال سے واپس آیا تھا۔کمرے میں لگی بیٹھک پتہ چلا تو فوراً وہاں پہنچا۔

ماجد کیوں دل کو دہلانے والی باتیں کر رہے ہو۔سہیل صاحب بولے۔

جو کل ہوا اس سے تو اچھی ہی بات کر رہا ہوں۔ماجد قمیض کے کف فولڈ کرتے ہوئے بولا۔

تمہارا باپ ہسپتال مین ہے اور تم یہاں مارنے وارنے کی باتیں کر رہے ہو۔رفاقت صاحب غصے سے بولے۔

واہ چاچا آپ کو بری میرے باپ کی فکر ہو گئی۔کل سے ہسپتال مین پاؤں تو رکھا نہین برے آئے۔اور دادا جی جتنی بے عزتی ان دو دنوں مین ہو چکی ہے اس حساب سے میں تو کہتا ہوں۔اگر گاؤں میں واپس اپنا مقام بنانا چاہتے ہو تو ان دونوں کو سارے گاؤں والوں کے سامنے سزا دو۔تاکہ دوبارہ کوئی ایسی حرکت کرنے کی کوشش نا کرے۔ماجد رفاقت صاحب کو دوٹوک سنا کر رخ جہانگیر صاحب کی طرف موڑ گیا۔صایمہ بیگم نے

حیرانگی سے ماجد کی باتیں سنی۔ چاہے اریشہ نے جو بھی کیا تھا پر وہ ان کی بیٹی تھی۔۔

واہ چاچا آپ کو بری میرے باپ کی فکر ہو گئی۔ کل سے ہسپتال میں پاؤں تو رکھا نہیں برے آئے۔ اور دادا جی جتنی بے عزتی ان دو دنوں میں ہو چکی ہے اس حساب سے میں تو کہتا ہوں۔ اگر گاؤں میں واپس اپنا مقام بنانا چاہتے ہو تو ان دونوں کو سارے گاؤں والوں کے سامنے سزا دو۔ تا کہ دوبارہ کوئی ایسی حرکت کرنے کی کوشش نا کرے۔ ماجد رفاقت صاحب کو دوٹوک سنا کر رخ جہانگیر صاحب کی طرف موڑ گیا۔ صائمہ بیگم نے

حیرانگی سے ماجد کی باتیں سنی۔ چاہے اریشہ نے جو بھی کیا تھا پر وہ ان کی بیٹی تھی۔۔

ماجد لالا اس حساب سے تو آپ کو پہلے سارے گاؤں کیا سارے شہر کے

سامنے پھانسی پر لٹکانا چاہیے۔ کیونکہ آپ نے ایک ناجائز رشتہ رکھا اور اوپر سے اس لڑکی کا بے رحمی سے قتل بھی کیا۔ کمرے کے دروازے پر کھڑا التمش ماجد کی ساری بات سننے کے بعد بولتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اسکے پیچھے ہی زویا بھی داخل ہوئی۔ جسے دیکھ کر کئی چہروں پر نفرت بکھری۔۔

تمہاری اس بکواس کا مطلب؟ مجھ پر طنز کرنے سے پہلے یاد کرو۔ جس دن تم اریشہ کو شہر بھیجنے کے لیے بحث کر رہے تھے اس دن ہم سب نے تمہیں بہت رُکا پر تم تو کسی کے کہنے پر اس حویلی کی عورتوں کے مسیحا بن کر سامنے آ رہے تھے۔ سارا بھروسہ ختم ہو گیا۔ بڑے آئے بہن کے بھائی۔۔۔ ماجد بھرپور طنزیہ انداز میں جواباً بولا۔ التمش نے اسکے سخت جملے سن کر اپنے ہاتھ کی مُٹھیاں بھینچ لیں۔ اور اپنا رخ باقی سب کی طرف کیا۔

میں جو کہنے والا ہوں ہو سکتا ہے آپ سب کو پسند نا آئے پر میری بات سمجھنے

کی کوشش کیے گا۔اس نے اپنی بات شروع کرنے سے پہلے سب کی طرف دیکھ کر کہا۔۔

زویا جاؤ اریشہ کو لے کر آؤ۔التمش نے خود پر ضبط کر کے زویا کی طرف دیکھ کر کہا۔زویا نے ناسمجھی سے اسکی طرف دیکھا جیسے وہ اسکے ارادے سمجھنا چاہتی ہو۔پر سامنے والے کے چہرے اور آنکھوں میں صرف سنجیدگی ہی دیکھائی دی۔وہ ہاں میں سر ہلا کر وہاں سے نکل گئی۔ تھوڑی دیر بعد اریشہ اور ماہ رخ زویا کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئیں۔سب نے نفرت سے اریشہ کی طرف دیکھا۔کل اس واقع کے بعد وہ اب سب کے سامنے آرہی تھی۔

کانپتی ٹانگوں کے ساتھ وہ چلتی ہوئی ایک طرف کھڑی ہو گئی۔آنکھیں اُٹھا کر سب کی طرف دیکھا سب کے چہروں پر اپنے لیے نفرت دیکھ کر وہ

نظریں واپس جھکا گئی۔

پہلی بات مجھے اس بات پر کوئی افسوس نہیں کہ میں نے اریشہ اور ماہ رخ کو کالج میں ایڈمیشن دلوایا یا انہیں وہاں ہاسٹل میں رہنے دیا۔ میری ابھی بھی وہی سوچ ہے لڑکیوں کو پڑھنے کا حق ہے۔ اور یہ حق ان سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ یہ میرا فرض تھا۔ ہاں میری سوچ کا رخ اسطرف میری بیوی زویا نے ہی کروایا تھا۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے میں نے اپنا فرض پورا کیا۔ کل کو میں اپنے ضمیر کو اتنا تو بول سکتا ہوں۔ التمش خان تم نے اپنا فرض پورا کیا۔ اب چاہیے حق دار اس لائق نہیں تھا۔ حق دار نے چاہیے تمہارے بھروسے کا سرِ عام جنازہ نکالا۔ وہ سنجیدہ انداز میں بات کر رہا تھا۔ آخر میں آتے اسکی آواز لڑکھڑائی۔ کمرے میں دو پل کے لیے خاموشی چھائی۔

لالا میں نے یہ سب اس لیے کیا۔ کیونکہ آپ سب نے بچپن میں ہی میری منگنی اس شمس سے کر دی تھی۔ مجھے وہ زرا برابر پسند نہیں۔ مجھے پورا یقین تھا اگر میں کسی سے بھی اپنی پسند کا اظہار کروں گئی کوئی نہیں مانے گا۔ اسی لیے نکاح کا فیصلہ کر لیا۔ اریشہ چہرہ جھکائے بولی۔ ماہ رخ نے اسکا ہاتھ کھینچ کر اسے چپ کروانے کی کوشش کی۔

تمہارا تو میں آج ابھی گلا دبا دیتا ہوں۔ بے شرم سب کے سامنے کیسے اپنے عشق کے چڑچے کر رہی ہو۔ ماجد غصے سے کھولتا ہوا آگے بڑھا۔

لالا دور رہیں۔ میری پوری بات سن لیں پھر چاہیے جو مرضی آئے کیجیے گا۔ التمش نے اسے رُکتے ہوئے کہا۔ ماجد اپنا غصہ کنٹرول کرتا ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

لالا ایک بات کا جواب مجھے بھی دیں ؟اریشہ اتنی ساری باتیں سن کر التمش کے مقابل آکر کھڑی ہو کر بولی۔

کیا محبت کرنا غلط ہے ؟آپ بھی تو زویا سے محبت کرتے ہو نا۔اس کے لیے آپ نے کیا کچھ نہیں کیا۔تو میں نے کیا غلط کیا میں نے بھی اپنی محبت کو اپنا بنانے کے لیے یہ قدم اُٹھایا۔مجھے نہیں لگتا یہ غلط ہے۔وہ نِڈر انداز میں بولی۔سب نے حیرانگی سے اپنے سامنے کھڑی اٹھارہ سال کی اریشہ کو دیکھا۔جو اپنی عمر سے بری باتیں کر رہی تھی۔

محبت غلط نہیں ہے پر محبت کے نام پر تم نے جو کیا وہ غلط ہے۔اس کا طریقہ غلط ہے۔وہ لڑکا تمہیں چاہتا تھا نا ہمت کرتا حویلی آتا رشتہ مانگتا۔عزت سے لے کر جاتا۔نا کے بزدلوں کی طرح چھپ کر نکاح کرتا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

شہر جاکر پڑھنے کی ضد کرنے کے لیے مجھے منانے کی بجائے مجھے آکر یہ کہتی لالا مجھے یہ لڑکا پسند ہے وہ حویلی رشتہ لانا چاہتا ہے۔خدا کی قسم! تمہاری اس سے شادی میں سب سے لڑکر بھی کرواتا۔کیونکہ تم میری بہن تھی۔ تمہاری خوشی پوری ضرور کرتا جیسے آج تک پوری کی۔پر تم نے کیا کیا؟ ہنہ بولو مجھے استمال کر کے مجھے ذریعہ بنا کر شہر گئی۔کیوں؟تاکہ تم بلا جھجک اس سے مل سکو۔التمش اپنے ضبط کی آخری حد تک پہنچ چکا تھا۔بہت مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کر کے وہ جہانگیر خان کی طرف مڑا۔

دادا جان میرے خیال میں اس مسلے کا ایک ہی حل ہے۔اسی لڑکے سے اسکی شادی کر دیں۔ویسے بھی پورے گاؤں میں باتیں پھیل چکی ہیں۔ سب کے منہ بند کرنے کے لیے اس سے بہتر کچھ نہیں۔آپ چھوٹا سا فنکشن رکھیں اور اس کو وِداع کریں۔ویسے بھی اب مزید ذلت سہنے کی

ہمت نہیں ہے۔التمش اس سے بات کر کے اپنے غصے کو کنٹرول کرتا جہانگیر خان سے مخاطب ہوا۔اریشہ حیرانگی سے التمش کی باتیں سن رہی تھی۔

ٹھیک ہے تم جیسا کہو گے ویسا ہی ہو گا۔پر میری دو شرطیں ہیں۔ابھی جہانگیر خان جواب دیتے کہ پیچھے سے ماجد کی آواز آئی۔جو کہ کب سے ان کی باتیں سن کر بور ہو رہا تھا۔

بولو!

پہلی شرط اگر تم چاہتے ہو اس کی رخصتی اسی لڑکے سے ہو تو میں دوبارہ اس حویلی میں اسکا چہرہ دیکھنا بھی پسند نہیں کروں گا۔مطلب پھر چاہے کوئی مرے یا جیے یہ لڑکی دوبارہ اس حویلی میں داخل نہیں ہو گئی۔ماجد نفرت

سے اریشہ کی طرف دیکھ کر بولا۔

ٹھیک ہے دوسری شرط بولو۔ التمش کی آواز آئی۔ اریشہ نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔ جو بھائی اسکی جھلک دیکھے بنا کام پر نہیں جاتا تھا۔ آج ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بائی کاٹ کرنے پر آرام سے ہاں بول رہا تھا۔

دوسری شرط نہیں تمہارے ہی کہے الفاظ ہیں اگر تمہیں یاد ہوں۔ تم نے ہی بولا تھا کل کو اگر یہ لڑکی کچھ غلط کرتی ہے۔ تو تم اس حویلی کو چھوڑ کر چلے جاؤ گے۔ مطلب اس حویلی اور حویلی کی جائیداد کو چھوڑ دو گے۔ ماجد نے طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجا کر اسے کچھ یاد کروایا۔ سب کے سب ماجد کے کہے گے الفاظ پر ساکن رہ گے۔ چاہے التمش اب کوئی کام نہیں سنبھالتا تھا۔ پر وہ اس حویلی کا بیٹا اور جہانگیر خان کا چہیتا پوتا تھا۔ صائمہ بیگم نے ایک دم اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہچکی کو رُکا۔ آج کیسے ان کے

بچے آمنے سامنے کھڑے ہو کر لڑ رہے ہیں۔اور کیسے برا بھائی پراپڑٹی کے لیے دوسرے بھائی کو اسکے کہے گے لفظوں میں پھسا رہا ہے۔۔

ہنہ ہو تو آپ خالد صاحب کے بیٹے ہی نا۔ گھاٹے کا سودا تو نہیں کریں گے چاہیے پھر سامنے سگھا بھائی ہی کیوں نا ہو۔ماننا پڑے گا۔ماجد خان ہو تو آپ منجھے ہوئے کھیلاڑی۔ایک ہی تیر سے دو دو شکار واہ! وہ اسکے پاس جھک کر آہستہ آواز میں طنز سے بھرپور لہجے میں بولا۔ماجد اسکی بات پر مسکرا دیا۔

خان ہوں! اپنی کہی ہوئی بات سے پلٹنا میرے خون میں نہیں۔مجھے دوسری شرط بھی منظور ہے۔۔رخصتی کے فوراً بعد میں یہاں سے چلا جاؤ گا۔التمش بول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔جیسے اب اسکا کام پورا ہو گیا ہو۔زویا کو بھی اب وہاں رکنا صحیح نا لگا وہ بھی کمرے سے نکل گئ۔۔۔

Zubi Novels Zone

ماجد لڑکے والوں کو بولو۔کل یہاں آجائیں پھر رخصتی کی تاریخ رکھ لیں گے۔سعد کو بھی بلوالو۔میں چاہتا ہو ماہ رخ کی بھی رخصتی ساتھ ہی ہو جائے۔جہانگیر خان نے فیصلہ سنایا۔

دادا جی گاؤں والوں کی زبانیں کیسے بند کریں۔ماجد نے کہا۔ماہ رخ اریشہ کو لے کر وہاں سے نکل گئی۔

سب کے منہ پر تھوڑے سے پیسے پھینوں سب ایک دم ٹھیک ہو جائیں گے۔رفاقت صاحب نے کہا۔

جہانگیر خان اپنی کرسی پر بیٹھے گہری سوچ میں گم ہو گے۔

****

التمش حویلی سے نکل کر بے مقصد سڑک پر چل رہا تھا۔ شام کا وقت تھا۔ پر بے وقت بادلوں نے آسمان پر گھیرا ڈالا ہوا تھا۔ مغرب کی طرف سے کالی گھٹائیں چھائیں ہوئیں تھیں۔ جو ماحول کو خوف ذدہ کر رہیں تھیں۔ التمش چلتا ہوا ٹیوب ویل کے پاس آیا جو کہ ابھی بند تھا۔ وہ وہی پر بیٹھ گیا۔ اسے اپنا اندر بہت خالی محسوس ہوا۔

آنکھیں بند کر کے اسنے ایک لمبی سانس لی۔ وہ اپنے آپ کو پُر سکون کرنا چاہتا تھا۔ اسے اپنا آپ بہت خالی محسوس ہو رہا تھا۔ ان دنوں جو کچھ اسکے ساتھ ہو رہا تھا۔۔ اس سب کو اسکا دماغ ابھی صحیح سے ایکسیپٹ نہیں کر پا رہا تھا۔

اپنے سر کو جھٹک کر اس نے گل خان کو کال ملائی۔ اور اس سے روحان کی خیریت پوچھنے لگا۔

چھوٹے سائیں۔روحان صاحب تو گھر واپس جانے کی ضد کر رہے ہیں۔
ریحان صاحب اور ان کی والدہ نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی پر وہ واپس جانے پر بعضد ہیں۔گل خان نے مسلہ بتایا۔

ہمم میں ڈاکٹر سے بات کرتا ہوں۔اگر وہ مانتے ہیں تو تم انہیں لے کر آ جاؤ۔سارا بندوبست ان کے گھر پر کروادو۔التمش نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔اور فون بند کر دیا۔ڈاکٹر سے بات کی تو اس نے آجازت دے دی۔۔۔

موبائل کو آف کرنے لگا تو سامنے وال پیپر پر نقاب مین چھپی دو نیلی آنکھیں دیکھیں۔انہی نیلی آنکھوں کے حصار میں وہ آیا تھا۔ایک پل کے لیے اسکا چہرہ سامنے آیا۔

چلو تم تو خوش ہو جاؤ گئی۔ تمہارا بھائی گھر واپس آ رہا ہے۔اب بنا کسی روک ٹوک کے تم سب سے مل پاؤ گئی۔ وہ اس کی آنکھوں کو دیکھ کر مخاطب ہوا۔ وہاں پر بیٹھے اسے کافی دیر ہو چکی تھی۔کالے بادل اب پورے آسمان پر چھا چکے تھے۔ بالکل اسکی زندگی کی طرح ہر طرف گہرہ اندھیرا ہو رہا تھا۔۔ ہلکی ہلکی ہوا اب تیز آندھی کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ساتھ میں بارش شروع ہو گئی۔اس ٹھنڈ کے موسم میں بارش ہونا اور ساتھ میں ہواؤں کا چلنا ایک عجیب سا سرد احساس پیدا کر رہا تھا۔

وہ اُٹھا اور واپس حویلی کی طرف بڑھا۔۔چونکہ وہ چل کے آیا تھا۔تو جاتے وقت وہ مکمل طور پر بھیگ چکا تھا۔اس بارش میں بھی اسے سکون مل رہا تھا۔ جیسے خدا خود اسکے اندر کے دکھ تکلیف کو باہر نکالنا چاہتا ہو۔ وہ جیسے ہی حویلی مین داخل ہوا۔سامنے ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھے سب مرد حضرات رات کا کھانا کھا رہے تھے۔۔

التمش پتر آکھانا کھالے۔جہانگیر خان نے بہت اپنائیت سے کہا۔۔

نہیں دادا جی بھوک نہیں ہے۔میں کپڑے بدل لوں۔وہ سہولت سے انکار کر کے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔جہانگیر خان کا منہ کو جاتا نوالہ پلٹ میں ہی رہ گیا۔

Zubi Novels Zone

****
****

سیرت اور منت کل رات کے واقع سے کافی ڈسٹرب تھیں۔کالج سے واپس آکر وہ دونوں حمیدہ بیگم کے ساتھ کیچن میں لگیں ہوئیں تھیں۔

حمیدہ بیگم کا موڈ بہت خراب تھا۔حازم تو صبح ہی آفس نکل گیا تھا۔ سراج رات کا گھر سے نکلا ابھی بھی واپس نا پلٹا تھا۔

سیرت نے فون کر کے پتہ کیا تو آگے سے سراج نے دوست کے گھر پر ہونے کا بتایا۔ جسے سن کر وہ دونوں مطمئین ہو گئیں۔

سیرت آٹا گھوندو۔ حمیدہ بیگم کی آواز آئی۔

واٹ ماما؟ وہ آنکھیں پھیلاتے ہوئے بولی۔۔

آٹا گھوندو ایک دفع سنائی نہیں دیتا۔ حمیدہ بیگم نے آنکھیں دیکھا کر کہا۔

سنائی تو دیتا ہے۔پر ماما جانی یو نو نا مجھے آٹا گھوندنا نہیں آتا تو۔۔۔ وہ ہلکا سا

منمنائی۔پر حمیدہ بیگم کی غصے سے بھری آنکھیں دیکھ کر وہ فوراً آٹے کو نکال کر گھوندے لگی۔۔

ہی ہی ہی۔۔۔منت کی ہنسنے کی آواز آئی۔حمیدہ بیگم نے مڑ کر دیکھا تو سیرت آٹا گھوند کم اور اس سے کھیل زیادہ رہی تھی۔بازو ماتھے،کپڑوں پر اور شلف کے آس پاس آٹا ہی آٹا بکھرا ہوا تھا۔اور آگے بڑھ کر اگر آٹے کی شکل دیکھنی ہو تو وہ آٹا کم اور پانی زیادہ لگ رہا تھا۔

غضب خدا کا نکمی یہ کیا کر رہی ہو سارا کیچن گندھا کر دیا۔حمیدہ بیگم نے غصے سے کہا۔اور اسے پیچھے کیا۔۔

کیا ماما ایک تو خود ہی بولا آٹا گوندھو اور اب ڈانٹ رہی ہیں۔۔وہ منہ بسور کر موٹے موٹے آنسوں نکالتے ہوئے بولی۔

اللہ ساری نکمی اور نافرمان اولاد مجھے ہی دینی تھی۔ کوئی ایک بھی ڈھنگ کا نہیں۔ جسے دیکھو بدتمیز اور ہاتھ سے نکلا ہوا ہے۔ جسے نا ماں باپ کی عزت کا خیال ہے نا کسی اور کی۔۔۔ حمیدہ بیگم رات والا غصہ اب ان پر نکال رہیں تھیں۔ سراج ابھی ابھی گھر داخل ہوا تھا۔ حمیدہ بیگم کے غصے سے چلانے پر وہ کیچن کی طرف بڑھا۔

لوگ بالکل ٹھیک کرتے ہیں۔ اولاد کو سر پر چڑھانے، اس کی ہر ضرورت پوری کرنے کی بجائے ان پر روک ٹوک کرو۔ پھر ہی کنٹرول میں رہتے ہیں۔ ورنہ منہ کالا کرنے میں ایک پل نہیں لگاتے۔ حمیدہ بیگم نے کیچن کے دروازے میں کھڑے سراج کو دیکھ کر طنزیہ لہجے میں کہا۔

بھیو۔۔۔ اچھا ہوا آپ آگے۔ پتہ ہے میں کتنی پریشان تھی۔ سیرت اپنا رونا

دھونا بھول کر سراج کو دیکھتے خوشی سے بولی۔

منت ان دونوں کو بولو یہاں سے دفع ہو جائیں۔اور تم یہ کیچن صاف کرو۔ حمیدہ بیگم غصے سے چلا کر بولیں۔ سراج اپنی ماں کا غصہ دیکھ کر وہی سے پلٹ گیا۔ سیرت کی تو جیسے جان چھوٹ گئی۔وہ ہاتھ دھو کر کیچن سے ایسے بھاگی جیسے جیل سے مجرم بھاگا ہو۔

سراج کل رات سے بہت پریشان تھا وہ ایک پل کو نہیں سو پایا تھا۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی آگے کیا ہونے والا ہے۔اریشہ چونکہ رات بھر جاگنے کی وجہ سے وہ بہت تھک گیا تھا۔تو اپنے کمرے میں جا کر وہ سونے کی کوشش کرنے لگا۔

****

ماجد کو اپنا راستہ اب صاف لگ رہا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں بیٹھا اپنی جیت کا جشن منا رہا تھا۔۔اریشہ کی سراج سے شادی کی وجہ سے اب وہ حازم کے ساتھ آرام سے بزنس کر سکتا تھا۔التمش راستے سے خود باخود ہٹ گیا۔۔

****

التمش فریش ہو کر کمرے کی کھڑکی کے سامنے کھڑا باہر برستی بارش میں نا جانے کیا ڈھونڈ رہا تھا۔۔

التمش آپ نے کھانا نہیں کھایا نا۔ چلیں میں لے آئی ہوں۔ جلدی سے کھانا کھالیں زویا کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔ کھانے کی ٹرے کو سامنے پڑے شیشے کے ٹیبل پر رکھا۔ آگے سے کوئی جواب نہیں آیا۔ وہ جیسے وہاں پر موجود ہی نہیں تھا۔ باہر برستی بارش میں نا جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔

التمش ! کہاں کھوئے ہیں۔وہ جواب ناپا کر اسکی طرف مڑی۔وہ پھر بھی کچھ نا بولا۔

کیا ہوا؟زویا اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے مخاطب ہوئی۔التمش کا بے شمار سوچوں کی لہر ٹوٹی۔وہ بے توجیگی سے زویا کی طرف دیکھنے لگا۔

آپ کی طبعیت تو ٹھیک ہے؟وہ اسکے ایسے دیکھنے پر پریشان ہوئی۔

ہاں ٹھیک ہوں۔تم کیا بول رہی تھی؟وہ اپنا سر جھٹک کر پریشان کھڑی زویا کی طرف پوری توجہ سے مخاطب ہوا۔

کھانا لائی ہوں کھالیں۔زویا نے ٹیبل پر پڑی ٹرے کی طرف اِشارہ کیا۔

بھوک نہیں ہے۔ تم کھالو۔ التمش نے ٹیبل پر پڑے کھانے کو دیکھ کر کہا۔

ایسے کیسے بھوک نہیں چلیں کھانا کھائیں۔ وہ اسکا بازو پکڑ کر صوفے پر بیٹھاتے ہوئے بولی۔

روحان گھر آ چکا ہے۔ کل صبح تیار رہنا ملنے چلیں گے۔ التمش نے ناچاہتے ہوئے بھی روٹی کا لقمہ لیا۔

پر اسکی تو طبعیت بہت خراب تھی۔ ڈاکٹر نے اتنی آسانی سے کیسے آنے دیا۔ گھر میں مزید خراب ہو جائے گی۔ وہ سنتے ہی پریشان ہو گئی۔

میں نے تمہیں اسلیے نہیں بتایا کہ تم یوں پریشان ہو جاؤ۔ وہ ضد کر رہا تھا۔ میں نے خود ڈاکٹر سے بات کی ہے۔ سارا ارینجمنٹ گھر پر ہو جائے گا۔ فکر

مت کرو۔ صبح ہوتے ہی ملنے چلیں گے۔ وہ اسکو یوں پریشان دیکھ کر بولا۔

التمش آپ کو کیا لگتا ہے۔

التمش آپ کو کیا لگتا ہے۔ آپ کے داداجان مجھے میرے گھر ملنے جانے دیں گے۔ زویا نے سوالیہ انداز میں کہا۔ التمش نے پانی پی کر زویا کو دیکھا۔

تمہیں اپنی بیوی سب کے سامنے مانا ہے۔ اپنی بیوی کو اسکا شوہر آجازت دے رہا ہے۔ وہ جس سے چاہے مل سکتی ہے۔ تم اب میری عزت ہو۔ تمہارے وقار اور مقام کے لیے پہلے بھی لڑا تھا۔ آخری سانس تک لڑوں گا۔ اور جہاں تک رہی داداجان کی بات وہ یہ معاملا اتنی آسانی سے حل نہیں ہو گے۔ ان کو اپنے اصولوں روایتوں سے حد سے زیادہ پیار ہے۔ لیکن اب میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ تم صبح اپنے میکے جانے کے لیے تیار رہنا۔ التمش نے آخر پر مسکرا کر کہا۔ زویا یک ٹک اسے دیکھ اور سن رہی تھی۔ اپنے اندر

کے ضمیر نے اسے نظریں جھکانے پر مجبور کر دیا۔

ویسے ایک بات تو بتاؤ؟ التمش نے اسکے یوں نظریں جھکانے پر مسکرا کر کہا۔

زویا نے پلکیں کی بار اُٹھا کر اسے دیکھا۔ جو اپنی آنکھوں میں بے پناہ محبت لیے اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔

تم پہلے تو مسٹر خان ہی کہ کر مخاطب ہوتی تھی۔ پر آجکل میں اپنا نام تمہارے منہ سے سن رہا ہوں۔ چکر کیا ہے۔ وہ شرارت بھرے اندز میں بولا۔۔

مسٹر خان تو غصے میں کہتی تھی۔ اور التمش تو۔۔۔۔۔۔ زویا بول رہی تھی تبھی التمش نے ٹوک دیا۔۔۔

پیار میں بولتی ہو۔وہ مسکراہٹ دبا کر بولا۔اسے تنگ کرنے میں مزہ آرہا تھا۔

کیا؟تو مجھے نا بہت نیند آرہی ہے۔میں سونے جارہی ہوں۔وہ جلدی سے کھڑی ہوئی اور بھاگ کر بیڈ پر لیٹ گئی۔اور کمبل اپنے چہرے پر لے لیا۔۔اسکو اپنی دل کی دھڑکن بہت تیز ہوتی محسوس ہوئی۔تبھی اسکے کانوں میں التمش کا قہقہ پڑا۔۔جو اسکی یوں ری ایکٹ کرنے پر اپنے آنے والا قہقہ روک نا پایا اور کافی دنوں بعد کھل کر ہنس دیا۔

زویا نے چہرے سے چادر ہٹائی اور صوفے پر بیٹھے التمش کو دیکھا۔جو کہ ابھی بھی ہنس رہا تھا۔

ہنستے ہوئے کتنے پیارے لگتے ہیں۔زویا نے اسے دیکھتے ہوئے دل میں کہا۔ اگلے ہی پل اپنے چہرے پر کمبل ڈال لیا۔

التمش ہنستے ہنستے ایک دم چپ کر گیا۔اپنی آنکھوں کے کنارے سے نکلا پانی صاف کیا۔سامنے پڑے کھانے کو ڈھکا۔اور صوفے پر سونے کے لیے لیٹ گیا۔وہ ابھی فل حال ساری پریشانیوں کر بھول کر سونا چاہتا تھا۔

****

****

ڈیڈ کچھ دیر پہلے ماجد کا فون آیا تھا۔وہ لوگ چاہتے ہیں ہم کل دوپہر کے وقت ان کی حویلی جائیں۔سراج اور اریشہ کی رخصتی کے لیے وہ مان گے ہیں۔حازم ابھی کچھ دیر پہلے ہوئی اپنی اور ماجد کی باتیں بتا رہا تھا۔ڈائینگ

ٹیبل پر بیٹھے سب نے حازم کی طرف دیکھا۔

سراج کو تو یقین ہی نا آیا۔اس نے ڈرتے ہوئے حمیدہ بیگم کی طرف دیکھا۔ جو بالکل سپاٹ چہرہ لیے کھانا کھا رہیں تھیں۔

تو ٹھیک ہے۔ تم سب چلے جاؤ۔مجھے تو کل دبئ والے کلائینٹ سے ملنا ہے۔ سلطان صاحب نے چاول کا چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

ماما آپ جائیں گئ نا؟ حازم نے حمیدہ بیگم کی طرف دیکھ کر کہا۔

وہ لڑکی کسی گھر کی عزت ہے۔اسے یوں نکاح پر بیٹھا کر اب منہ نہیں موڑ سکتے۔جاؤ گئ۔حمیدہ بیگم نے سنجیدہ انداز میں کہا۔

سراج نے شرم سے سر مزید جھکا دیا۔ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھے سب خاموش ہو گے۔۔

****

صبح کا سورج چڑھا تو رات کی بارش کی کھنک کم ہوئی۔ سرد موسم میں تھوڑی سی گرمائش پیدا ہوئی۔حویلی میں آج حازم کی فیملی نے آنا تھا۔ پچھلے دو دنوں سے حویلی میں ان کہی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

صائمہ بھابھی کیا ہوا؟آپ ایسے رو کیوں رہی ہیں؟آئمہ بیگم چائے کا کپ لے کر صائمہ بیگم کے کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے صائمہ بیگم بیڈ پر بیٹھی روتی ہوئی دیکھائی دیں۔وہ گھبرا کر آگے بڑھیں۔

آئمہ یہ جو بھی میرے بچوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔اس وجہ سے میں بہت پریشان ہوں۔پتہ نہیں کس کی بری نظر لگ گئی ہے۔پہلے ارسلان کا یوں چلے جانا۔پھر التمش کا نکاح،ماجد کا یوں کسی لڑکی کا قتل کرنا،اور اب اریشہ کا ہماری عزت کو اچھالنا۔وہ روتے ہوئے بولیں۔

اور کس کی اسی زویا کی نظر لگی ہے۔جب سے اس حویلی میں آئی ہے منحوسیت ہی پھیلا کر رکھی ہے۔کوئی نا کوئی بات آئے دن چھری ہوتی ہے۔ آئمہ بیگم نحوست سے بولی۔

نہیں آئمہ ایسا نہیں ہے۔یہ سب اسکی وجہ سے نہیں ہو رہا۔مجھے ایسے لگتا ہے۔میری تربعیت میں ہی کمی رہ گئی تھی جو یوں آج میرے ہی بچے ایک دوسرے کا منہ بھی دیکھنا پسند نہیں کر رہے۔برا بھائی پیسے کے لالچ میں

چھوٹے بھائی کو گھر سے نکال رہا ہے۔۔صائمہ بیگم ان کی نفی کرتے ہوئے بولیں۔

بھابھی وہ لڑکی قصور ہے۔اگر التمش اسکی بات مان کر اریشہ کو کالج نا بھیجتا تو آج یہ سب نا ہو رہا ہوتا۔آئمہ بیگم کسی طور زویا کو الزامات سے بری نہیں کرنا چاہتی تھی۔

آئمہ ایسا مت بولو۔پہلے ہی اس بیچاری کے ساتھ ہم سب نے بہت غلط کیا ہے۔اسکے بھائی کی سزا اسکو ملی۔یہاں حویلی میں ہر دن اس پر تنگ کر دیا۔اور ہم دونوں نے ہی تو اس پر گندے گندے الزام لگائے تھے۔اللہ کو شائد وہی پسند نہیں آیا۔جو جھوٹا الزام ہم نے اس پر لگایا تھا دیکھو نا آج وہ ایک سچ بن کر میری بیٹی کے روپ مین میرے سامنے کھڑا ہے۔صائمہ بیگم روتے ہوئے بولیں۔آئمہ بیگم حیرانگی سے ان کی باتیں باتیں سن رہی تھیں۔

جو بھی کہیں بھابھی مجھے تو وہی قصوروار لگتی ہے۔اسی کی منحوس نظر لگی ہے۔آپ یہ چائے پی لیں میں ناشتہ بنالوں۔آئمہ بیگم بول کر کمرے سے نکل گئیں۔

یہ بھابھی کو پتہ نہیں کیا ہوا گیا ہے۔ویسے کہا تو ٹھیک ہے۔ان سے اپنے بچوں کی تربیت ٹھیک نہیں ہوئی۔اسی لیے آج کسی کو منہ دیکھانے کے قابل نہیں رہیں۔مجھ پر بڑا روب ڈالتی تھیں۔ہنہ۔۔۔شکر خدا کا میرے بچے تو ان سے کئی حصے بہتر ہیں۔اریشہ جیسی لڑکی بہو بنا کر ساری زندگی اسکی ہی چلتی۔اپنے بیٹے کے لیے تو چاند سی دلہن لے کر آؤ گئی۔وہ خود سے باتیں کرتیں کیچن میں چلی گئیں۔جہاں عائلہ ناشتہ بنا رہی تھی۔

****

*****

التمش زویا کو تیار ہونے کا بول کر خود ڈیرے کی طرف نکل گیا۔ زویا کپڑے تبدیل کر کے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی۔ بالوں کو جُوڑے کی شکل دے کر وہ ہاتھ میں پکڑے سکارف کو چہرے کے گرد لپیٹنے لگی۔ آنکھوں میں کاجل ڈالا۔ وہ جلدی جلدی میں یہ سب کر رہی تھی۔ کیونکہ التمش آنے والا تھا۔ وہ آخری دفع زلیخہ بیگم اور باقی گھر والوں سے ملنا چاہتی تھی۔

وہ سکارف سے نقاب کرنے والی تھی جب کمرے کا دروازہ کھلا اور التمش سفید کُرتا شلوار پہنے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ جلدی سے صوفے کی جانب بڑھا جہاں پر اسکی کالی چادر پڑی ہوئی تھی۔ التمش چادر کو اپنے کندھوں کے گرد لپیٹی۔ زویا جو کہ نقاب کرنے والی تھی۔ اسکی نگاہ آئینے سے جھلکتے ہوئے التمش کے عکس پر پڑی۔ کچھ پل کے لیے اسکی نگاہ ٹھر گئی۔

گھڑی! وہ اپنی خالی کلائی کو دیکھتے ہوئے بولا۔ اور پلٹا۔ پلٹتے ہی اسکی نگاہ زویا پر پڑی۔ جو کہ پہلے ہی اسے دیکھ رہی تھی۔ دونوں کی نگاہیں ملیں۔ زویا نے جھجک کر نظریں جھکا لیں۔ زویا کے یوں نظریں چُرانے پر التمش نے اپنے چہرے پر اُمنڈ آنے والی مسکراہٹ کو دبایا۔ اور چلتا ہوا اسکے قریب آیا۔ ہاتھ باندھ کر وہ مسلسل اسے دیکھنے لگا۔ زویا اسکے یوں دیکھنے پر کنفیوز ہونے لگی۔

کیا ہوا؟ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟ اسکے یوں دیکھنے پر وہ چڑتے ہوئے بولی۔۔ یا یوں کہو کہ اسکا دھیان دوسری طرف کرنا چاہا۔۔

کچھ نہیں بس کچھ یاد آگیا تھا۔ وہ مسکرا کر بولا۔

یاد! کیا یاد آگیا تھا؟ وہ اسکی طرف پلٹ کر بولی۔

وہ آگے بڑھا اور اسکے سکارف کے بچے ہوئے کپڑے کو کونے سے پکڑ کر اسکے چہرے کو ڈھانپ دیا۔

اب صرف اسکی آنکھیں نظر آرہیں تھیں۔میں نے پہلی دفعہ تمہیں اس طرح دیکھا تھا جب میں تمہاری ان نیلی آنکھوں کے حصار میں ڈوب گیا تھا۔وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے جذب کے عالم۔میں بولا۔

التمش کی آنکھوں میں اپنے لیے اتنی محبت دے کر زویا کے دل کی دھڑکنیں بڑھیں۔اسی بے چینی کے عالم میں اس نے نظریں چرا کر جھٹ سے اپنا رکھ آئینے کی طرف کر دیا۔

زویا اپنے اوپر التمش کی نظروں کی تپش کو محسوس کر رہی تھی۔اسی لیے وہ پلٹ کر بیڈ پر پڑی چادر کو اُٹھا کر اپنے کندھوں کے گرد لپیٹنے لگی۔۔

چلیں میں تیار ہوں۔وہ مڑ کر بولی۔

ہم چلو میں گھڑی لے کر آتا ہوں۔التمش مسکرا کر بولا۔زویا کو اب اسکی مسکراہٹ تپا رہی تھی۔وہ بنا کچھ بولے کمرے سے باہر نکل گئی۔

پالیا آپ کو اِقرارِ محبت نہ کریں
بن گئی بات مری آپ کے شرمانے سے
(نصیر الدین شاہ نصیر)

التمش اسکے یوں جانے پر مسکرا کر بولا۔اور اپنی گھڑی لے کر اسکے پیچھے چل

Zubi Novels Zone

دیا۔

التمش اپنی جیپ کی طرف بڑھا۔۔زویا فرنٹ پر بیٹھ گئی۔اس نے دل میں شکرادا کیا کسی نے آتے ہوئے روکا نہیں تھا۔التمش نے جیپ سڑک پر ڈالی۔

ویسے میری قسمت بہت پیاری ہے۔جب پہلی دفع تم اس جیپ مین بیٹھی تھی۔تب دل نے دعا کی تھی تم میرے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھو۔اور دیکھو آج تم پورے حق سے میرے بگل میں بیٹھی ہو۔التمش اسے چھڑتے ہوئے بولا۔۔اور وہ چھڑ بھی گئی۔

مسٹر خان آج آپ کو پہلی ملاقاتیں کیون یاد آرہی ہیں؟اور بائی داوے آپ زیادہ شوخے مت ہوں۔ابھی تک میں نے روحان والی بات پر آپ کو

معاف نہیں کیا۔ وہ اسکا دھیان بٹانے کے لیے بولی۔

تم لگ ہی اتنی پیاری رہی ہو۔ بے وجہ پرانی باتیں یاد آرہی ہیں۔۔التمش مسکراہٹ دبا کر بولا۔

مسٹر خان پلیز مجھ سے ایسی باتیں مت کریں۔ زویا غصے سے بولی۔۔

اُو۔۔۔ مسٹر خان! ہمم مطلب میری شریکِ حیات کو غصہ بھی آتا ہے۔ کوئی نا تمہاری ساری شیکاتیں ناراضگیاں دور کردوں گا۔ وہ اسکی طرف دیکھ کر بولا۔

دیکھیں گے۔ کیا دور ہوتا ہے۔ ناراضگیاں یا میں! وہ غصے میں بولی۔۔

تمہیں تو میں اپنی زندگی میں کبھی خود سے دور نہیں جانے دوں گا۔ہاں میرے مرنے کے بعد چلی جانا۔وہ زویا کی بات سن کر ایک دم سنجیدہ انداز میں بولا۔۔

اور اگر میں چلی گئی۔وہ بے خودی میں بولی۔۔

تو وہ دن التمش خان کی زندگی کا آخری دن ہو گا۔وہ براہ۔راست اسکی آنکھوں مین دیکھتے ہوئے بولا۔زویا کو اپنی سانسیں رُکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔اس نے جلدی سے نظریں چُرا لیں۔التمش بھی خاموشی سے جیپ چلانے لگا۔

اگلے پانچ منٹ میں گاڑی زویا کے گھر کے سامنے رُکی۔زویا جیپ سے باہر نکلی۔دونوں گھر کے دروازے کے سامنے رُکے۔زویا نے کانپتے ہاتھوں

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سے دروازہ بجایا۔ کچھ ہی پل میں جبران نے دروازہ کھول دیا۔

چھوٹے سائیں! آپ اندر آئیں اندر آئیں۔ وہ یوں التمش کو سامنے کھڑے دیکھ کر فوراً بولا۔ دونوں اندر داخل ہوئے۔ جبران نے زویا کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔ زویا اندر کی طرف بڑھ گئی۔ سامنے کمرے سے زلیخہ بیگم اُٹھ کر باہر آرہی تھی۔ زویا بھاگ کر ان سے ملی۔۔اور رو دی۔

جبران بھائی آپ پلیز مجھے سائیں مت بلایا کریں۔ آپ بڑے ہیں التمش کہہ کر پکارا کریں یہ مجھے اچھا لگے گا۔ التمش آگے بڑھ کر بولا۔۔۔

جی چھوٹے معاف کیجیے گا جی التمش۔۔۔ چلیں اندر چلیں۔ جبران مسکرا کر بولا۔ وہ التمش کو لے کر روحان کے کمرے میں داخل ہوا۔

سامنے روحان ہوش میں تھا۔ پر لیٹا ہوا تھا۔ ایک ہاتھ پر ڈرپ لگی ہوئی تھی گل خان ایک طرف کھڑا تھا۔ وہ کل سے مسلسل ان کے ساتھ تھا۔

روحان کی طبعیت پہلے سے بہتر تھی۔ ہسپتال کا سارا انتظام یہی ہوا تھا۔ التمش کے اشارے پر گل خان واڈ بوائے کو لے کر کمرے سے نکل گیا۔

زویا زلیخہ بیگم کے ساتھ دوسرے کمرے میں تھی۔

اماں مجھے آپ سے ایک بات کہنی تھی۔ زویا ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بولا۔

بولو بیٹی کیا بات ہے کچھ پریشان لگ رہی ہو۔ وہاں حویلی مین زیادہ تو ظلم نہیں کرتے؟ زلیخہ بیگم۔ فکر مندی سے بولیں۔

نہیں اماں اب وہاں سب ٹھیک ہے۔التمش نے سب ٹھیک کر دیا ہے۔ مجھے آپ کو یہ کہنا تھا۔کہ آپ نے پچھلے ایک سال سے میرا بہت دھیان رکھا۔یہاں کے لوگوں سے جھوٹ بھی بہت بولے۔مجھے اپنی بیٹی بنایا۔ میری ماں تو نہیں ہے پر آپ مین مجھے اپنی ماں نظر آتی ہے۔آپ نے ہمیشہ مجھے بیٹی سمجھ کر میرا خیال رکھا۔پر اب میرا کام پورا ہونے والا ہے۔میں ایک ڈیڑھ ہفتے میں یہاں سے جانے والی ہوں۔ کبھی نا واپس آنے کے لیے۔بس آپ سے آخری ملاقات ہے۔زویا بولتے بولتے رو دی۔۔

میری بچی۔۔میں نے تو تیری ماں کا احسان اتاڑنے کی حقیر سی کوشش کی ہے۔بہت نیک خاتوں تھی۔میری بہت مدد کی۔تم مجھے میری بیٹی ہی لگتی ہو۔پریشان مت ہو نا سب ٹھیک ہو جائے گا۔زلیخہ بیگم نے اسکے ماتھے کو چومتے ہوئے کہا۔

آپ روحان، جبران بھائی کا بہت خیال رکھنا زندگی مین کبھی بھی میری مدد کی ضرورت پڑے تو فون کیجیے گا۔ وہ ان کے گلے لگ کر بولی۔۔

زویا ایک بات کہوں۔ میری بیٹی زندگی میں کبھی بھی ان رشتوں کو مت کھونا جو تمہارے لیے اچھا سوچتے ہوں۔ جو تمہاری بھلائی کے بارے میں تم سے زیادہ فکر مند ہوں۔ جنہیں تمہاری خوشی اپنی خوشی سے زیادہ اہم ہو۔ وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولیں۔

آپ کس کی بات کر رہی ہیں۔ زویا سوالیہ نظروں سے بولی۔۔

کبھی کبھی ہمیں وہ ٹھیک لگتا ہے جو ہم کر رہے ہوں۔ چاہے اس چکر میں سامنے والے کے دل کو ٹھیس ہی کیوں نا لگ جائے۔ میری باتیں تمہیں

ایک دن ضرور سمجھ آئیں گئی۔ چلو اب روحان کے پاس چلتے ہیں۔ زلیخہ بیگم اسے اُٹھاتے ہوئے بولیں۔

آپ یہ سب التمش کے لیے بول رہی ہیں؟ اماں آپ کیسے بھول سکتی ہیں روحان کا یہ حال انہوں نے ہی کیا ہے۔ زویا نا جانے کیا سننا چاہتی تھی۔

اس نے جو کیا اسکی معافی بھی مانگی۔ اگر اپنی ماں کی بات مانوں تو جو کر رہی ہو سب بند کر دو۔ اور التمش کے ساتھ زندگی ہنسی خوشی گزار و۔ اس جیسا انسان تمہیں ساری زندگی نہیں ملے گا۔ آج وہ جو کچھ ہمارے لیے کر رہا ہے۔ اس سے یہ بات تو طے ہے۔ وہ انسان دل کا بہت صاف ہے۔ آگے تمہاری اپنی مرضی چلو۔۔۔ زلیخہ بیگم بول کر کمرے سے نکل گئیں۔۔

زویا کتنے ہی پل زلیخہ بیگم کی باتیں سچی رہی۔ وہ یہ سب خود بھی جانتی تھی۔

اور مانتی بھی تھی۔ پر اپنا بدلہ اسے سب سے زیادہ اہم تھا۔ شائد التمش سے بھی زیادہ۔۔۔۔اپنا سر جھٹک کر وہ روحان کے کمرے میں داخل ہوئی۔

جہاں روحان آہستہ آہستہ التمش سے بات کر رہا تھا۔ التمش کئی دفع اس سے معافی مانگ چکا تھا۔ زلیخہ بیگم ایک طرف بیٹھی سورت پڑ کر روحان پر پھونک مار رہی تھی۔۔ وہ چپ کر کے روحان کے بیڈ کے پاس پڑی دوسری کرسی پر بیٹھ گئی۔۔ التمش روحان سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ جبران نے دو گلاس جوس ان دنوں کی طرف بڑھایا۔ التمش نے مسکرا کر لے لیا۔۔

جبران بھائی دیکھیے گا۔ کچھ ہی دنوں میں یہ بالکل فٹ ہو جائے گا۔ پھر میرا وعدہ ہے۔ اسے اپنے ساتھ کام پر لگاؤ گا۔۔ التمش مسکراتے ہوئے جبران سے مخاطب ہوا۔

ارے بالکل کیوں نہیں۔جب چاہیے لے جایئے گا۔کام پر لگائیں۔ویسے یہ ہے تو نکمہ۔۔جبران نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔التمش بھی ہنس دیا۔۔زویا سب جو یوں ہنستے مسکراتے دیکھ کر تھوڑا سا حیران ہوئی۔التمش یوں باتیں کر رہا تھا جیسے وہ ان کا بہت کلوز فرینڈ ہو۔زویا روحان سے باتیں کرنے لگی۔۔۔۔۔

زویا اور التمش تین گھنٹے وہاں بیٹھے رہے۔

زویا کافی دیر ہو گئی۔چلیں۔التمش نے اسکی طرف جھک کر کہا۔

ہمم زویا نے گردن ہلائی۔وہ کرسی سے کھڑی ہو گئی۔۔

اماں اب ہم چلتے ہیں۔انشااللہ جلد ملاقات ہو گئی۔وہ زلیخہ بیگم کے گلے لگ

کر بولی۔۔

اللہ تمہیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ میری بچی۔ زلیخہ بیگم نے اسکا ماتھا چوم کر کہا۔ زویا نے اپنے آنسوں رُکے اور سب سے مل کر باہر آئی۔ جہاں التمش جبران کے ساتھ بات کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر وہ جبران کو خداحافظ کہنے لگا۔۔

دونوں باہر کھڑی جیپ میں آکر بیٹھے۔ زویا نے اب آنے والے آنسوں کو نہیں رُکا۔ التمش نے جیپ چلادی۔۔۔ زویا جانتی تھی وہ ان سب سے آخری دفع مل رہی ہے۔ اسی لیے وہ رودی۔ پچھلے ایک سال سے وہ یہاں رہ رہی تھی۔ سب سے بہت کلوز ہو چکی تھی۔ روحان اور جبران دونوں اسے چھوٹی بہن کی طرح ٹریٹ کرتے تھے۔

میں تمہیں اس لیے نہیں لے کر آیا تھا۔ کہ تم یوں رونا شروع کردو۔ جب وہ کافی دیر تک چپ نا کی تو التمش اسکا موڈ فریش کرنے کے لیے بولا۔۔

کیا کروں ایموشنل ہو گئی۔ وہ آنسوں صاف کرتے ہوئے بولی۔

چلو تمہیں وہ جگہ دیکھتا ہوں جہاں کالج بننا شروع ہوا ہے۔ التمش اسکا دھیان بٹانے کے لیے بولا۔۔

کیا شروع بھی کر دیا کیسے آپ کے پاس تو پیسے بھی نہیں ہیں۔اور حویلی میں بھی کسی نے نہیں دینے۔ زویا حیرانگی سے بولی۔۔۔

بیگم پیسے کی فکر چھوڑو۔ یہ کالج فنڈز پر بن رہا ہے۔ میرا اس میں کوئی پیسہ نہیں لگا التمش جیپ کو کالج والی زمین کے سامنے رُک کر بولا۔۔

مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا یہاں سچ میں کالج بن رہا ہے۔زویا جیپ سے اتر کر خوشی سے بولی۔۔

میڈیم یقین کر لو۔تمہارا یہ شوہر اب کالج کو پورا کر کے ہی دم لے گا۔وہ جھک کر بولا۔۔زویا مسکرا دی۔اور آس پاس دیکھنے لگی جہاں پر واقع کام شروع ہو چکا تھا۔کل ہی التمش نے کام شروع کروایا تھا۔

بہت اچھا ہوا کالج بن گیا۔میں نا اس گاؤں کو بہت خوبصورت دیکھنا چاہتی ہوں۔زویا سوچتے ہوئے بولی۔۔۔

خوبصورت مطلب؟ابھی کیا خوبصورت نہیں ہے۔التمش نا سمجھی سے بولا۔۔

ہے پر اتنا نہیں۔ ناتو سڑکیں صحیح ہیں۔ اور ناہی چھوٹا سا پارک ہے۔ اور ناہی کوئی بیکری اگر بیکری ہوتی ناتو سب سے پہلے میں نے گلاب جامن کھانے تھے۔ کتنے مہینے یو گے۔ کبھی گلاب جامن نہیں کھائے۔ وہ سوچتے ہوئے بولی۔ من میں گلاب جامن کی تصویر لے آئی۔

ہاہا بولو تو آج ہی گلاب جامن منگوادوں۔ التمش اسکی باتیں سن کر ہنس دیا۔

Zubi Novels Zone

پلیز میرے گلاب جامن پر کوئی مزاق نہیں۔ وہ منہ بسور کر بولی۔۔

اوکے زویا گلاب جامن والی۔۔ وہ نقاب کے اوپر سے ہی اسکا ناک دبا کر بولا۔۔ اور پلٹ کر جیپ میں بیٹھا۔ زویا بھی چلتی ہوئی جیپ میں بیٹھی۔۔۔

اچھا اب سیریس مجھے نا یہاں لوگوں کے چہروں پر پھیلی افسردگی غریبی اچھی نہیں۔ لگتی۔ ہیں۔ کاش میرے پاس اتنے پیسے ہوتے سب کے دکھ ختم کردیتی۔ جتنا وہ سب محنت کرتے ہیں۔ اتنے پیسے نہیں ملتے۔ ہمارے ساتھ والے گھر میں ایک بزرگ ہیں۔ وہ اس عمر میں بھی گھنٹوں فصلوں میں کام کرتے ہیں پھر بھی ان کے گھر کبھی کبھی رات کا کھانا نہیں بنتا۔ یہاں اس معاشرے میں محنت غریب کرتا ہے۔ اور اسکا معاوضہ امیر لے جاتا ہے۔ اور غریب کو تھوڑے سے پیسے ملتے ہیں۔ جس میں وہ بے چارہ کچھ بول ہی نہیں پاتا۔ کیونکہ یہاں کا امیر اسکو دھما کا دیتا ہے۔ وہ افسردہ لیجے میں ہوئی۔ التمش بری غور سے اسکی باتیں سن رہا تھا۔

تم بہت حساس ہو۔ اتنا مت سوچا کرو۔ جتنا کم سوچو گئی خوش رہو گئی۔ زیادہ سوچو گئی تو خود کو ہی تقلیف ہو گئی۔ وہ اسکو سمجھاتے ہوئے۔ زویا نے ہاں میں سر ہلایا۔ التمش نے جیپ چلادی۔ زویا نے مسکرا کر اپنا سر بیک سیٹ پر

لگا دیا۔ التمش کے سنگ یہ چند گھنٹے اسے بہت پُر سکون لگے۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں حویلی پہنچ گے۔زویا جیپ سے باہر نکلی۔۔التمش کی نظر ایک طرف کھڑی دو گاڑیوں کی طرف گئی۔وہ زویا کے ساتھ حویلی کے داخلی دروازے کی طرف بڑھا۔

حال میں سے باتیں کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔۔وہ دونوں چلتے ہوئے آگے بڑھے۔

سامنے صوفے پر حمیدہ بیگم،منت سیرت اور نائلہ بیٹھے تھے۔وہی دوسرے صوفے پر حازم اور سراج اور ماجد بیٹھے تھے۔ایک صوفے پر جہانگیر خان،رفاقت صاحب اور سہیل صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔

السلام علیکم ! التمش وہاں جانا تو نہیں چاہتا تھا۔ ہر صائمہ بیگم کے اِشارے کو دیکھ کر وہ آگے بڑھا۔

وعلیکم السلام ! حازم نے جواب دیا۔ جس کی آواز میں انجانی سی خوشی تھی۔ پر جیسے ہی اسکی نظر التمش کے ہاتھ پڑی۔ اسکا چہرہ سنجیدہ ہو گیا۔ زویا کا ہاتھ التمش کے ہاتھ میں تھا۔ زویا کو اپنی جان جاتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔ وہ نقاب تو اتار چکی تھی۔ پر سیرت اور منت کو پہلے ہی حازم نے منع کر دیا تھا۔

التمش یہاں بیٹھو۔ جہانگیر خان نے اسے ساتھ پڑے خالی صوفے کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کر رہے تھے۔ وہ بیٹھنا تو نہیں چاہ رہا تھا۔ پر اب مجبوری تھی۔

التمش آپ بیٹھیں مین سب کے لیے چائے کا بندوبست کرلوں۔زویا نے اسکے بازو پر ہاتھ رکھ کر اپنی طرف متوجہ کیا تا کہ وہ اسکا ہاتھ چھوڑ دے۔ کیونکہ وہ حازم کی وارننگ دیتی نظروں کو دیکھ چکی تھی۔التمش نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔اگلے ہی پل وہ وہاں سے بھاگی اور کیچن میں جا کر سانس لیا۔۔

دیکھیں جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں۔ہم یہاں کس مقصد کے لیے اکھٹے ہوئے ہیں۔بچوں نے جو غلطی کی ہے۔اسکا اب ڈھنڈورا پیٹنے اور معاشرے میں بے عزتی کروانے سے بہتر ہے۔ہم سب یہی پر معاملہ ختم کردیں۔نکاح تو ہو چکا ہے۔تو بس اب رخصتی کی تاریخ رکھ لیں۔جہانگیر خان نے بات شروع کی۔

جی بالکل۔غلطی ان دونوں کی ہے۔پر اسکے اوپر اگر ہم اپنا فیصلہ مسلت کرنے کی کوشش کریں گے۔تو معاملہ بگڑ جائے گا۔اصل میں میرے ڈیڈ

ابھی شہر میں نہیں ہیں۔پر وہ شادی پر پہنچ جائیں گے۔آپ بتائیں کونسی تاریخ مناسب ہے۔ہم فائینل کر دیں گے۔حازم بولا۔

زویا نجو کے ساتھ چائے کے لوزمات لے کر آئی۔۔

زویا یہاں آکر بیٹھو۔نجمہ چائے سرو کر دے گئی۔التمش نے زویا کو کہا جو کہ چائے کپ میں ڈالنے لگی تھی۔التمش کی بات سن کر وہ ہچکچاتے ہوئے التمش کے پاس صوفے پر آکر بیٹھی۔بیٹھتے ہی اسکی نظر حازم پر پڑی۔جو کہ لال انگاروں سے بھری نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔زویا نے نظریں پھیر لیں۔

اصل میں ہم۔چاہتے ہیں یہ فرض جلدی سے ادا ہو تو ہفتے کا دن ٹھیک ہے۔جہانگیر خان نے سب کی طرف دیکھ کر بولا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ہفتہ وہ تو دو دن میں ہے۔حمیدہ بیگم نے حیرانگی سے کہا۔۔

جی ٹھیک ہے۔جیسا آپ کو مناسب لگے۔ہم بھی چاہتے ہین۔سب معاملے جلد ہی ختم ہو جائیں۔سب کو سکون کی نیند آئے۔حازم نے کہتے ہوئے زویا کو دیکھا زویا اسکا مطلب خوب سمجھتی تھی۔

التمش میری طبعیت ٹھیک نہیں میں کمرے میں جا رہی ہوں۔زویا وہاں سے اُٹھ کر جانا چاہتی تھی۔تبھی التمش کو آہستہ آواز میں بولی۔۔

کیا ہوا؟اگر زیادہ خراب ہے تو ڈاکٹر کے پاس لے چلو۔وہ فوراً پریشان ہو گیا۔۔

نہیں بس تھک گئی ہوں۔ سونا چاہتی ہوں۔ زویا نفی میں سر ہلا کر بولی۔۔

چلو ٹھیک ہے چلی جاؤ۔ التمش نے اسکے چہرے پر بے چینی دیکھ کر کہا۔ زویا اگلے ہی پل وہاں سے اُٹھ کر چلی گئی۔۔۔

تاریخ طے ہو گئی۔ حویلی مین کھانے کا بھرپور انتظام کیا گیا تھا۔ سب کھانا کھانے کے لیے اُٹھے۔

سراج جہانگیر خان کی طرف بڑھا۔

میں جانتا ہوں میں جو بھی بولوں گا آپ کو سب بکواس لگے گا۔ بے مقصد لگے گا۔ پر میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں۔ میں اریشہ سے بے پناہ محبت کرتا ہوں۔ اسی چکر میں ہم سے یہ سب ہوا۔ جانتا ہوں یوں چھپ کر نکاح

نہین کرنا چاہیے تھا۔پر سب چھن جانے کے عالم مین ہوا۔مین اسے کھونا نہیں چاہتا تھا۔آپ مجھے اس غلطی پر معاف کر دیں۔وہ ان کے پاس آکر ہاتھ جوڑ کر بولا۔۔

سراج ملک ہم خان خاندان سے ہیں۔اور خانوں میں کسی لڑکی کی طرف اگر آنکھ بھی اُٹھا کر دیکھ لو تو یہاں قتل و غارت شروع ہو جاتی ہے۔اور تم نے تو ہمارے ہوتی سے سیدھا نکاح کیا ہے۔وہ بھی چھپ کے۔ہم اگر تمہیں اسے رخصت کر کے کے جانے کی آجازت دے رہے ہیں۔تو اسکے پیچھے صرف اپنی بچی کچی عزت کا مزید جنازہ نا نکلے اس لیے کر رہے ہیں۔دوسرے بات اسے اگر خوش رکھو گے تو معافی خود با خود ہی مل جائے گئی۔ جہانگیر خان اپنے مخصوص روب درانہ انداز میں بولے۔۔۔سراج تو پہلے ہی ان کی شخصیت کے زیرِاصر تھا۔اب انکا یوں کہنا اسے مزید ڈرا گیا۔

التمش اب مزید ڈرامہ نہیں کر سکتا تھا۔ تو وہ اُٹھا اور کمرے مین چلا گیا۔

کمرے مین داخل ہوا تو زویا کو کھڑکی کے سامنے کھڑے دیکھا۔

طبعیت کچھ ٹھیک ہوئی کہ نہیں التمش اسکے قریب آکر بولا۔

وہ سب چلے گے۔ زویا نے جلدی سے پوچھا۔

کیا ہوا تم اسطرح کیوں بی ہیو کر رہی ہو۔۔ وہ ابھی یہی ہیں کھانا کھا رہے ہیں۔ میں مزید ڈرامہ نہیں کر پایا تو اوپر آگیا۔ وہ بول کر صوفے پر بیٹھا اور جوتے اتارنے لگا۔۔

زویا دوبارہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔۔۔

دو دن بعد کی ڈیٹ فیکس ہوئی ہے۔ تیار کر لو۔ رخصتی کے بعد ہم لوگ یہاں سے جانے والے ہیں۔ وہ اپنے جوتے سائیڈ پر رکھتے ہوئے بولا۔۔

ویسے ہم کہاں جائیں گے۔ آپ کے پاس تو پیسے بھی نہیں۔۔ زویا نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

تمہارا شوہر ابھی اتنا کنگال نہیں ہوا جو رہنے کے لیے جگہ نا ہو۔ میرا ایک گھر ہے۔ جسے دیکھ کر تم خود بھی دھنگ رہ جاؤ گی۔ ہاں پاا س بات کی گرنٹی نہیں ماجد لالا اسے چھین نا لیں۔ وہ آخر میں ہنس کر بولا اور اُٹھ کر واشروم کی طرف بڑھا۔۔۔

زویا کو اسکی ہنسی میں بھی درد محسوس ہوا۔۔۔۔

شام سات بجے تک حازم کی فیملی حویلی سے چلی گئی۔خالد صاحب کو ہسپتال سے چھٹی مل گئی وہ بھی حویلی واپس آ چکے تھے۔گاؤں کے لوگ ان کی عیادت کرنے آ رہے تھے۔۔جہانگیر خان کا روب کہیں یا پیسے کی بھوک، اریشہ والی بات اس گاؤں سے باہر نہیں نکلی۔

زویا اسکے بعد اپنے کمرے سے نیچے نہیں گئی۔۔وہ حازم کا سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی۔۔رات کے ایک کا وقت تھا۔التمش صوفے پر سو رہا تھا۔زویا چپکے سے اُٹھی اور الماری سے اپنا موبائل نکال کر واشروم میں گھس گئی۔

موبائل کو آن کیا تو سکرین پر حازم کے سو میسج اور دس مس کال تھیں۔زویا نے میسج کھولنے کی ہمت نا کی۔اور حازم کا نمبر ملایا۔تھوڑی ہی دیر میں حازم نے کال پک کر لی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اپنے شوہرِنامدار سے فُرست مل گئی۔حازم کا بھرپور طنز آیا۔

وہ صرف کاغذی شوہر ہے۔زویا نے ہمت کر کے بولا۔

ہنہ وہ تو میں نے آج دیکھ ہی لیا۔زویا تمہیں پہلے ہی وارنگ دی تھی۔نا اس سے دور رہوں۔مگر تم نہیں مانی۔آج اس (گالی) کے ہاتھ میں تمہارا ہاتھ دیکھ کر جو انگارے میرے دل پر گرے ہیں اسکا تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتی۔کیسے تم اسکے ساتھ صوفے پر بیٹھے۔اسکے کانوں کے قریب ہو کر باتیں کر رہی تھی۔جیسے بہت قریبی رشتہ ہو۔۔۔حازم کی آواز فون کے سپیکر کو پھاڑ رہی تھی۔۔صاف ظاہر تھا۔وہ کتنے غصے میں تھا

حازم ریلکس کیا ہو گیا ہے؟کچھ ہی دنوں مین یہ سب ختم ہونے والا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

۔۔۔زویا بول ہی رہی تھی کہ حازم کی آواز آئی۔

یہ سب ختم تو ہو گا۔پر میری بات کو اگنور کرنے کی سزا اب تمہیں ملے گئ۔ انتظار کرو۔وہ غصے سے بولا اور فون کاٹ دیا۔

حازم حازم۔۔۔زویا حیرت سے بس فون کو دیکھ ہی سکی۔۔۔۔۔

یااللہ اب یہ لڑکا کیا کرے گا۔وہ پریشان سی واشروم سے باہر نکلی فون کو الماری میں رکھ کر وہ پلٹی تو نظر التمش کے سوئے ہوئے چہرے پر پڑی۔وہ وہی اسکے قریب صوفے کے پاس بیٹھ گئی۔۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔کیا ہو گا؟کیسے ہو گا؟جب آپ کو میری سچائی پتہ چلے گئ؟تب آپ کی کیا حالت ہو گئ؟ایم سوری التمش آپ بہت اچھے ہیں

پر میں اپنی زندگی کی سب سے بری جنگ کو ہار نہیں سکتی۔آپ جیسا انسان مجھے کبھی نہیں ملے گا۔پر اپنی ماما کے خون کا بدلہ میری زندگی کا مقصد ہے۔

اگر یہ نا پورا کیا تو میرے ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔وہ اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے دل ہی دل میں اس سے مخاطب ہوئی۔ایک آنسو اسکی پلکوں کی بار کو توڑتا چہرے پر بہا۔۔۔

التمش کی آنکھوں مین جمبش پیدا ہوئی۔زویا نے اگلے ہی پل ہاتھ چھوڑا اور بیڈ پر آکر لیٹ گئی۔

Zubi Novels Zone

**************★************★*****
***

حویلی میں رخصتی کی تیاریاں شروع ہوگئی۔ماہ رخ اور اریشہ دونون کی رخصتی طے پائی تھی۔آئمہ بیگم تو خوشی خوشی اپنی بیٹی کی رخصتی کی تیاریاں

کر رہین تھیں۔ صایمہ بیگم تو بس مروت کے مارے حصہ لے رہیں تھیں۔ رخصتی کا فنگشن حویلی کے گارڈن میں ہونا تھا۔ وہاں کا انتظام ماجد اور سعد سھنمبال رہے تھے۔ التمش اپنے گھر کو صاف کروا رہا تھا۔ زویا حویلی میں مدد کر رہی تھی۔

کل رخصتی تھی۔ اریشہ بہت خوش تھی۔ اسے اپنی خوشی ملنے جارہی تھی۔ باقی حویلی والے کیا سوچتے ہین یا التمش کیسا محسوس کر رہا ہے۔ اس سب سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ ماہ رخ اتنی جلدی رخصتی پر بہت پریشان تھی۔ سعد بھی یہ سب سن کر بہت حیران اور پریشان تھا۔ کچھ ہی دنوں میں اسکے فائینل پیپرز تھے۔ اور سے رخصتی۔۔۔ پر جہانگیر خان کا حکم۔ ماننا ضروری تھا۔۔۔

شام کے وقت التمش اپنے گھر کا کچھ کام کروا کے واپس لوٹ رہا تھا۔ کہ

اچانک ایک گاڑی آکر اسکی گاڑی کے سامنے رُکی۔ جس میں سے پانچ چھے بندے چہرے پر کالا رومال باندھے ہاتھوں میں ڈنڈے لیے باہر نکلے۔

التمش یوں اچانک افتار پر کچھ پریشان ہوا۔ وہ گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔

کون ہو تم لوگ اور میرا رستہ کیوں رُکا۔ التمش آگے بڑھ کر بولا۔ اس سے پہلے کہ التمش کو کچھ سمجھ آتا۔ دو آدمی آگے بڑھے۔ اور ایک کالے کپڑے سے اسکے چہرے کو ڈھانپہ۔ اب اسے کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔

چھوڑو مجھے کیا بدتمیزی ہے۔ وہ چِلایا۔ اپنے ہاتھ پاؤں مارے۔ وہی دوسرے آدمی نے ڈنڈے سے مارا۔

آہ۔۔ ایک آدمی نے ڈنڈا التمش کے بازو پر مارا۔ التمش کی چیخ بلند ہوئی۔

وہ اسے بے دردی سے مارے جا رہے تھے۔

چھوڑو مجھے کون ہو تم لوگ۔ وہ چِلایا۔ تبھی ایک آدمی نے اسکے پیٹ میں مکہ مارا۔ باقی بھی کافی بے دردی سے مار رہے تھے۔اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔سب کچھ بہت اچانک سے ہوا تھا۔

چل بس کر مر جائے گا۔بوس نے اتنا ہی مارنے کو کہا تھا۔ان میں سے ایک آدمی بولا۔سب رُک گے۔التمش کو زمین پر دھکہ دے کر سب نکل گے۔ اسے گاڑی چلنے کی آواز آئی۔جس بے دردی سے وہ لوگ مار رہے تھے۔ اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔ جلدی سے کالا کپڑا اپنے سر سے اُتارا۔ اسکی آنکھوں کے سامنے دھند چھائی۔ماتھے سے خون کی لکیر بہ رہی تھی۔ ناک سے خون نکل رہا تھا۔اس سے اپنا بازو اُٹھایا نہین جا رہا تھا۔

یااللہ مدد فرما۔وہ ہولے سے بولا۔چونکہ شام کا وقت تھا تو سڑک بالکل

سنسان تھی۔

کسی کے آنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔التمش نے ہمت کر کے گاڑی کا فرنٹ دروازہ کھولا۔اور ڈش بوڈ پر رکھا اپنا موبائل اُٹھایا۔اسنے گل خان کو کال ملائی۔اور اسے پہنچنے کا کہا۔اور خود درائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔اپنے ساتھ پیش آنے والی واردات پر سوچنے لگا۔گاڑی میں پڑی پانی کی بوتل سے اسنے دو گھونٹ پانی پیا۔

دس منٹ بعد ہی گل خان موٹر سائیکل پر اپنے ایک ساتھی کے ساتھ التمش کے پاس پہنچا۔۔

سائیں چھوٹے سائیں، کیا ہوا؟ یہ سب کیسے ہوا؟ کون تھے وہ لوگ؟ گل خان بھاگ کر التمش کے پاس پہنچا۔

پتہ نہیں کون تھے۔چار پانچ لوگ تھے۔وہ اپنے پھٹے ہوئے بازو کو دیکھتے ہوئے بولا۔جہاں کوہنی سے خون نکل رہا تھا۔۔

چھوٹے سائیں ہسپتال چلیں۔۔گل خان التمش کا خون صاف کرتا ہوا بولا۔۔

نہیں گل خان حویلی لے چلو۔اور تم موٹر سائیکل پر ہمارے ساتھ ہی چلو۔ وہ لوگ ابھی بھی گاؤں میں ہوں گے۔وہ اتنا ہی بولا اور اُٹھ کر دوسری سیٹ پر بیٹھا۔گاڑی کا بھی برا حشر ہوا تھا۔اس کے چاروں دروازں کے شیشے ٹوٹ گے تھے۔۔جو ان میں سے ایک نے توڑے تھے۔۔

گل خان نے گاڑی فل سپیڈ پر چلائی۔اور آدھے گھنٹے میں وہ حویلی پہنچے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

گل خان نے التمش کا سہارا دیا۔اس سے کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا تھا۔وہ اسے سہارا دیے حال میں داخل ہوا۔

لالا یہ کیا ہوا؟سعد سیڑیوں سے نیچے اتر رہا تھا۔جب اسکی نظر التمش پر پڑی جس کے سفید کپڑے خون سے بھیگے ہوئے تھے۔وہ اسکا حال دیکھ کر وہی سے پلٹا اور اپنے کمرے سے فسٹ ایڈ باکس لے کر حال میں بھاگتا ہوا آیا۔
جہاں التمش اب صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔اور باقی سب اسکے اس پاس کھڑے تھے صائمہ بیگم مسلسل رو رہیں تھیں۔

اماں میں ٹھیک ہوں کیوں رو رہی ہیں۔صائمہ بیگم کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولا۔۔

سعد جلدی جلدی اسکی زخموں پر مرہم لگانے لگا۔زویاایک طرف کھڑی منہ پر ہاتھ رکھے التمش کا یہ حال دیکھ کر کانپ رہی تھی۔

التمش یہ سب ناظم شاہ نے کیا ہے نا؟ یہ تیسرا حملہ ہے۔اب نہیں چھوڑوں گا۔چلو گاڑیاں نِکالو۔آج کے آج یہ معاملہ تو میں خود ختم کروں گا۔جہانگیر خان گرجدار آواز مین بولے۔پورے حال میں ان کی آواز گھونج رہی تھی۔۔

داداجان یہ ناظم شاہ یااسکے گھنڈوں کا کام نہیں ہے۔وہ لوگ منہ پر رومال باندھ کر آئے تھے۔ان کا ٹارگٹ میں تھا۔میرے چہرے پر کالا کپڑا باندھا۔پھر مارا۔تاکہ میں جواباًان کو مار نا سکوں۔پوری سوچی سمجھی پلیننگ تھی۔وہ گاؤں کے نہیں لگ رہے تھے۔۔التمش صوفے پر سیدھا بیٹھ کر بولا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تم نہیں جانتے یہ ضرور ناظم شاہ کا کام ہے۔وہ کہی اور سے بھی تو گنڈے منگوا سکتا ہے۔جہانگیر خان کسی طور نہیں مان رہے تھے۔ان کا غصہ ساتویں آسمان پر تھا۔۔۔

کہی یہ سب حازم۔۔۔۔۔زویا یہ سب سن کر اندر تک کانپ گئی۔اسکا پہلا شک حازم پر گیا۔کیونکہ اس دن اس نے دھمکی دی تھی۔۔۔

Zubi Novels Zone

دادا جان میری بات مانیں یہ وہ نہیں ہے۔یہ ضرور وہ انسان ہے جس نے ارسلان کا قتل کیا تھا۔التمش ہمت کر کے کھڑا ہوا اور جہانگیر خان کی طرف بڑھا۔انہوں نے اسکے ہاتھوں کو پکڑا۔۔۔

کیا مطلب؟سب نے حیرانگی سے زویا کی طرف دیکھا۔زویا نے التمش کی

طرف دیکھا۔

میں یہ سب آپ کو پہلے ہی بتا دیتا پر آپ مین سے ایک بھی میری بات کا یقین نا کرتا۔۔کچھ ہفتوں پہلے مین نے ارحم کو ارسلان کے قتل کی انوسٹیگیشن کرنے کو بولا تھا۔جب پچھلے ہفتے میں شہر گیا وہاں ارحم نے بتایا کہ ارسلان کا قتل روحان نے نہیں بلکہ کسی اور نے کیا تھا۔پھر التمش نے ساری بات بتائی۔جسے سن کر سب کے سب شاک میں چلے گے۔۔

جہانگیر خان کو ایک دم چکر آئے۔

دادا جان! التمش نے انہیں صوفے پر بیٹھایا۔

تم نے یہ سب پہلے کیوں نہیں بتایا؟ صائمہ بیگم بولیں۔

اماں جو حالات چل رہے تھے۔مجھے پتہ تھا یہاں کوئی یقین نہیں کرے گا۔ اسی لیے چپ رہا۔۔آج بھی نا بتاتا۔پر یہ سب ہوا تو بتانا پڑ گیا۔التمش وہی جہانگیر خان کے پاس بیٹھتے ہوا بولا۔زویا ایک طرف سر جھکائے کھڑی تھی۔

پر ہمارا ایسا کون ساد شمن ہے جو پیٹھ پیچھے وار کر رہا ہے۔ارسلان کا قتل اور اب تمہارے پیچھے جہانگیر خان تھکے ہوئے لہجے میں بولے۔

داداجان بلاوجہ کوئی دشمن نہیں بنتا۔جب کسی کا حق مارا ہو وہی بدلہ لیتا ہے۔۔التمش ہولے سے بولا۔۔زویا نے گردن اُٹھا کر اس کو دیکھا۔

مجھے توکل سے یہ لگ رہا ہے۔یہ سب جو ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔وہ سب

اللہ کا عذاب ہے۔ہم نے ناحق ایک بچی کو سزادی۔اسکی زندگی جہنم بنا دی۔بنا سچ جانے اس پر اتنا ظلم کیا۔صایمہ بیگم روتے ہوئے بولیں۔

اماں ان بے مقصد روائیتوں کے چکر میں ناجانے زویا جیسی کتنی لڑکیاں ظلم برداشت کر چکی ہیں۔اور کر رہی ہیں۔ہم سب گناہگار ہیں۔قتل کا بدلہ لینے کے چکر میں ہم نے ایک معصوم کی زندگی برباد کردی۔اسے بے مقصد طعنوں اور عزیتوں کے حوالے کردیا۔بس اپنی نانہاد روائیت کے چکر میں ظلم پر ظلم کر رہے ہیں۔وہ دکھ بھرے انداز میں بولا۔سب اتنی بری سچائی کا پتہ لگنے پر ابھی تک شاک مین تھے۔اس حویلی کے ہر بندے نے زویا کو باتیں سنائیں تھیں۔مارا پیٹا تھا۔زویا مزید وہاں رک ناپائی اور سیڑیوں کی طرف بھاگی۔

جہانگیر خان کا بی پی کافی ہائی ہو چکا تھا۔سعد انہیں دوائی دے کر کمرے میں

لیٹا آیا تھا۔

صائمہ بیگم زویا سے بات کرنا چاہتی تھی پر التمش نے رُک دیا۔ وہ اُٹھیں اور التمش کے لیے یخنی بنانے کیچن میں چلی گئیں۔۔ سعد التمش کو سہارا دے کر اسکے کمرے میں لایا۔ زویا واشروم میں تھی۔

روحان کی بے گناہی سب کے سامنے ثابت ہونے پر جہاں وہ خوش تھی وہی التمش کو دھوکہ دینے پر وہ دکھی بھی تھی۔ دکھی ہونے کی وجہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔۔ واشروم میں وہ کافی دیر تک روتی رہی۔ جہاں پہلے زویا اتنی بہادری سے کام کرتی تھی۔ اب کچھ دنوں میں وہ خود کو بہت کمزور محسوس کر رہی تھی۔ کچھ خالی پن سا اپنے اندر محسوس کر رہی تحی۔ اور اس خالی پن کی وجہ وی جو د بھی نہیں جانتی تھی۔ چہرے پر پانی کے چھینٹے مارنے کے بعد وہ تولیے سے چہرہ صاف کر کے واشروم سے باہر نکلی۔ نکلتے

ہی اسکی نظر التمش پر پڑی۔جو کہ انہی کپڑوں میں بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اپنے سر کو بیڈ کی بیک گراونڈ سے ٹکائے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔۔

وہ چلتی ہوئی بیڈ پر آ کر بیٹھی۔التمش نے اپنی آنکھیں کھولیں اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔

کیا ہوا روئی کیوں؟ وہ اسکی سوجی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر بولا۔

وہ ایک بار پھر سے رونے لگی۔اور آگے بڑھ کر التمش کے سینے سے لگ گئی۔اسے زویا سے اس کی توقوں نہیں تھی۔زویا زور زور سے رونے لگی۔

زویا ریلکس !کیا ہو گیا ہے رو کیوں رہی ہو۔تمہارے بھائی کی بے گناہی ثابت ہو گئی یہ تو خوشی کی بات ہے۔اس مین رونے والی کیا بات ہے؟ وہ

اسکے بال سہلاتے ہوئے چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔زویا نے نفی میں ہلایا۔۔

تو پھر کیوں رو رہی ہو؟ وہ نا سمجھی سے بولا۔۔

کچھ نہیں ایسے ہی وہ علحیدہ ہوتے ہوئے بولی۔

ایک تو لڑکیوں کی یہ بات عجیب ہے۔انہیں خود نہین پتہ ہوتا کیوں رو رہی ہیں۔وہ ہلکا سا ہنسا۔۔

زویا نے اپنا چہرہ صاف کیا۔اسکی نظر التمش کی سفید قمیض پر پڑے سرخ دھبوں پر پڑی۔

یہ سب میری وجہ سے ہوا وہ دل ہی دل میں خود کو قصوروار ٹھہرا رہی تھی۔

آپ کپڑے تبدیل کرلیں اور آرام کریں۔ بہت زیادہ چوٹیں لگی ہیں۔
زویا الماری سے کپڑے نکال کر اسے پکڑاتے ہوئے بولی۔

اگر میری وجہ سے پریشان ہو رہی ہو تو مت ہو۔ جس نے بھی یہ حملہ کروایا ہے۔ بہت ہی کوئی آخری لیول کا لوزر ہے۔ اسے پتہ ہی میں میرے پیچھے میری بیوی کی دعائیں ہیں۔ مجھے بھلا کیا ہو سکتا ہے۔۔ التمش خان ہوں اتنی جلدی مرنے والا نہیں۔ وہ کپڑے پکڑ کر کھڑا ہوتے ہوئے اسکے قریب ہو کر بولا۔۔ زویا نے اسکی آخری بات پر آنکھیں دیکھائیں۔

اس سے پہلے بیویوں والی ڈانٹ شروع ہو جائے میں کپڑے تبدیل کر لیتا ہوں۔ وہ مسکرا کر بولا اور پلٹ کر واشروم میں گھس گیا۔ اسکے جاتے ہی

زویا پلٹی اور الماری سے موبائل نکالا۔اسے آن کیا تو سامنے ہی حازم کا میسج تھا۔

بولا تھا نا سزا ملے گئی۔پر تمہیں نہیں تمہارے اس کاغذی شوہر کو۔ہاہاہ آگے ہنسنے والے ایموجی تھی۔زویا کو میسج پڑھ کر بہت غصہ آیا۔موبائل کو آف کر کے دوبارہ الماری مین رکھا۔اور خود صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

****

★*

اگلے دن کی صبح کسی کے لیے خوشیاں اور کسی کے لیے نمی لے کر آئی۔
حویلی میں آج شام کو رخصتی کا فنگشن تھا۔۔ساری تیاریاں ہو چکیں تھیں۔

صائمہ بیگم نے زویا کو اپنے کمرے مین بلوایا تھا۔وہ ڈوپٹہ سر پر سجا کر ان کے

کمرے میں داخل ہوئی۔ سامنے بیڈ پر جالد صاحب لیٹے ہوئے تھے۔

زویا بیٹا یہاں آؤ۔ صائمہ بیگم نے بہت پیار سے پکارا۔ زویا سوچتی تھی کل سچائی کھلنے کے بعد ہی ان کا رویہ ایسا ہوا کو گا۔

جی بولیں آپ نے بلوایا تھا۔ وہ سنجیدہ انداز میں بولی۔

ہاں آج کے فنکشن میں تم یہ والے کپڑے پہنوں گئی۔ انہوں نے صوفے پر رکھے ہوئے کپڑے اور جیولری زویا کے حوالے کیے۔ زویا کے چہرے پر حیرت پھیلی۔

معاف کیجیے گا پر میں یہ نہیں لے سکتی۔ میری اتنی اوقات نہیں یہ سب پہن سکوں۔ اور ویسے بھی یہ تو خاندانی ہے نا اور خاندانی اور اونچے گھرانے کی بہو

ہی یہ پہن سکتی ہے۔اور مین اس قابل کہاں۔وہ ہلکے سے طنزیہ انداز میں بولی۔

جانتی ہوں۔میں نے بہت غلط کیا۔اُس رویے کے لیے معاف کا لفظ بھی بہت چھوٹا ہے۔میں نے جو رویہ تمہارے ساتھ رکھا اس کا بدلہ مجھے میری بیٹی کی شکل مین مل رہا ہے۔مین بس ہاتھ جوڑ کر تم سے معافی مانگتی ہوں۔ ہمیں معاف کردو۔صائمہ بیگم زویا کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولیں۔

Zubi Novels Zone

آپ پلیز ایسامت کریں۔زویا نے ان کے ہاتھ نیچے کر کے کہا۔

زویا میں یہ نہین کہوں گئی ہمیں فوراً معاف کردو۔جب تمہارے دل مین سے ساری خفگی مٹ جائے تب معاف کردینا۔

تم میرے بیٹے کی بیوی ہو۔جسے وہ ہم سب کے سامنے قبول کر چکا ہے۔

اس حق سے مین یہ سب تمہیں دے رہی ہوں۔اگر تم انہین پہنوں گی۔تو مجھے لگے گا تم بہت جلد ہمیں معاف بھی کر دو گئی۔صائمہ بیگم نے دوبارہ سے اسکی طرف کپڑے اور جیولری کا ڈبہ اور ساتھ میں جوتے کیے۔۔زویا نے کچھ سوچ کر وہ سب پکڑ لیا۔اور بنا کچھ بولے پلٹ گئی۔اپنے کمرے میں واپس آکر سب کچھ بیڈ پر رکھا۔اور خود بھی وہی بیٹھ گئی۔

بھیو کیا ہوا؟آج تو اتنی خوشی کا دن ہے یوں منہ لٹکا کر کیوں بیٹھے ہو۔منت اپنے پنک لہنگے کو سھمبالتے ہوئے سراِج کے کمرے میں داخل ہوئی۔جہاں وہ تیار ہو کر بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔چہرے پر خوشی کا کوئی نامونِشان نہیں تھا۔

میں اپنی شادی اس طرح نہیں چاہتا تھا۔میں نہیں چاہتا تھا۔یوں بدنامی کے

ساتھ ہماری شادی ہو۔ پتہ نہیں کیوں دل خوش نہیں ہے۔ ایسے لگ رہا ہے مین کوئی بہت برا مجرم ہوں۔ وہ تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔

بھیو جو بھی آپ نے کیا مانا کے وہ غلط تھا۔ پر اب سب کے سامنے آچکا ہے۔ اریشہ بھابھی وہاں آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔۔ اور ویسے بھی یہ تو آپ کی دلی خواہش تھی جو کہ اب پوری ہو رہی ہے۔ تو سب نیگیٹو باتیں چھوڑو اور چلو۔ بھابھی جان کو لے کر آتے ہیں۔ منت مسکرا کر بولی۔ سراج نے بھی گردن ہلا دی۔ اور اسکے ساتھ نیچے چل دیا۔

ماما رستہ بہت لمبا ہے اچھا ہو گا اگر ہم ابھی نکل جائیں ورنہ واپسی پر بہت دیر ہو جائے گئی۔ حازم اپنے بازو کے بٹن بند کرتا ہوا حمیدہ بیگم کے پاس آیا۔ جو کہ سیرت کا ڈوپٹہ سیٹ کر رہی تھیں۔

ٹھیک ہے۔ حمیدہ بیگم نے اتنا ہی کہا۔ ڈوپٹہ سیٹ کر کے وہ اپنے کمرے میں سے کچھ چیزیں لینے چلی گئیں۔

دعا آپی! واؤ آپ کتنی پیاری اور مختلف لگ رہی ہیں۔ سیرت داخلی دروازے سے داخل ہوتی دعا کو دیکھ کر اونچی آواز میں چِلائی۔ جو کہ ریڈ کلر کی لونگ فراک میں ملبوس تھی۔ ہلکا سا میک اپ کیے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

واقعی۔۔دعا نے سوالیہ انداز میں کہا۔

اور نہیں تو کیا۔ آج تک آپ نے ایسے کپڑے نہیں پہنے اور اب جب پہنے ہیں۔ تو خدا کی قسم قیامت لگ رہی ہیں۔ اگر میں لڑکا ہوتی تو ابھی کے ابھی پرپوز کر دیتی۔ سیرت ہنستے ہوئے بولی۔ دعا کا چہرہ لال ہو گیا۔

سیرت بی ہیو یور سیلف ! کس طرح کی لینگونج استمال کر رہی ہو۔ حازم جو کہ وہی دور کھڑا سیرت کی باتیں سن رہا تھا۔ غصے میں بولا۔۔۔

ہائے ماری گئی مجھے یاد ہی نہیں رہا بھائی یہاں ہیں سیرت اپنے ماتھے پر ہاتھ مار کر بولی۔

دعا آپی میں منت کو بلا کر لاتی ہوں۔ سیرت وہاں سے رفو چکر ہو جانا چاہتی تھی۔ وہ اگلے ہی پل غائب ہو گئی۔

حازم آپ سیرت سے اسطرح سے کیوں بات کرتے ہیں۔ ہمشہ آپ ڈانٹتے رہتے ہو۔ بالکل بھی اچھا نہیں لگتا دعا آگے بڑھ کر اسکے برابر کھڑی ہوئی۔

اور تم کون ہوتی ہو مجھے رُکنے والی۔وہ میری بہن ہے جیسے چاہیے بات کروں۔وہ موبائل پر میسج کرتے ہوئے دعا کے سوال کا جواب دیتے ہوئے بولا۔۔۔

ہائے اگر آپ چاہیں تو بہت کچھ ہو سکتی ہوں۔۔۔وہ مسکرا کر منہ مین بر برائی۔

کیا بول رہی ہو؟حازم سوالیہ انداز میں بولا۔۔

کچھ نہین آپ بتائیں کیسی لگ رہی ہوں۔وہ گول گول گھوم کر بولی۔۔۔

جیسی پہلی لگتی ہو ویسی ہی۔۔۔۔حازم اسے ایک نظر دیکھ کر بولا۔۔

اچھا۔۔۔۔دعااپنی ساری تیاری پر پانی پھرتے دیکھ کر بولی۔

میں آتاہوں۔حازم بول کر باہر کی طرف بڑھا۔

اہم اہم۔۔۔کیا بات ہے۔سراج اداس کھڑی دعا کے پاس آکر گلا کھنگال کر بولا۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

تمہارا بھائی کتنا بے حس ہے۔اتنی خوبصورت لڑکی کیا اسے نظر نہیں آتی۔۔مین نے اتنی محنت کی سب بے کار گئی۔وہ منہ بسور کر بولی۔۔

کیا مطلب۔۔۔کیا تم حازم بھائی سے پیار۔۔۔۔سراج نا سمجھی سے بولا۔۔۔

دعا کو ایک دم اپنی بے وقوفی کا اندزاہ ہوا۔ وہ بے دھیانی میں کیا بول گئی۔ اس نے آہستہ سے سراج کی طرف دیکھا جو کہ اسکے جواب کے انتظار میں اسے دیکھ رہا تھا۔

اگر مین ہاں کہوں تو؟ دعا نے ڈرتے ہوئے کہا۔

اوخدایا۔۔۔ دعا تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ مین پہلے ہی تمہیں سب بتا دیتا۔۔۔۔ حازم نے اس بے وقوف لڑکی کی طرف افسوس سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جو نا جانے کب سے یک طرفہ محبت مین گرفتار تھی۔۔۔۔

کیا مطلب کیا بتاتے۔۔۔ وہنا سمجھی سے بولی۔۔۔

بھیو چلیں حازم بھائی سب کو بلا رہے ہیں۔ سیرت ان کے پاس آ کر بولی۔۔۔

دعا میں وہاں سے آ کر تمہیں سب بتاؤں گا۔ابھی تم ٹینشن مت لو۔۔اور فنکشن انجوائے کرو۔ سراج بول کر دروازے کی طرف بڑھا۔

حد ہو گئی۔ ٹینشن میں ڈال کر اب بول رہا ہے۔ ٹینشن مت لو۔ ہنہ دعا خود سے بات کرتی ان سب کے پیچھے باہر کی طرف بڑھی۔۔۔

****
****

حویلی میں دلہنوں کو پالر والی آ کر تیار کر کے جا چکی تھی۔۔ گارڈن میں سارا انتظام ہو چکا تھا۔ تین کا وقت ہو چکا تھا۔ سب لوگ بارات کا انتظار کر رہے ہے

تھے۔ مہمان سارے پہنچ چکے تھے۔ روحان کی بے گناہی کی بات سارے گاؤں مین پھیل چکی تھی۔۔ جہاں سب روحان کے بے قصور ہونے پر خوش تھے وہی ارسلان کے اصل قاتل کے بارے میں فکر مند بھی تھی۔ سامنے کھڑا دشمن اتنا خطرناک نہیں ہوتا جتنا نا معلوم اور چھپا ہوا دشمن خطرناک ہوتا ہے۔

زویا صائمہ بیگم کا دیا ہوا گلابی رنگ کا پٹھانی سوٹ پہن کر شیشے کے سامنے کھڑی تیار ہو رہی تھی۔ وہی التمش کھڑکی کے سامنے کھڑے ہو کر باہر گارڈن میں تیار شدہ سیٹ اپ کو دیکھتے نا جانے کیا سوچ رہا تھا۔۔ زویا اپنے سر پر ڈوپٹہ سیٹ کیے شیشے سے نظر آتے التمشکے عکس کو دیکھ رہی تھی۔ جو کہ پچھلے پندرہ منٹ سے وہی کھڑا تھا۔ زویا ہاتھوں میں سلور چوڑیاں ڈال کر چلتی ہوئی التمش کے پاس آئی۔

کیاسوچ رہے ہیں؟ ہاتھ میں پکڑی رنگ کو انگلی میں ڈالتے ہوئے بولی۔۔۔

ہمم کیا؟ وہ جیسے اسکی آواز سن کر سوچوں کے بھور سے جاگا۔

تیار کیوں نہیں ہو رہے ؟ زویانے ایک اور سوال پوچھا۔۔

دل نہیں کر رہا۔ وہ لمبا سانس ہوا میں خارج کرتے ہوئے بولا۔۔۔

Zubi Novels Zone

تواپنے دل کو سمجھائیں سب مہمان نیچے پہنچ چکے ہیں۔ بہن کی رخصتی کرنی ہے۔ جائیں تیار ہو جائیں۔

میں اسکی شادی اسطرح نہیں چاہتا تھا۔۔ خیر چھوڑ میں تیار ہو جاتا ہون۔ وہ اپنی سوچ کو جھٹک کر کپڑے لیے واشروم کی طرف بڑھا۔

ایم سوری۔۔۔زویا ہولے سے بولی۔۔۔اور کمرے سے باہر نکلی۔۔اسکا رخ اریشہ اور ماہ رخ کے کمرے کی طرف تھا۔

التمش تیار ہو کر گارڈن میں پہنچا۔وہ سب مہمانوں سے مل رہا تھا۔۔ تبھی بارات آنے کا شور ہوا۔۔

بہن کی شادی بہت بہت مبارک ہو۔التمش مہمانوں سے مل رہا تھا جب اسے اپنے پیچھے سے کسی کی آواز آئی۔اس نے پلٹ کر دیکھا تو ناظم شاہ کھڑا تھا۔

تم تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی التمش تو اسے دیکھتے ہی غصے سے پاگل ہو گیا۔

ارے جگر گلے تو مل بہن کی شادی مبارک ناظم مسکراتا ہوا اسکے گلے لگا۔

التمش کوئی تماشا نہیں چاہتا تھا۔

میں یہاں بن بلایا نہیں ہون۔ جانتا ہوں تم لوگ تو بلانے سے رہے۔ اصل میں حازم ملک میرا جگری یار ہے۔ تو اسی لیے میں یہاں موجود ہوں۔ وہ اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوے بولا۔

التمش کا بس نہیں چل رہا تھا۔ وہ اسے حویلی سے باہر پھینک دے پر موقع کی مناسبت کو دیکھتے ہوئے اس نے چپ سادھی۔

کیا ہوا؟ یوں کیوں کھڑے ہو؟ حازم ان دونوں کی طرف آتا ہوا بولا۔۔

بس کسی کو میرا آنا ہضم نہیں ہو رہا۔دل پر کافی چھڑیاں چل رہی ہوں گئی۔ ناظم شاہ التمش کی طرف دیکھتے مسکرا کر بولا۔۔

کیوں بھائی ایسا ممکن نہیں۔ تم میرے دوست ہو۔ ویسے کیا تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو؟ حازم نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔ ویسے تو وہ سب کچھ جانتا تھا۔

جانتے تو کیا ہم تو ایک دوسرے کو بہت اچھے سے پہنچانتے ہیں۔ کیوں التمش خان! وہ مسکرایا۔

معاف کیجیے گا۔ ہم کبھی ملے ہی نہیں۔ التمش انجان بنتے ہوے بولا۔۔

ارے کیا بات کرتے ہین ملے تو ہم بہت دفع ہیں۔ شائذ آپ کو یاد نہیں ہے

اور تحفے بھی بہت دیے ہیں۔زیادہ تو میں نے ہی دیے ہیں۔ناظم اپنے ہاتھ کو مکہ کی شکل میں بناتے ہوئے بولا۔التمش کے ماتھے ہر لکیریں ابھریں۔

ہم تو پھر شائد آپ یاد رکھنے لائق نہیں ہوں گے۔آپ سب ہمارے مہمان ہیں تو مہربانی فرما ادھر جا کر بیٹھیں۔التمش نے دو ٹوک جواب دیا انہیں بیٹھنے کا بول کر خود وہاں سے نکل گیا۔۔۔

اتنی مار کھا کر بھی عقل ٹھکانے نہیں آئی۔بہت ہی ڈھیٹ قسم کا انسان ہے۔زہر لگتا ہے۔حازم اسے جاتے ہوئے دیکھ کر بولا۔۔

چل اپنے دوسرے دشمنوں سے ملیں۔ناظم شاہ جہانگیر خان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔دونوں شیطانی مسکراہٹ لیے وہاں سے نکل گے۔

آنٹی آپ لوگ یہاں کیوں کھڑی ہیں۔ یہاں سب مرد حضرات ہیں۔ آپ سب میرے ساتھ چلیں۔التمش جو کہ ان دونوں سے جان چھڑوا کر ایک طرف آیا تھا۔ حمیدہ بیگم اور باقی سب لڑکیوں کو وہاں کھڑے دیکھ وہ فوراًان کے قریب پہنچا۔۔۔

ہائے یہ کتنا خوبصورت ہے بالکل کسی ناول کے ہیرو کی طرح۔ میرا تو کرش وہ بنتا جارہا ہے۔ سیرت التمش کو دیکھ کر دل پر ہاتھ رکھتے منت کے کان مین بولی۔ دعا نے بھی اسکے الفاظ سن کر اپنی ہنسی کو کنٹرول کیا۔۔

چپ بدتمیز۔۔۔منت نے اسکے کندھے پر تھپڑ مارا۔۔

وہ ان سب کو لے کر اندر حال میں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔۔ حال میں

خاندان کی باقی سب خواتین تھیں۔ صائمہ بیگم آگے بڑھ کر ان سب سے ملیں۔ باقی سب بھی ملے۔ زویا بلا جھجک آگے بڑھی۔

یہ میرے چھوٹے بیٹے التمش کی دلہن ہے۔ صائمہ بیگم نے زویا کا تعارف کروایا۔ حمیدہ بیگم کے علاوہ باقی تینوں منہ کھولے یہ سب سن رہیں تھیں۔۔پر وہ حازم کے کہے گے الفاظ کے مطابق کچھ نا بولیں۔

ماشاءاللہ! حمیدہ بیگم نے آگے بڑھ کر زویا کو گلے سے لگایا۔ زویا جو کہ اپنی ماں جیسی تائی جان سے پچھلے ایک سال سے گلے نہیں ملی تھی۔ آج یوں ملنے پر اسکی آنکھیں جھلک پڑیں۔

آپ کی بہو بہت پیاری ہے۔ حمیدہ بیگم زویا سے الگ ہوتے ہوئے بولیں۔

شکریہ۔ چلیں آئیں باقی سب سے ملوادوں۔۔۔صائمہ بیگم انہیں لیے آگے بڑھیں۔۔۔

ہیلو! زویا نے جھجکتے ہوئے کہا۔وہ جانتی تھی آگے سے کیاری ایکشن آنے والا ہے۔۔

گھنی میسنی مجھ سے بات مت کرنا۔سیرت دانت پیستے ہوئے آہستہ آواز میں بولی۔ان دونوں کی فرینڈشیپ کافی اچھی تھی۔۔زویا کے اتنے برے برے راز جیسے سیرت کو پتہ چل رہے تھے۔اسے ویسے ویسے ہی اس پر غصہ آرہا تھا۔وہ منہ بسور کر آگے بڑھ گئی۔

لو جی ناراض ہوگئی۔کوئی نامنالوں گئی۔وہ مسکرا کر بولی۔دعا اور منت کو لے کر وہ اوپر اریشہ اور ماہ رخ کے کمرے کی طرف بڑھی۔سیرت نے

جب انہیں اوپر جاتے ہوئے دیکھا تو اس سے رہا نا گیا۔وہ بھی پیچھے بھاگی۔۔

**********************"************

****

انکل جب نکاح پہلے سے ہی ہو چکا ہے۔تو یہ دوبارہ نکاح کا ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔جلدی سے کھانا لگوائیں۔اور رخصتی کریں۔ویسے بھی واپس جاتے ہوئے بہت لیٹ ہو جانی ہے۔حازم گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے بولا۔جو کہ پونے پانچ بتا رہی تھی۔

بیٹے ہم ایسے نہین کر سکتے جاندان والوں کو اریشہ کے نکاح کا علم نہیں ہے۔اس لیے یہ سب دوبارہ کرنا پڑے گا۔۔سہیل صاحب نے آہستہ آواز مین کہا۔

ارے کیا انکل جب لڑکا اور لڑکی نے پہلے ہی نکاح کر لیا ہے تو یوں دو بارہ یہ سب ڈرامہ کرنے کا کوئی تک نہیں بنتا۔وہ اپنی آواز کو تھوڑا سا اونچا کرتے ہوئے بولا۔۔

کیا؟لڑکا اور لڑکی نے پہلے ہی نکاح کر لیا ہے؟وہی پاس کھڑے چاچا نے حیرانگی سے بولا۔۔

جی چاچا جی۔۔۔حازم نے مسکرا کر کہا۔

غضب خدا کا یہ ہم کیا سن رہے ہیں۔جہانگیر اریشہ کا نکاح پہلے ہی ہو چکا ہے۔وہ چاچا سنتے ہی دور کھڑے جہانگیر خان کے پاس گے۔اور اونچی آواز مین کہا۔۔۔

ہاں وہ ایک سال پہلے ہم نے دونوں کا نکاح کیا تھا۔جہانگیر خان نے بات کو سھنمبالنے کے لیے کہا۔

ارے کیا دادا جان جھوٹ کیوں بول رہے ہیں۔چاچا مین بتاتا ہون۔۔اصل میں لڑکا لڑکی ایک دوسرے سے پیار کرتے تھے۔تو دونوں نے نکاح کر لیا ہمیں بھی کچھ دن پہلے ہی پتہ چلا۔حازم اونچی اواز میں بولا۔سب کے سب حازم کی طرف متوجہ ہوئے۔سٹیج پر بیٹھے سراج کو اپنے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی۔اسکا بھائی اسکی عزت کو اچھال رہا تھا۔وہ بھی بھری محفل میں۔۔۔۔۔

اپنی بکواس بند کر۔۔۔۔التمش نے حازم کا گریبان پکڑ کر غصے سے کہا۔
سب کے سب حیرانگی سے دیکھ رہے تھے۔۔

ابے چھوڑ۔۔۔پہلے اپنی آوارہ بہن کو سھنمبال جو چھپتے چھپاتے کسی غیر مرد سے ملتی تھی۔اور نکاح کر لیا۔ سھنمبالی تو خود سے اپنی بہن نہین جاتی برے آئے میرا گریبان پکڑنے والے۔حازم نے اپنا گریبان چھڑواتے ہوئے کہا۔۔

سالے تیری تو۔۔۔التمش سے مزید برداشت نا ہوا۔۔اس نے حازم کے منہ پر مکہ مارا۔۔۔۔۔۔

ابے تیری اتنی ہمت حازم نے بھی پلٹ اسے مارا۔۔۔دونوں ایکدوسرے کو مارنے لگے۔۔باقی سب کے سب آپس میں چہ مگوئیاں کرنے لگے۔۔۔۔

ان کی لڑائی کی بات حویلی کے اندر بھی پھیلی۔زویا نے جب سنا تو جلدی

سے اریشہ کے کمرے کی کھڑکی کو کھول کر وہاں آئی۔ جہاں سے گارڈن سارا نظر آتا تھا۔ سامنے ہی التمش اور حازم ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔ وہ جانتی تھی حازم نے کیا کیا ہے۔ صبح ہی اسکا میسج وہ پڑھ چکی تھی۔ وہ پہلے ہی اسے سب بتا چکا تھا۔ زویا نے اسے رُکنا چاہا پر حازم نے ایک نہیں سنی۔۔

اریشہ باہر کا منظر دیکھ کر پل بھر کے لیے سن ہو گئی۔۔۔

شمس اور ماجد نے دونوں کو چھڑوایا۔

غضب خدا کا کیسا زمانہ آگیا ہے۔ استغفراللہ پہلے سے ہی نکاح کر لیا، خاندان کی عزت کا لحاظ بھی نہیں رکھا۔ اسی طرح کی سرگوشیاں سنائی دے رہین تھیں۔۔۔

التمش پلٹا اور حویلی کے اندر کی طرف بڑھا۔ وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا سیڑیوں کی طرف بڑھا۔

التمش پتر کیا ہوا؟ جھگڑا کیوں ہوا؟ آئمہ بیگم نے کہا۔۔ پر وہ کسی کی نا سنے سیڑھیوں سے اوپر چڑھتا اریشہ کے کمرے کے قریب آیا۔۔

انتہائی غصے سے اسے نے کمرے کے دروازے کو کھولا۔۔ تو سامنے ڈری سہمی سے اریشہ اور باقی سب لڑکیاں کھڑئیں تھیں۔

وہ آگے بڑھا۔ اور دلہن بنی اریشہ کا بازو پکڑا۔

التمش کیا کر۔۔۔۔ زویا آگے بڑھنے لگی۔ جب التمش نے اسے ہاتھ دیکھا کر

رُوک دیا۔۔وہ وہی رک گئی۔وہ اریشہ کو بازو سے پکڑتے کمرے سے باہر نکلا۔۔باقی سب بھی اسکے پیچھے نکلے۔۔

لالا کیا کر رہے ہیں؟اریشہ چلائی۔۔

خبر دار اگر دوبارہ مجھے لالا کہا۔وہ غصے سے لال ہوتی آنکھوں سے اسے گھورتے ہوئے بولا۔اریشہ اسکے اتنے سخت لہجے پر سہم گئی۔۔وہ اسے لیے سیڑیوں سے نیچے اترتا باہر کی طرف بڑھا۔سب نے اسے رُکنے کی کوشش کی۔۔پر وہ کسی کی نا سنے اسے لیے داخلی دروازے سے باہر نکلا۔۔اور سراج کی گاڑی کے پاس آکر رُکا۔سراج جو کہ دور سے ہی التمش کو یوں اریشہ کو لاتے دیکھ چکا تو وہ فوراً اس طرف بھاگا۔۔۔

اریشہ ماجد خان آج سے تمہارا اور اس حویلی کا اس میں رہنے والے ہر انسان

سے جوڑا ہر رشتہ ختم۔ تم دوبارہ اس حویلی میں قدم بھی نہیں رکھ پاؤ گئی۔ باپ بھائی کی عزت کا جنازہ نکال کر اریشہ سراج خان بننا مبارک ہو۔۔ وہ اسے دروازہ کھول کر سیٹ ہر دکھیلتے ہوئے بولا۔ اور اگلے ہی پل وہاں سے نکل گیا۔۔

حازم نے اندر سے حمیدہ بیگم اور باقی سب کو بلوایا۔ سارے مہمان ایک ایک کر کے وہاں سے چلے گے۔۔ پانچ منٹ کے اندر اندر حازم لوگ حویلی سے نکل گے۔۔

پہلے جو بات صرف گاؤں میں تھی۔ اب پورے خاندان اور نا جانے کتنے گاؤں مین پھیل چکی ہے۔ ہماری عزت کا جنازہ نکل چکا ہے۔ سہیل صاحب صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔۔۔

زویازویا۔۔۔۔التمش حال مین داخل ہوتے ہوئےاونچی آواز میں زویاکو پکارا۔جوکہ روتی ہوئی ماہ رخ کے پاس بیٹھی اسے چپ کروارہی تھی۔ التمش کی اوازسن کروہ نیچے کی طرف بھاگی۔۔۔

کیاہوا؟اسکے ہاس آکر بولی۔۔

پانچ منٹ کے اندر اندر میرااوراپناسامان پیک کرو۔ہم یہاں سے نکلنے والے ہیں۔اسکے آتے ہی وہ بولا۔۔۔

پرہم توکل۔۔۔۔

جوبولاہے وہ کرو۔جاؤ۔وہ بات کاٹ کربولا۔زویاپلٹ گئی۔۔۔

داداجان اگر یہ پھنے خان نہ بنتا تو معاملا اتنا نا بگڑتا۔اب حازم ناراض ہو گیا ہے۔پتہ نہین کیسے مانے گا۔۔ماجد الگ ہی بات پر پریشان تھا

اگر آپ کی آنکھیں اور کان کھلے ہوئے تھے تو غور سے دیکھتے۔وہ سب ڈرامہ حازم کا رچایا ہوا تھا۔وہ جان بوجھ کر اونچی اونچی آواز میں سب بتا رہا تھا۔التمش غصے سے بولا۔

ہمیشہ کی طرح اپنی غلطی مت ماننا دوسروں پر ہی بات ڈالنا۔ماجد طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔

زویا ایک بیگ لیے سیڑیوں سے نیچے اتری۔

التمش پتر تو مت جا تیری ماں مر جائے گئی۔صائمہ بیگم روتے ہوئے اسکے

پاس آئیں۔اور گلے سے لگ گئیں۔۔۔

اماں اگر میں یہاں سے نا گیا تو مین مر جاؤں گا۔یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے۔ التمش نے انہیں خود سے علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

جانے دیں اماں۔۔ویسے بھی اس جیسے غصے کے تیز انسان کو یہاں سے چلے ہی جانا چاہیے۔۔۔ماجد صائمہ بیگم کو دور کرتے ہوئے بولیں۔

Zubi Novels Zone

زویا چلو۔۔۔التمش نے اس سے بیگ لے کر کہا۔وہ اسکے ساتھ چل دی۔۔۔

التمش میرے بیٹے مت جا میرا دل پھٹ جائے گا۔ایک بیٹا کھو چکی ہوں اب دوسرا کھونے کی ہمت نہیں ہے۔اسکے مڑتے ہی صائمہ بیگم روتے ہوئے

بولی۔۔التمش ان کی بات سن کر پلٹااور چل کران تک آیا۔

اماں چپ۔۔۔التمش ۔نے انہین سینے سے لگایا۔وہ زور زور سے رودیں۔

اماں جانے دو۔۔وعدہ کرتاہوں ملنے آتارہوں گا۔پلیز۔۔۔التمش ان کے ماتھے کو چومتابنامزید بات سنے وہاں سے نکل گیا۔۔زویااسکے پیچھے چل دی صائمہ بیگم وہی بیٹھی روتی رہیں۔نائلہ نے آگے بڑھ کرانہیں اُٹھایا۔

وہ اپنی جیپ کی طرف بڑھا۔اگلے دومنٹ میں جیپ ہوسے باتیں کرنے لگ گئی۔۔۔وہ فل سپیڈ مین جیپ چلانے لگا۔اسکے کانوں مین سب باتیں گھونج رہیں تھیں۔۔ویسے ویسے ہی اسکی جیپ کی سپیڈ زیادہ ہورہی تھی۔

التمش آہستہ چلائیں۔زویااونچی آواز مین بولی۔۔پر سامنے والے نے مزید

تیز کردی۔

****

****

تین گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ سب گھر پہنچے۔

آپ نے یہ سب جان بوجھ کر کیا۔ کیوں؟ حال مین داخل ہوتے ہی سراج جو کہ پہلے سے ہی بھرا پڑا تھا۔ حازم کی طرف مڑ کر بولا۔۔۔

کیا سب؟ وہ انجان بن کر بولا۔۔۔

سیرت منت دعا آپ اریشہ کو کمرے مین لے کر جاؤ۔ چلو۔ حمیدہ بیگم نے تینوں کو کہا۔ وہ اسے لیے سراج کے کمرے کی طرف بڑھیں۔۔

واہ واہ۔۔۔۔اس دن جب ماما کے ساتھ جا کر آپ سب کے سامنے میری اور اریشہ کی بات کھول کر آے تھے تب میں نے اپ کو معاف کر دیا۔پر آج جو تماشا آپ نے میرا اور میری بیوی کا بھری محفل مین لگایا ہے اسکے لیے مین کبھی آپ کو معاف نہیں کروں گا۔۔ سراِج چلایا۔۔۔

تو بیٹے یہ سب چھپ کر نکاح کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔ مینٹلی طور پر تیار ہونا چاہیے تھا۔یہ اب تو ہونا ہی تھا۔وہ پر سکون لہجے میں بولا۔۔آج جو اس نے کیا تھا وہ اس پر بالکل بھی شرمندہ نہیں تھا۔

شرم کریں بھائی شرم کریں۔آپ جو کھیل زویا کے ساتھ مل کر کھیل رہے ہیں۔نا اسکے انجام سے ڈریں۔ سراِج غصے سے بولا۔۔۔

شادی ہو گئی نا چلو اب انجوائے کرو۔ میرے معاملات مین پڑنے کی ضرورت نہیں۔ ماما ایک کپ کافی بھجوا دیں بہت تھک گیا ہوں۔۔ ہمم۔۔ حازم اسکا گال تھپتھپا کر بولا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

ماما آپ بتائیں کیا یہ سب ٹھیک ہوا؟ سراج حمیدہ بیگم سے مخاطب ہوا۔

اپنی اپنی جگہ تم دونوں ہی غلط ہو۔ چلو کمرے مین جاؤ۔ اریشہ پریشان ہو گئی اسے دلاسا دو۔ حمیدہ بیگم اسے بول کر کیچن کی طرف بڑھیں۔۔۔

سراج کچھ پل وہی کھڑا رہا پھر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہ کمرے مین داخل ہوا تو اریشہ بیڈ پر بیٹھی رو رہی تھی۔ باقی سب اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہیں تھیں۔ سراج کو آتا دیکھ سب کمرے سے چلی گئیں۔

اریشہ ایم سو سوری یہ سب میرے ہی بھائی نے کیا۔۔مجھے سمجھ نہیں آرہا کیسے معافی مانگوں۔بہت شرمندہ ہوں وہ اسکے پاس بیٹھتے ہوئے ہوئے بولا۔پر وہ روتی رہی۔۔۔

ہم نے تو صرف محبت کی تھی ناتو اسکا انجام اتنا گندھا کیوں ہوا؟وہ سر اُٹھا کر روتے ہوئے بولی۔۔

نہیں میری جان رومت۔۔۔میں تمہارے ساتھ ہوں نا۔۔۔وہ اسکے آنسوں صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔

مجھے اتنے دنوں سے وہ سب محسوس نہیں ہوا۔جو ابھی ہو رہا ہے۔میں نے خود کو ان دنوں میں ایک دفع بھی اتنا گندھا محسوس نہیں کیا تھا جتنا اب کر رہی ہوں۔وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔

میں سمجھ سکتا ہوں۔۔ سراج اسکے آنسوں صاف کرتے ہوئے بولا۔۔

آپ تو سمجھ گے۔پر میں نہین سمجھی تھی۔آپ کو پتہ ہے آج جب التمش لالا نے کہا نا مجھے لالا مت بلانا۔مجھے ایسے لگا جیسے میرا دم نکل گیا ہے۔اور جب انہوں نے بولا نے خاندازن کی عزت کا جنازہ نکال کر اریشہ سراج خان بنا مبارک ہو۔خدا کی قسم سراج اس وقت میں مر ہی گئی تھی۔میں بہت بری ہوں۔میں نے جو کیا اسکی سنگینی کا احساس آج پہلی دفع مجھے ہو رہا ہے۔بہت بہت بری غلطی ہو گئی۔وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔ سراج کی آنکھوں مین بھی پانی آگیا۔اسنے اریشہ کو اپنے سینے میں بھینچ لیا۔۔۔

سب ختم ہو گیا سراج سب ختم ہو گیا۔آج احساس ہوا لالا کا مان توڑا ہے۔ دادا جان کی عزت داغ دار ہو گئی۔وہ روتے روتے بول رہی تھی۔۔

اریشہ میری جان پلیز چپ کر جاؤ۔۔خود کو سھنمبالو۔۔۔۔ سراج اسکی بگڑتی حالت کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

بہت غلط ہوا۔۔ایسا نہیں ہو نا ہو نا چاہی چاہی چاہیے۔وہ روتے روتے بے ہوش ہو گئی۔۔

اریشہ اریشہ اسکو یوں بے ہوش دیکھ کر سراج کے ہاتھ پاؤں پھول گے۔ اسے بیڈ پر لیٹا کر وہ باہر کی طرف بھاگا۔لینڈ لائین سے ڈاکٹر کو فون کیا۔اور واپس کمرے میں آیا۔۔۔

حازم بھائی آپ نے جو بھی کیا ساری زندگی اسکے لیے معاف نہین کروں گا۔۔اریشہ کے پاس بیٹھتے ہوئے وہ بولا۔حمیدہ بیگم اسکے کمرے میں آئیں

تو اریشہ کو یوں بے ہوش دیکھ کر پریشان ہو گئیں۔

سراج اسے کیا ہوا؟ وہ فوراً سراج کے پاس آئیں۔۔

ہم دونوں نے جو گناہ کیا اسکی سزا مل رہی ہے۔ سراج رو دیا۔۔

میرے بچے حمیدہ بیگم نے آگے بڑھ کر سے گلے سے لگا لیا۔۔ سراج اپنی ماں کا آنچل پا کر مزید بکھرا۔۔۔ دونوں کو آج اپنے اس قدم کی سنگینی کا احساس ہو رہا تھا۔ کچھ پل میں کیے جانے والے کچھ فیصلے کئی بار بہت برا نتجہ دیتے ہیں۔۔ آج وہی ان دونوں کے ساتھ ہو رہا تھا۔ شمس سے شادی نا کرنے کے لیے کیے جانے والے نکاح نے آج ہر رشتے کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔۔

التمش جس سپیڈ سے گاڑی چلا رہا تھا۔اگلے آدھے گھنٹے میں وہ گھر پہنچ گیا۔یہ وہی گھر تھا جہاں وہ اکثر آتا رہتا تھا۔اور یہی روحان کو قید کیا تھا۔سامنے سے دیکھا جائے تو دس مرلے میں بنا یہ گھر خوبصورتی کی منہ بولتی مثال تھا۔التمش نے اسے کچھ سال پہلے خود بنوایا تھا۔گھر کے باہر چوکیدار بیٹھا ہوا تھا۔التمش کی جیپ کو دیکھ کر اس نے فوراً مین گیٹ کو کھولا۔اگلے ہی پل جیپ اندر داخل ہوئی۔جیپ کو روک کر وہ فوراً باہر نکلا۔زویا بھی جلدی سے باہر نکلی۔

چلو! جیپ سے سامان نکال کر وہ سنجیدہ انداز مین زویا سے مخاطب ہوا۔اور اگے بڑھ گیا۔زویا بھی اسکے پیچھے چل دی۔

سیڑیوں سے اوپر لیف والے کمرے میں چلی جاؤ۔ چینج کر لو۔

وہ حال میں پڑے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

زویا نے اسے فل حال اکیلا چھوڑنا ہی مناسب سمجھا۔گھر میں دو ملازمہ تھیں۔انہی مین سے ایک نے سامان اُٹھایا اور زویا کے پیچھے چل دی۔اسکے جاتے ہی التمش اُٹھا اور بیس منٹ میں آیا۔وہی ایک کمرہ تھا۔جس میں اس نے اپنی جیم کا سامان رکھا تھا۔وہی ایک طرف پنچنگ بیگ لگا ہوا تھا۔وہ چلتا ہوا اس تک پہنچا۔اور بنا گلوز پہنے باکسنگ کرنے لگا۔

زویا کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی لائیٹ آن کی تو سامنے کمرے کی ڈیکوریشن کو دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔وائیٹ اور بلیک کمبینیشن سے کمرے کو سجایا گیا تھا۔اسے زیادہ حیران کمرے کی چاروں دیواروں پر لگی جانے والی تصویریں تھیں۔کسی میں بھی اسکا چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ہر ایک میں اسکی نیلی آنکھیں ہی نظر آ رہیں تھیں۔وہ بہت دیر ایسے ہی کمرے کو دیکھتی رہی جب احساس ہوا تو بیگ کو کھولا۔جو کہ ملازمہ رکھ کر جا چکی تھی۔بیگ میں سے کپڑے نکال کر وہ سامنے لیف سائیڈ میں بنے باتھ روم

میں گھس گئی۔کچھ دیر بعد وہ چینج کر کے باہر نکلی۔بیگ سے جو تین چار جوڑے فون اور پیپرز وہ لائی تھی۔اسے محفوظ جگہ پر رکھا۔الماری کا ایک کیبنٹ کھولا۔تو سامنے لاتعداد اسکے ناپ کے ڈریسز پڑے ہوئے تھے۔اور وہی دوسری کیبنٹ میں التمش کے ڈریسز پڑے تھے۔وہ الماری کو بند کر کے وہ کمرے سے باہر نکلی۔

سنو! یہ التمش کہاں ہیں؟ کیچن میں کھڑی ملازمہ کو پکارہ۔

بی بی جی صاحب شائد بہت غصے میں تھے۔تو وہ بیس منٹ میں بنے اپنے جیم میں چلے گے۔وہ پلٹ کر بولی۔۔

جیم ٹھیک ہے آپ کام کرو۔وہ بول کر پلٹی اور بیس منٹ کی طرف بڑھی۔

وہ بیس منٹ میں آئی تو ایک کمرے سے باکسنگ کرنے کی آوازیں آرہیں تھیں۔زویا اسی طرف بڑھی۔جیسے ہی وہ کمرے مین داخل ہوئی۔سامنے التمش تب کا باکسنگ کر رہا تھا۔

التمش یہ آپ کیا کر رہے ہیں وہ بھاگ کر اس تک پہنچی اور چلا کر بولی۔پر وہ بنا اسکی سنے لگا رہا۔۔

آپ کی طبعیت پہلے ہی خراب ہے۔چھوڑیں۔وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے رُکتے ہوئے بولی۔۔

زویا یہاں سے جاؤ۔التمش باکسنگ کرتے زور سے چِلا کر بولا۔۔۔

کیوں جاؤں۔آپ کو تو ویسے بھی ہر وقت غصہ کرنے کا مزہ آتا ہے۔وہ

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اسکے سامنے آکر کھڑی ہو کر بولی۔

زویا میرا دماغ پہلے ہی خراب ہے مزید مت کرو جاؤ۔وہ پنچ مارتے ہوئے بولا۔

ماریں اور ماریں اور تب تک مارتے رہیے گا جب تک یہ پنچنگ بیگ ٹوٹ نا جائے۔وہ بھی اسی کی ٹون مین بولی۔۔۔

التمش نے بنا اسکی سنے پنچنگ بیگ پر ایک اور پنچ مارا۔زویا جو کہ قریب ہی کھڑی تھی۔پنچنگ بیگ سیدھا جا کر اسے لگا۔۔

آہ۔۔۔وہ ایک دم لڑکھڑائی۔

Zubi Novels Zone

زویا۔۔۔التمش جلدی سے آگے بڑھا۔اور اسے سہارا دیا۔پنچگ بیگ سیدھا اسکے منہ پر لگا تھا۔

ہٹیں مسٹر خان ہاتھ مت لگائیں جائیں دوبارہ سے مار پیٹ کریں۔وہ غصے سے اپنا سر پر ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔

ادھر دیکھاؤ کہاں لگی ہے۔التمش نے اسکا ہاتھ ہٹایا۔

میری چھوڑین خود کو دیکھین پتہ نہین کہاں کہاں لگی ہے۔مجھے تو ایسا لگتا ہے آپ کو چوٹیں لگوانے کا بہت زیادہ شوق ہے۔اپنا ہاتھ ہی دیکھ لیتے کل تک تو ہل بھی نہیں رہا تھا۔اور اب کیسے پنچ مار رہے ہیں۔وہ اسکا ہاتھ ہٹاتے ہوئے بولی۔

اچھا میڈم سوری اب باہر چلیں۔وہ اسے لیے بیس منٹ سے باہر آیا۔اور سیدھا اپنے کمرے میں لے آیا۔

کل والے زخم ابھی مندمل نہیں ہوئے اور اب مزید لگا وار ہے ہیں۔وہ اسکے ہاتھ پر جمے خون کو دیکھتے ہوئے بولی۔

اچھا تو کیا بے غروتوں کی طرح وہاں محفل مین کھڑا اس (گالی) کے منہ سے نکلنے والے خوبصورت الفاظوں کو سنتا وہ غصے سے بولا۔۔

میں نے ایسا کب کہا؟

دل تو کر رہا تھا اسی وقت قتل کر دوں۔وہ انسان پہلے دن سے مجھے کھٹکتا ہے۔ایک انکھ نہیں بھایا۔وہ اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے بولا۔۔

کیا مطلب کیوں کیوں کھٹکتا تھا؟ زویا ہچکچاتے ہوئے بولی۔۔ جیسے اسکی حازم کے بارے مین رائے لینا چاہتی ہو۔

زویا اگر تمہیں یاد ہو تو جب وہ اپنے بھائی کا رشتہ لے کر آیا تھا۔ تب اسی نے بتایا تھا۔ اریشہ اور سراج ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔ اسکے بعد ہی سارے گاؤں میں وہ فوٹوز اور نکاح کے پیپرز لیک ہونا، اور آج جب شادی وہ رہی تھی تبھی پورے خاندان کے سامنے اسطرح سے بات کو اچھالنا۔ تم وہاں نہیں تھی۔ وہ جس انداز مین بات کر رہا تھا۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ وہ جان بوجھ کر یہ سب کر رہا ہے۔ ان سب کڑیوں کو ملاؤ تو ایک بات تو صاف ہے یہ سب پلین شدہ ہے۔ جیسے وہ سب کے سامنے ہماری عزت کو جان بوجھ کر اچھالنا چاہتا ہو۔ پر وہ یہ سب کیوں کر رہا ہے؟ اسکے اور ہماری دشمنی کیا ہے؟ سمجھ نہیں آ رہی۔ کچھ تو مسنگ ہے۔ کچھ تو۔۔۔۔۔ التمش جو کب

سے انہی باتوں پر سوچ رہا تھا۔زویا کے سامنے بول پڑا۔زویا کے چہرے پر ایک پل کو گھبراہٹ چھائی۔

نہیں نہیں مجھے تو ایسا کچھ نہین لگتا۔آپ زیادہ سوچ رہے ہیں۔وہ فوراً بولی۔۔۔

پتہ نہیں کیا ہے۔میرے سر مین شدید درد ہو رہی ہے۔پلیز تم چائے لا دو۔ وہ اپنے ماتھے کو مسلتے ہوئے بولا۔۔

ہمم آپ چینج کرلیں۔مین آتی ہوں۔وہ جلدی سے اُٹھی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

اف !اس سے پہلے میرا راز کھلے مجھے یہ سب ختم کرنا ہو گا۔وہ چلتے چلتے سوچ

Zubi Novels Zone

رہی تھی۔۔

****

****

اگلی صبح اریشہ کی آنکھ کھلی تو پاس کرسی پر سراج بیٹھا سو رہا تھا۔دماغ کے حس جب جاگی تو احساس ہوا وہ اب سراج کے گھر میں ہے۔وہ اُٹھ کر بیٹھی۔

سراج اُٹھیں بیڈ پر سو جائیں۔اس نے سراج کے کندھے کو ہلایا۔۔

اُٹھ گئی۔اب کیسی طبعیت ہے؟وہ اپنی آنکھیں مسلتے ہوئے بولا۔۔

ٹھیک ہوں۔مین فریش ہونے جا رہی ہو۔آپ سونا چاہتے ہیں تو سو جائیں۔۔وہ اُٹھ کر الماری سے کپڑے نکالتی واشروم کی طرف بڑھی۔۔۔

ٹھک ٹھک سراج اب مزید نا سونے کا سچ کر کرسی سے اُٹھا جب دروازے پر دستک ہوئی۔اس نے دروازہ کھولا تو سامنے سیرت کھڑی تھی۔

بھابھی کہاں ہے۔سیرت بھورے اچکا کر بولی۔

کیوں؟ صبح صبح تمہیں اس سے کیا کام ہے۔۔سراج نے بھی اُسی کے انداز میں بولا۔۔

آپ تو ایسے سوال جواب کر رہے ہیں جیسے کوئی تھانے دار ہوں۔اور ویسے بھی میں آپ کی بیگم کو کہی چُڑا کر نہیں لے جا رہی۔ مجنوں جی دل سھنمبال کر رکھیں۔آپ کی شریک حیات کو بس نیچے ماما کے پاس لے کر جاؤں گئ۔ انہوں نے ناشتے پر بلایا ہے۔سیرت شرارتی انداز میں بولی۔۔

تمہارا کیا بھروسہ تم تو شکل سے ہی چورنی لگتی ہو کیا پتہ کہی میری شریکِ حیات کو چُڑا کر ہی نا لے جاؤ۔ پہلے ہی اتنی مشکل سے ملی ہے۔ سراج اپنا موڈ بھی فریش کرنا چاہتا تھا اسی لیے وہ سیرت کو چِڑا رہا تھا۔

بھیوا گر آپ کی یوں شادی نا ہوئی ہوتی تو خدا کی قسم ابھی کے ابھی ڈیڈ سے شیکایت لگاتی۔ ہٹیں پیچھے میری بھابھی واشروم سے نکل آئیں۔ وہ اسے دھکہ دیتی کمرے میں داخل ہوئی۔

بھابھی جان جلدی سے تیار ہو کر نیچے آجائیں ماما ناشتے پر ویٹ کر رہی ہیں۔ ویسے کچھ بھی بولو بھیوا ایک بات تو ماننی پڑی گئی۔ آپ اور کچھ نا سہی پر میری بھابھی سندر لائے ہیں۔ دیکھیں کتنی کیوٹ ہیں۔ کیوٹی! وہ مسکرا کر بولی اور آخر میں اریشہ کے گال کھینچ دیے۔۔ اریشہ اسکی حرکت پر مسکرائی۔

جلدی آنا۔۔۔وہ دونوں کو کہتی یہ جاوہ جا۔۔۔۔۔۔

آپ فریش ہو جائیں۔وہ بول کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی۔سراج واشروم میں چلا گیا۔۔۔

وہ چینج کر کے واپس آیا تو اریشہ کھوئے ہوئے انداز مین اپنے بال بنا رہی تھی۔وہ اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتا اس تک پہنچا۔۔۔

کہاں کھوئی ہو؟وہ اسکے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے بولا۔۔

کہی نہیں بس ایسے ہی وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔۔

میری بات سنو۔ جو ہو گیا ہے اب ہم اسے بدل نہیں سکتے ہیں۔ یوں پریشان ہونے سے کچھ نہیں ہو گا۔ وہ اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں مین لیتے ہوئے بولا۔۔

جس دن سب کے سامنے میں ہمارا مقدمہ لڑ رہی تھی۔ اس دن بھی یہی فیصلہ ہوا تھا۔ کہ میں دوبارہ کبھی حویلی نہیں آؤں گی۔ التمش لالا اتنے دن مجھے کبھی کچھ نہین بولا بس مجھ سے بات کرنا بند کر دی۔ مجھے ان دنوں کسی بات کا فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔ میں خوش تھی کہ جو میں چاہتی ہوں وہ مل گیا۔ پر پتہ کل جب وہ سب لالا نے بولا۔ نا اور جیسے میری رخصتی ہوئی نا اپنے اتنے برے گناہ کا احساس ہوا۔ مجھے کل احساس ہوا میں نے کیا کھویا ہے۔ کتنوں کا مان توڑا ہے۔ خاندان کی عزت کا تماشا بنایا ہے۔ پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے۔ سکون نہیں مل رہا۔۔۔ وہ روتے ہوئے بولی۔

اریشہ میری جان جانتا ہوں ہم دونوں نے جو بھی کیا وہ غلط ہے۔پر اب کچھ نہین ہو سکتا۔شائد کل کو حالات بدل جائیں۔سب ٹھیک ہو جائے۔پر ابھی فل حال تمہیں خود کو سھنمبالنا ہو گا۔اور اپنی نئ زندگی کی مسکرا کر شروعات کرنی ہو گئ۔چلو اب جلدی سے آنسوں صاف کرو نیچے ماما ناشتے پر انتظار کر رہی ہیں۔سراج اسے سمجھاتے ہوے بولا۔۔

ہمم وہ چہرہ صاف کرتی۔سراج کے ساتھ نیچے آئی۔سامنے ڈائنگ ٹیبل پر حمیدہ بیگم ناشتہ لگوا رہی تھیں۔حازم بنا ناشتہ کیے سلطان صاحب کے ساتھ آفس چلا گیا تھا۔

السلام علیکم اریشہ نے جھجک کر سب جو سلام کیا۔

وعلیکم السلام !ماشااللہ بہت پیاری لگ رہی ہو۔بیٹھو دونوں ناشتہ کرو۔

حمیدہ بیگم نے خوش اخلاقی سے کہا۔۔

بھیو آج پیزہ کھانے چلیں۔سیرت بریڈ کے ساتھ انڈہ کھاتے ہوئے بولی۔۔

واؤ مجھے تو آج پتہ چلا چڑیل پیزہ بھی کھاتیں ہیں۔انٹرسٹنگ سراج اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔

بھیو ایک بات تو بتانا ہی بھول گئی۔اس سے پہلے کہ سیرت کوئی جواب دیتی منت فوراً بولی۔سیرت نے اسے آنکھیں دیکھائیں۔

کیا؟

سیرت میڈیم کو آج نیا شوق چڑا ہے۔اور اسکی تیاری بھی ہو چکی ہے۔منت مسکرا مسکرا کر بولی۔۔

شوق کیسا شوق سراِج انٹر سٹڈ لیتے ہوئے بولا۔۔اریشہ ان سب کی بات سن رہی تھی۔

آج میڈیم جی کیک بنانے لگی ہیں۔ناشتے سے پہلے کیچن میں چیزیں نکال کر رکھ آئی ہے۔اب اللہ جانے وہ کیک کہی ہمیں ہسپتال نا پہنچا دے۔۔منت سیرت کو منہ چڑھا کر بولی۔

کیا منت سرپرائیز تھا۔تمھین کوئی بات نہین بتانی چاہیے۔ بھیو آپ کی نئ نئ شادی ہوئی ہے۔میں نے سوچا سرپرائیز دے دون۔اور ویسے بھی اب میں کوکنگ سیکھی چاہیے۔کل کو میری شادی ہو گئی تو بس اسکی پریکٹس کر

رہی ہوں۔ سسرال مین جا کر بے عزتی ہی نا ہو جائے۔ وہ آخر میں شرماتے ہوئے بولی۔۔

ہاہاہا منت اور سراج کا قہقہ بلند ہوا۔

غصب خدا کا اس لڑکی کو بلکل عقل نہیں کیا بات کرنی ہے کیا نہیں حمیدہ بیگم جو کب سے اسکی باتیں سن رہیں تھیں۔ آخری بات پر انہیں تپ چڑھ گئی۔

کیا ماما ایسا کیا بول دیا۔ کل کو آپ لوگ میری شادی کروگے نا۔ تو اس میں بری بات کیا ہے۔ کچھ سیکھ لوں گئی تو اچھا ہو گا۔ آپ لوگوں کی عزت بچ جائے گئی۔ میری ساس یہ نہیں بولے گئی۔ کیا نکمی بہو ملی۔ ویسے ایک بات جان گئی آپ لوگوں کو میری کوئی قدر نہیں دیکھے گا اللہ میاں میری اتنی

دور شادی کریں گے۔ بہت دور چلی جاؤں گئی۔ پھر یاد کرتے رہیے گا۔ وہ منہ بسور کر بولی۔۔

پگلی ایسی بات نہیں ہے۔ ہمیں بہت قدر ہے تمہاری اور دور تو بالکل نہیں بھیجیں گے۔ جس طرح کی تمہاری حرکتیں ہیں۔ مجھے تو لگتا ہے گھر جمائی رکھنا پڑے گا۔ سراج اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔ سیرت نے منہ بسورا۔۔

اب چپ کر کے ناشتہ کرو۔ مزید کوئی آواز نا آئے۔ حمیدہ بیگم نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اسکی انہی حرکتوں سے گھر کا ماحول کچھ بہتر ہوا۔۔

****
****

اتنی صبح آپ کہاں جارہے ہیں؟ زویا جس کی ابھی ابھی آنکھ کھلی تھی التمش

کو یوں تیار ہوتے دیکھ بولی۔

مجھے ایک ضروری کام ہے وہ کر کے آتا ہوں۔ تم نیچے جا کر ناشتہ کر لینا۔ اللہ حافظ۔ وہ جلدی جلدی بولتا کمرے سے باہر نکلا۔۔

زویا بیڈ سے نکلی۔ اور الماری کی طرف بڑھی۔ الماری سے موبائل نکالا اور آن کیا۔ تو اسکی بیٹری صرف دس پرسنٹ تھی۔ وہ چارج کرتولانا ہی بھول گئی تھی۔ اس سے پہلے کہ موبایل بند ہو جائے اس نے حازم کو کال ملائی۔۔

جی میڈیم بولیے۔ حازم جو کہ افس مین بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔ زویا کا نمبر اپنے فون پر جگمگاتے دیکھ اس کے چہرے پر پراسرار مسکراہٹ آئی۔ اور جلدی سے کال پک کی۔

حازم تمہیں بولا تھانا ایسا۔مت کرنا پر پھر بھی کل تم نے تماشا لگا ہی دیا۔۔ تمیں پتہ ہے سب کتنا ہرٹ ہیں۔وہ اسکے کال اُٹھاتے ہی شروع ہو گئی۔

سب یا تمہارا نام نہاد شوہر ہرٹ ہے۔زویا کے اس طرح بات کرنے پر وہ شدید غصے مین آ گیا۔

التمش پر تم نے حملہ کروایا تھا؟وہ اسکے انداز کو اگنور کرتے ہوئے بولی۔

ہاں کروایا تھا تو؟پر بہت ہی کوئی ڈھیٹ قسم کا انسان کے۔اتنا کچھ ہو جانے پر تو اسے شرمندگی کے ڈر سے سوسائیڈ کر لینا چاہیے تھا پر غرت نام کا توغ بھی اس میں نہیں۔وہ طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے بولا۔

شرم کرو حازم کسی بے گناہ کو یوں سزا دے رہے ہو۔زویا اسکی باتیں سنتی غصے سے بولی۔۔

واٹ بے گناہ۔میڈیم زویا کس دنیا میں ہو۔اگر میرا التمش کو مار پڑوانا گناہ ہے تو تم تو پوری کی پوری گناہوں مین لپٹی ہے اگر التمش بے قصور ہے تو اریشہ کی بات کھولنا۔اس کے نکاح کے پیپر زدینا اسے یوں بدنام کرنا وہ سب بھی گناہ ہے۔وہ بھی بے قصور تھی۔مجھے نظر آرہا ہے تم اپنے راستے سے بھٹک رہی ہو۔زویا میڈیم جی مت بھولو تمہارا وہاں جانے کا کیا مقصد تھا۔مجھے لگتا ہے جو تمہارے اندر ان سب کو لے کر غصہ تھا۔اب ختم ہو رہا ہے۔وہ بھرپور طنزیہ انداز بھی اسے لاجواب کر گیا۔

نہیں ایسا نہیں ہے۔حازم مین نے بچپن مین اپنے ماں باپ،بھائی کو کھویا ہے۔اور تم مجھے بول رہے ہو مجھ مین بدلے کی آگ کم ہو گئی۔میرا بس

نہیں چلتا سب گناہگاروں کو خود اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں۔ پر گولی مارنے سے انہیں آسانی سے موت آ جائے گئ جو کہ مجھے منظور نہیں مین انہیں تڑپتے، ہاتھ پاؤں جوڑتے، راہ میں رُلتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہوں۔ وہ بول رہی تھی۔ اسکی آواز مین واضع برسوں پرانا غصہ، غم، رونا جھلک رہا تھا۔

اچھا سوری، میں شائد غصے میں کچھ زیادہ ہی بول گیا۔ مجھے لگتا ہے کچھ دنون تک ماجد کو جہانگیر جان اپنی کرسی پر بیٹھانے کا فنگشن رکھے گا۔ اس دن ہم اپنا آخری وار کریں گے۔۔ ہمارے پہلے واروں سے وہ سب کافی کمزور ہو چکے ہیں۔ جو ہم چاہتے تھے وہ ہو رہا ہے۔ میں تمھیں بتا دوں گا۔ تم بس تیار رہنا۔ حازم زویا کے اس انداز میں بولنے پر تھوڑا نارمل انداز مین بولا۔۔۔

نہیں میرے موبائل کی چارجنگ کم ہے۔ ویسے بھی مجھے پتہ چل جائے

گا۔میں خود میسج کردوں گا۔اوکے بائے زویانے بول کر کال کاٹ تھی۔

موبائل آف ہوچکا تھا۔اسکی بیٹری ختم ہوچکی تھی۔وہ الماری میں رکھ کر نیچے کی طرف بڑھی۔ناشتہ کرکے وہ لاونج میں بیٹھ گئی۔اور اپنی پرانی زندگی کے بارے میں سوچنے لگی۔

جب چھوٹی سی عمر میں اسنے سب کھویا تھا۔لوگوں کی نظروں میں اپنے لیے ترس دیکھنا اسے بالکل اچھا نہین لگتا تھا۔۔اس حادثے کے بعد وہ بہت کم گو ہوگئی تھی۔تب حازم اسکا بہت خیال رکھتا تھا۔حازم کو بچپن سے ہی زویا سے محبت ہوگئی تھی۔پر زویا کے دل میں اسکے لیے کوئی جذبات نہیں تھے۔وہ اسے اپنا سب سے اچھا دوست مانتی تھی۔بعد مین اسے پتہ چلا حازم اسکا منگیتر ہے۔

بی بی جی چائے وہ کہی کھوئی ہوئی تھی۔جب ملازمہ نے آکر چاے کا کپ دیا۔

شکریہ۔بیٹھو! وہ چاح کا کپ پکڑتے ہوئے بولی۔

جی میں کیسے۔۔۔ملازمہ ہچکچائی۔

جیسے باقی سب بیٹھتے ہیں چلو بیٹھو اور اپنے بارے مین بتاؤ۔وہ اسے صوفے پر بیٹھاتی اس سے باتیں کرنے لگی۔

التمش صبح کا گیارات کو واپس آیا۔وہ ناجانے کون کون سے کاموں میں مصروف تھا۔زویا باہر لان میں بیٹھی ہوئی تھی۔جب التمش اسے دیکھتے وہاں آگیا۔

بلو قمیض شلوار ساتھ ہم رنگ ڈوپٹہ گلے مین ڈالے وہ سامنے کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔

یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہو؟ التمش چلتا ہوا اسکے قریب پہنچ کر بولا۔

جب آپ یوں اکیلے چھوڑ کر جائیں گے تو ایسے ہی بیٹھوں گئی۔ صبح کے گے اب واپس آ رہے ہو۔ وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔

او تو میرا انتظار ہو رہا تھا۔ مجھے نہین پتہ تھا میری شریکِ حیات میرے انتظار میں نظریں ٹکائے باہر لان میں بیٹھی ہے۔ وہ مسکراتے ہوئے کرسی پر اسکے سامنے آ کر بیٹھا۔

اندر بور ہورہی تھی اسی لیے یہاں آکر بیٹھ گئی۔وہ اوپر آسمان کی طرف دیکھ کر بولی۔

کھانا کھایا؟وہ فکر مند انداز میں بولا۔

نہین اسنے نفی مین سر ہلا کر کہا۔

چلوا کھٹے کھاتے ہیں۔التمش آگے بڑھا اور اسکو ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا اور ساتھ لیے اندر کی طرف بڑھا۔

زویا چپ چاپ اسکے ساتھ چل رہی تھی۔اسکی نظر التمش کے ہاتھ میں پکڑے اپنے ہاتھ پر گئی۔۔

کچھ دن بعد یہ سب اتنا خوبصورت نہیں رہے گا۔ایک دم اسے اپنے اندر سے آواز آئی۔

کیا بنا ہے؟وہ دونوں کیچن مین پہنچ چکے تھے۔سامنے کیچن کو خالی دیکھ وہ بولا۔

ہمم وہ مٹن اور ساتھ میں روٹیاں ہیں۔زویا اسکی اواز سن کر اپنے خیالوں سے باہر نکلی اور فوراً بولی۔

چلو پھر یہاں بیٹھو آج میں اپنی بیگم کو کھانا سرو کرتا ہوں۔التمش نے اسے وہی ہر پڑے چھوٹے سے ٹیبل پر بیٹھایا اور خود کھانا گرم کرنے لگا۔

مین کرتی ہوں ہٹیں زویا اسکے پاس آکر بولی۔

نہیں وہاں بیٹھو۔ چلو التمش نے اسے دوبارہ وہی بیٹھادیا اور خود کھانا گرم کرنے لگا۔ گرم کر کے ٹیبل پر رکھا اور دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

چلو کھاؤ یا میں کھیلادوں۔ اسے آنکھ مارتے مسکراہٹ دبا کر بولا۔

جی میں کھالیتی ہوں۔ زویا فوراً بولی۔۔ التمش نے بھی مسکرا کر کھانا شروع کیا۔

آپ آج کہاں گے تھے؟ وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔۔

کہی نہیں بس کچھ کالج کا کام تھا وہی کرنے گیا تھا۔ وہ مسکرا کر بولا۔

ہمم آپ کو نہیں لگتا اب کالج نہیں بنانا چاہیے ؟ زویا ہچکچا کر بولی۔۔

کیوں ؟ کیونکہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔وہ اسکی طرف دیکھ کر بولا۔

نہیں وہ بات نہیں آپ کو اپنا بزنس بھی تو شروع کرنا تھا۔اگر پیسے وہاں لگاتے تو؟

تمہیں بتایا تو تھا کالج ٹرسٹ کے پیسوں سے بن رہا ہے۔اپنے بزنس میں وہ پیسے لگاؤں گا جو دوست سے لیے ہیں۔کچھ دن بعد شہر جاؤ گا۔سوچ رہا ہوں۔اسکے ساتھ مل رک نزنس شروع کرلوں۔وہ اسکی کنفویزن دور کرتے ہوے بولا۔۔

سوری میں بھول گئی تھی۔وہ پانی پیتے ہوئے بولی۔

زویا تم کتنا پڑھی ہو۔التمشنے اچانک سوال کیا۔۔

زویا کو پھندا لگا وہ زور زور سے کھاسنے لگی۔۔التمش نے جلدی سے پانی پلایا۔۔

آرام سے کھانا تھانا۔۔۔۔۔مزید پانی پیو۔۔۔وہ پانی کا گلاس پکڑاتے ہوئے بولا۔۔

آپ تو جانتے ہیں گاؤں میں دسویں تک سکول تھا۔تو بس اتنا ہی پڑھا ہے۔ زویا نظریں چڑاتے ہوئے بولی۔۔۔۔وہ اسے کیا بتاتی میٹرک اور ایف ایس سی میں وہ پوزیشن ہولڈر تھی۔اور پچھلے ایک سال سے وہ کالج چھوڑ کر یہاں بیٹھی ہے اس سب کے بعد وہ لندن جا کر میڈیکل میں ایڈمیشن لینا

چاہتی تھی۔

تمہاری عمر کتنی ہے؟ایک اور سوال آیا۔

میری عمر انیس سال ہے۔وہ مسکرا کر بولی۔۔

پھر تو تم مجھ سے کافی چھوٹی ہو۔میری عمر پچیس سال ہے۔چھے سال چھوٹی ہو۔وہ سوچ کر بولا۔

تمہاری اماں کا نام تو زلیخہ ہے تو والد کا کیا نام ہے؟ایک اور سوال آیا۔

زویا کا ہاتھ رُکا۔آپ کیا میرا انٹرویو لے رہے ہیں۔وہ چڑتے ہوئے بولی۔۔

بیوی ہو میرے تمہارے بارے میں سب کچھ جاننے کا حق رکھتا ہوں۔وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

تو شوہر جی اپنے سورسس سے پتہ کروالیں میرا سارا بائیو ڈیٹا۔وہ کرسی گھسیٹ کر کھڑی ہوئی۔اور برتن اُٹھاتے ہوئے اسے تنگ کرنے کے لیے بولی۔۔

ہائے یہ جب تم مجھے شوہر بولتی ہو تو ایسے دل پر ٹھاہ کر کے لگتا ہے۔وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر کمال اداکاری سے بولا۔۔زویا کا قہقہ بلند ہوا۔وہ اسکی بات پر اتنی زور سے ہنسی کے آنکھ سے پانی آگیا۔وہ اُٹھ کر اسکے قریب جا کر کھڑا ہوا۔

آج پہلی بار تمہیں اسطرح ہنستے ہوئے دیکھا ہے۔جتنی خوبصورت تمہاری

آنکھیں ہیں۔اس سے زیادہ خوبصورت تمہاری ہنسی ہے۔وہ آنکھوں میں بے پناہ محبت لیے بولا۔۔

چائے بنا کر کمرے مین لے آؤ کچھ بات بتانی ہے۔وہ مسکراہت دبا کر اسکی چہرے کی رنگت کو دیکھتے ہوئے بولا۔جو اسکی بات پر گلابی ہوئی تھی۔۔اور وہاں سے نکل گیا۔۔

اسکے جاتے ہی زویا نے ہوامین سانس خارج کی۔اور چائے بنانے لگی۔دس منٹ کے بعد وہ چائے کے دو کپ لیے کمرے میں آئی۔وہ جانتی تھی وہ کیا کہنے والا ہےاور اس سب کے لیے وہ بالکل تیار تحی کہ اسے اسکے جواب میں کیا کہنا ہے۔کمرے کے ساتھ بنی بالکنی میں التمش کھڑا تھا زویا بالکنی مین داخل ہوئی۔چائے کا کپ اسکی طرف بڑھایا۔

زویا میں آج تم سے وہ سب باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ جو کچھ عرصے سے دل میں دبائے بیٹھا تھا۔ وہ چائے کا سپ لیتے ہوئے بولا۔

بولیں۔ وہ سب اتنا ہی بولی۔

تم جانتی ہو محبت کیا ہے؟ وہ کالے آسمان پر چمکتے ہوئے چاند کو دیکھ کر بولا۔

زویا نے سوالیہ نگاہ اس پر ڈالی۔ اسے احساس ہوا کہ وہ اسے دیکھ رہی ہے۔

جو میں تم سے کرتا ہوں۔ اسنے زویا کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے ہی سوال کا جواب دیا۔ اسکے دیکھنے سے پہلے زویا نے نگاہیں پلٹ لیں۔ جیسے وہ اسکے احساسات سے انجان بننے کی ناکام کوشش کر رہی ہو۔

اتنی محبت جتنی محبت سے آسمان نے چاند کو اپنی آغوش میں لیا ہوا ہے۔ بلکل اسی طرح میں تمہیں دنیا کی ہر پریشانی سے بچا کر اپنی محبت کی آغوش میں لینا چاہتا ہوں۔ میری زندگی میں محبت جیسی فیلنگ کبھی آئی ہی نہیں۔ پر جس دن پہلی بار تمہیں دیکھا۔ تمہاری ان نیلی آنکھوں نے مجھے ایسا اپنے حصار میں لیا۔ آج تک میں کبھی اس سحر سے نکل ہی نہیں پایا۔ وہ محبت بھرے لہجے میں ہمت کر کے آج اپنی محبت کا اقرار کر رہا تھا۔

زویا چہرہ جھکائے چائے کے کپ میں پڑی چائے کو دیکھ رہی تھی۔ جو کہ کب کی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

ہنہ محبت! مجھے نہیں لگتا محبت جیسی کوئی چیز ہوتی ہے۔ اگر سچ میں ایسا کچھ ہوتا تو آپ کبھی وہ سب نہ کرتے جو آپ نے نکاح کے بعد کیا۔۔ وہ طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجا کر بولی۔

وہ سب غصے اور بدلے کی آگ میں جل کر ہوا۔ پر خدا گواہ ہے جتنی بار تمہیں ہرٹ کیا اسکی جلن تم سے زیادہ مجھے ہوئی۔ وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولا۔

مسٹر خان ایک دل میں کسی کے لیے یا تو محبت ہوتی ہے یا نفرت پر دونوں جذبات اکھٹے نہیں ہو سکتے۔ وہ پھر سے بھرپور طنزیہ انداز میں بولی۔

کیا تمہیں کبھی اتنے دنوں میں ایک بار بھی میری محبت کا احساس نہیں ہوا؟ وہ اسکے جواب سن کر ہرٹ ہو رہا تھا۔

نہیں! دیکھیں مسٹر خان آپ نے جو بھی میرے لیے کیا اسکے لیے بہت بہت شکریہ۔ پر میرے دل میں آپ کے لیے کوئی فیلنگ نہیں ہے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

میرے دل میں بس آپ کے لیے عزت ہے۔جو کہ میں ہمیشہ کروں گئی۔ آپ نے ہمیشہ میرے لیے اپنے گھر والوں سے لڑائی کی۔ان کے خلاف گے۔پر اگر اسکے بدلے آپ محبت مانگیں گے۔تو معاف کیجی ئے گا پر میں ایسا نہیں کر سکتی۔۔وہ اس سے نظریں چراتے ہوئے بولی۔

میں نے کب بولا میری محبت کا جواب محبت سے دو۔میرے ساتھ رہو گی۔ محبت خود باخود ہو جائے گئی۔وہ اسکی باتیں سن کر ہرٹ تو ہوا پر پھر اپنے آپ کو سھنمبنال کر بولا۔

آئی ایم سوسوری پر میں ایسا نہیں کر سکتی۔میں اصل میں آپ سے بات کرنا چاہتی تھی۔کہ کچھ دنوں میں مجھے اماں کے پاس چھوڑ آئیں۔میں وہاں کچھ دن رہنا چاہتی ہوں۔اور آپ کے اور میرے درمیان تعلق کے بارے میں سوچنا چاہتی ہوں۔پھر فیصلہ کروں گئی۔کہ آگے کیا کرنا ہے۔وہ بول

کر اسکی طرف دیکھے بنا وہاں سے چلی گئی۔

التمش کو اندازہ تھا وہ اتنی جلدی نہیں مانے گئی۔ وہ جانتا تھا سکسے اندر کتنا کچھ بھرا ہے۔ پر وہ اسے دور نہیں جانے دینا چاہتا تھا۔ بہت جلد تمہیں منا لوں گا۔۔۔ وہ گہری خاموشی میں وہاں کھڑا رہا۔۔ اور اپنے دل میں اسے منانے کا سوچنے لگا۔۔۔

زویا التمش سے بات کر کے کمرے سے باہر نکل آئی۔ وہ باہر لان میں چلی آئی۔اور واک کرنے لگی۔

میں یہاں جس مقصد کے لیے آئی تھی۔اس کو پورا کرنے کے چکر میں نا جانے کیا کیا کر دیا۔ مجھے لگا آپ بھی ویسے ہی ہوں گے جیسے حویلی کے باقی سارے مرد ہیں۔ پر جس دن سب کے سامنے میرے لیے سٹینڈ لیا اس دن

احساس ہوا۔ ہر مرد ایک جیسا نہیں ہوتا۔ اگر دنیا میں جہانگیر خان جیسا جابر مرد ہے تو التمش خان جیسا پیارا اور مخلص مرد بھی ہے۔ جو حق کے لیے آواز اُٹھانے کی ہمت رکھتا ہے میں نہیں جانتی مجھے آپ سے محبت ہے کہ نہیں پر آپ کے لیے میرے دل میں ہمیشہ احترام رہے گا۔ کچھ دنوں میں یہاں سے چلی جاؤں گئی۔ میں چاہتی ہوں۔ آپ مجھ سے جتنی شدید محبت کرتے ہیں۔ اس سے بھی شدید نفرت کریں۔ وہ چلتے چلتے دل ہی دل مین نا جانے کیا کیا سوچ رہی تھی۔

Zubi Novels Zone

یا اللہ مجھے کیوں اس آزمائش میں ڈالا کیوں مجھے اتنا برا محسوس ہو رہا ہے؟ کیوں میں نے اس سارے معاملے میں التمش کو ڈالا؟ کیوں اسے میرے ساتھ اتنا اچھا رکھا؟ کیوں اسکے دل میں میرے لیے اتنی محبت ڈالی؟ تو تو جانتا ہے میں نے کس بھاری دل سے ان کی محبت کی نفی کی ہے۔ وہ خود سے بات کر رہی تھے۔ جبھی نا جانے کیوں رو دی۔ وہی کھڑی اپنا چہرہ دونوں

ہاتھوں میں چھپالیا۔۔۔

زویا تم رو کیوں رہی ہو؟ التمش جو اسے ڈھونڈتا باہر آیا تھا اسے یوں روتا دیکھ چلتا ہوا اسکے پاس آ کر بولا۔

پتہ نہیں کیوں رونا آرہا ہے۔ وہ روتے ہوئے بولی۔۔

کچھ دن رک جاؤ میں خود تمہیں زلیخہ بی کے پاس چھوڑ آؤں گا۔ پھر چاہے جتنے دن مرضی رہنا وہ کے التمش اسے چپ کرواتے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔ زویا کو مزید شرمندگی ہوئی۔

مجھے نیند آرہی ہے میں سونے جارہی ہوں۔ وہ اس سے نظریں چُراتے ہوئے بولی۔ اور پلٹ کر اندر کی طرف بڑھی۔ اسکے یوں برتاؤ پر التمش

پریشان ہو گیا۔

****

صائمہ بیگم نے کسی ناکسی طریقے خود کو سھنمبالا۔

کیونکہ خالد صاحب کی طبعیت تو پہلے سے ہی خراب تھی۔وہ چلنے پھرنے سے عاری تھے۔سعد ماہ رخ کو لے شہر چلا گیا۔۔وہ نہیں چاہتا تھا۔کہ ماہ رخ کی پڑھائی رُکے۔اس بات پر کسی نے رکا۔اب ماہ رخ اس کی زمداری تھی۔اور وہ جو چاہے کر سکتا تھا۔

ابا جی بتائیں پھر کس دن ماجد کو سرپنچ کی کرسی پر بیٹھانے کا اعلان کرنا ہے۔سہیل صاحب جو کہ اس وقت جہانگیر خان ک کمرے میں بیٹھے تھے۔بولے۔

بس ایک ضروری کام ہے وہ ہو جائے تو کرتے ہیں۔ سوچ رہا ہوں اس جمعہ کا دن مقرر کردوں۔ بس قریبی قریبی لوگوں کو بلوانا ہے۔ تم انتظامات کروا لو۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے بولے۔

ابا جی آپ آجکل بہت پریشان رہتے ہین کیا بات ہے؟ سہیل صاحب جو کئی دنوں سے جہانگیر خان کی پریشانی نوٹ کررہے تھے آج موقع ملا تو پوچھ بیٹھے۔

سہیل زندگی بہت بے رحم ہے۔ کبھی کبھی پیروں میں ایسی زنجیر ڈالتی ہے۔انسان چاہ کر بھی چل نہیں سکتا۔اسے وہی رک کر اس زنجیر کے کھلنے کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔۔ کہ کب وہ کھلے اور کب وہ چل پائے وہ گہری چپ کے بعد کھوے ہوئے لہجے میں بولے۔۔ سہیل صاحب کو ان کی بات بالکل بھی سمجھ مین نا آئی۔

ابا آپ زیادہ ٹینشن مت لیں اور آرام کریں۔ مین سب سھنمبال لوں گا۔
وہ انہیں بیڈ پر لٹاتے ہوئے بولے۔

سہیل اب تو لگتا ہے آرام ہی کرنا پڑے گا۔ ایسے لگ رہا ہے زندگی ہاتھوں سے پھسل رہی ہے۔ آجکل دل برا بے چین رہتا ہے۔ بااتنا چاہتا ہوں۔ وہ سب کام کر جاؤں ان سب کو جواب دے جاؤ جو میری بیٹھ پیچھے وار کر رہے ہیں۔۔ وہ بیڈ پر لیٹتے ہوئے بولے۔۔

ابا اللہ آپ کو لمبی زندگی دے آپ کا سایہ ہم سب پر سلامت رہے۔ زیادہ مت سوچا کریں۔ سب ٹھیک ہو گا۔ وہ عقدیت سے جہانگیر صاحب کے ہاتھ چوم کر کمرے کی لائیٹ آف کرتے باہر نکل گے۔

سہیل خان میں بس اتنی دعا کر رہا ہوں۔اللہ مجھے میرے کرموں کی جو چاہے سزا دے پر وہ نا دے جو میں سوچ رہا ہوں۔اگر ایسا ہوا تو جہانگیر خان تو کھڑا کھڑا مر جائے گا۔وہ اندھیر میں بولے۔اور چپکے سے آنکھیں موندھ لیں۔۔۔۔

****
******

صائمہ ادھر آؤ۔خالد صاحب جو کہ کمرے ویل چیر پر بیٹھے کب سے کام کر رہی صائمہ بیگم کو دیکھ رہے تھے۔ناجانے ان کے دل میں کیا آیا انہوں نے آواز دی۔

صائمہ بیگم جو کہ ان کے کپڑے نکال رہیں تھیں۔خالد صاحب کی آواز پر پلٹی۔ان کی پکار میں آج حکم نہیں تھا۔ناجانے کیا تھا پر تحمکانہ انداز نا تھا۔

کیا ہوا جی آپ کو کچھ چاہیے۔ وہ چلتے ہوئے ان کے قریب آئیں۔ اور زمین پر ان کے پاس بیٹھ کر پوچھا۔

ہوں تو میں بہت گناہ گار پر نا جانے اللہ پاک کو میرا ایسا کون سا عمل پسند آ گیا جو اس نے تمہیں میرے مقدر میں دیا۔ وہ ان کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں مین لیتے ہوئے بولے۔ صائمہ بیگم آج زندگی میں پہلی بار خالد صاحب کے منہ سے اپنے لیے ایسے الفاظ سن کر حیران رہ گئیں۔

میں نے ساری زندگی تمہارے ساتھ جس طرح کا سلوک کیا۔ اسکے لیے تو شائد معافی بھی نہیں مل سکتی۔ اور اسی کی سزا اللہ نے مجھے زندگی میں ہی دے دی۔ ایک بیٹا جو کسی لڑکی کا قتل کر کے آیا، اور بیٹی جو چھپ کے نکاح کر رہی ہے۔ اور ایک بیٹا حویلی چھوڑ کر چلا گیا۔ اور ایک دنیا سے ہی چلا گیا۔

اور میں خود یوں معزور ہو گیا۔ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میرے غرور و تکبر کا انجام اسی دنیا میں ہو گیا۔ میں اپنے بچوں پر توجہ ہی نا دے پایا۔جو خود کرتا وہی بچوں نے سیکھ لیا۔ میں ان سب کو کیسے برا بول دوں میں خود سب سے برا گناہگار ہوں۔

تمہیں کبھی زندگی میں بیوی ہونے کا حق نہیں دیا۔ہمیشہ تمہیں اپنی ملکیت سمجھ کر تم پر حکم چلایا۔ہر موقع پر تمہاری عزتِ نفس کو کچلا۔آج جب اللہ نے مجھ سے میرے پیر چھین لیے مجھے بستر کا محتاج بنا دیا۔تب جا کہ احساس ہوا ہم جو گردن اکڑا کر چلتے ہیں۔اس کا بس چلے تو اگلے ہی پل زمین پیروں تلے سے کھینچ لے۔اور ہم کچھ کر بھی نا پائیں۔پتہ نہیں کتنے لوگوں کی بد دعائیں لگی ہیں۔آج تک بے شمار لوگوں کے ساتھ برا کر چکا ہوں۔اور سب سے برا مجرم تمہارا ہوں۔صائمہ مجھے معاف کر دو۔جانتا ہوں تمہارا ظرف اتنا برا ہے کہ تم مجھے معاف کر پاؤ گئی۔وہ آخر میں روتے ہوئے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولے۔

کیسی باتیں کر رہے ہیں۔آپ میرے شوہر ہیں ایسے ہاتھ مت جوڑیں۔ اگر آپ کئی جگہوں پر غلط تھے تو میں بھی بہت جگہوں پر غلط تھی۔بچوں کی تربیت کی بات آئے تو ایک ماں کا بہت بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔۔شائد مجھ سے ہی بھول چُوک ہوئی ہو۔اور دوسری بات مجھے آپ سے کوئی گِلا نہیں۔آپ نے آج تک میرے ساتھ جو بھی کیا میرے دل میں کوئی رنج غم نہیں ہے۔اب آپ سارہ باتیں بھولیں۔اور چلیں نہالیں۔پھر میں دوپہر کا کھانا لاتی ہوں۔صائمہ بیگم نے خالد صاحب کے جُڑے ہوئے ہاتھ نیچے کیے۔ اور اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے بولیں۔خالد صاحب نے ہاں میں سر ہلایا۔

صائمہ بیگم کافی دنوں سے خالد صاحب میں بدلاؤ دیکھ رہیں تھیں۔آج اسکی وجہ بھی معلوم ہوگئی۔وہ بہت خوش تھیں۔۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

****

***

حازم اپنے آفس میں بیٹھا کام کر رہا تھا۔جب دعا نوک کر کے آفس میں داخل ہوئی۔

سر! مسٹر ماجد آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔کیا میں ان کو اندر بھیج دوں۔وہ ریڈ کلر کی فائل کو پکڑے چلتی ہوئی اسکے قریب آئی۔

ماجد اس وقت کیوں آیا ہے؟ہمم چلو بھیجو دیکھتا ہوں۔وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔۔

جی پر اس سے پہلے اس فائل پر سائن کر دیں۔وہ فائل کو کھول کر حازم کے سامنے رکھتے ہوئے بولی۔

کیا ہوا آج کم بول رہی ہو۔ یہ سورج کہاں سے نکلا ہے۔ حازم اسکی بے جا خاموشی نوٹ کرتے ہوئے بولا۔

کچھ نہیں بس زندگی کبھی کبھی ایسی چوٹیں دے دیتی ہے جا کے زخم دل پر چھپ جاتے ہیں۔اور میرے جیسے زیادہ بولنے والوں کی زبان چھین جاتی ہے۔وہ فائل کو پکڑتے ہوئے بولی۔۔

کیا ہوا؟ دعا آج ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو؟ وہ دعا جیسی لڑکی کے منہ سے اتنی سیریس باتیں سن کر پریشان ہوا۔چاہے وہ دعا سے زیادہ بات نا کرتا ہو۔پر وہ ان کے قریبی انکل کی بیٹی تھی۔

چھوڑیں وہ مجھے آپ سے اہم بات کرنی تھی۔میں نوکری چھوڑنا چاہتی

ہوں۔وہ بولی۔۔

کیوں؟آگے سے بس اتنا ہی سوال ہوا۔

بس اب مزید کام کرنے کا دل نہیں کر رہا۔میں پر اسس پورا کروا دوں گئی۔ آپ کوئی نئی سیکٹری ڈھونڈ لیں وہ بول کر رُکی نہیں اور باہر نکل گئی۔حازم کافی دیر تک اسکے رویے پر غور کرتا رہا پھر سر جھٹک کر اپنا کام کرنے لگا کچھ دیر بعد ماجد آفس میں داخل ہوا۔

کیسے ہو۔وہ اندر داخل ہوتے ہوئے بولا۔

ٹھیک ہوں تم یوں آچانک کوئی کام ہے۔وہ لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتے ہوئے بولا۔

ہاں وہ اصل میں میں معافی مانگنا چاہتا تھا۔التمش نے اس دن جو بھی کیا اسکی وجہ سے بہت شرمندگی ہوئی۔پر اسکی سزا اسے مل چکی ہے۔حویلی سے نکال دیا گیا ہے۔اور جائداد سے بھی اس جمعہ کو عاق کر دیا جائے گا۔وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔۔

کیوں جمعے کو کیا ہے جس سے وہ عاق ہو جائے گا۔حازم کو رید تے ہوئے بولا۔

وہ دادا جان مجھے گدی پر بیٹھانا چاہتے ہین اسکے لیے انہیں سب کچھ میرے نام کرنا پڑے گا۔اور میں پہلے ہی التمش کو حویلی سے نکلوا چکا ہوں۔اب اسکا حویلی پر کوئی حق نہیں جمے کو بس کاغذی کاروائی ہو گئی۔۔وہ مسکراتے ہوئے اپنا کارنامہ بتا رہا تھا۔

توتم یہاں کیا کرنے آئے ہو۔حازم نے سوالیہ انداز میں کہا

میں چاہتا ہوں جمے کو تم وہاں آؤ۔اور میں تمہارے بزنس میں انویسٹ کرنا چاہتا ہوں۔وہ اپنا پرپوزل رکھتے ہوئے بولا۔۔

ٹھیک ہے میں آؤں گا۔ویسے بھی مجھے فیکٹری کا کام دیکھنا ہے۔وہ کافی دنوں سے بند پڑا ہے۔اسکے بعد تمہارے فنگشن میں آؤں گا۔وہی ہم پیپرز سائن کرلین گے جس سے تم ہماری کمپنی میں انویسٹ کر کے فائی پرسنٹ کے حصے دار بن جاؤ گے۔حازم مسکرا کر بولا۔۔

ٹھیک ہے۔بہت شکریہ مجھے لگا تم نہیں مانو گے۔ماجد سے اپنی خوشی چھپائی ہی نا گئی۔

کیا یار ہم تو کتنے عرصے سے دوست ہین اور اب تو رشتے دار بھی ہو گے ہیں۔ بھلا میں کیوں منہ بناتا۔ وہ اس دن تو تمہارے بھائی نے ہی حد پار کر دی۔ حازم نفرت بھرے انداز میں بولا۔۔

چلو لنچ کرنے چلتے ہیں۔ حازم موبائل پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔ دونوں افس سے باہر نکلے۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

دعا انہیں جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اسکی انکھوں مین نمی سی آئی۔

رخصتی والے دن کے بعد دعا اگلے دن حازم کے گھر گئی۔ سراج سے بات ہوئی۔ سراج اسکی فیلنگ جانتا تھا۔ اس نے حازم کی زویا کے ساتھ ہوئی منگنی کے بارے میں دعا کو بتادیا۔ اور یہ بھی کہ حازم زویا سے کتنی محبت

کرتا ہے۔۔ جسے سن کر دعا شاک میں آگئی۔اس رات وہ خوب روئی۔اسکے بعد اس نے نوکری چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔۔

****

حویلی کے گارڈن میں چھوٹے سے فنگشن کی تیاری ہو رہی تھی۔کل دوپہر کو تقریب ہونی تھی۔

ہاں گل خان بولو۔التمش اس وقت بالکنی میں کھڑا تھا جب گل خان کا فون آیا۔آگے سے گل خان بول رہا تھا۔اور التمش چپ کر کے سن رہا تھا۔

ہمم ٹھیک ہے۔تم کچھ دیر مین یہاں آکر سب دے جاؤ۔مین دیکھتا ہوں کیا کرنا ہے۔وہ بول کر موبائل کو آف کر گیا۔بہت دیر تک وہ ایک جگہ سے ہلا نہیں۔جب ہوش میں آیا تو پلٹ کر کمرے مین آیا۔

جمعے کا دن آنا پہنچا تھا۔ جس کا کسی کو بے صبری سے انتظار تھا۔ تو کسی کا دل تھا یہ دن اسکی زندگی میں آئے ہی نا۔۔۔

خان حویلی میں تقریب کی پوری تیاری ہو چکی تھی۔ چونکہ یہ سب گارڈن میں ہونا تھا۔ حویلی کی خواتین کو وہاں آنے کی آجازت نہیں تھی۔ سبھی اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

وہ صبح اُٹھی تو التمش گھر میں موجود نہیں تھا۔ زویا نے لین لائن سے حازم کو فون کیا۔

تم یہاں کب تک پہنچ رہے ہو؟ اسکے فون اُٹھاتے ہی زویا نے پوچھا۔

میں نے تمہاری بتائی ہوئی چیزیں لے لی ہیں۔ دو گھنٹے تک بس پہنچنے والا

ہوں۔حازم گاڑی چلاتے ہوئے بولا۔

اچھاتوتایاجی کب تک آئین گے۔وہ دوبارہ کچھ سوچ کر بولی

ڈیڈ!وہ ایک گھنٹالیٹ ہوں گے۔جب تک تقریب شروع ہوگئ۔وہ وہاں پہنچ جائیں گے۔تم بس اتناخیال رکھناوقت پر پہنچ جانا۔میں تمہاری چیزیں ایک بندے کے ہاتھ بجواؤں گا۔بندہ اپناہے۔تم بس رسیو کرلینا۔اورہاں اپناموبائل پیپرز ضرور لے لینا۔وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔

وہ توٹھیک ہے پرا گرکسی وجہ سے ہمارا پلین فیل ہوگیاتب؟وہ اپنے ڈر کو بیان کرگئی۔

زویایہ پلین فیل نہیں ہوناچاہیے اسکے لیے ہر ممکن کوشش کرو۔اگرپھر

بھی ایسا ویسا کچھ ہوتا ہے۔تب ایک ہی طریقہ بچتا ہے۔اور وہ تم اچھے سے جانتی ہو۔حازم سرد لہجے مین بولا۔

ہمم اوکے کیا تم وہ بھی اپنے ساتھ لائے ہو؟

ہاں لایا ہوں۔تمہاری چیزوں کے ساتھ وہ بھی بھیج دوں گا پر سھنمبال کے۔۔۔۔اب میں فون رکھتا ہوں۔وہ بول کر کال بند کر گیا۔

زویا کئی لمحے اس فون کو دیکھتے نا جانے کیا سوچے جا رہی تھی۔پھر پلٹ کر کیچن میں آئی۔کھانے کا من نہین تھا تو چائے کا کپ بنایا اور صوفے پر بیٹھ کر پینے لگی۔

تقریب دوپہر دو بجے تھی۔اور ابھی دس بجے تھے۔آج وہ اپنے بدلے کے

آخری وار پر تھی۔اسے کسی بھی حالت میں یہ پورا کرنا تھا۔ابھی بھی صوفے پر بیٹھے وہ خود سے اپنی اندرونی سوچوں سے لڑ رہی تھی۔۔وہ پچھلے دو گھنٹے سے وہاں بیٹھی اپنے ان مہینوں میں ہونے والی چیزوں کے بارے میں سوچ رہی تھی۔اور جس شخص کا خیال اسے ستا رہا تھا۔اس سے وہ آخری دفع ٹھیک سے بات ہی نا کر پائی۔کیونکہ وہ گھر پر نا تھا۔۔اسکے ساتھ کیے جانے والے دھوکے کو وہ سوچ کر وہ بہت پریشان ہو رہی تھی۔یہاں اب جب اسے اپنے پلین کے بارے مین سوچنا چاہیے تھا۔وہ اسکے بارے میں سوچ رہی تھی۔وہ انہی سوچوں میں گم تھی۔جب باہر ملازمہ نے اسکا پارسل لا کر دیا۔اسے تھام کر وہ کمرے میں آئی۔وہ ایک باکس میں بند تھا۔اسے کھولا۔تو سامنے اسکی مطلوبہ چیزیں تھیں۔گھڑی کی طرف نظر گئی تو وہاں ایک بج کر پندرہ منٹ ہو چکے تھے۔زویا نے چیزوں کو بیڈ پر پھلایا۔ان میں سے ڈریس کو پکڑ کر وہ واشروم میں گئی۔چینج کر کے وہ واپس آئی۔میک اپ پکڑا اور بے دلی سے میک کرنے لگی۔بالوں کو کھلے چھوڑ دیا۔

آدھے گھنٹے مین وہ فل ریڈی ہوگئی۔ حازم نے ایک فائل بھیجی تھی۔ اس میں پیپرز کو لگایا۔ پاؤں میں جو گرز ڈال کر وہ آئینے کے سامنے آئی۔ آئینے میں اسکا عکس لہرایا۔ بلیک پینٹ کے اوپر سرخ شرٹ، لیدر کی کالی جیکٹ، پاؤں میں بلیک جو گرز، پہنے ہوئے تھے۔ بال کمر پر کھلے چھوڑے ہاتھ میں وہی ریڈ کلر کی فائل پکڑی ہوئی تھی۔ وہ اپنے آپ کو نظر دیکھتی پلٹی اور پورے کمرے کو دیکھا۔ الماری سے وہ پہلے ہی موبائل نکال چکی تھی۔ ایک اداس سی نگاہ کمرے مین ڈال کر وہ دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔ پھر ایک دم وہ رُکی اور دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ سائیڈ ٹیبل کے پاس آئی۔ اور وہاں پر پڑا فوٹو فریم ہاتھ میں پکڑا۔ اور التمش کی فوٹو نکال کر اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لی۔ اور کمرے سے باہر نکل آئی۔ آنکھوں پر چشمہ لگا کر وہ داخلی دروازے سے باہر آئی۔ چوکیدار اس وقت وہاں پر موجود نا تھا۔ زویا نے شکر ادا کیا۔ اور سامنے کھڑی گاڑی مین بیٹھ گئی۔ جو کہ حازم نے بھیجی تھی۔ گاڑی میں بیٹھ کر وہ اپنے دماغ سے باقی سب خیالات

بھلاکرا ابھی صرف اپنے قدم پر بارے میں سوچ رہی تھی۔اسے بار باراپنی ماں باپ اور بھائی کا مرا ہوا وجود نظر آرہا تھا۔

****

تقریب شروع ہو چکی تھی۔گارڈن میں چٹائیاں بیچھائی گئیں تھیں۔ان پر ٹکیے رکھے ہوئے تھے۔اور سامنے بری سی کرسی پڑی تھی۔جہاں پر جہانگیر خان بیٹھے سِگار سلگا رہے تھے۔باقی سب ان کے سامنے بیٹھے تھے۔اس تقریب میں تقریباً گاؤں کا ہر مرد موجود تھا۔حویلی کے سارے مرد ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔حازم کافی دیر پہلے یہاں پہنچ چکا تھا۔وہ ماجد کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔۔ماجد خوشی سے پھول ہی نا سما رہا تھا۔

التمش جو کہ ابھی ابھی حویلی پہنچا تھا۔صائمہ بیگم اور خالد صاحب سے مل

کر وہ باہر گارڈن میں پہنچا۔ جہاں سب بیٹھے تقریب کے شروع ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ چلتا ہوا سہیل صاحب کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اسکی نظر پہلے ہی حازم پر پڑ چکی تھی۔ پر وہ اگنور کر گیا۔

آپ سب لوگوں کا بہت بہت شکریہ جو آپ وقت نکال کر یہاں آئے۔ جیسا کہ آپ سب اس تقریب کا مقصد بہت اچھے سے جانتے ہیں۔ یہ بہت سالوں سے چلتا آرہا ہے۔ پنچائیت کی گدی پر دادا یا پوتا بیٹھتا ہے۔ میرا دادا نے مجھے بیٹھایا تھا۔ اور اپنا سب کچھ میرے نام کیا تھا۔ آج بالکل اسی طرح میں پنچائیت کی گدی اور اپنی جائیداد کو اپنے پوتے کے نام کرنے جارہا ہوں۔۔ اس فیصلے کے ساتھ ایک کھٹن فیصلہ بھی مجھے لینا پڑ رہا ہے۔ جس کے لیے میرا دل تو نہیں مان رہا پر مجھے لینا پڑے گا۔ ان کاغذات پر سائین کرنے سے جہاں یہ سب کچھ اگلے سرپنچ ماجد خان کا ہو جائے گا۔ وہی میرے ایک پوتے التمش خان کو حویلی کی ہر چیز سے عاق کر دیا جائے گا۔

جہانگیر خان سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے بول رہے تھے۔ان کی آخری بات پر ہر طرف ہل چل مچ گئی۔ماجد کے ہونٹوں پر بھرپور مسکراہٹ آئی۔

حازم کھل کر مسکرایا۔

یہ کیا ہو گیا۔ماجد اور سرپنچ۔۔۔وہی بیٹھے ایک آدمی نے سرگوشی کی۔۔

التمش خان کو عاق کر دیا۔حد ہو گئی۔وہی ایک اور سرگوشی آئی۔۔

خاموشی ! جہانگیر خان نے ہاتھ اُٹھا کر کہا وہاں خاموشی سی چھا گئی۔

ہم نے جو فیصلہ کرنا تھا وہ کر لیا۔اب مزید کوئی سرگوشیاں نہین ہوں گئی۔ وہ سرد آواز میں بولے۔

میں نے اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔ماجد خان یہاں آؤ۔اور التمش تم بھی آؤ۔وہ کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے بولے۔دونوں اُٹھ کر وہاں پہنچے۔

یہ ساری جائیداد کے پیپرز ہیں۔یہاں پر تم دونوں سائن کرو۔جہانگیر خان نے پیپرز کھول کر سامنے ٹیبل پر رکھے۔۔۔

ماجد نے خوشی سے پین پکڑا۔۔التمش نے جہانگیر خان کی طرف دیکھا۔باقی سب بھی ان کی طرف متوجہ تھے۔

رکیے ماجد صاحب لگتا ہے خوشی سھنمبلی نہیں جا رہی۔پر کبھی تو آرام سے کام لیا کریں۔ماجد سائن کرنے والا ہی تھا۔جب زویا وہاں پہنچی اور اونچی آواز مین بولی۔۔حازم اسے دیکھ کر مسکرایا۔

التمش کو اپنے کانوں میں جب زویا کی آواز سنائی دی تو وہ پلٹا۔ اور اپنے سامنے زویا کو جس اوتار میں دیکھا وہ اسکی زمین اسمان ہلانے کے لیے کافی تھا۔۔ وہ آنکھوں مین حیرانگی لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ سب کی نظر آنے والی شخصیت پر پڑی۔

التمش اگلے ہی پل اس تک پہنچا۔

یہ سب کیا ہے؟ یہ کس طرح کے کپڑے پہن کر آئی ہو۔ وہ اسکا بازو دبوچتے ہوئے پتھیلے تاثرات سے بولا۔۔

مسٹر التمش بی ہیویور سیلف اینڈ ڈونٹ ٹچ می۔ اور میں نے وہی کپڑے پہنے ہیں جو اس وقت آپ نے پہنے ہیں۔ جب آپ پہن سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں۔۔ وہ اپنا بازو چھڑواتے ہوئے بولی۔۔

ویل ڈن مائی لیڈی۔ حازم کھڑا ہوتے ہوئے مسکرا کر بولا۔اور موبایل نکال کر میسج کیا۔۔۔

جہانگیر خان صاحب معاف کیجیے گا پر آپ کا پوتا اب اس جائیداد کا وارث نہیں بن سکتا۔ بلکہ اب تو کوئی بھی اس جائیداد کا حق دار نہیں بن سکتا۔ وہ التمش کو اگنور کر کے چلتی ہوئی جہانگیر خان کے پاس پہنچ کر بولی۔ سب حیرانگی سے دیکھ رہے تھے۔اور آپس میں چہ مگوئیاں بھی کر رہے تھے۔

کیوں؟ جہانگیر خان نے بس اتنا ہی بولا۔

کیونکہ۔۔۔ زویا بولتے ہوئے رُکی۔ کیونکہ اسے بازو سے پکڑ کر کسی نے اپنی طرف موڑا اور موڑنے والا التمش خان تھا۔ جو کہ بہت غصے سے اسکی

طرف دیکھ رہا تھا۔زویا کو اپنا اعتماد ڈگمگاتا ہوا محسوس ہوا۔اسے لگا اب وہ مزید کچھ نہیں بول پائے گئی۔

تم میرے نام سے جُڑی ہو زویا۔اور اپنی عزت کا تم بھری محفل مین تماشا لگا سکتی ہو۔پر مین نہیں۔یہ بولتے ہوئے التمش نے ہاتھ مین پکڑی کالی چادر اسکے کندھوں پر ڈالی۔

زویا کو اپنا زبان پر تالا لگتا ہوا محسوس ہوا۔التمش کی غصے سے لودیتی نگاہوں سے وہ پتھر کی ہونے لگی۔اگلے پل التمش نے جھٹک کر اسے چھوڑا۔وہ لڑکھڑائی۔۔جب پیچھے سے کسی کی آواز آئی۔

جہانگیر خان اس کیوں کا جواب مین دیتا ہوں۔سب نے آنے والی کی طرف دیکھا۔تو خان حویلی کے سارے مردوں کے چہرے پر بےیقنی سی

چھائی۔آج اس چہرے کو بیس سال بعد اپنے سامنے دیکھ کر سب کے سب سکتے میں چلے گے۔

سلطان شاہ! سہیل صاحب کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔۔

کیونکہ جہانگیر خان تمہاری ساری جائیداد کا اب میں سلطان شاہ مالک ہے۔ سلطان شاہ کے منہ سے نکلنے والے الفاظ اب کے سر پر بم بن کے گرے۔ وہ چلتا ہوا ان سب کے قریب آئے۔۔

اور ایسا پتہ کیوں ممکن ہوا۔میری بھتیجی زویا احمد شاہ نے تم سے ساری پراپرٹی کے پیپرز پر انگھوٹھا لگوایا۔۔اور سب کچھ میرے یقنی سلطان شاہ کے نام ہوگئی۔وہ مسکرا مسکرا کر سب بتا رہے تھے۔۔

التمش نے زویا کی طرف دیکھا۔زویا نے بھی اسی پل اسکی طرف دیکھا۔اسے اسکی انکھوں میں جو نظر آیا اس نے فوراََ نظریں چُرا لیں۔

بالکل اب یہ سب کچھ میرے ڈیڈ کا ہے۔حازم بھی چلتا ہوا ان کی طرف آیا۔اور یہ اب تک کا تیسرا جھٹکا تھا۔جو کہ وہاں پر بیٹھے سب لوگوں کو لگا۔

زویا تم سب کی نظروں کے سامنے رہ کر بھی اپنا کام کتنی آسانی سے کر گئی۔سلطان صاحب نے زویا کو اپنی طرف بلا کر کہا۔

تایا جان یہ سب بہت بے وقوف ہیں۔بھلا یہ سب کیسے پکڑ پاتے۔وہ مسکرا کر بولی۔

آپ سب کی کنفوزن کو دور کرنے کے لیے میں سب بتاتا ہوں۔تاکہ کسی

کے دماغ میں یہ نارہ جاے سب کیسے ہوا۔تو شروع سے شروع کرتے ہین۔حازم مسکرا کر بولا

توہوا کچھ یوں آج سے ایک سال پہلے زویا اس گاؤں کی زلیخہ بی کے گھر رہنے آئی۔پہلے تو ہمارا پلین تھا۔کہ التمش کو پھسا کر بس حویلی میں اینٹری کی جائے اور اپنے کام کیے جائیں۔زویا نے بہت کوشش کی التمش کو پھسانے کی۔اور آپ سب کا پیارا التمش زویا کے پیار امین ڈھیر وڈھیر پھنس گیا۔پر قسمت یہاں مار کھا گئی۔جب روحان کے ہاتھوں ارسلان کا قتل ہو گیا۔پھر میری منگیتر کو اس التمش سے نکاح کرنا پڑا۔حازم اونچی آواز میں سب بتا رہا تھا۔

اور پاس کھڑا التمش بے یقینی سے بس زویا کو دیکھ رہا تھا۔جو کہ خود اپنی مٹھیاں بھیج رہی تھی۔اس نے اتنی زور سے مٹھی بھیچی کہ ناخن کے چُب

جانے کی وجہ سے خون نکل آیا۔وہ سوچ رہی تھی۔یہاں یہ سب بتانے کا کیا تک بنتا ہے۔۔

جہانگیر خان سامنے کھڑے بس سن رہے تھے۔ان کے چہرے پر پتھریلے تاثرات تھے۔

اور پھر اگر معملا ہو ماجد کو پکڑوانے کا یا اریشہ کے نکاح اور تصویروں کو پورے گاؤں مین پھیلانے کا وہ سب مین نے کیا۔ہاں نکاح کے پیپرز زویا نے لا کر دیے۔۔اس سب میں مزے کا لمحے وہ تھے۔جب تم سب کی عزت کا سرِعام جنازہ نکلتا تھا۔دل کو ٹھنڈک پڑتی تھی۔۔حازم مسکراتے ہوئے سب کو دیکھ کر بولا۔۔

اور یہ سب تم نے کیوں کیا؟وجہ کیا تھی؟رفاقت صاحب بولے

یہ سب کرنے کا ہمیں کوئی شوق نہیں پر جہان بات ماں باپ اور بھائی کی موت کی آجائے وہاں پر یہ سب کرنا ضرور ہوتا ہے۔ جہاں پولیس کو پیسے دے کر قتل کے کیس بند کیے جائیں وہں یہ سب۔ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ جہاں اپنی انکھوں کے سامنے دس سال کی عمر میں اپنی ماں باپ بھائی کی لاشوں کو دیکھا ہو جو بے موت مارے گے ہوں۔ وہاں یہ سب کرنا ضروری ہوتا ہے۔ جہاں قاتل کھلے عام باہر دندناتا پھر رہا ہو۔ اور باقی گھٹن، بے بسی، جدائی، سہ کر ہر روز لمہ بالمہ مر رہے ہوں وہاں یہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کیوں جہانگیر خان صاحب کچھ یاد آیا۔ زویا غصے بے بسی، نم آواز سے بولتی ہوئی جہانگیر خان کے سامنے آکر کھڑی ہو کر بولی۔۔

اسکا جواب مین بعد میں دوں گا پہلے دوسرے سوالوں کا جواب دے دوں۔

ہاں تو سلطان شاہ خود کو بہت برے کھیلاڑی سمجھتے ہو۔ ابھی تم سوچ رہے ہو

گے۔واہ کیامار کہ مارا ہے۔جہانگیر خان کی ناک کے نیچے سے ساری پراپرٹی نکال کر لے گیا۔جہانگیر خان زویا کو جواب دیتے سلطان صاحب کے سامنے آکر کھڑے ہوئے۔

لگتا ہے جائیداد جانے کا غم دماغ پر چڑ گیا۔سلطان صاحب طنزیہ انداز میں ہنسے۔

التمش نے گل خان کو اشارہ کیا۔اس نے اگلے ہی پل وہاں سے سب کو نکال دیا۔اب گارڈن میں حویلی والے اور حازم لوگ موجود تھے۔

میرے دماغ کو کچھ نہیں ہوا ہاں البتہ تم ضرور بے وقوف ثابت ہوئے ہو۔جو خود کو بہت عقل مند سمجھتے ہو۔پر ابھی تمہاری غلط فہمی دور کر دیتا ہوں۔جہانگیر خان اس طریقے سے بولے کہ سلطان صاحب کی آنکھوں مین نا

سمجھی ابھری۔ باقی سب بھی ان طرف متوجہ تھے۔

تم تینوں کو کیا لگا۔ جہانگیر خان نے کیا کچی گوٹیاں کھیلی ہیں۔ جو اتنی آسانی سے تم اب کے جال میں پھنس جاؤں گا۔ اگر اتنے عقل مند ہوتے تو انگھوٹا لگوانے کے بعد اپنے پیپرز تو چیک کرتے کہ وہ کس چیز کے کاغذ ہیں۔ جہانگیر خان چہرے پر مسکراہٹ سجا کر بولے۔ جو سامنے کھڑے سلطان صاحب پر بجلی بن کر گری۔

Zubi Novels Zone

کیا مطلب؟ حازم حیرانگی سے بولا اور فوراً آگے بڑھا۔ زویا کے ہاتھ سے فائل لی اور کھول کر دیکھا۔ سامنے پراپرٹی کے پیپرز نہیں تھے۔ کسی زمین کے کاغذ تھے۔ جو کہ گاؤں کے ایک بندے غلام محمد کے نام تھی۔ اور وہ زمین اس نے جہانگیر خان سے خریدی تھی۔ کاغذ کے ایک طرف جہانگیر خان کا انگھوٹھا لگا ہوا تھا

یہ کیسے ممکن ہے؟ڈفر لڑکی تم نے کیا کھول کر نہین دیکھا تھا۔وہ زویا پر چِلایا۔

زویا نے کاغذ پکڑے اسکا چہرہ پیلا پڑ گیا۔۔

تم لوگوں کو کیا لگتا ہے۔جس ہمت کے ساتھ یہ لڑکی میرے سامنے کھڑی ہوتی تھی۔مجھے کیا اسکی پر اعتمادی اور آنکھوں میں لکھے عزم نظر نہیں آتے تھے۔مجھے بہت پہلے سے ہی زویا پر شک تھا شک کی بنا پر مین نے اسکے بارے میں پتہ کروایا۔پر زلیخہ کا گھر ہی ملتا تھا۔جہان یہ رہتی تھی۔ہر جس دن حازم نے گلدان میں کاغذ رکھے تھے۔مین نے تب دیکھ لیا تھا اور پھر ان دونوں کی آنکھوں کے اشارے نے باقی سب بتا دیا۔اس دن میں نے حازم کے بارے میں اپنے آدمی سے پتہ لگوایا۔اور وہی سے زویا کے بارے

میں انفارمیشن ملی۔تب مین نے کاغذ بدلے۔اور جب زویا میرے کمرے میں سٹیمپ لگوانے آئی۔تب مین بے ہوش نہیں تھا۔تب میرا شک پر مہر لگ گئی اور مجھے پتہ چلا زویا میری مہوش کی بیٹی ہے۔اور میری نواسی ہے۔

جہانگیر خان نے سب کی طرف دیکھ رک سچ بتایا۔چونکہ گارڈن مردوں سے خالی ہو گیا تھا۔تو حویلی کی خواتین بھی وہی آ گئیں۔سب نے حیرانگی سے جہانگیر خان کی سب باتیں سنی۔۔۔

جہانگیر خان سالے۔۔۔سلطان صاحب سن کر چِلائے۔اور جہانگیر خان کو دھکہ دیا۔ماجد نے انہیں آگے بڑھ کر پکڑ لیا۔۔

سلطان صاحب پھر آگے بڑھے۔تبھی التمش بیچ میں آیا۔اور انہیں دور کیا۔

التمش خان آج تو میرے ہاتھوں سے ضائع ہو گا۔حازم غصے سے بولتے ہوئے آگے بڑھااور التمش کے پیٹ میں پاؤں مارتے ہوئے بولا۔۔وہ لڑکھرایا۔

حازم آگے بڑھا۔دونوں لڑنے لگ گے ایک دوسرے کو مارنے لگ گے۔ سلطان صاحب دوبارہ سے جہانگیر خان کو مارنے کے لیے بڑھا۔۔

سب آپس میں لڑ رہے تھے۔باقی سب پریشان سے انہیں رُک رہے تھے۔

ٹھاہ! تبھی ہوا میں فائیر کی آواز آئی۔سب ایک پل کے لیے رُکے اور فائیر کرنے والے کی طرف دیکھا۔سامنے زویا ہاتھ مین پسٹل لیے کھڑی تھی۔

جہانگیر خان صاحب آپ بہت ذہین نکلے۔میرے پہلے پلین کو فیل کر دیا۔پر کوئی بات نہیں میں تو آج تک بس اپنے ماں باپ کی موت کا بدلی لینے کے لیے ہی زندہ تھی۔ تھانے کی پولیس نا سہی پر زویا احمد تو مار سکتی ہے نا۔ اگر آپ کی روائیتوں میں خون کا بدلہ خون بہا میں آئی ہوئی لڑکی ہو سکتی ہے۔تو میرے اصولوں میں آج ایک نیا اصول جُڑتا ہے۔خون کا بدلہ خون۔۔۔وہ پسٹل کا رخ جہانگیر خان کی طرف کرتے ہوئے بولی۔۔۔

زویا تم پاگل ہو گئی ہو پستول نیچے کرو۔التمش کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔۔

زویا وہی کرو جو تمہارا دل چاہتا ہے باقی ہم سب دیکھ لیں گے۔حازم اونچی آواز میں بولا۔۔

ایم سوری ماما بابا بھائی۔زویا نے اپنی آنکھیں بند کیں۔اور دل میں کہا۔

آنسوں اسکے چہرے پر گرڑے۔اور جب اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو آنکھوں میں بدلے کی آگ کے شعلے بھڑکے۔۔۔۔

التمش نے رفاقت صاحب کو اشارہ کیا۔وہ آہستہ اہستہ چلتے ہوئے آگے بڑھے۔

ٹھاہ! اسے پہلے کہ رفاقت صاحب آگے پہنچتے زویا نے گولی چلادی۔

داداجان! التمش کی آواز بلند ہوئی۔جیسے ہی زویا کی گن سے گولی نکلنے التمش نے جہانگیر خان کو دھکہ دیا۔وہ زمین ہر گرڑے اور گولی سیدھی التمش کے بازو پر لگی۔خون کا فوارا باہر کو نکلا۔۔زویا کو کچھ سمجھ آتا اس سے پہلے حازم نے اپنی پاکٹ سے بسٹل نکالی۔اور التمشکے سینے پر نشانہ باندھ کر فائیز کیا۔ ایک اور گولی التمش کو لگی۔جو کہ سیدھی سینے پر لگی۔وی لڑکھڑاتے ہوئے

زمین ہر گرا۔۔

التمش۔۔۔ فضا میں اسکے نام کی صدا ہوئی۔۔اور اس سب میں سب سے اونچی آواز زویا کی تھی۔رفاقت صاحب نے زویا سے اور سہیل صاحب نے حازم سے گن چھینی۔

التمش جہانگیر خان اس تک پہنچے اور اسکا سر پکڑ کر چلائے۔

التمش۔۔۔زویا بھاگ کر اس تک پہنچی۔اور اسکے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ایک پل کے اندر اسکا ہاتھ خون سے بھگو گیا۔ تبھی وہاں پولیس آگئی۔جو کہ سلطان صاحب نے منگوائی تھی۔

آئی ہیٹ یو زو۔۔۔۔التمش نے کانپتے ہاتھوں سے زویا کا ہاتھ ہٹایا اور

ہولے سے بولا زویا نے باخوبی سن لیا۔وہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

صائمہ بیگم نے اسے پیچھے دکھیلا۔اور التمش کے پاس بیٹھیں۔

ماجد اور گل خان نے التمش کو سہارا دیا۔اور گاڑی میں لٹایا۔اگلے ہی پل گاڑی حویلی سے نکل گئی۔۔

زویا شاک سی ہاتھوں پر اور اسکی چادر پر لگے التمش کو خون کو دیکھ رہی تھی۔

جہانگیر خان ہم آپ کو اپنی بیٹی داماد اور نواسے کے قتل کے جرم میں گرفتار کرتے ہیں۔پولیس والا ہتھکڑیاں باندھتے ہوئے بولا۔۔صائمہ بیگم کب کی بے ہوش ہو چکیں تھیں۔

اس کیس کو سلطان صاحب نے ری اوپن کروایا ہے سب کے سوالیہ

نظروں کا جواب دیا گیا۔

جہانگیر خان کو پولیس والی گاڑی میں بیٹھایا گیا۔وہ تو ابھی تک التمش کے شاک میں تھے۔

زویا دھندلی آنکھوں سے ابھی تک اپنے کانپتے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

نہیں ایسا۔۔۔وہ ہاتھوں کو چہرے پر رکھتے ہوئے بولی۔

زویا چلو چلیں۔حازم کی آواز آئی۔پر وہ ہوش میں کہاں تھی۔نہیں نہیں کرتی وہ وہی بے ہوش ہو گئی۔حازم نے اسے اُٹھایا۔اور گاڑی میں لٹایا۔
سلطان صاحب چہرے پر مسکراہٹ لیے گاڑی مین بیٹھے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

حویلی کے باقی سب لوگ ہسپتال کے لیے روانہ ہوئے۔ سہیل صاحب تھانے کی طرف بڑھے۔۔۔

چونکہ شہر کا ہسپتال بہت دور تھا اسے لیے التمش کو پاس کے گاؤں کے ہسپتال میں لے جایا گیا۔۔

ہسپتال کا کوریڈور سناٹے میں گھیرا ہوا تھا۔ وہاں حویلی کے سب مرد موجود تھے۔ آپریشن تھیٹر کی لال بتی جل رہی تھی۔ پچھلے پانچ گھنٹے سے کوئی باہر نہیں آیا تھا۔ باہر سب بری بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔

ابا آپ کب سے ٹہل رہے ہیں یہاں بیٹھ جائیں۔ شمس نے آگے بڑھ کر رفاقت صاحب کو کہا جو کہ پچھلے کئی گھنٹوں سے چینی سے چکر پر چکر لگا رہا تھا۔

ڈاکٹر باہر آجائیں تو بیٹھ جاؤ گا۔ وہ لال بتی کو دیکھتے ہوئے بولے۔

ڈاکٹرز بھی آجائیں گے آپ یہاں بیٹھیں پانی پئیں۔ وہ انہیں زبردستی کرسی پر بیٹھاتے ہوئے بولا۔

تایا ابا، شمس، التمش لالا کیسے ہیں؟ کوریڈول سے بھاگ کر آتا سعد بولا۔

ابھی تک کوئی ڈاکٹر باہر نہیں آیا۔ پتہ نہین کیوں اپریشن اتنا لمبا کردیا ہے۔ شمس اپنے سر کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پریشان سا بولا۔

تبھی دو ڈاکٹر باہر نکلے۔ سبھی ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

دیکھیے مریض کو دو گولیاں لگی ہیں ایک بازو میں اور ایک سینے پر۔ یہ تو خدا کا شکر ہے سینے والی گولی سیدھی دل پر نہیں لگی۔ یوں سمجھ لیجیے دو انچ کی دوری پر لگی ہے۔ ہم نے آپریشن سے گولیاں تو نکال دیں ہین۔ پر سینے پر گولی لگنے کی وجہ سے خون حد سے زیادہ بہ گیا ہے۔ ہم خون کی بوتلیں تو چڑھا رہے ہیں۔ پر حالت مین کوئی بہتری نہیں ہو رہی۔ اور یہی بات سب سے زیادہ تشویش ناک ہے۔ اگر کچھ گھنٹوں میں ہوش نا آیا تو مریض کے کومہ میں جانے کے بھی چانس ہیں۔ اگر حالت مزید خراب ہوئی تو ہو سکتا ہے وہ جان سے جائیں۔ آپ سب بس دعا کریں۔ ڈاکٹر ساری صورتحال سے آگاہ کر کے چلا گیا۔ وہاں پر کھڑے ہر شخص پر سکتہ طاری ہو گیا۔

ڈاکٹر صاحب آپ مجھے رپورٹ دیکھائیں سعد فوراََ بولا اور ڈاکٹر کے ساتھ ان کے کیبن میں چلا گیا۔

یہ سب اس لڑکی کی وجہ سے ہوا ہے۔نا وہ ہماری زندگی میں آتی نا ایسا ہوتا۔۔ کتنی بے رحم ہے التمش نے کیا کچھ نہین کیا ہم سب کے سامنے کھڑا ہو گیا پر۔۔۔۔۔رفاقت صاحب غصے سے بولے۔

ان ماجد صاحب کی وجہ سے بھی ہوا ہے۔اگر یہی اس حازم ملک کو نا لاتے تو آج یہ سب نا ہو رہا ہوتا۔ شمس غصے سے بولا۔

اپنی حد میں رہو شمس ماجد اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔

ہنہ۔۔۔ شمس نے طنزیہ انداز میں ہنس کر کہا۔

مجھ سے اب مزید یہاں بیٹھا نہین جاتا جا رہا ہوں۔ماجد اُٹھ کر بنا کسی کو دیکھے کوریڈول سے باہر نکل گیا۔

ان جیسا بے حس بھائی تو خدا کسی کو نا دے۔ شمس اسے جاتے ہوئے دیکھ کر بولا۔

****
****

جہانگیر خان کو شہر کی جیل میں لے جایا گیا۔ پر اپنے سورسس کی وجہ سے وہ اگلے دو گھنٹوں کے اندر اندر نکل آئے۔ اسکی وجہ سے سلطان صاحب کافی غصے میں تھے۔

تم اتنی بری جھوٹی کیسے ہو سکتی ہو۔ میرے جذبات کو اپنے بدلے کے لیے استعمال کیسے کر سکتی ہو۔ وہ اپنے آکسیجن ماسک کو ہٹاتے ہوئے بولا۔

نہیں مجھے معاف۔۔۔وہ لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں بولی۔آگے بڑھ کر التمش کا ہاتھ پکڑا۔

میں جا رہا ہوں کبھی تمہارے پاس واپس نہیں آؤں گا۔بدلے لینے کا بہت شوق ہے نا۔تو اب ساری زندگی اسی بدلے کو پورا کر لینے کی خوشی میں غرق رہنا۔۔۔آئی ہیٹ یو زویا۔۔۔وہ اسکا ہاتھ جھٹکا اور لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

ZNZ Zubi Novels Zone

نہیں التمش پلیز میرے کیے کی اتنی بری سزا مت دیں۔وہ روتے ہوئے بولی۔۔

التمش رک جائیں پلیز مت جائیں زویا آپ کے بغیر مر جائے گئی۔التمش رک جائیں التمش رک جائیں۔وہ اسکا ماسک چہرے پر لگاتے ہوئے

بولی۔۔۔

ہاہ التمش نے اونچا سانس لیا اور وہی زندگی کی لائین سیدھی ہو گئی۔

التمش وہ زور سے چِلائی۔

التمش۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے ایک دم اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ اسکا چہرہ پسینے میں بھیگا ہوا۔ بیڈ کے قریب پڑی وہی التمش کی اُڑائی گئی چادر اُٹھائی اور اپنے ارد گرد لی۔ بنا چپل پہنے وہ بیڈ سے اتری اور کمرے کا دروازہ کھول کر وہ سیڑیوں کی طرف بھا گی۔

التمش نہیں۔۔۔۔ وہ بھاگتے ہوئے داخلی دروازے کی طرف گئی۔

زویا کہاں جا رہی ہی۔ وہی صوفے پر بیٹھے حازم نے جب زویا کو یوں بھاگتے ہوئے دیکھا تو فوراً اس تک پہنچا اور اسے بازوں سے پکڑا۔

چھوڑ مجھے التمش کی سانس رُک رہی ہے۔ مجھے ان کے پاس جانا ہے۔ وہ اسکے ہاتھ چھڑواتے ہوئے بولی۔۔

زویا خبردار جو تم نے ایک بار بھی اس کمینے کا نام لیا۔ اچھا ہو مر جائے حازم نے غصے سے کہا۔ اسکی آواز بہت اونچی تھی۔ باقی سب بھی وہی آ گے۔

ان کو کیوں کچھ ہو تم مرو۔ حازم اللہ کرے تم مر جاؤ تم نے کیوں گولی چلائی۔ جب یہ پلین مین نہیں تھا تو کیوں گولی چلائی۔ کیوں۔۔۔۔ مجھ سے دور رہو۔ تمہارا کوئی حق نہیں۔ منگنی سے زیادہ پاک رشتہ نکاح کا ہوتا ہے جو کہ میرا التمش خان سے ہے۔ وہ مجھے سب سے چھپا کر رکھتے ہیں۔ مجھے

دوبارہ ہاتھ لگائے کی ہمت مت لگانا۔۔وہ اسے دھکہ دیتے ہوئے چیختے ہوئے بولی۔اور آخر میں وہی چادر اپنے سر پر لے لی۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ سے اسطرح سے بات کرنے کی۔ تمہیں بولا تھا نا میرے علاوہ کسی کا خیال بھی دل مین نالانا تو کیوں تم بار بار اسکا نام لیتی ہو۔۔حازم غصے سے چلایا۔اور پاس پڑا شیشے کا گلدان زمین پر دے مارا۔

تم میرے کچھ نہیں لگتے وہ میرے شوہر ہیں۔اور میری زبان میرے زہین میرے دل میں صرف ان کا نام خیال رہتا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔آئی بات سمجھ مسٹر حازم۔مجھے زویا التمش خان کو التمش خان کی بے پناہ اور پاک صاف محبت سے محبت ہوئی ہے۔میں زویا التمش خان صرف اور صرف اپنے شوہر التمش خان کی ہوں۔وہ بھی اسی کے انداز میں چِلائی۔باقی سب شاک سے زویا اور حازم کی باتیں سن رہے تھے۔زویا نے آج تک جو بات

اپنے دل مین بھی قبول نہیں کی تھی۔آج وہ سب کے سامنے قبول کر رہی تھی۔پر اس وقت وہی شخص وہاں موجود نا تھا جو ان لفظوں کو سننے کے لیے ناجانے کب سے بے تاب تھا۔

جھوٹ بالکل جھوٹ تم صرف اور صرف حازم ملک کی ہو۔تم صرف مجھ سے پیار کرتی ہو۔تم میری منگیتر ہو تم میری ہو۔زویا احمد صرف حازم ملک کی ہے۔حازم اسکا یوں التمش کے لیے اظہار محبت سن کر چیخا۔یہ سب الفاظ اسے اپنے دل پر کسی خنجر کی طرح لگتے ہوئے محسوس ہوئے۔

زویا نے رونے کی وجہ سے ہوئی لال آنکھوں سے حازم کو دیکھا اور پھر نیچے بیٹھی۔زمین سے شیشہ اُٹھا کر اپنی کلائی پر زویا التمش لکھنے لگی۔سب شاک سے زویا کا یہ جنونی انداز دیکھ رہے تھے۔

زویا صرف التمش کی ہے زویا صرف التمش کی ہے۔۔وہ لکھتے ہوئے بول رہی تھی۔

زویا بیٹے یہ کیا کر رہی ہو۔چھوڑ حمیدہ بیگم آگے بڑھ کر بولی۔۔تب تک زویا نے کلائی پر لکھ لیا تھا۔

دیکھو حازم ملک ان کی بے پناہ محبت نے مجھ جیسی لڑکی کو بھی اسیر کر لیا۔تم نے بہت غلط کیا ان پر گولی چلا کر۔تم بول رہے ہو نا وہ ٹھیک نہین ہوں گے۔پر مین کہتی ہوں۔زویا کا التمش اتنی اسانی سے جان کی بازی نہیں ہارے گا۔اسے میرے لیے اپنی بیوی اپنی محبت کے لیے جینا پڑے گا۔زویا اپنی کلائی پر لکھا نام دیکھتے ہوئے بولی۔اسکی کلاس سے خون نکل کر ہاتھ پھر زمین پر بہ رہا تھا۔اور وہی وہ بے ہوش ہو گئی۔حازم پاس کھڑا زویا کا یہ روپ دیکھ کر دھنگ رہ گیا۔آج جس سوچ کے تحت اس نے التمش پر گولی

چلائی تھی۔اس سوچ کا اپنے سامنے انجام دیکھ کر وہ لڑ کھڑایا۔اور بنا کسی کو کچھ بولے وہ باہر کی طرف بڑھا۔اور گاڑی میں بیٹھ کر نکل گیا۔اپنے ہی سامنے اپنی محبت کی ایسی ہار دیکھ کر وہ ٹوٹ گیا۔

****

****

ساری رات گزر گئی۔پر التمش کو ہوش نا آیا۔صائمہ بیگم بار بار بے ہوش ہو رہین تھیں۔پہلے ارسلان کو کھونا اور اب دوسرے بیٹے کی یہ حالت ان سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

زویا کو رات میں ہوش آیا۔وہ ساری رات نماز میں اسکی زندگی کی دعائیں مانگتی رہی۔ابھی بھی دوپہر کا ایک بج گیا تھا۔وہ کمرے میں ہی بیٹھی رہی تھی جب نیچے سے شور سنائی دیا۔وہ پاؤں میں چپل ڈال کر چہرے کے گرد

ڈوپٹے کو لپیٹے ہاتھ میں فون پکڑے نیچے کی طرف بڑھی۔

سامنے حازم اور سلطان صاحب لڑ رہے تھے۔

زویا جیسی کم عقل لڑکی مین نے آج تک نہیں دیکھی۔اتنی بری غلطی کیسے کر سکتی ہے۔اور وہ کمینہ جہانگیر دو گھنٹے کے اندر اندر چھوٹ گیا۔تم دونوں پر یقین کرنا میری سب سے بڑی غلطی تھی۔تم لوگ اس قابل ہی نہیں تھے اتنے برے پلین مین شامل کرتا۔اور میاں تم نے کس خوشی می۔اسے گولی ماری۔تیاری پکڑو۔اسکی حالت بہت نازک ہے۔اگر وہ مر مرا گیا نا تو جیل مین جاؤ گے۔وہ حازم پر چیخ چلا رہے تھے۔

زویا جو کہ سیڑیوں سے نیچے آرہی تھی۔التمش کی حالت کا سن کر اسکا پاؤں لڑکھڑایا۔

لو آگئی میڈیم جی زویا کیا تمہارے پاس اتنی عقل نہیں تھی۔ کہ پیپرز چیک کر لیتی۔ پچھلے ایک سال سے جس پر ہم کام کر رہے تھے۔ وہ صرف اور صرف تمہاری بے وقوفی کی وجہ سے خراب ہو گیا۔ اگر تھوڑی سی عقل لگا لیتی تو آج میں اس حویلی مین بیٹھا ہوتا اور وہ جہانگیر خان میرے قدموں میں ہوتا۔ ہنہ وہ اب دور کھڑی زویا کو سنانے لگے۔۔

سلطان ملک ایک سال کی محنت یا پچھلے بیس سالوں کی محنت رائے گاں گئی۔ حمیدہ بیگم جو کہ کب کی خاموش بیٹھیں سلطان صاحب کو سن رہیں تھیں۔ ایک دم طنزیہ انداز میں بولیں۔ سب نے حیرانگی سے ان کی طرف دیکھا۔

زویا چلتی ہوئی ان کے پاس آئی۔

او تو اب چڑیا کے بھی پر نکل آئے۔ حمیدہ بیگم مت بھولو سلطان ملک کون

ہے۔کچھ بھی بکنے سے پہلے یاد رکھنا۔۔ابھی مجھے ایک اہم کام نپٹانا ہے تم سب سے تو آ کر بات کرتا ہوں۔وہ انہیں دھمکی دیتے باہر کو نکل گے۔۔

ماما یہ آپ کیا کہ رہی تھیں۔سراج آگے بڑھ کر بولا۔۔

حازم اور زویا پہلے تو میں کسی وجہ سے چپ تھی۔پر اب لگتا ہے سچ بولنا ہی پڑے گا۔۔حمیدہ بیگم نے دونوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

Zubi Novels Zone

زویا ان کے پاس صوفے پر آ کر بیٹھی۔حازم سامنے بیٹھ گیا۔باقی سب بھی وہی تھی۔

سلطان ملک کا نام حاشر شاہ تھا۔یہ بات آج سے قریب چوبیس سال پہلے کی ہے۔تب حاشر اپنے ماں باپ بھائی کے ساتھ اپنے ابائی گاؤں میں رہیتے

تھے۔وہاں کے جانے مانے ویڈیروں میں سے ایک تھے۔ان کی لوگ بہت عزت کرتے تھے۔حاشر کی ماں تو بہت پہلے ہی گزچکی تھی۔باپ ہی زندہ تھاجواپنے بچوں پر بالکل توجہ نہیں دیتا تھاحاشر شہر کی یونی ورسٹی مین پڑتا تھا۔احمداورحاشر دونوں ایک ہی یونی مین پڑتے تھے۔جہاں احمد نہایت شریف تھا۔تو وہی حاشر گنڈہ ماناجاتا تھا۔ہردوسرے دن اسکی کسی ناکسی سے لڑائی ہوتی تھی۔میں اور تمہاری مامامہوش ایک ہی کلاس میں پڑتے تھے۔مہوش ہر وقت پردہ کرتی تھی۔اس نے بری منتوں کے بعد اپنے بھائی باپ سے پڑھنے کی آجازت لی تھی۔حاشر بہت خوبصورت تھا۔میں دل ہی دل میں ان پر مرتی تھی۔پراسکاافیر آئے دن نئ سے نئ لڑکی کے ساتھ ہوتا تھا۔مہوش میری بہت عزیز دوست تھی وہ اپنے کام سے کام رکھتی تھی۔حاشر کو بروالی لڑکیوں کو چھیرنے میں زیادہ دلچسپی ہوتی تھی۔انہی برقے والیوں میں مہوش بھی شامل تھی۔حاشر اسے آئے دن چھڑتا رہتاپروہ اگنور کردیتی۔حاشر نے اسکا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔پہلے وہ بس اسے

چھیڑتا۔ایک دن حاشر نے مہوش کا چہرہ دیکھنے کے لیے اس سے بدتمیزی کی اور پھر زبردستی کر کے سب کے سامنے اسکا چہرہ دیکھا۔اس دن مہویش میرے سامنے بہت رُوئی۔احمد ہماری ہی کلاس مین پڑھتا تھا۔وہ دل ہی دل میں مہوش کو پسند کرتا تھا۔اور یہ بات اس نے کسی کے علم میں نہیں آنے دی۔وہ اپنے بھائی کی ساری بدتمیزیاں برداشت کر رہا تھا۔کیونکہ حاشر احمد پر اپنا حکم چلاتا تھا۔حمیدہ بیگم بول رہین تھیں باقی سب دم سادھے سن رہے تھے۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

حاشر نے سب کے سامنے مہوش کو پرپوز کیا۔اور زبردستی اسکی انگلی میں انگھوٹھی ڈال دی۔اس دن مہوش نے پہلی بار حاشر کو سب کے سامنے تھپڑ مارا۔اور یہی بات حاشر کے دل مین بیٹھ گئی۔وہ بدلے کے لیے مہوش سے شادی کرنا چاہتا تھا۔احمد نے کئی بار اسے سمجھانے کی کوشش کی پر وہ ہمیشہ اسے چپ کروا دیتا۔انہی دنوں مین حاشر کے پاس گئی اور اسے شادی

کرنے کے لیے پرپوز کردیا۔وہ مان بھی گیا۔میں تب نہیں جانتی تھی وہ مان کیوں گیا۔اس نے مجھے سمجھا بجھا کر کوٹ میرج کرلی۔اور میں اسے خوشی میں پاگل ہوگئی۔کہ مجھے میری محبت مل گئی۔پر اس نے اپنا بدلہ لینے کے لیے بہت گھونی چال چلی حمیدہ بیگم بتاتے بتاتے رو پڑیں۔

کیسی چال چلی؟؟زویا فوراً بولی۔باقی سب بھی انہیں سن رہے تھے

یہ سن کر شائد تم سب مجھ سے نفرت کرنے لگ جاؤ۔پر ایسا مجھے میری نکاح کرنے کی بے وقوفی میں کرنا پڑا۔

آپ پلیز بتائین کیا ہوا تھا۔زویا ان کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔۔

بتاتی ہوں۔حمیدہ بیگم صوفے سے اُٹھیں۔اور تھوڑی دور جا کر کھڑی ہو

گئیں۔

حاشر نے انہی دنوں اپنا رشتہ خان حویلی بھیجا۔۔وہ خود بھی ساتھ گیا تھا۔ جہانگیر خان اسکی ریپوٹیشن پہلے سے ہی جانتے تھے۔انہوں نے پہلے سہولت سے انکار کر دیا۔۔سب واپس اپنے گھر آ گے۔پھر اسکے دو دن بعد ہی دوبارہ سے حاشر جہانگیر خان کے ڈیرے پر پہنچا۔اور دوبارہ سے شادی کا کہا۔اور جب جہانگیر خان نے اسکے گنڈے ہونے اور اسکے کریکٹر پر سوال اُٹھائے اور سب کے سامنے اسے بے عزت کر کے نکالا۔تب یہ بات اس نے اپنے ذہن میں رکھ لی۔اور پھر اس نے ان کی عزت کو سب کے سامنے نیلام کرنے کا فیصلہ کیا۔

کیا مطلب نیلام ایسا کیا کیا؟ حازم بولا۔

اہمم وہ ریجکشن کے بعد حاشر نے اسے انا کا مسلہ بنالیا۔رشتہ بھیجنے والے سین کا مجھے بالکل علم نہیں تھا۔اس نے مجھے کہا کہ اگر میں نے اسکا ساتھ نا دیا تو وہ مجھے طلاق دے دے گا۔میں نے گھر والوں سے چھپ کر نکاح کیا تھا۔اور میں تب ایک مہینے کی پریگنٹ تھی۔اس وقت میں طلاق افوڈ نہیں کرسکتی تھی۔اسکے بعد اسنے مجھے ہفتے کے دن مہوش کو ہوٹل لانے کا بولا۔ مین ڈر گئی۔کہ کہی وہ مہوش کے ساتھ کچھ برا نا کردے۔میں مہوش کی دوست تھی۔تو بہانے سے اسے لے کر اسکے بتائے ہوٹل پر آگئی۔حمیدہ بیگم ایسے بتا رہیں تھیں جیسے ان کے سامنے سارا منظر نمایاں ہو۔

زویا صوفے سے کھڑی ہو کر ان کے پاس آئی۔

پھر کیا ہوا کہی۔۔۔زویا نے لڑکھڑاتے ہوئے کہا۔

نہیں۔اس دن ہم شام چھے بجے پہنچے تھے۔میں اسے کمرے مین بیٹھا کر بہانہ بنا کر نیچے چلی گئی۔کہ ابھی تھوڑی دیر میں آتی ہوں۔اسکے بعد حاشر ہوٹل پہنچا وہاں اسکے ساتھ احمد بھی تھا۔حاشر احمد کے دل کی فیلنگ کو جانتا تھا۔اس نے احمد کو کسی دوست سے ملنے کے بہانے سے یہاں لایا تھا۔اور اسے بھی اسی کمرے مین بھیجا۔اور کمرہ باہر سے لاک رک دیا۔۔مہوش اور احمد اس کمرے میں تین گھنٹے رہے پھر کہی جا کر کمرہ کھلا۔۔مہوش میرے ساتھ لڑتی ہوسٹل واپس آگئی۔وہ حاشر کی بدتمیزی کسی کو نہیں بتاتی تھی۔حمیدہ بیگم بولتے بولتے چپ ہوں گئیں۔

پھر کیا ہوا؟زویا بولی۔

پھر کیا ہوا؟زویا نے پوچھا۔

پھر اسکے دو ہفتوں بعد حاشر نے جہانگیر خان کی حویلی میں ایک پارسل بھیجا۔اس میں اس دن کی احمد اور مہوش کی ایک ایک کر کے ہوٹل میں جانے اور کمرے مین داخل ہونے کی ویڈیو تھی۔اور اسکے ساتھ کچھ نازیبہ تصاویر تھیں۔دونوں کی جو کہ ایڈیٹ کروائی گئیں تھی۔وہ سب حویلی کے لوگوں پر بم کی صورت میں گرا۔

واٹ !اور یہی کھیل انہوں نے بیس سال بعد دوبارہ سے کھیلا۔ سیم سراج نے سنتے ہی غصے سے کہا۔اریشہ پریشان سی سب سن رہی تھی۔

آگے کیا ہوا؟زویا نے سرد لہجے میں کہا۔یہ سب اسکے لیے بالکل شاک میں بھیج دینے والا تھا۔

اسکے بعد مہوش کو حویلی بلایا گیا۔احمد کو کیڈنیپ کروا کر حویلی لا یا گیا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ساری حویلی کے سامنے مہوش کے کردار پر سوال اُٹھائے گے۔احمد کو بہت بری طرح سے پیٹا گیا۔سب کے سامنے ان دنوں کو سزا دینے کا فیصلہ کیا گیا۔دونوں کو اپنی بات کہنے کا موقع بھی نا دیا گیا۔چونکہ یہ بات حویلی کی بیٹی کی تھی۔تو تمہارے ماموں خالد نے اپنے ابا کو سمجھایا اور ان دونوں کا نکاح کر دیا گیا۔اور دونوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حویلی سے بے دخل کر دیا گیا۔حویلی مین سے کسی کو آج تک علم نہیں تھا۔حاشر اور احمد دونوں بھائی ہیں۔اسکے بعد احمد مہوش کو لے کر ہماری آبائی حویلی مین آیا۔وہاں بھی ان دنوں کی تصاویر اور ویڈیو پہنچی ہوئی تھی۔دونوں کے کردار پر وہاں بھی بہت سوال اُٹھائے گے۔احمد کے والد نے اسے عاق کر کے حویلی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکال دیا۔احمد اسے لیے اپنے دوست کے فلیٹ میں پہنچا۔مہوش اتنا سب کچھ ہو جانے پر شاک مین چلی گی تھی۔مجھے آج بھی یاد ہے اس دن احمد نے فون کر کے مجھے بلایا تھا۔اس دن جب میں نے مہوش کو دیکھا تو مجھے حاشر پر اور سب سے زیادہ خود پر غصہ آیا۔مجھے خود

سے شرم محسوس ہوئی۔اسکا گلیٹ آج تک میرے اندر سے نہیں نکالا۔ میرا ضمیر ہر روز مجھے جھنجھوڑتا ہے۔حمیدہ بیگم روتے ہوئے بولی۔سب شاک سے یہ سب سن رہے تھے۔اپنے سامنے اپنے باپ کی اتنی گھنونی سچائی سن کر ہر کوئی ہل گیا۔

یہ سب ہونے کے باجود بھی حاشر خوش نہیں تھا۔اسے مہوش چاہیے تھی۔اسے یہ تھا۔کہ اسکا کردار اسکے گھر والوں کے سامنے برا بنا کر وہ اسے حاصل کرلے لگا۔اسے لگا احمد کو وہ مار دیں گے۔اور پھر وہ جا کر اسے اپنا لے گا۔پر ایسا ہوا نہیں اسکا وار اسی پر اُلٹ گیا۔وہ اس دن سے جہانگیر خان کو برباد کرنا چاہتا تھا۔اسکے خاندان کو سب کے سامنے رسوا کرنا چاہتا تھا۔وہ مہوش کو کسی بھی حالت مین اپنا بنانا چاہتا تھا۔میرے گھر رشتہ بھیجھ کر اسنے مجھے رخصت کروالیا۔میں نے اسے تو پایا لیکن اسکے پیار کو نہیں۔ اسنے مجھے ہمیشہ یوز کیا۔حویلی میں سب سے لڑ کر جان بھوج کر وہ شہر آگیا۔

یہاں آکر اسنے اپنا نام بدلا۔ حاشر شاہ سے وہ سلطان ملک بن گیا۔ سوسائیٹی مین اپنی صاف امیج بنائی۔ ملک انڈسٹری شروع کی۔ جب مہوش اور احمد کی موت ہوئی۔ اس دن اس نے زویا تمہیں ایسی ایسی باتیں سنائین جسے سن کر تم بچپن مین ہی اپنے نانا لوگوں کو ہیٹ کرنے لگی۔ اسنے اس ایکسیڈینٹ کو یوز کیا اور تمہیں بتایا کہ جہانگیر خان اور اس حویلی والوں نے اپنی انا کا مسلہ بنا کر تمہاری ماما بابا کو قتل کیا۔ وہ سب جھوٹ تھا۔ میرے سامنے وہ تمہارے دماغ مین خناس بھرتا گیا اور مین طلاق کی دھمکی کی وجہ سے چپ ہوگئی۔ میرے سامنے میرے بڑے بیٹے حازم کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ وہ دیکھو آج میرا بیٹا سہی غلط کی پہنچان بالکل بھول گیا۔ صرف بے بنیاد اور جھوٹے قتل کا بدلہ لینے کے لیے ہر حد پار کردی۔ چاہیے وہ ماجد کی قتل کی ویڈیو لیک کرنا یا چاہیے اریشہ اور سراج کی غلطی کو یوں۔ سرِ عام اچھالنا۔ اریشہ کے کردار پر سوالیہ نشان بنا دیا۔ یا چاہیے اس بے قصور بچے پر گولی چلائی ہو۔ سب مین حازم نے بڑھ چڑھ کر پلیننگ پلاٹنگ کی۔ اور

دوسری بات مہوش اور احمد نے کوئی تم دونوں کی انگیجمنٹ نہیں کی۔ یہ سب بھی سلطان کی پلیننگ تھی تاکہ زویا کی پراپرٹی اسی کے پاس رہے۔ چاہیے سلطان کے پاس بہت پیسہ ہے پر پھر بھی جب ایک انسان کو لالچ پڑ جائے تب وہ ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ حمیدہ بیگم روتے ہوئے بولیں۔

زویا میں تم سے معافی مانگتی ہوں میری وجہ سے یہ سب ہوا۔ اگر میں مہوش کو ہوٹل نا لے کر جاتی۔ یا بعد مین سلطان کی سچائی سب کو بتا دیتی۔ تو یہ سب نا ہوتا پر میں طلاق کی دھمکی سے آج تک ڈری بیٹھی تھی۔۔ میری نظروں کے سامنے ایک چھوٹی سی بچی کی ذہنیت کے ساتھ کھیلا گیا۔ پر مین کچھ نہین کر پائی۔ حمیدہ بیگم ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے بولیں۔۔۔

تائی جی آپ معافی کیوں مانگ رہی ہیں۔ مجھ گناہگار سے تو بالکل بھی معافی

مت مانگیں۔اگرانہوں نے وہ سب میری ماما کے ساتھ کیا تو میں نے بھی تو بدلے کی آگ میں یہ سب کچھ اریشہ کے ساتھ کیا۔اس بدلے کی آگ میں جو کبھی تھا ہی نہیں۔جس کی بنیاد ہی جھوٹ تھی۔اف خدایا ہاہا میری تو ساری زندگی ہی جھوٹ کی بنیاد پر تھی۔کس طریقے سے یوز کیا۔مجھے کیا بنا دیا۔مجھے بے ہس بنا دیا۔ہاہا وہ اونچا اونچا ہنستے ہوئے بولی۔۔

حازم یہ سب سن کر اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔جس باپ کی اسنے آج تک بات مانی تھی۔جا کے کہنے پر یہ سب کیا تھا۔آج وہ سب اسکے سامنے کس طرح سے نکل کر آرہا ہے۔سب سن کر وہ چکرا گیا۔اسے یقین نہیں آرہا تھا۔

زویا زور زور سے ہنس رہی تھی۔آخر میں رو دی۔وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی۔تبھی اسکے ہاتھ مین پکڑے موبائل پر میسج کی ٹون بجی۔زویا نے فون پکر کر سامنے کیا۔تو ایک میسج اسکی سکرین پر جھگمگا رہا تھا۔اسے پڑھ کر وہ

کھڑی ہوئی۔اور پلٹ کر داخلی دروازے سے باہر نکلی۔

کسی نے اسے رُکنے کی کوشش نہیں کی۔ حمیدہ بیگم وہی صوفے پر بیٹھیں روتی رہیں۔ آج سالوں بعد ان سارے لمحات کو یاد کر کے وہ بہت روئیں۔

حازم کو گھبراہٹ سی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اپنی شرٹ کے اوپر والا بٹن کھولتا وہاں سے اُٹھا۔اور باہر نکلا۔ گاڑی میں بیٹھ کر وہ وہاں وہ بے مقصد سڑک پر گاڑی دوڑانے لگا۔ اسے وہ سارے لمحات اپنی آنکھوں کے سامنے نظر آئے جب سلطان صاحب اسے کیسے بڑھکاتے تھے۔

کیوں ڈیڈ کیوں ؟ وہ زور سے چیخا۔اور سٹرینگ پر ہاتھ مارتا گاڑی کی سپیڈ بڑھادی۔اس نے حد سے زیادہ گاڑی کی سپیڈ بڑھائی۔ گاڑی کی سپیڈ بہت زیادہ تھی۔ سڑک پر دور سے ٹرک نظر آرہا تھا۔اس نے اس ٹرک کو دیکھتے ہوئے سپیڈ کو آخری حد تک بڑھادیا۔اور اگلے کچھ پل میں گاڑی سیدھی اس

ٹرک سے ٹکرائی۔گاڑی کی سپیڈ زیادہ ہونے کے باعث ٹرک سے ٹکراتے ہی گاڑی لوٹ پوٹ ہوئی۔اور کافی دور جا کر الٹی ہو کر رُکی۔۔

اتنے بڑے ایکسیڈینٹ کو دیکھ کر وہاں بھیڑ جمع ہو گئ۔حازم کی سائیڈ والا شیشہ چکنا چور ہو گیا تھا۔وہی ہر کھڑی بھیڑ نے آگے بڑھ کر جلدی جلدی حازم کو باہر نکالا۔وہ ہوش وحواس سے بے گانہ لہولہان پڑا ہوا تھا۔اگلے کچھ پل میں وہاں پر ایمبولنس پہنچی۔ٹرک والے ڈرائیور کو تھوڑ چوٹیں لگیں تھیں۔پر حازم کی حالت بہت بری تھی۔اسے جلدی سے ہسپتال پہنچایا گیا۔

****

*****

واہ جہانگیر خان بری بات ہے میرے ایک فون پر تم مجھے یہاں اتنی دور ملنے آگے۔سلطان تالیاں بجاتا ہوا آگے بڑھا۔

شام کے پانچ بج رہے تھے۔ گھر سے نکلنے سے پہلے ہی سلطان صاحب نے جہانگیر خان کو فون کیا اور اسے یہاں بلا لیا۔ انہوں نے فون پر بولا کہ معاملہ رفع دفع کر دیں گے۔ یہ ایک سنسان سڑک تھی آس پاس کافی درخت تھی۔ جیسے بہت بڑا جنگل ہو۔ آمنے سامنے دو گاریاں کھڑیں تھی۔ جو ایک جہانگیر خان کی اور دوسری سلطان کی تھی۔ جہانگیر خان کی گاڑی مین ایک ڈرائیور تھا۔

اب اگر تم مجھ پر جھوٹے الزام لگا کر جیل بھیجو گے۔ تو مجھے تو آنا ہی پڑے گا۔ سچائی کلیر کرنے کے لیے جہانگیر خان نے بارعب انداز مین کہا۔

ہاہاہاں جہانگیر خان سچ بولا تم نے مانتا ہوں یہ الزام سراسر جھوٹا ہے۔ یہ بھی مانا وہ ایک سیمپل سا ایکسیڈینٹ تھا جس میں بیچاری تیری بیٹی اور معصوم سا

میرا بھائی اور ہاں تمہارا نواسا مر گیا۔ پر تم یہاں کس کو سچائی بتانے آئے ہو یہاں صرف میں اور تم ہیں۔ تو کس کو سچائی بتاؤ گے۔ وہ ہنستے ہوئے بولے۔

تم کتنی بری غلط فہمی میں ہو تمہیں کیا لگتا ہے۔ اگر سالوں پہلے مجھے یہ معلوم ہو کہ میری بیٹی اور داماد فوت ہو گے ہیں۔ اور یہ ایک سمپل ایکسیڈینٹ ہیں۔ اور میں پاگل ہوں جو اس بات کو مان لوں گا۔ تو حاشر عرف سلطان یہ تمہاری زندگی کی سب سے بری غلط فہمی ہے۔ میں بہت خوب جانتا ہوں وہ ایک سادہ ایکسیڈینٹ نہیں تھا۔ بلکہ تم نے مروایا تھا۔ جس بس کے ساتھ ایکسڈینٹ ہوا تھا۔ وہ بالکل خالی تھی۔ اسکا ڈرائیور بالکل ٹھیک تھا۔ اور تمہاری اطلاع کے لیے یہ بھی بتا دوں وہ پچھلے نو سال سے میری قید میں ہے۔ اور اس نے سب سچ بک دیا ہے۔ جہانگیر خان غصے سے بھری آواز میں بولے

سلطان صاحب کے چہرے کا رنگ اُڑا۔ پر اگلے ہی پل وہ ٹھیک ہو گے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ارے واہ یہ تو اچھی بات ہے۔پر اب کیا فائدہ تم کچھ پرو نہیں کر سکتے۔
جہانگیر خان جس دن تم نے سب کے سامنے میری بے عزتی کی تھی۔اور تیری اس پاک باز بیٹی نے میتے منہ پر تھپڑ مارا تھانا اسی دن میں نے فیصلہ کر کیا تھا۔تم دونوں کو ایسی سزا دوں گا۔زندگی بھر یاد رکھو گے۔۔تو نے خود اپنی بیٹی پر یقین نہیں کیا۔اور اسے نکال دیا۔ویسے ایک بات بولوں گا۔
تیری بیٹی بلا کی خوبصورت تھی۔میں تو بااسے پانا چاہتا تھا۔شادی کے بعد بھی کئی دفع اسے ڈرایا ڈھکایہ۔پر سالی نے اپنے اس خبیص شوہر کو بتا دیا۔
اور اس نے مجھے بہت مارا۔اس دن سے پانچ دم بعد میں نے ان سب کو مارنے کا ارادہ کیا۔پر نا چاہیتے ہوئے بھی۔تمہاری وہ بے وقوف نواسی زویا بچ گئی۔پھر میں نے سوچا چلو بیٹی کو چاہیے نا پاسکا۔چل جہانگیر خان سے بدلہ لیتا ہوں۔اسکے بعد دیکھ تمہاری ہتھیلی پر ہتھکڑی بڑی۔اور جب وہ ہتھکڑی تمہاری ہاتھوں مین بندھی ہوئی تھی۔قسم سے دل خوش ہو گیا۔وہ

ہنستے ہوئے سب بتا رہے تھے۔ جیسے یہ سب مزاق ہو۔۔

تمہیں زرا شرم نہیں آئی۔ جہانگیر خان سن کر بس اتنا ہی بولے۔۔۔

شرم ہمم نہیں آئی۔ میں خوب جانتا ہوں تمہیں عدالت سزا نہیں دے گئی۔ آخر سور سس بہت ہیں۔ پر چلو آج مین سزا دیتا ہوں۔ مجھے ریجکٹ کرنے کی۔ میری بے عزتی کرنے کی۔ آج کے بعد تمہارا اور میرا معاملہ ختم ۔ سلطان مسکرا کر بولا۔ اور اپنے کوٹ کے اندر سے پسٹل نکال کر اسکا رخ جہانگیر خان کی طرف کر دیا۔ چل جہانگیر کلمہ پڑھ لے۔ وہ ہنستے ہوئے بولے۔

جہانگیر خان اسکی حرکت کو دیکھ کر مسکرائے۔ اور مسکراتے ہوئے کلمہ پڑھنے لگے سلطان صاحب نے ٹریگر پر انگلی رکھی۔ اور دبانے لگے۔ جب

ان کے ہاتھ پر ایک کک لگی اور پسٹل دور جا کر گری۔۔

آہ۔۔۔وہ اپنا ہاتھ پکڑ کر چِلائے۔

جہانگیر خان نے مڑ کر دیکھا۔تو سامنے والے کو دیکھ کر وہ پر اسرار مسکرائے۔

تم! سلطان نے مڑ کر آنے والے کو دیکھا۔تو سکتے کے عالم میں بولے۔

آنے والا اور کوئی نہیں التمش خان تھا۔

ہاں میں سلطان ملک سوری حاشر شاہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم! سلطان نے مڑ کر آنے والے کو دیکھا۔ تو سکتے کے عالم میں بولے۔

آنے والا اور کوئی نہیں التمش خان تھا۔

ہاں میں سلطان ملک سوری حاشر شاہ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکا ہاتھ مڑورتے ہوئے بولا۔

لیکن تم تم ایسے کیسے صحیح سلامت کیسے تم تو مرنے والے تھے۔ گولیاں لگی تھیں۔ وہ اسے سامنے دیکھ کر شاک میں چلا گیا۔ اور ہکلاتے ہوئے بولا۔۔۔ کچھ گڑ بر کی بو محسوس ہو رہی تھی۔

کیوں تمہیں کیا لگا التمش خان تیرے بیٹے کے ہاتھوں کی گولی کھا کر مر جائے گا۔ وہ مسکراہٹ چہرے پر سجا کر بولا۔

التمش لگتا ہے بچہ بڑا پریشان ہو گیا ہے۔ کیوں نا اسے سچائی بتا دی جائے۔ جہانگیر خان نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے۔

جی بالکل دادا دی۔ التمش پر اسرار انداز میں مسکرایا اور دونوں ہاتھ کو اوپر اُٹھا کر تالی بجائی۔ اسکے تالی بجاتے ہی اس سنسان سڑک کے گرد لگے درختوں کی اُوڑسے پولیس والے اپنے ہاتھوں میں گن لیے ان کے گرد دائرے کی شکل بنالی۔ التمش کا وہی دوست ایس پی ارحم آگے بڑھا۔ اور سلطان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیں۔

یہ سب کیا بکواس ہے کھولو مجھے میں نے کیا کیا؟ وہ ہاتھوں پر ہتھکڑیاں لگتے دیکھ چِلایا۔ کہی نا کہی وہ محسوس کر چکا تھا۔ کہ وہ کتنی بری مصیبت میں پھنس چکا ہے۔

سلطان تم نے زیادہ کچھ نہیں بس اپنا جرم قبول کیا ہے۔جو کہ تمہارا سچ بے قراری سے جانے والے انسان نے ہی ویڈیو ریکاڈ کیا ہے۔اسکے علاوہ پولیس نے بھی اپنے کانوں سے سن لیا ہے۔اب تمہارا سارا کھیل ختم۔سالوں سے جو بساط تم بنا رہے تھے۔ سمجھو اسکا آخری پتہ ہم نے ہلا کر تمہاری ساری بساط ہی پلٹ دی۔تمہاری اس شطرنج کا اہم کھیلاڑی اپنے ہاتھوں میں لے کر تمہارا جرم تمہاری ہی زبان سے قبول کروایا۔جہانگیر خان آگے بڑھ کر طنزیہ انداز میں بولے۔۔

کون سا کھیلاڑی۔وہ چونکتے ہوئے بولے۔

جہانگیر خان ہلکے سے مسکرائے اور اپنی دائیں طرف دیکھا۔جہاں دور درخت کی اُڑ سے وہ انسان نکلا۔

زویا! سلطان صاحب شاک کے انداز میں بولے۔آج انہیں محسوس ہوا سچ میں کسی نے ان کی پیٹھ پیچھے چھوڑا گھونپا ہے۔

ہاں تایا سلطان ملک سوری سوری حاشر شاہ میں۔۔۔کیا ہوا مجھے دیکھ کر شاک لگا۔وہ آہستہ سے چلتی ہوئی ان کے قریب آکر بولی۔

تم نے مجھے دھوکہ دیا میری بیٹھ پیچھے اتنا گندہ کھیل کھیلا۔سلطان غصے سے زویا کی طرف بڑھے۔ایس پی ارحم نے انہیں کندھے سے پکڑ کر روکا۔

حوصلہ سے سلطان صاحب آپ اب پولیس کسٹڈی میں ہیں تو زیادہ اچھلنے کی ضرورت نہیں ورنہ مجھے بھی اپنے اوتار میں آنا پڑے گا۔ایس پی ارحم نے طنزیہ انداز میں کہا۔

میں نے آپ کو دھوکہ دیا۔ یا آپ نے میرے بچپنے میری معصومیت کو یوز کر کے میرے انداز اتنا زہر گھول دیا۔ مجھے انتقام کی آگ میں اس قدر جھلسا دیا مجھے پتہ ہی نا چلا میں ٹھیک جا رہی ہو یا غلط۔ بولیں کیوں کیا ایسا سالوں پہلے میرے سر سے ماں باپ کا سایہ اُٹھاتے ہوئے آپ کا دل ذرا سے بھی نہیں کانپا آپ کو زرا احساس نہیں ہوا اپنے سگھے بھائی کو مارا۔ آپ کا ضمیر نہیں کانپا۔ ایسا کون سا بدلہ لے رہے تھے۔ جو مجھے سالوں سے اس قدر بے حس بنا دیا۔ صرف جہانگیر خان سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے مجھے یوز کیا۔ وہ زور سے چِلائی۔ جہانگیر خان اور التمش ایک طرف کھڑے تھے۔

چپ (گالی) ہاں لیا بدلہ۔ مارا تیرے ماں باپ کو، تیری ماں میں بری اکڑ تھی۔ ساری یونی کے سامنے مجھے پر حاشر شاہ پر ہاتھ اُٹھایا تھا۔ تجھے کیا لگتا

ہے میں اسے چھوڑ دیتا۔ میں نے وجو کیا بہت کم تھا۔ میں تو بس اسے ایک دفعہ چھونا چاہتا تھا۔ شادی کے بعد بھی میں نے اسے بہت سمجھایا احمد سے طلاق لے لے۔ مگر وہ حد درجہ کی ضدی تھی۔ اسی لیے میں نے ایکسیڈینٹ کروایا مجھے لگا تم سب مر جاؤ گے اور وہ بچ جائے گی۔ پر وہ (گالی) مر گئی اور تم بچ گئی۔ کیونکہ تم اس گاڑی میں نہیں تھی اسی لیے میں نے تمہیں تیار کیا جہانگیر خان کو سڑک پر لانے کے لیے۔ جہانگیر خان جو اپنی عزت غیرت کے جھنڈے اُٹھائے پھرتا ہے۔ اس کی عزت کی دھجیاں اُڑانے کے لیے یہ سب کیا۔ اسی لیے ارسلان کو مروا۔۔۔ سلطان غصے میں آئے جو منہ میں آیا بولے جا رہے تھے۔

کیا بکواس کی ارسلان کو مروا۔۔۔ التمش اسکے منہ سے سنتے ہی چونکتے ہوئے بولا۔۔ اور آگے بڑھ کر اسکا کالر پکڑ لیا۔

جہاں اتنا کچھ کھل چکا ہے وہاں یہ بھی سہی ہاں التمش خان غور سے سن تیرے چھوٹے بھائی ارسلان خان کو میں نے مروایا تھا۔ میں پہلے سے ہی تم لوگوں کے گاؤں کی رسمیں جانتا تھا۔ یہ لڑکی پچھلے ایک سال سے تجھے پٹا کر تیری حویلی میں ناجا پائی اور میرے ایک وار سے اگلے ہی دن وہ حویلی پہنچ گئی۔ مجھے اپنا بدل جلدی لینا تھا۔ ہاہاہا سلطان خان اونچی اونچی آواز میں ہنستے ہوئے بولا۔۔ وہاں پر کھڑے ہر انسان کو اسکا یہ روپ اندر تک ہلا گیا۔ کیسے کوئی اپنے بے مقصد بدلے کے لیے کسی معصوم کی جان لے سکتا ہے۔

Zubi Novels Zone

زویا نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے سامنے کھڑے سلطان کو دیکھا۔ یہ انسان جسے وہ کبھی اپنے باپ کی جگہ رکھتی تھی۔ وہ انسان جس کی وہ ہر بات مانتی تھی۔ وہ انسان جس پر وہ اندھا اعتماد کرتی تھی۔ آج اپنے سامنے اسکی اتنی گھٹیا سچائی دیکھ کر وہ اندر تک کانپ گئی۔ اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔

التمش اسکے منہ سے یہ سب سنتے ہی پاگل ہو گیا وہ اسے مارے جا رہا تھا۔ بری طرح سے پیٹ رہا تھا۔اور سلطان ہنسے جا رہا تھا۔

التمش سھنمنالو خود کو اسے چھوڑو بہت دیر ہو چکی ہے۔ ہمیں حوالات لے کر جانا پڑے گا۔ارحم آگے بڑھ کر بولا۔اور التمش کو دور کیا۔

ہاہاہا جہانگیر خان آج چاہیے میں ہار گیا۔پر تیری روح کو جو اپنے پوتے کا دکھ لگا ہے اس کے آگے میری یہ ہار کچھ بھی نہیں۔میں اسے بھی اپنی جیت سمجھوں گا۔وہ پاگلوں کی طرح ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

میرے پوتوں بیٹی داماد کو قتل کرنے کی ایسی سزا دلواں گا تیری روح کانپ جائے گئ۔جہانگیر خان ٹھنڈے لہجے میں بولے۔

ہنہ دیکھ لو گا۔اگلے دو گھنٹوں میں جیل سے رہا ہو جاؤں گا۔وہ طنزیہ انداز میں بولا۔

التمش مجھے سارے ثبوت دے دو۔ارحم پاس کھڑے التمش کے پاس جا کر بولا۔۔۔

التمش نے زویا کی طرف دیکھا۔جس نے اپنا موبائل اسکی طرف بڑھایا۔

اس میں تائی جی کی ریکارڈنگ بھی ہے۔اور ان کی ویڈیو بھی ہے۔زویا بولی۔۔۔

چلو میں چلتا ہوں۔ارحم،التمش سے گلے مل کر اپنی جیپ کی طرف بڑھا۔ سلطان کو پولیس وین میں بیٹھایا۔اور باقی سارے پولیس والے دوسری وین میں بیٹھے۔اور اگلے ہی پل سائرن بجا کر وہ سب وہاں سے نکل گے۔

التمش نے ان کے جاتے ہی پلٹ کر دیکھا تو سامنے زویا زور زور سے رو رہی تھی۔

میری بچی رونے کی کیا بات ہے۔ یہ تو اچھی بات ہے نا اسکی سچائی سامنے آ گئی۔ جہانگیر خان نے اسے چپ کروانے کے لیے کہا۔

میں بہت بری ہوں۔ میں نے پتہ نہیں کیا کیا نہیں کیا۔ بہت بری ہوں۔ دنیا کی سب سے بری بے وقوف ہوں۔ آپ سب کو غلط سمجھ بیٹھی اور نا جانے کیا کچھ نہیں بولا۔ وہ روتے ہوئے اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔

کوئی بات نہیں تمہیں غلط راستے پر چلا گیا تھا۔ اچھی بات یہ ہے تم سچائی

جان چکی ہو۔اور اب مزید نہیں بھٹکو گئی۔جہانگیر خان نے اسے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔زویاان کا اتنا شفقت بھرا لہجہ سن کر مزید بکھری۔۔۔

شکریہ نانا جان وہ روتے ہوئے بولی۔۔جہانگیر خان کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔

التمش چلو حویلی چلتے ہیں۔آج پہلی بار ہماری زویا ہماری نواسی کے حق سے حویلی میں جائے گئی کیوں زویا؟جہانگیر خان نے مسکرا کر کہا۔۔

زویانے اپنے چہرے سے آنسوں صاف کیے۔اور ہاں میں سر ہلا دیا۔

دادا جان میں رات کو آجاؤں گا ابھی میرے پاس وقت نہیں ہے اہم کام نپٹانے ہیں۔آپ اپنی نواسی کو لے کر جائیں میں آجاؤں گا۔۔التمش سرد

لہجے میں بولا۔اس نے ایک بار بھی زویا کی طرف نہیں دیکھا۔زویا کو اسکے لہجے میں واضع ناراضغی محسوس ہوئی۔وہ پہلے بھی جانتی تھی۔التمش اس سے بے حد ناراض ہے۔۔

ہمم ٹھیک ہے۔جاؤ۔چلو زویا بچے۔جہانگیر خان اسے بول کر زویا کی طرف پلٹے اور اسے لیے گاڑی میں بیٹھے۔

زویا نے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر شیشے کو نیچے کیا اسکی نظر التمش پر تھی۔جو اپنی آنکھوں پر کالے گلاسس لگائے موبائل پر کسی سے بات کر رہا تھا۔اور چلتا ہوا اپنی گاڑی کا دروازہ کھولا اپنے اوپر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کی۔تو گردن موڑ کر دیکھا تو زویا کو اپنی طرف تکتے ہوئے دیکھا۔ التمش نے اگلے ہی پل رخ موڑا اور گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی چلا دی۔زویا اسے دور جاتے ہوئے دیکھتی رہی تبھی ان کی بھی گاڑی چلا دی گئی۔

ناناجان یہ التمش کو تو گولیاں لگیں تھیں تو وہ صحیح کیسے؟کب سے اپنے دماغ میں گھومتا ہوا سوال پوچھ لیا۔

یہ پلین کا حصہ تھا۔جو اس نے ہم دونوں سے چھپ کر بنایا تھا۔اس نے کوئی جیکٹ پہنی تھی۔جہاں گولی تو لگتی اور خون بھی نکلتا پر وہ نکلی خون تھا۔تاکہ سب کو لگے کہ وہ واقعی زخمی ہے۔میں نے حویلی میں صبح سب کو بتادیا تھا۔ورنہ سب پریشان بہت ہوگے تھے۔جہانگیر خان نے بتایا۔

ہمم ٹھیک ہے۔زویا نے ہاں میں سر ہلایا اور شیشے سے باہر دیکھنے لگی۔اسکی آنکھوں کے پردے پر آج سے کچھ دن پہلے کا منظر لہرایا۔

کچھ دن پہلے:۔

ہاں گل خان بولو۔التمش اس وقت بالکنی میں کھڑا تھا جب گل خان کا فون آیا۔آگے سے گل خان بول رہا تھا۔اور التمش چپ کر کے سن رہا تھا۔

ہمم ٹھیک ہے۔تم کچھ دیر مین یہاں آ کر سب دے جاؤ۔مین دیکھتا ہوں کیا کرنا ہے۔وہ بول کر موبائل کو آف کر گیا۔بہت دیر تک وہ ایک جگہ سے ہلا نہیں۔جب ہوش میں آیا تو پلٹ کر کمرے مین آیا۔۔

وہ چلتا ہوا نیچے آیا تو سامنے زویا صوفے پر بیٹھی ٹیوی دیکھ رہی تھی۔وہ چلتا ہوا اس کے پاس آ کر بیٹھا۔۔وہ بہت خاموش سا بیٹھا ہوا تھا۔زویا نے مڑ کر اسے دیکھا۔اسے لگا کل کی باتیں اسے زیادہ ہی ہرٹ کر گئیں۔

آج پہلی دفع وہ اسکے ساتھ ایک گھنٹہ بیٹھا رہا پر منہ سے ایک لفظ بھی نا بولا۔

زویا کو پریشانی ہونے لگی۔ وہ اس سے مخاطب ہونے ہی لگی تھی کہ دروازے کی گھنٹی بجی۔ التمش اُٹھا اور باہر آگیا۔ داخلی دروازے سے ایک گاڑی اندر آئی۔ التمش نے دیکھا اس میں سے گل خان باہر نکلا۔ اور اسکے ساتھ نکلنے والی شخصیت کو دیکھ کر التمش ایہ پل کے لیے حیران ہوا۔ وہ اور کوئی نہیں جہانگیر خان تھے۔

دادا جی آپ؟ وہ آگے بڑھ کر بولا۔۔

Zubi Novels Zone

زویا کہاں ہے؟ وہ بس اتنا بولے۔ وہ کافی کمزور لگ رہے تھے۔

اندر ہے۔ وہ ٹھنڈے لہجے میں بولا۔۔

التمشنے گل خان سے چیزیں لیں اور جہانگیر کو لیے اندر داخل ہوا۔

زویا نے پلٹ کر دیکھا تو اپنے سامنے جہانگیر خان کو دیکھ کر اسکی نس نس میں خون کی گردش تیز ہو گئی۔ بہت مشکل سے اس نے کنٹرول کیا۔

وہ دونوں چلتے ہوئے سامنے صوفے پر بیٹھے۔

بیٹھو! جہانگیر خان نے کہا۔

Zubi Novels Zone

ویسے تمہیں زویا بلاؤں یا زویا احمد یا حازم کی منگیتر یا اپنی منکوحہ بلاؤں بتا کیا بلاؤں۔ التمش نے اسے دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

زویا کا چہرہ ایک پل میں زرد پڑ گیا۔ پورا جسم کپکپا گیا۔ اسکی سچائی اس طریقے سے کھلے گئی وہ نہیں جانتی تھی اور اس سب کے لیے وہ تیار بھی نہیں تھی۔

اہمم۔کیا مطلب میں وہ گلا کھنگال کر بولی۔

ہنہ واہ زویا احمد ویسے ماننا پڑے گا اداکار کمال کی ہو۔دیکھیں نادادا.جی کتنا عرصہ ہو گیا۔ایک بار شک نہیں ہوا۔ہماری آستین میں سانپ بیٹھا ہے۔اور وہ ہی آہستہ آہستہ ہمیں ڈھس رہا ہے۔وہ بھرپور طنزیہ انداز میں بولا۔۔

مسٹر خان آپ مجھے زویا احمد ہی پکاریں زویا نے گردن اُٹھائی اور ہمت کر کے کہا۔اب جب سب سچائی کھلنے والی تھی تو کیوں نا ہمت سے مقابلہ کیا جائے۔

التمش چپ مجھے بات کرنے دو۔وہ کچھ بولتا کہ جہانگیر خان بولے۔

کیا تم مجھے بتاؤ گئی۔ تم یہ سب کیوں کر رہی ہو۔ جہانگیر خان کو پتہ تو تھا پر وہ اسکے منہ سے سننا چاہتے تھے۔

جب آپ سب تشفیش کر کے آئے ہیں تو مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں۔ وہ طنزیہ انداز میں بولی۔۔

میں جانتا تو ہوں پر تمارے منہ سے سننا چاہتا ہوں جہانگیر خان اسے دیکھتے ہوئے بولے۔

زویا نے نفرت سے چہرہ موڑ لیا۔ جہانگیر خان اور التمش اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ جس انداز سے اس نے چہرہ موڑا تھا۔ دونوں کو بہت برا لگا۔

میری ساری پراپڑتی چاہیے دوبارہ سے جہانگیر خان کی آواز گھونجی۔زویا نے پلٹ کران کی طرف دیکھا۔

تم میری بیٹی کی بیٹی ہو ٹھیک ہے سب کچھ لے لو۔جہانگیر خان بولے۔

ہنہ۔یہ ناٹک کسی اور کے سامنے کیجیے گا۔میں نے پہلے ہی آپ کی ساری پراپڑٹی کسی کے نام کروالی ہے۔اور آپ کا انگھوٹھا بھی لگا ہوا ہے۔وہ طنزیہ انداز میں بولی۔۔

ویسے جس انداز سے تم نے ابھی تک ہماری سب کی آنکھوں میں دھول جھونکا ہے۔مجھے لگتا تو نہیں تھا تم اتنی بری بےوقوف نکلوگئی۔ایک دفع پیپرز بھی چیک نہیں کیے اور جشن منانے لگی۔جہانگیر خان طنزیہ انداز میں بولے۔۔۔

کیا مطلب ؟زویا ایک دم صوفے سے کھڑی ہو گئی۔اور بنا جواب سنے اپنے کمرے کی طرف بھاگی اور پیپرز نکالے۔ان کو کھول کر دیکھا۔تو وہ کسی زمین کے پیپرز تھے۔جسے پڑھتے ہی اسے ایسا لگا جیسے کسی نے زمین اسکے نیچے سے کھینچ لی ہے۔وہ غصے سے بھرے انداز میں نیچے آئی۔

یہ سب کیا ہے؟اس نے پیپرز جہانگیر خان کے منہ پر مارے۔۔۔۔

زویا!التمش چلایا۔۔

مسٹر خان آپ چپ رہیں۔وہ انگلی اُٹھا کر وارنگ دیتے ہوئے بولی۔اور جہانگیر خان کی طرف مڑی جو مسکرا کر اسے دیکھ رہے تھے

التمش میری نواسی سے ایسے بات مت کرو۔وہ یہ سب گمراہی میں کر گئی۔ اسے علم نہیں ہے۔کیا سچ ہے۔وہ التمش کو جھڑکتے ہوئے بولے۔

مجھے بار بار اپنی نواسی مت بولیں۔میں آپ سب کی کچھ نہیں لگتی۔مجھے آپ سب سے نفرت ہے۔آپ نے مجھ سے میرے ماں باپ بھائی کو چھینا ان کا قتل کیا ہے۔وہ چِلائی۔

جہانگیر خان اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔اور آگے بڑھے۔

تمہیں جس نے بھی یہ سب بتایا ہے۔جھوٹ ہے۔ادھر بیٹھو ایک دفعہ میری ساری بات سن لو۔پھر چاہیے جو مرضی کرنا۔وہ زویا کو لیے صوفے پر بیٹھے۔۔

دیکھو زویا تمہاری ماں میری اکلوتی بیٹی تھی۔وہ میرا مان غرور تھی۔اپنے بھائی کو منا کر وہ پڑھنے شہر تو چلی گئی۔۔۔۔جہانگیر خان نے ساری کہانی زویا کو بتائی۔۔جسے سن کر وہ دھنگ رہ گئی۔

نہیں ایسا ممکن نہیں تایا نے ایسا نہیں کیا وہ کسی کو کیسے مار سکتے ہیں۔وہ سب سن کر حیرانگی سے بولی۔

اس نے اپنے اوپر جو پاک دامنی کا چولا پہنا ہوا ہو۔میں اسے کافی سال پہلے ہی اتار چکا تھا۔جب مہوش کا نکاح کر کے اسے رخصت کیا۔۔تب ہم سب اس نے نفرت کرمے لگ گے تھے۔پھر ایک دن میں ڈیرے پر بیٹھا ہوا تھا۔تبھی مجھے ملازم نے ایک خط لا کر دیا۔وہاں میرے ساتھ التمش تھا۔ میں نے اسے پڑھنے کے لیے کہا۔وہ خط مہوش کا تھا۔جس میں اس نے سلطان کی دھمکیاں لکھی ہوئی تھیں جو وہ اسے دے رہا تھا۔احمد کو مارنے ہی

بچوں کو مارنے کی اور بھی بہت کچھ اس خط میں مہوش نے مدد مانگی تھی۔۔ یہ رہا وہ خط۔ جہانگیر خان نے وہ خط دیکھایا۔ زویا نے کپکپاتے ہاتھوں سے خط پکڑا۔

اور پڑھنے لگی۔۔

اسکے بعد میں اور التمش شہر آئے سب سے چھپ کر۔ اور مہوش کے گھر پہنچے۔ اس وقت احمد گھر نہیں تھا۔ تب میں نے مہوش کو گاؤں آجانے کا بولا۔ اور بولا کہ میں خود سلطان کو دیکھ لوں گا۔ اس دن ہم واپس آگئے۔

اس سے اگلی صبح احمد اور مہوش اپنے تمہارے بھائی کو لے کر ڈاکٹر کے پاس جا رہے تھے۔ اسے بخار تھا۔ تم اکیلی گھر پر ملازمہ کے ساتھ تھی۔ اسی دن سلطان نے ایکسیڈینٹ کروا دیا۔ اس کے بعد میں نے کئی بار کوشش کی

تمہیں حویلی لے آؤں پر سلطان نے تمہیں اپنے گھر رکھ لیا۔ میں نے کئی دفع لیگل نوٹس بھیجا۔ پر اس نے مجھے دھمکیاں دینے شروع کر دیں۔ وہ موبائل پر دھمکی بھری کالز کرواتا تھا۔ کہ تمہیں مروا دے گا۔ یہ رہے ریکارڈ انہوں نے التمش کو کہا تو اس نے ایک موبائل کو پکڑ کر آن کیا اور ریکارڈنگ سنانے لگا۔ زویا کے پیروں تلے سے زمین گھس گئی۔ کیوں کہ اس میں ایک آواز سلطان صاحب کی تھی۔

اسکے بعد میں چپ ہو گیا۔ میں نے تمہیں سالوں پہلے ایک دفع ہی دیکھا تھا۔ ایک سال پہلے پتہ چلا کہ تم باہر کے ملک چلی گئی ہو۔ جسے سن کر میں سکون میں آگیا۔ پر اس دن جب تم نے حازم سے نظریں ملائی اور بعد میں پیپرز اُٹھائے اس دن میں نے تمہارے پکڑنے سے پہلے ہی پیپرز پکڑ لیے اور اپنے ایک آدمی سے پڑھوائے۔ جس نے بتایا۔ اگر میں اس پر ریؔ لگا دوں تو ساری پراپرٹی سلطان کی ہو جائے گئی۔ تب مجھے شک پڑا۔ میں نے پیپر

بدلوادیے۔اس کے بعد جس رات تم نے میرا انگھوٹھا لگوایا۔اور میرے کان کے قریب آکر ناناجی بولا۔تب مجھے پتہ چلا تم وہی میری مہوش کی بیٹی ہو۔ تبھی دل کیا تمہیں سب بتادوں۔پر میں سلطان کا سارا کھیل دیکھنا چاہتا تھا۔حازم نے جو کیا وہ سب بھی کھیل تھا۔میری عزت اچھالنے کے لیے۔ مجھے بس افسوس اس سب میں میری نواسی پیادے کی طرح استعمال ہو رہی ہے۔۔ تمیں اگر ابھی بھی یقین نہیں آرہا تو میں بتادوں کچھ سال پہلے مین نے اس آدمی کو پکڑا جس کی وجہ سے مہوش کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔جہانگیر خان بولے۔اور التمش کی طرف اشارہ کیا۔اس نے اسی موبائل میں ایک ویڈیو پلے کی جس میں وہ آدمی سب قبول کر رہا تھا۔

زویا یہ سب دیکھ کر سکتے میں چلی گئی۔

مجھے سمجھ نہیں آرہی کس پر یقین کروں۔اپنی پرانی زندگی پر یا ان سب پر

اپنے تایاپر یا آپ پر وہ اپنا ست پکڑ کر بیٹھ گئی۔

بیٹے میں سمجھتا ہوا بہت مشکل ہے۔پر ہمیں ایک موقع دو ساری سچائی تمارے سامنے سلطان خود قبول کرے گا۔بس اتنا بتاؤ تم لوگوں کا آخری وار کیا ہے۔۔جہانگیر خان اسے سمجھاتے ہوئے بولے۔

میں آپ پر کیوں یقین کروں کیا پتہ یہ سب ٹریپ ہو۔زویا ایک دم بولی۔۔

اور تمہیں کیا لگتا ہے۔تک نے ابھی تک جو کیا یے۔اسکے لیے ہم تمہیں اتنی آسانی سے جانے دیں گے اگر سچ نہیں بتایا نا ابھی کے ابھی۔۔۔
التمش اسے دیکھتے غصے سے بولا۔

رک کیوں گے بولیں ابھی کے ابھی کیا۔۔۔زویا بھی اسکی طرف دیکھ کر

مخاطب ہوئی۔

رہنے دو تم جیسی جھوٹی اور دھوکے باز سے مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔۔وہ نفرت بھرے انداز میں بولا۔۔اسکے لیے یہ سب ہضم کرنا بہت مشکل تھا۔پہلے اریشہ والا معاملا۔اور اب اسکے دل کے سب سے قریبی انسان کی سچائی جس طریقے سے کھلی اسے وہ نہایت بری لگ رہی تھی۔

زویا نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

بتاتی ہوں۔پر اگر یہ سب جھوٹ نکلا تو مجھ سے بلکل توقع مت کیجیے گا۔۔وہ بولی۔اور سارا پلین بتانے لگی۔۔۔

اسکا پلین ہی سن کر تو جہانگیر خان ہل کر رہ گے۔۔

کتنا گھٹیا شخص ہے۔پہلے تین قتل کر کے وہ اب مزید قتل کرنا چاہتا ہے۔

جہانگیر خان نفرت سے بولے۔

پہلا پلین تو فیل ہو گا ہی۔اسکے بعد ان کے پلین کے مطابق تم پسٹل نکالو گئی۔پر اسکے اندر نکلی گولیاں ہوں گئی۔جو تم میرے بازو میں مارو گئی۔پھر دادا جان کی گرفتاری ہو گئی۔سلطان کو ایسا لگے گا وہ کھیل کا ایک حصہ تو جیت گیا ہے۔پر دادا جان کی اگلے دو گھنٹوں کے اندر اندر بیل ہو جائے گئی۔ اس ہار کو وہ سہ نہیں پائے گا۔اور پھر وہ یقیناً دادا کو ملنے کے لیے بلائے گا۔۔ تم انہی کے ساتھ چلی جاؤ گئی۔اور پھر میرے میسج کے بعد تم وہاں پہنچوں گئی۔اور پھر اپنی آنکھوں سے سچائی دیکھ اور سن لینا۔پولیس تمارے پیارے تایا جان کو لے جائے گئی۔پھر جہاں چاہے چلی جانا۔وہ آخر میں طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔

زویا نے اسکا طنزیہ لہجہ بھرپور نوٹ کیا پر اس وقت اس نے اگنور کیا۔۔۔التمش غصے میں وہاں سے نکل گیا۔۔۔

بیٹے اور کسی پر نہیں تو اپنی ماں کے خط پر ہی یقین کر کے ساتھ دے دینا جہانگیر خان اُٹھتے ہوئے بولے۔اور وہاں سے نکل گے۔۔

زویا اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

اگلی صبح التمش بنا اس سے بات کیے گھر سے نکل گیا۔۔

زویا ہمت کرتی جہانگیر خان اور التمش کے پلین پر چلتی گئی۔وہاں پہنچ کر جو باتیں ہوئیں۔ان میں التمش کو ماجد والی،اور خود کے ساتھ کھیلے جانے

والے کھیل کا پتہ چلا۔۔اور اسے نہیں پتہ تھا زویا ایسی ڈریسنگ کر کے آئے گئی۔ لیکن سلطان کے پلین میں یہ شامل تھا۔ جو وہ التمش کو بتانا بھول گئی۔ جب التمش مے اسکے گرد چادر دی تب زویا کو لگا وہ اب کبھی اسکے سامنے سر نہیں اُٹھا پائے گئی۔

پھر پلین کے مطابق سب چلتا گیا۔ حازم اور سلطان کے پلین بی کے مطابق اسے جہانگیر خان کو گولی مارنی تھی۔ وہی التمش کے پلین کے مطابق کب وہ گولی چلانے لگے گئی تو تو سامنے آ جائے گا۔ اس نے پہلے ہی بتادیا تھا۔ نکلی خون نکلے لگا۔ زویا کو لگا اس نے کندھے پر کچھ باندھا ہو گا۔ وہ ویسے بھی نشانے کی کافی پکی تھی۔ اور یہ اسے سلطان نے ہی سیکھایا تھا۔ پر وہاں جو چیز مختلف ہوئی وہ تھی۔ حازم کا گولی چلانا۔ جو کہ سیدھی سینے پر لگی۔ اور خون نکلا۔ زویا کو اس وقت سب اصلی لگا۔ پر یہ سب التمش نے سوچ سمجھ کر کیا تھا۔ وہ جانتا تھا۔ ہو سکتا ہے کوئی اور بھی گولیاں چلائے اس لیے اس نے سیفٹی جیکٹ منگوالی تھی۔ اور پھر ماحول ایسا ہو گا۔ جس سے سلطان کے گھر

میں بھی خوف پھیلا۔اس نے ڈاکٹر کو بولا کہ باہر جا کر بولے حالت سیریس ہے۔تاکہ یہ سب اصلی لگے۔

زویا نے حمیدہ بیگم کی ساری باتیں ریکارڈ کر لیں تھیں۔اور پھر میسج ملتے ہی لوکیشن پر وہاں پہنچ گئی۔اور چھپ گئی۔۔کب اس نے اپنے کانوں نے سب سنا تو اسے سب کچھ گھومتا ہوا محسوس ہوا۔۔

وہ انہی سوچوں میں گم تھی جب گاڑی حویلی کے اندر داخل ہوئی۔وہ اپنی سوچوں سے واپس آئی۔اور اتر کر جہانگیر خان کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔

وہ بہت ڈر رہی تھی۔سب کیسے ری ایکٹ کریں گے۔وہ نہیں جانتی تھی۔

جہانگیر خان کے ساتھ وہ اندر داخل ہوئی۔وہ دونوں سیدھے حال میں پہنچے

اور سب کو بلاوایا۔

سب کے سب حیرانگی اور نفرت بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔ کسی کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

سب بیٹھ کر میری بات سنو۔۔ جہانگیر خان نے سب کو بیٹھنے کا کہا۔۔

اور انہیں شروع سے لے کر آخر تک سب بتایا۔۔ سب حیرانگی سے سب سن رہے تھے۔ زویا نے گردن نیچے ہی جھکا لی تھی۔

ابا آپ کیا کہہ رہے ہیں کیا واقعی یہ مہوش کی بیٹی ہے۔ خالد صاحب نے کپکپاتے ہوئے کہا۔

ہاں یہ زویا احمد ہے میری مہوش کی بیٹی اور میری نواسی۔انہوں نے زویا کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا۔اور زویا کا ضبط وہی ٹوٹ گیا۔وہ چہرہ ہاتھوں میں گرِاۓ ٹوٹ کر رودی۔۔۔۔

ایم سوری میں نے پتہ نہیں کیا کیا کر دیا۔وہ روتے ہوۓ بس یہی بول رہی تھی۔اور ہاتھ جوڑ رہی تھی۔۔

میری بچی چپ جو ہونا تھا ہو گیا۔۔اچھی بات ہے تمہیں سب سچ معلوم پڑ گیا۔صائمہ بیگم اُٹھ کر اسکے قریب آ کر بولیں۔اور اسے سینے سے لگا لیا۔۔

ایم سوری مامی میں بہت بری ہوں بہت زیادہ معافی کے قابل بھی نہیں ہوں۔وہ روتے ہوۓ بول رہی تھی۔

نہیں میری بچی۔۔۔چپ انہوں نے اسے چپ کرواتے ہوئے کہا۔

ماہ رخ پانی لے کر آئی۔جسے زویا نے پیا۔۔سب کافی دیر تک اس سے باتیں کرتے رہے کسی نے اسے احساس نہیں ہونے دیا کہ اس نے کتنا برا کیا تھا۔ زویا کو اپنی سوچ پر غصہ آیا۔وہ جتنی ان سب کے لیے نفرت لیے بیٹھی تھی۔سب ویسے نہیں تھے۔حالانکہ جتنا براوہ کر چکی تھی۔سب کو اسے معاف نہیں کرنا چاہیے تھا پر سب نے کر دیا۔کیونکہ سب جانتے تھے جیسے سالوں پہلے وہ کسی جھوٹی چال میں پھنسے تھے ویسے ہی زویا پھنسی تھی۔اور شکر وہ جلد ہی سچائی کو جان گئی۔۔۔۔

حازم کا بہت برے طریقے سے ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔وہ اس وقت ہسپتال کے آئی سی یو میں زندگی اور موت سے لڑ رہا تھا۔باہر کوریڈور میں اسکی ساری فیملی اسکی زندگی کے لیے دعائیں کر رہی تھی۔سب سلطان ملک کی اتنی

گھنونی سچائی جان کر شاک میں تھے۔

کوڑیڈور میں جہاں ایک طرف حمیدہ بیگم، سیرت، اور منت بیٹھے دعائیں کر رہے تھے۔ وہی دوسری طرف سراج پریشان سا ڈاکٹرز سے بات کر رہا تھا۔۔

دیکھیں میں نہیں چاہتا کچھ بھی چھپاؤں۔ پیشنٹ کی حالت کافی تشویشناک ہے۔ میں تو حیران ہوں وہ ابھی تک کیسے زندہ ہیں۔ ایکسیڈنٹ کافی برا ہوا ہے۔ آپ ان پیپرز پر سائن کر دیں۔ تاکہ ہم ان کا اپریشن کر سکیں۔ باقی تو سب اللہ کے حوالے وہ کیسے سروائیو کرواتا ہے۔ زندگی تو اسی کے ہاتھوں میں ہے۔ ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں بولا۔۔

سراج حازم کی حالت جان کر بہت ٹوٹ گیا۔ پر اب مزید انتظار نہیں ہو

سکتا تھا۔ تو اس نے جلدی سے پیپرز سائن کر دیے۔ اور آ کر حمیدہ بیگم کے پاس بیٹھ گیا۔ جو کہ بہت بری طرح سے رو رہی تھیں۔

یہ سب میرے گناہوں کی سزا ہے۔ جو میرے بچے کے آگے آ رہی ہے۔ کاش اسے پہلے ہی روک لیتی۔ طلاق کی دھمکی سے نا ڈرتی تو آج سب ٹھیک ہوتا۔ وہ روتے ہوئے بول رہیں تھیں۔ سراج نے اپنی آنکھ کا کنارہ صاف کرتے ہوئے اپنی ماں کو ساتھ لگاتے ہوئے چپ کروانے کی کوشش کی۔

اریشہ سیرت اور منت کو حوصلہ دے رہی تھی۔

کل تک جو کسی کی بری حالت پر اسکے مرنے کی دعائیں کر رہا تھا۔ آج وہ خود زندگی اور موت سے لڑ رہا ہے۔۔ آپریشن تھیٹر کی لال لائٹ زندگی اور موت کے بیچ ہلکی سے لکیر محسوس ہو رہی تھی۔ جو دروازہ کھلتے ہی زندگی یا موت کا تحفہ دینے والی تھی۔ سب کا دھیان اسی دروازے پر تھا۔

****

****

زویا کافی دیر تک سب سے باتیں کرتی رہی۔ماہ رخ بھی سعد کے ساتھ واپس آچکی تھی۔زویا ابھی اسی کے ساتھ باہر گارڈن میں بیٹھی ہوئی تھی۔ عثمان زویا کی گود میں بیٹھا اس سے باتیں کر رہا تھا۔

چاچی اب تو آپ کہی نہیں جائیں گئی؟عثمان کچھ سوچ کر بولا۔

اگر تم مجھے اس حویلی میں رکھنا چاہو گے تو رہوں گئی۔وہ مسکرا کر بولی۔

ارے چاچی میں تو چاہتا ہوں آپ ساری زندگی ہمارے ساتھ رہو۔وہ مسکرا کر بولا۔

اچھا جی۔ شکریہ۔ زویا ہنس دی۔۔

ہیلو جی یہاں کیا ہو رہا ہے؟ سعد ان سب کی طرف آتے ہوئے پاس بیٹھ کر بولا۔

میں چاچی سے بات کر رہا ہوں۔ عثمان نے سعد کو جواب دیا۔

اچھا جی تو آپ کی دوسری چاچی کیا چپ کی گولی کھا کر بیٹھی ہیں۔ سعد نے پاس چپ سی بیٹھی ماہ رخ کو چھیڑ کر کہا۔ جو کہ کچھ ناراض سی نظر آ رہی تھی۔

کون سی چاچی؟ عثمان حیرانگی سے بولا۔۔

چھوٹو تمہارے اس چھوٹے چاچو کی چھوٹی وائف یعنی چھوٹی چاچی وہ مسکراہٹ دیا کر بولا۔

ہاہ آپ نے میری ہائیٹ پر کومینٹ کیا۔ماہ رخ چیڑ گئی۔ عثمان وہاں سے اپنا بیٹ لے کر بھاگ گیا۔

ارے بیگم ہماری ایسی مجال جو ہم آپ جیسی حسین و جمیل اور خوبصورت بیوی کے لیے کچھ غلط الفاظ نکالیں۔ سعد اسے پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ماہ رخ شرما گئی۔۔۔زویا کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔۔ دونوں کی نوک جھوک کافی کیوٹ تھی۔

شرم تو نہیں آتی زویا پاس بیٹھی ہے وہ شرما کر بولی۔

آپ بتائیں زویا بھابھی اگر میری بیگم ناراض پھرے گئی تو میرا تو فرض بنتا ہے اسے خوش کرنے کا۔اسے منانے کا۔اب جب بیگم نے عادت ڈال دی ہو اپنے ہاتھوں کی کافی پیلانے کی تو بھلا مجھ جیسے بندے کو کیسے کافی پیے بغیر چین آئے گا۔سعد ماہ رخ کو دیکھتے ہوئے زویا سے مخاطب ہوا

ہاں سعد اس میں تو میں تمہاری طرف ہوں۔اب تم اپنی بیگم کو مناؤ میں کباب میں ہڈی بن رہی ہوں۔زویا مسکرا کر اُٹھی۔

ویسے بھابھی آپ کافی سمجھدار ہو سعد ہنستے ہوئے بولا۔۔ماہ رخ نے اسکے کندھے پر ہاتھ مارا اور کھڑی ہو گئی

لاتی ہو بنا کر آپ کا نشہ تو کبھی ٹوٹے گا ہی نہیں۔جب دیکھو کافی وہ ناک

چڑھا کر بولی۔ سعد اسکی پھولا ہوا چہرہ دیکھ کر مسکرا دیا۔ اتنے دنوں سے جو پریشانیاں چل رہی تھیں اسکے درمیان سعد نے ماہ رخ کو کافی پریشان دیکھا تھا۔ وہ خود بھی کافی ڈیپریس تھا۔ اسی چکر میں ماہ رخ پر ایک دفع غصہ نکل گیا۔ اور اب وہ اسی غصے کا انجام بگھت رہا تھا۔ ماہ رخ صبح سے اسے اگنور کر رہی تھی۔۔۔

ماہ رخ زویا کے ساتھ اندر کی طرف چلی گئی۔ رات کا کھانا سب نے کھالیا تھا۔۔

ماہ رخ کیچن میں چلی گئی۔

زویا بیٹے التمش تو ابھی تک نہیں آیا تم ایسا کرو کمرے میں آرام کر لو۔ شائد وہ لیٹ ہو جائے گا۔ صائمہ بیگم اسے سیڑیوں کے پاس کھڑی دیکھ کر بولیں۔

زوہ شائد میری وجہ سے واپس نہیں آئے۔مجھے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔ زویا کو اپنا آپ مجرم سا لگنے لگا۔وہ نم آنکھوں سے بولی۔۔ایک تو سب کا اتنے اچھے سے بات کرنا اور دوسرا التمش کا اتنی رات تک حویلی واپس نا آنا وہ اس سب کا زمہ دار خود کو سمجھ رہی تھی۔

زویا! تمہاری بری ہونے کے ناتے میں بس اتنا کہوں گئی۔التمش میرا بیٹا ہے میں اسے جانتی ہوں وہ غصہ ہے۔اسی لیے نہیں آیا جب ٹھنڈا ہو جائے گا تب آجائے گا۔آگے جو بھی ہو گا تم بس صبر سے کام لینا۔وہ اسکے سر پر ہاتھ پھیرتی وہاں سے نکل گئیں۔وہ کچھ پل وہی کھڑی گہری سوچ میں گم وہی سیڑیوں پر بیٹھ گئی۔اور فضا میں لمبا سانس چھوڑا۔حویلی کے سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں آرام کر رہے تھے۔وہ سیڑھی پر بیٹھی سامنے فرش پر لگی ٹائلوں کے ڈیزائن میں نا جانے کیا تلاش کرنی کی کوشش کر رہی تھی۔

ایک مخصوص نکتے کو دیکھتے دیکھتے اسکی آنکھیں دھندلی پڑیں۔آنسوں گالوں پر بہے۔وہ اپنے رویئے ان مہینوں میں کیے جانے والی غلطیوں کے بارے میں سوچ رہی تھی۔وہ اپنی سوچوں میں اتنی گم تھی۔کہ رات کا ایک بج چکا تھا۔وہ پچھلے دو گھنٹوں سے وہی بیٹھی ہوئی تھی۔سوچ کا تسلسل تک ٹوٹا جب باہر گاڑی رُکنے کی آواز سنائی دی۔وہ جھٹ سے کھڑی ہوئی۔ وہ جانتی تھی اس وقت کون ہو سکتا ہے۔اگلے ہی پل وہ سیڑھیاں چڑھ کر کمرے میں پہنچی۔اور بیڈ پر لیٹ کر سونے کا ناٹک کرنے لگی۔۔

ZNZ Zubi Novels Zone

پانچ منٹ بعد دروازہ کھلنے کا احساس ہوا۔اس نے اپنی آنکھیں زور سے میچیں۔

التمش جو کہ حویلی آنا تو نہیں چاہتا تھا۔پر صائمہ بیگم کی دھمکی بھری کال سن کر وہ رات کے اس پہر حویلی پہنچا۔وہ کمرے میں داخل ہوا تو سامنے بیڈ

پر وہی وجود نظر آیا۔ جس سے وہ اس وقت بالکل بھی دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ اندر آیا۔ الماری سے کپڑے نکال کر وہ واشروم میں گھسا۔ زویا نے چہرے سے کمبل ہٹایا۔ اور دوسری سائڈ منہ کر کے لیٹ گئی۔ اس دفع کمبل چہرے پر نا تھا۔

دو منٹ بعد وہ کمرے میں داخل ہوا۔ نظر دوبارہ سے اسی وجود پر پڑی۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا جب زویا کی آنکھوں میں ہلکی سے جمبش ہوئی۔ التمش سمجھ گیا وہ ناٹک کر رہی ہے۔ اپنا موبائل پکڑ کر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ کمرے سے نکلتا وہ دروازے کو زور سے بند کرتا نکل گیا۔

اسکے نکلتے ہی زویا نے آنکھیں کھولیں۔ دو آنسوں دوبارہ سے گالوں کو بھگو گے۔

****

****

حازم کا آپریشن کامیاب ہوا تھا۔پر اسے بہت چوٹیں لگیں تھیں۔دائیاں پاؤں اور بائیاں ہاتھ دونوں پر فیکچر ہوا تھا۔باقی بھی کافی چوٹیں لگیں تھیں۔

وہ سب حازم کے کمرے میں موجود تھے۔اسے ہوش آچکا تھا۔پر وہ بہت کم بول رہا تھا۔یا یوں کہو بولنا چاہتا ہی نا تھا۔

السلام علیکم! دعا اندر داخل ہوتے ہوئے بولی۔اسے صبح ہی حازم کے ایکسیڈینٹ کا پتہ چلا تھا۔

وعلیکم السلام! آؤ بیٹا حمیدہ بیگم تسبی پڑھتے ہوئے بولیں۔

وہ حازم کو دیکھتے وہی کھڑی ہو گئی۔ سراج اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ کافی ٹوٹی ہوئی لگ رہی تھی۔ حازم جو کہ آنکھیں بند کیے لیٹا ہوا تھا۔ اپنے اوپر کسی کی تپش محسوس کر کے اس نے فوراً آنکھیں کھولیں۔ سامنے دعا اسے دیکھ رہی تھی۔ دونوں کی نظریں ملیں۔ دعا نے فوراً نظریں چُرا لیں۔ اور اپنے آنسوں صاف کرنے لگی جو نا جانے کب بہے تھے۔

Zubi Novels Zone

حازم کو آج اسکی آنکھوں میں وہ محسوس ہوا جو کہ کبھی اسکی آنکھوں میں کسی کے لیے ہوتا تھا۔ وہ کچھ ہی پل میں دعا کی سچویشن سمجھ گیا۔

دعا چائے پی لو اریشہ نے چائے کا کپ اسکے سامنے کیا۔ اور اسے لیے ایک طرف رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔

کسی نے گزرے وقت کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔سب ایک دوسرے سے نظریں چُرا رہے تھے۔

سیرت سب کا رویہ محسوس کرتی وہاں سے اُٹھی اور باہر نکل گئی۔وہ اپنی ہنستی مسکراتی فیملی کو یوں ٹوٹی بکھری فیملی نہیں دیکھ سکتی تھی۔

وہ وہاں سے نکل کر ہسپتال کے باہر بنے گارڈن میں آ کر ایک ڈسک پر بیٹھی۔وہاں اور بھی کافی لوگ بیٹھے تھے۔وہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں لیے رونے لگی۔۔۔

سیرت تم رو کیوں رہی ہو میں ہوں نا اسے اپنے ساتھ بیٹھے کسی شخص کی آواز سنائی دی۔آواز کافی جانی پہنچانی تھی۔اس نے چہرہ موڑ کر دیکھا تو

سامنے ناظم شاہ تھا۔

رومت حازم ٹھیک ہو جائے گا۔اور ویسے بھی وہ کافی ڈھیٹ قسم کا آدمی ہے۔اتنی جلدی نہیں مرے گا۔ تم فکر مت کرو۔میں ہوں نا ناظم نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ سیرت کو ایک دم جھٹکا لگا وہ فوراً کھڑی ہوئی۔

خبردار آئندہ مجھے ہاتھ لگا ورنہ۔۔وہ انگلی اُٹھا کر اسے وارنگ دیتے ہوئے بولی۔۔

ورنہ کیا ڈارلنگ وہ اسکی انگلی پکڑتا کمینگی سے ہنستے ہوئے بولا۔

ورنہ یہ سیرت نے اپنی انگلی کھینچی اور ہاتھ کا مکہ بنا کر اسکے چہرے پر مارا۔

اور اگلے ہی پل وہ وہاں سے اندر کی طرف بھاگی۔ ناظم شاہ حیرانگی سے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے سچویشن کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ یہاں اپنے والد کے ساتھ حازم کا پتہ لینے آیا تھا۔ سیرت کو روتے دیکھ وہ وہاں آگیا۔ سیرت اسے پہلے دن سے ہی پسند آگئی تھی۔ وہ اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ پر آج جو سیرت نے کیا۔ اسکے بعد وہ کچھ اور ہی سوچنے لگا۔ اور ادھر اُدھر دیکھتے وہاں سے نکل گیا۔ دور کھڑا ایک انسان یہ سب بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ لڑکی کی بہادری دیکھ کر کافی حیران رہ گیا۔

****

****

اگلی صبح زویا تیار ہو کر نیچے آئی۔ اور سیدھی کیچن میں چلی آئی۔ اور مدد کروانے لگی۔ ناشتہ ٹیبل پر لگوانے کے لیے مدد کر رہی تھی۔

تم سب بھی بیٹھ کر ناشتہ کرو۔ جہانگیر خان نے لقمہ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔۔

ابا جی ہم کیسے؟ صائمہ بیگم ہکلاتے ہوئے بولیں۔ باقی سب نے بھی جہانگیر خان کی بات سن کر کافی حیرانگی سے دیکھا۔

وہی پر خالی کرسیوں پر گھر کی خواتین بیٹھیں۔ آج یوں آچانک تبدیلی پر سب ہی حیران تھے۔ بس ایک انسان تھا جسکے چہرے پر خوشی سے بھرپور مسکراہٹ بکھری تھی۔ وہ مسکرا کر چلتی ہوئی التمش کے ساتھ پڑی خالی کرسی پر بیٹھی۔ جب کرسی گھسیٹے کی آواز آئی۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ تو التمش اپنی کرسی سے اُٹھ کر کھڑا ہوا۔ سب نے اسکی طرف دیکھا۔

دادا جی مجھے کالج کے کام سے جانا ہے۔ وہاں پر مزدور کام طریقے سے نہیں کر رہے ان کے سر پر کھڑے ہو کر سارا کام کروانا پڑے گا تو میں چلتا ہوں۔ وہ اپنا موبائل ٹیبل سے اُٹھاتے ہوئے بولا۔۔ زویا کا چہرہ اتر گیا۔ وہ سمجھ گئی اسکے بیٹھنے کی وجہ سے وہ اُٹھا تھا۔ جو کہ جہانگیر خان نے بھی نوٹ کیا تھا

پر التمش ناشتہ تو کرتے جاؤ۔ صائمہ بیگم نے کہا۔

اماں بھوک مر چکی ہے چلتا ہوں۔ سرد انداز میں کہتا وہ وہاں سے نکل گیا۔ سب کو حیران چھوڑ کر۔

چھوڑو اسے ناشتہ کرو۔ جہانگیر خان نے باقی سب کو کہا۔

زویا نے بے دلی سے ناشتہ کیا۔

****

****

تم سب کی اتنی ہمت مجھے سلطان ملک کو یوں جیل میں بند کر کے رکھا ہے کھلوا سے۔۔۔ سلطان ملک جن کو یہ تھا کہ وہ دو گھنٹوں میں چھوٹ جائیں گے۔پر وہ یہ نہیں جانتے تھے۔وہ اپنے گناہ خود قبول کر چکے ہیں تو اب تو کوئی انسان انہیں وہاں سے نکال نہیں سکتا۔

فاروق تجھے پتہ ہے جب کسی کو اپنی دولت شہرت پر حد سے زیادہ غرور ہو اور جو اپنے آپ کو دنیا کا بادشاہ سمجھ کر اپنے ارد گرد کے لوگوں کو چلانے کی کوشش کرے نا اس انسان کے ہاتھوں سے جب دولت شہرت، سب بہتے پانی کی طرح پھسلتا ہوا ہو نا تب انسان اس طرح کی حرکتیں کرتا ہے۔ارحم

ہنستے ہوئے بولا۔۔

ابے دو ٹکے کے ایس پی تو مجھے جانتا نہیں کتنی اونچی پہنچ ہے۔دو منٹ میں اس کرسی سے اترا وا کر باہر گلی میں پھینک دوں گا۔سلطان جیل کی سلاخوں کو جھنجوڑتے ہوئے بولا۔۔۔

او بزو گوں زیادہ اچھلو مت ویسے بھی کچھ ہی دن میں اس دنیا کو الوداع کرنے والے ہو۔اب جب چار قتل کیے ہیں تو پھانسی تو طے ہے۔ارحم ہنستے ہوئے بولا۔۔

ہنہ پھانسی۔۔۔نکالو مجھے۔۔۔وہ زور زور سے چلانے لگے۔۔۔۔۔۔۔۔

****

****

نانی جی یو آر گریٹ آپ نے جو آج کیا نا قسم سے دل لے لیا زویا جہانگیر خان کے کمرے میں انہیں داد دیتے ہوئے بولی۔

جانتا ہوں اپنی گزری ساری زندگی میں نا جانے کتنے ظلم ستم کر چکا ہوں۔ اسکا احساس مجھے پہلے نہیں تھا۔پہلے میں اپنے پیسے، غرور میں اتنا غرق تھا کہ اچھے برے کی پہنچان بھول گیا تھا۔لیکن اس دن جب ماجد نے ایک لڑکی کا قتل کیا۔اور جیسے نائلہ کو مارا۔اس دن میں ٹوٹ گیا۔ایک پل کو تمہاری بات مجھے اندر تک ہلا گئی۔جب تم نے کہا اب اپنی پوتی کو خون بہا میں دو۔ اس دن زویا بیٹے میں یہ سوچ کر ہی مر گیا کہ اگر واقعی مجھے اپنی زندگی میں کبھی اپنی بیٹی پوتی کو خون بہا جیسی رسم میں دینا پڑ گیا تب کیا ہو گا؟ وہ نم لہجے میں بولے۔۔زویا ان کے پاس بیڈ پر بیٹھی۔

ایم سوری نانو مین نے پتہ نہیں کیا کیا بول دیا۔ وہ شرمندگی سے بولی۔۔

تم نے بالکل ٹھیک کہا۔ تم معافی مت مانگو غلط تو میں تھا میں روائیتوں کے چکر میں ناجانے کیا کیا کر گزرا۔ جب میں نے اپنے گھر کا ماحول دیکھا جو ان پیچھلے کچھ دنوں میں ہوا۔ تب مجھے احساس ہوا۔ ضروری نہیں ہر کسی پر روب ڈال کر ان سے اپنا کہنا منواؤ۔ کبھی کبھی پیار سے بھی یہ سب کیا جا سکتا ہے۔ اسی روب کے چکر میں ناجانے میں اپنی بیوی کو کبھی وہ مقام نہیں دے پایا۔ اور ناہی اپنے بچوں کی صحیح تربیت کر پایا۔ جو انہوں نے مجھ سے سیکھا وہی کیا۔ ماجد نے ٹھیک کہا تھا جو اسکے سامنے ہوگا وہ تو وہی کرے گا۔ عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھنا ہی سب سے بری جہالت تھی۔ اسے ایک بیوی بہن بیٹی کا مقام دینا چاہیے۔ اگر یہ سب میں اپنی بیٹی مہوش کے وقت ہی کر دیتا تو آج شائد وہ زندہ ہوتی۔ جہانگیر خان نم آنکھوں سے بولے۔

اسکا مطلب اب آپ سب بدل دیں گے؟ زویا نے پرامید لہجے میں بولا۔۔

میں پوری کوشش کروں گا سب بدل سکوں۔ اسکی ایک کوشش تو صبح ہی کر چکا ہوں۔ وہ مسکرا کر بولے۔۔

یس یو آر مائی گریٹ نانو۔۔۔ وہ اونچی آواز میں بولی۔۔ جہانگیر خان ہنس دیے۔۔

ٹھک ٹھک۔ دورازہ پر دستک ہوئی زویا نے پلٹ کر دیکھا تو سامنے التمش کھڑا تھا۔

جی دادا جی کیا کہنا تھا؟ وہ اسے اگنور کرتا چلتا ہوا جہانگیر خان کے قریب آیا۔

زویا کو یوں اگنور ہونا بہت برا لگا۔

التمش ماجد کا پتہ لگواؤ کہاں ہے وہ دو دم سے حویلی نہیں آیا اور ایک چھوٹا سا فنگشن ارینج کرواؤ۔ جہانگیر خان نے کہا۔

فنگشن کس لیے؟ وہ چونک کر بولا۔۔

اسی لیے جس کے تم۔ حق دار ہو۔ میں سرپنچ کی کرسی تمہیں دینا چاہتا ہوں۔ جہانگیر خان اسے دیکھتے ہوئے بولے۔

دادا جی اسکی ضرورت نہیں میں اپنا بزنس شروع کرنے کا سوچ رہا ہوں۔ وہ صاف لہجے میں بولا۔۔

التمش میں تم سے زبردستی نہیں کروں گا۔پر یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔آگر اپنے دادا سے تھوڑا سا بھی پیار ہے تو بات مان جاؤ ورنہ رہنے دو۔وہ افسردہ لہجے میں بولے۔۔

ایک تو اس حویلی میں ہر کسی میں ایموشنل بلیک میلر کی روح گھس گئی ہے ۔ٹھیک ہے کروا دیتا ہوں۔وہ چڑتے ہوئے بولا اور کمرے سے نکل گیا۔۔

ابھی تو انہی کے اندر جنگیز خان کی روح گھسی ہوئی ہے۔زویا اسکے جاتے ہی بولی۔پر دروازے سے نکلتے ہوئے اس نے سن لیا۔خود پر ضبط کرتا وہ وہاں سے نکل گیا۔۔

تم نے جو اسکے ساتھ کیا وہ بہت غلط تھا۔جہاں تک میں اسے جانتا ہوں وہ جسے دل میں جگہ دیتا ہے۔اگر نکالنے پر آئے تو ایک پل میں نکال دیتا ہے۔

اسے منالو ورنہ پچھتاؤ گئی۔ جہانگیر خان اسے ڈراتے ہوئے بولے۔۔

واٹ نانونسیج میں پھر تو مجھے ابھی اپنے مجازی خدا کو منانے جانا چاہیے بائے وہ بیڈ سے اُٹھ کر کھڑی ہوتی اور باہر کی بھاگی۔ جہانگیر خان کا قہقہ بلند ہوا۔۔

****
****

زویا کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ حویلی سے نکل گیا تھا وہ ساری رات انتظار کرتی رہی پر وہ نا آیا۔ وہ شائد گھر چلا گیا تھا۔ اگلی صبح وہ اُٹھی تو گارڈن میں وہی اس دن والا انتظام ہو رہا تھا۔ زویا کو وہ خوف ناک منظر دوبارہ نظر آیا جب التمش کو گولی لگی تھی۔

وہ تیار ہونے کمرے میں آیا۔ اپنے کپڑے بیڈ پر پڑے نظر آئے۔ وہ ان

سب چیزوں کو اگنور کرتا الماری کی طرف بڑھا۔ الماری سے سفید قمیض شلوار نکالی اور چینج کر کے آیا۔ اپنے سر پر پشاوری ٹوپی اور کندھے پر پشاوری شال ڈالی پاؤں میں خُوسہ پہنا۔ بازو کے بٹن بند کرتا وہ کمرے سے باہر نکلا۔

باہر سب مہمان بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک طرف کھانا بن رہا تھا۔ حویلی کی عورتیں مہمانوں میں آئی خواتین کو وقت دے رہیں تھیں۔ وہ سیڑیوں سے اُترتا ہوا نیچے آ رہا تھا۔ بہت سی نظریں اس کی طرف اُٹھیں۔

ماشاءاللہ میرا بیٹا شہزادہ لگ رہا ہے۔ کاش میرے باقی بچے بھی میرے سامنے ہوتے۔ صائمہ بیگم نے آگے بڑھ کر اسکا ماتھا چومتے ہوئے کہا آخر میں نم ہو گئیں۔

میں ہوں نااپنی اماں کے پاس ۔۔۔ماجد کوڈھونڈرہاہوں۔مل جائے گا۔ آپ فکرمت کریں۔وہ ان کو ساتھ لگاتے ماتھاچومتے ہوئے بولا۔۔

۔

اریشہ ! وہ توآسکتی تھی ناماں تھیں بول پڑیں۔

اماں میں نہیں چاہتامیرا موڈ خراب ہو دادا جی باہر انتظار کررہے ہوں گے چلتاہوں۔وہ عام سے لہجے میں بولتاہواآگے بڑھا۔

Zubi Novels Zone

التمش ! داخلی دروازے کی طرف جارہاتھاجب اسے قریب سے آواز آئی۔ اس آواز کو سن کر وہ رُکااور سائیڈ میں دیکھا۔وہ چلتی ہوئی آرہی تھی۔ خوبصورت ساپشاوری بھاری جوڑا، جیولری پہنے وہ بالکل وہ آگے بڑھتی ہوئی آرہی تھی۔وہ بس ایک پل اسے دیکھ پایا نظریں ہٹالیں۔

اب کیا اتنی بری لگنے لگ گئی ہوں کہ مجھے دیکھیں گے بھی نہیں؟ وہ اسکے قریب آکر بولی۔۔

وہ خاموش رہا۔۔۔

کیسی لگ رہی ہوں۔لگ رہی ہوں نا اس حویلی کا حصہ۔وہ چہک کر بولی۔ کہ شائد وہ اسکی بات کا جواب دے۔۔

ہاں لگ رہی ہو۔اس حویلی کا حصہ۔التمش خان کی زندگی کا حصہ نہیں۔۔۔ وہ سرد انداز میں بول کر باہر نکل گیا۔۔زویا کا چہرہ اتر گیا۔۔

میرے ناراض خان! تمہاری زندگی کا حصہ تو میں ہوں۔اور وہ تو مجھے تمہاری ایک پل مجھے دیکھنے کی نظر سے ہی پتہ چل گیا۔اب بس اپنے

ناراض خان کو منانے کا پلین بنانا پڑے گا۔ وہ اسے جاتے ہوئے دیکھ کر بولی۔۔ ہلکی سی مسکراہٹ اسکے چہرے پر چھا گئی۔۔۔

آپ سب لوگ دوبارہ سے میرے بلانے پر آئے اس کا بہت بہت شکریہ۔ جسے کے آپ سب کو آج کی تقریب کا مقصد پتہ ہی ہے۔ وہ سلسلہ شروع کرنے سے پہلے میں آپ سب سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جہانگیر خان اپنی کرسی سے اُٹھ کر کھڑے ہوئے۔ سامنے ایک طرف حویلی کے سب مرد تو دوسری طرف گاؤں اور خاندان کے مرد بیٹھے جہانگیر خان کو سن رہے تھے۔

اللہ پاک جب ایک انسان کو دنیا میں بھیجتا ہے۔ تو وہ اسے ہر اس چیز سے آزماتا ہے جو انسان کے دل کے بہت قریب ہوتی ہے۔

میں ایسے خاندازن میں پیدا ہوا جہاں دولت شہرت عزت ہر چیز بھرپور ملی تھی۔ میرے دادا نے جب مجھے سرپنچ کی کرسی پر بیٹھایا تو مجھے لگا میں بادشاہ

ہوں اور گاؤں والے سب میرے غلام ہیں۔ جو میں بولوں گا وہی ہو گا۔ میں جسے چاہوں گا ان سب کو چلاؤں گا۔ میں نے کسی غریب پر آج تک ایک پیسے کا رحم نہیں کھایا۔ ہمیشہ ان سے تھوڑے کی بجائے زیادہ لیا۔ آگے میرے بیٹے ہوئے میں نے انہیں بھی یہی سیکھایا۔ اپنی بیوی بہو بیٹی کبھی کسی کو عزت نہیں دی سب کو جوتی کی نوک پر رکھا۔ کسی لڑکی کو پڑھنے کا حق نہیں دیا۔ صرف ایک لڑکی کو آجازت دی۔ اپنی بیٹی مہوش کو۔ اسکو آجازت تو دے دی پر کبھی اس پر اعتبار نہیں کیا۔ اسی لیے جب کسی نے تھوڑا سا کھیل کھیلا میرا بھروسہ ڈگمگا گیا۔ نکال دیا۔ اس حویلی سے، پر اپنی بیٹی کو دلوں دماغ سے نہیں نکال پایا۔ وہ خود پر ہنستے ہوئے بولے۔ سارے گارڈن میں خاموش تھا۔ بس جہانگیر خان کی آواز گھونج رہی تھی۔

جب سچائی پتہ چلی کہ وہ بے قصور تھی۔ قسم سے دل کیا ابھی مر جاؤں۔ اس کا سامنا۔ کرنا مشکل ہو گیا۔ جب اسکی موت ہوئی نا اس دن کے بعد

آج تک میرا ضمیر ملامت کرتا ہے۔مجھے ایسے لگتا ہے اسکی موت کا ذمے دار میں ہوں۔ لیکن میں بدلہ نہیں میں نے وہی کیا جو ہمشہ کرتا تھا۔آج سالوں بعد پھر وہی ہوا۔۔سالوں بعد جب میں نے اپنی ہی نواسی کو اسی چالوں میں پھنستے ہوئے دیکھا تاتب مجھے احساس ہوا۔میں نے ساری زندگی کیا کیا؟اگر میں غرور، تکبر،روایات،ذات،بھید بھاؤان سب سے ہٹ کر ایک عام آدمی بن کر سر پنچ بنتا گاؤں اور اپنی حویلی کو چلاتا۔تو نا میرے بیٹے برباد ہوتے،نامیری بیٹی ذلت بھری زندگی جیتی۔وہ اپنی آنکھوں سے نکلے آنسوں صاف کرتے ہوئے بولے۔۔

التمش کھڑا ہو کر ان کے برابر آیا۔اور انہیں چپ کروانے لگا۔

اللہ انسان کو ہر چیز دے کر آزماتی ہے۔چاہے وہ مال ہو یا اولاد۔خدا نے مجھے دونوں میں آزمایا اور میں دونوں میں فیل ہو گیا۔میں ہاتھ جوڑ کر آپ سب

سے معافی مانگتا ہوں۔ میں نے آج تک جو بھی کسی کے ساتھ غلط کیا ہو سکے تو مجھے معاف کر دیجیے گا۔ وہ ہاتھ جورتے ہوئے معافی مانگے رونے لگے۔ سامنے بیٹھے ہر انسان کی آنکھوں میں آنسوں تھے۔

التمش کی سرپنچ کی ساری رسمیں ہوئیں۔ اس نے کاغذات پر سائن کرتے وقت خود سے وعدہ کیا زندگی کے آخری لمے تک وہ صرف سچائی اور اچھائی کی راہ پر چلے گا۔ چاہیے راستہ کتنا ہی مشکل کیوں نا ہو۔

شام کے وقت ساری محفل برخاست ہوئی۔ جہانگیر خان سب سے بات کر کے اپنے آپ کو کافی ہلکا محسوس کر رہے تھے۔ سب رات کا کھانا کھا کر حال میں بیٹھے قہوہ پی رہے تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ آج پہلی دفع حویلی میں سب کی ہنسی خوشی بولنے کی آوازیں گھونج رہی تھیں۔ ورنہ تو ہر شام کسی نا کسی کمرے سے سسکیوں کی آوازیں آتی تھیں۔

****

**

رات کے دس بجے وہ اپنے کمرے میں آئی تو سامنے بیڈ پر فائل کھولے التمش کام کر رہا تھا۔اب اتنی بری زمہ داری اسکے کندھوں پر تھی۔وہ سب کچھ بدل دینا چاہتا تھا۔

وہ آہستہ سے چلتی اسکے سامنے بیڈ پر بیٹھی۔وہ اپنے کام میں مصروف رہا۔

التمش مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔وہ ہمت کر کے بولی۔۔

بولو! وہ مصروف سے انداز میں بولا۔۔۔

ایم سوری میں نے آپ کو ہرٹ کیا۔ مجھے ایسا بالکل نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ ہاتھوں کی انگلیوں کو مڑوڑتے ہوئے بولی۔

اٹس اوکے! یہ کوئی اتنی بری بات نہیں تھی۔۔ دیکھو مجھے نا باتوں کو کھینچنا بالکل پسند نہیں دوٹرک بات کرتا ہوں۔ تم نے جو کیا جیسے کیا جس وجہ سے کیا مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ زویا احمد تم میرے دل ودماغ سے اُتر چکی ہو۔ اچھا ہو گا تم اس کمرے سے بھی نکل جاؤں۔ میں اب مزید تمہیں اپنی زندگی اپنے آس پاس بالکل نہیں دیکھنا چاہتا۔ وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔

ایم سوری میری وجہ سے آپ کا قیمتی وقت برباد ہوا۔ وہ اُٹھی اور مڑ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

ٹھاہ التمش نے غصے میں آکر گلاس پکڑ کر زمین پر دے مارا کانچ زمین پر پھیل گیا۔ بالکل اسکے ٹوٹے ہوئے دل کی طرح۔

****

****

حازم کو ایک ہفتے بعد ہسپتال سے چھٹی مل گئی تھی۔ وہ گھر آچکا تھا۔ اس حادثے کو گزرے ایک مہینہ ہو چکا تھا۔ وہ پہلے سے کافی بہتر تھا پر وہ بالکل خاموش سا ہو گیا تھا۔ سب سے مختصر بات کرتا۔ دعا ہور وزان کے گھر آتی۔ وہ روز اسکے پاس گھنٹوں بیٹھی رہتی اور بولتی رہتی جیسا کہ اسکی ہوبی تھی۔ پر وہ بہت کم جواب دیتا۔

اریشہ گھر میں ایڈجسٹ کر چکی تھی۔ سیرت اور منت کے ساتھ وہ ان کے کالج میں جانا شروع کر چکی تھی۔ سارا بزنس سراج نے سنبھال رکھا تھا۔

یوں سمجھو جیسے زندگی اپنے راستے پر آتو چکی تھی پر سب ایک دوسرے سے نظریں چُراتے تھے کوئی بھی سلطان کے بارے میں بات نہیں کرتا تھا۔

کچھ دنوں پہلے سب کو معلوم ہو چکا تھا۔ کہ عدالت نے سلطان کو دو سال کی قید اور پھانسی کی سزا سنائی ہے۔ ناظم شاہ اور اسکے والد کا یہاں آنا جانا تھا۔ انہوں نے سیرت کے لیے ناظم کا رشتہ بھیجا تھا۔ جو کہ انکے منہ پر ہی سراج اور حازم نے منع کر دیا تھا۔

آج کالج صرف سیرت آئی تھی۔ اریشہ کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی۔ اور منت کو اپنی دوست کے گھر جانا تھا سیرت کا اہم ٹیسٹ تھا جسے دینے وہ کالج آئی تھی۔

وہ کالج کے باہر کھڑی ڈرائیور کا انتظار کر رہی تھی تھوڑی ہی دیر میں ڈرائیور آ گیا۔ وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔

تھوڑی ہی دور گاڑی گئی کہ ان کے سامنے ایک بری سے گاڑی آ کر رُکی۔۔

انکل گاڑی کیوں رُک دی۔ سیرت نے حیرانگی سے پوچھا۔اور سامنے دیکھا ناظم شاہ کو دیکھ کر اسکے چہرے کی رنگت پیلی پر گئی۔۔

بیٹے آپ اندر بیٹھو میں دیکھتا ہوں کون ہے وہ گاڑی سے اترے اور باہر ناظم شاہ کے پاس آ کر رُکے۔۔

ہاں جی کیا مسلہ ہے گاڑی کیوں رُکی؟

اے بوڈھے پیچھے ہٹ ناظم نے انہیں دھکہ دیا وہ زمین پر گر گے وہ چلتا ہوا سیرت کے پاس آیا اور دروازہ کھول کر اسے باہر نکالا۔اسکا بیگ فون سب

گاڑ میں گر گے۔۔

چھوڑ مجھے۔وہ اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔۔پر ناظم اسے گھسیٹے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف لے جارہا تھا۔

سیرت نے اسکے ہاتھ پر اپنے دانت گاڑھے۔تاکہ ہاتھ چھوٹ جائے اور وہ بھاگنے میں کامیاب ہو جائے۔

آہ (گالی) ٹھاہ ناظم نے کھینچ کر اسکے چہرے پر تھپڑ مارا۔اور اسے فرنٹ سیٹ پر دھکہ دیا۔

ابے او بڈھے جا کر اپنے ان دو کوڑی کے مالکوں کو بتا دینا ناظم شاہ کا رشتہ منع کیا تھا نا اب دیکھنا ان کی بہن کا کیا حال کرتا ہوں۔وہ بولتا ہوا گاڑی میں بیٹھا

اور گاڑی کو بھگا لے گیا۔

فرید جو کافی بری طرح زمین پر گرا تھا اسکے ماتھے سے خون بھی نکل رہا تھا اسی لیے وہ جلدی سے کھڑا نا ہو پایا۔ ہمت کر کے وہ گاڑی کی طرف بڑھے اور موبائل نکال کر حازم کو فون ملانے لگا۔۔۔

****
**

یااللہ میری بچی کی حفاظت کرنا جانے کہاں لے گیا ہے۔ حمیدہ بیگم روتے ہوئے بولیں جب سے ان کو پتہ چلا تھا وہ روئی جا رہی تھیں۔

ایک دفع میرے ہاتھ لگ جائے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ حازم سٹک کے

سہارے سے کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔۔

سراج نے پولیس کو فون کیا تھا وہ سب ڈھونڈ رہے تھے۔ حازم اور وہ سراج اب پولیس کی بتائے ہوئی جگہ پر جا رہے تھے۔۔

****

****

لالا جن ڈاکٹروں کو اپائنٹ کرنا ہے۔ وہ سیلری بھی زیادہ مانگ رہے ہیں تو کیسے ہوگا؟ شمس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا التمش سے بات کر رہا تھا جو کہ موبائل پر میسج کر رہا تھا۔

ہو جائے گا۔ ویسے بھی سعد اور اسکے ساتھ تین میل ڈاکٹر اور ایک فی میل ڈاکٹر بہت ہے۔ تین مہینوں کے اندر اندر سب تیار ہو جائے گا۔ جتنے بھی

پیسے بولتے ہیں دوپر اچھے ڈاکٹر ہونے چاہیے۔وہ مصروف انداز میں بولا۔۔

ہممم شمس سر ہلا کر گاڑی چلانے لگا۔وہ دونوں صبح سے شہر کسی کام سے آئے ہوئے تھے۔دو بج رہے تھے۔واپسی کی راہ لی تھی۔۔

یہ کون ہے؟وہ گاڑی چلاتے ہوئے ایک طرف دیکھ کر بولا۔اسکے ساتھ سے گاڑی بہت سپیڈ سے آگے بڑھی۔۔

Zubi Novels Zone

کیا ہوا؟التمش نے پوچھا۔۔

لالا ایک گاڑی میں مجھے اسکا گمان ہوا۔وہ کنفیوز سے انداز میں بولا۔۔

کس کا؟

بتاتا ہوں۔ وہ بولتا ہوا گاڑی کی سپیڈ حد سے زیادہ تیز کر دی اور اس گاڑی کے پیچھے لگا دی۔۔۔

وہ اسے کٹ کرتا ہوا گاڑی کے آگے بریک لگانے لگا۔۔ اپنے سامنے یوں گاڑی کے آجانے سے سامنے والے نے بھی گاڑی رکی۔

شمس نے سامنے جس انسان کو دیکھا اسے دیکھ کر وہ ایک پل کو ساکت ہوا۔ اگلے ہی پل وہ باہر نکلا اور ناظم کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اسے نکال کر باہر دھکہ مارا۔۔ التمش بھی تب تک نکل چکا تھا۔ سیرت کو باہر نکلا۔ وہ روئے جا رہی تھی۔۔

شمس ناظم کا مارے جا رہا تھا۔ التمش نے پولیس کو فون ملایا۔ ناظم اور شمس

آپس میں بہت بری طریقے سے لڑ رہے تھے۔۔

تھوڑی دیر میں پولیس آجائے گئی تم پریشان مت ہو یہ پانی پیو۔

سیرت کانپ رہی تھی۔التمش نے اسے اپنی گاڑی میں بیٹھاتے ہوئے کہا۔۔

سیرت نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے پانی پیا۔۔

Zubi Novels Zone

شمس چھوڑا سے التمش نے آکر چھڑوایا۔وہ بہت برے طریقے سے اسے مار رہا تھا۔۔

لالا اس کی ہمت کیسے ہوئی۔اسے کیڈنیپ کرنے کی۔اسکو تو اسی دن مار دینا چاہیے تھا۔جس دن ہسپتال میں سیرت سے بد تمیزی کی تھی۔ شمس اسکے

پیٹ میں لات مارتے ہوئے بولا۔۔سیرت گاڑی میں بیٹھی سب سن رہی تھی۔۔

اچھا چھوڑ پولیس آگئی ہے۔التمس نے اسے ہٹایا سامنے سے پولیس کی وین آرہی تھی۔۔التمش نے سب معاملہ سھنمبال لیا۔لڑکی کا نام نہیں آنے دیا۔۔وہ اسے پکڑوا کر گاڑی میں آکر بیٹھے۔۔۔

تمہارے بھائیوں کو کوئی فکر نہیں جوان بہن کو یوں اکیلے نکلنے دیا۔شمس غصے سے سیرت کو دیکھ کر بولا۔۔سیرت نے سر نیچے کر لیا اور رونے لگی۔۔

شمس بکواس بند کرو اب مزید کچھ نہیں بولنا۔اسکے گھر چلو۔وہ اسے ڈانتے ہوئے بولا۔۔۔

شمس چپ کر کے گاڑی چلانے لگا۔ شیشے سے بہت بار وہ روتی ہوئی سیرت کو دیکھ لیتا۔

اریشہ کے شادی والے دن سے چھوٹی معصوم، شرارتی سی سیرت اسکو بہت اچھی لگنے لگ تھی۔ دوسری دفع اس نے ہسپتال میں ناظم سے لڑتے دیکھا تھا۔ یہی سوچ سوچ کر اسکا دماغ خراب ہو رہا تھا۔ شمس کے پاس حازم کا نمبر تھا اسے فون کر کے بتا دیا تھا۔ وہ بھی واپس گھر ہی جا رہے تھے۔

آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد گاڑی ملک ہاؤس کے باہر رُکی۔۔

شکریہ۔ سیرت دروازہ کھولتے ہوئے بولی۔۔۔ تبھی سامنے سے ایک گاڑی آکر ان کے سامنے رکی۔ حازم اور سراج باہر نکلے۔

بھیو۔۔۔۔ سیرت روتی کوئی سراج کے گلے لگ گئی۔ سراج اسے چپ

کروانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔۔۔ شمس گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔

بہت بہت شکریہ۔ حازم سٹک کے سہارے چلتا شمس کے پاس آ کر بولا۔۔۔

حازم صاحب لوگوں کے گھروں کی عزتوں کو اچھالنا آپ کو ضرور سیکھایا گیا ہے ہمیں تو عزت کو سمبھالنا ہی سیکھایا گیا ہے۔ التمش گاڑی کا شیشہ نیچے کرتے ہوئے بولا۔۔۔

حازم نے شرمندگی سے سر نیچے جھکا دیا۔۔ تبھی دروازہ کھول کر حمیدہ بیگم، منت، اور اریشہ باہر آئیں۔

لالا! اریشہ جیسے ہی باہر نکلی سامنے گاڑی میں بیٹھے التمس پر نظر پری تو منہ

سے نکلا۔۔التمش نے سر دائیں طرف گھومایا۔تو سامنے اریشہ پر نظر پڑی۔۔ اس نے فوراً چہرہ موڑ دیا۔۔اور ہارن پر ہاتھ رکھ کر بجانے لگا۔۔ شمس جو کہ سراج اور حازم کو سب بتا رہا تھا ہارن پر پلٹ کر دیکھا۔۔

شمس چلو فالتو وقت نہیں ہے مجھے بہت کام ہیں۔وہ بہت غصے سے بولا۔۔ شمس خدا حافظ کہتا گاڑی میں آ کر بیٹھا۔اور گاڑی چلادی۔۔۔اریشہ دور کھڑی گاڑی کو جاتا دیکھتی رہ گئی۔۔ڈیڑھ مہینے بعد اپنے بھائی کو سامنے دیکھا تو اپنا سارا کیا سامنے آ گیا۔۔۔وہ بامشکل آنسوں کو کنڑول کرتی سب کے ساتھ گھر کے اندر گئی۔سراج آگے بڑھا۔اور اسکے کندھے کے گرد اپنا بازو پھیلا کر اسکے ساتھ چلنے لگا۔۔اریشہ کو اسکا سہارا ملا تو وہ کتنی دیر سے کنڑول کیے آنسوں کو روک نا پائی اور رو دی۔۔ سراج نے بہت مشکل سے اسے چپ کروایا۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

****
****

وہ دونوں شام کے وقت حویلی پہنچے۔اریشہ کو دیکھ کر اسکا موڈ بہت خراب ہو چکا تھا۔حویلی میں داخل ہوتے ہی اسکی نظر ڈائینگ ٹیبل پر پلیٹس لگاتی زویا پر پڑی اسکا موڈ اور خراب ہو گیا۔وہ بنا کسی کو کچھ بولے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

شمس اسکے پیچھے ہی آ رہا تھا۔
شمس بھائی انہیں کیا ہوا؟اتنے غصے میں کیوں ہیں؟وہ التمش کو یوں جاتے ہوئے دیکھ کر پریشان ہوتی شمس کے پاس آ کر بولی۔۔

شمس نے سب بتا دیا۔جسے سن کر زویا بہت پریشان ہو گئی۔

سیرت ٹھیک تو ہے نا؟

ہمم ٹھیک ہے۔ایم سوری بھابھی۔ شمس اپنی نظریں نیچی کرتے ہوئے بولا۔۔

سوری کس لیے؟ وہ حیرانگی سے بولی۔

پنار والی بات اور بھی بہت دفع بدتمیزی کی میں نے ان سب کے لیے ایم سوری۔وہ شرمندگی سے بھرپور لہجے سے بولا۔۔

کوئی بات نہیں۔جب آپ میری اتنی بری غلطیاں معاف کر سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں وہ مسکرا کر بولی۔۔ شمس مسکرا کر آگے بڑھ گیا۔۔۔

زویا اس سے بات کر کے سیڑیوں کی طرف بڑھی۔ پچھلے ایک مہینے سے وہ ماہ رخ اور اریشہ والے کمرے میں شیفٹ کو گئی تھی۔ اس ایک مہینے میں ایک بارے بھی التمس نے اسے نہیں بلایا۔ وہ جہاں ہوتی وہ وہاں سے اُٹھ کر چلا جاتا اگر وہ کچھ بات کرتی تو اسکا جواب نا دیتا۔ وہ اپنے کاموں میں بے حد مصروف ہو گیا تھا۔ زویا کا زیادہ تر وقت جہانگیر خان کے ساتھ گزرتا۔

وہ ہمت کرتی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ سامنے التمش صوفے پر بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوئی۔

تم تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ وہ اسے دیکھتے ہی آپے سے باہر ہو گیا۔ زویا اسکی اتنی اونچی آواز سن کر کانپ کر رہ گئی۔

وہ مجھے آپ سے بات۔۔۔۔وہ ہمت کر کے بولی۔۔

بات کیا بات کیا بات کرنی ہے بولو۔۔۔وہ کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔۔اسکی آنکھیں غصے کی وجہ سے حد سے زیادہ لال ہو چکی تھیں۔

آپ کی طبعیت ٹھیک نہیں لگ رہی۔وہ اگے بڑھ کر بولی۔

خبردار زویا احمد اگر میرے قریب آنے کی کوشش کی۔۔وہ وارنگ دیتے ہوئے بولا۔

آپ ایسا کیوں بول رہے ہیں پچھلے ایک مہینے سے آپ مجھے کتنا اگنور کر رہے ہیں کم از کم میری بات تو سنیں۔وہ آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ پکڑ کر بولی۔

چھوڑو۔التمش نے جھٹ سے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔۔

مس زویا احمد جب تمہاری یہ دھوکہ باز شکل دیکھتا ہوں تو اس سگریٹ کے جلنے سے بھی زیادہ تقلیف ہوتی ہے۔۔ سمجھی۔۔۔التمش نے سگریٹ اپنے ہاتھ کی اگلی ہتھیلی پر لگاتے ہوئے بولا۔

زویا نفی میں سر ہلاتی دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے اپنی آواز کو دبانے کی کوشش کرتی پیچھے ہٹتی چلی گئی۔

تم جیسی خود غرض لڑکی کے ساتھ رہنے کی بجائے اچھا ہے اس سگریٹ کو پورے جسم پر لگاتار ہوں۔وہ نفرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔

اتنی نفرت کرتے ہیں؟ وہ بھاری آواز میں بولی۔۔

نفرت ہنہ۔۔۔۔ نفرت تو شائد کچھ بھی نہیں۔ میرا دل کرتا ہے تمہیں اس حویلی اپنی زندگی سب سے نکال کر باہر پھینک دوں۔ جب جب تمہاری شکل دیکھتا ہوں۔ ایسا لگتا ہے تم مجھ پر ہنس رہی ہو کہ لو التمش خان محبت کرتے تھے نالو محبت کے نام پر ایک تماچا۔

خیر اس سب کو اتنا بڑھانے سے بہتر ہے اس بے مقصد اور جھوٹے رشتے کو یہی ختم کریں۔ وہ بالوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔

کیا مطلب؟ زویا کو اپنی آواز کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

اتنی بھولی مت بنو۔ تم جیسی شاطر لڑکی کو یہ سمجھنا مشکل نہیں۔ تو مس زویا احمد دھیان سے سننا۔ میں التمش خان اپنے پورے ہوش و حواس میں زویا

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

احمد تمہیں طلا۔۔۔۔۔وہ اس سے آگے مزید کچھ بولتا زویا آگے بھرے اور اپناہاتھ اسکے منہ پر رکھ دیا۔۔اسکی آواز وہی بند ہو گئی۔۔

نہیں التمش آپ کو اللہ کا واسطہ۔مجھ سے کی گئی محبت کو واسطہ خدارا مجھے طلاق مت دیں۔آپ کو میری شکل پسند نہیں نفرت ہوتی ہے نا میں میں وعدہ کرتی ہوں دوبارہ کبھی اپ کو اپنی شکل نہیں دیکھاؤں گئی۔کبھی نہیں دیکھاؤں گئی۔میں میں یہاں سے ابھی چلی جاوٗں گئی۔اللہ قسم میری مری ماں باپ بھائی سب کی قسم
چلی جاؤں گی۔پر مجھے طلاق مت دیں۔میرے نام کے ساتھ اپنا نام رہنے دیں مت ہٹایے گا۔میری زندگی میں اب صرف آپ ہی اہم ہو۔۔اگر آپ کا نام میرے ساتھ نا رہا تو زویا مر جائے گئی۔میں بہت بری ہوں۔ بہت بری ہوں۔پلیز ایسا مت کیجیے گا۔میں بھیگ مانگتی ہوں۔وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔التمش اسکے الفاظوں سے وہی کا وہی خاموش کھڑا رہا۔۔

میں میں ابھی آپ کے کمرے سے چلی جاتی ہوں۔وہ اسکے منہ سے ہاتھ ہٹاتے اگلے ہی پل کمرے سے باہر کی طرف بھاگی۔کہی اگر ایک سیکنڈ لیٹ ہو گیا تو کہی وہ دوبارہ سے وہی الفاظ نا بول دے۔۔۔

اسکے نکلتے ہی التمش وہی بیڈ پر بیٹھتا چلا گیا۔ابھی کچھ دیر پہلے غصے میں کہے جانے والے الفاظ اب اسکے دماغ میں گھونجنے لگی۔۔وہ وہی بیڈ پر لیٹ گیا۔

Zubi Novels Zone

****

******

نہیں میں یہاں نہیں رہوں گئ۔اگر انہوں نے کل کو طلاق دے دی تو۔۔نہیں میں چلی جاؤں گئ۔وہ اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔اوت جلدی جلدی ایک بیگ میں کپڑے رکھنے لگی۔کانپتے ہاتھوں

سے بیگ بند کرتی وہ موبائل پکڑ کر نیچے جہانگیر خان کے کمرے میں آئی۔۔

جہانگیر خان اسے یوں روتے ہوئے دیکھتے فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے۔

زویا کیا ہوا؟ وہ روتی ہوئی زویا کو دیکھ کر بولے۔۔

نانو آپ کو میری قسم آپ مجھ سے کچھ نہیں پوچھیں گے۔ میں لندن جا رہی ہوں۔ اپ مجھے نہیں رُوکیں گے۔ وہ روتے ہوئے بولی۔۔

پر زویا جہانگیر خان بولے۔

نانو آئی ویل مس یو۔ پلیز جانے دیں اگر یہاں رہی تو مر جاؤں گئی۔ التمش کو

مت بتائیے گا میں لندن میں ہوں۔پلیز وہ ہاتھ جورتے ہوئے بولی۔۔

جہانگیر خان نے اسے سینے سے لگالیا وہ دل کھول کر رو دی۔جہانگیر خان کی آنکھوں سے بھی آنسوں نکل پڑے۔

اگلے آدھے گھنٹے میں زویا سعد کے ساتھ حویلی سے نکل گئی۔۔وہ سارا رستہ روتی رہی سعد نے بہت بار پوچھنے کی کوشش کی پر وہ چپ رہی۔ صبح کے پانچ بجے وہ ایرپوٹ پہنچے۔سامنے سرِاج ہاتھ میں ٹیکٹ اور اسکا پاسپورٹ پکڑے پریشان کھڑا تھا۔۔

تھینک یو سرِاج اپنا اور باقی سب کا خیال رکھنا۔وہ اس سے پاسپورٹ پکڑتے ہوئے بولی۔اور بنا ان دونوں کے کسی بھی سوال کا جواب دیے وہ ایئرپورٹ کے اندر چلی گئی۔۔۔

کچھ ہی گھنٹوں میں وہ لندن پہنچ گئی وہ جہاز میں سارا رستہ روتی رہی۔ التمش کے الفاظ اسکے کانوں میں گونجتے رہے۔ لندن میں سلطان ملک کا ایک فلیٹ تھا۔ آتے وقت سراج نے اسکی بھی چابی دے دی۔ وہ وہاں پہنچ گئی تھی۔۔

وہ یہاں کیا کرنے والی تھی کیسے رہنے والی تھی۔ کچھ بھی نہیں جانتی تھی۔ وہ بس اپنے نام کے ساتھ لگا التمش کا نام بچانا چاہتی تھی۔ اسکے لیے وہ ساری زندگی بھی یہاں رہتی تو اسے کوئی غم نہیں تھا۔

زندگی کبھی کبھی کچھ پل میں کیسے بدل جاتی ہے یہ کوئی اس وقت زویا سے پوچھتا۔ حویلی میں رہتے اسے لگا ایک فیملی مل گئی ہے۔ لیکن اب وہ واپس سے اکیلی ہو چکی تھی۔۔۔

****

*****

اگلی صبح التمش کی آنکھ کھولی تو سر بھاری سا محسوس ہوا اسے بہت تیز بخار تھا۔ سیدھا ہو کر بیٹھا۔ سائیڈ سے پانی کا گلاس پکڑ کر پیا۔ آہستہ آہستہ دماغ کی نسیں کھولیں۔ اور رات کا سارا منظر سامنے آ گیا۔۔

کہی وہ چلی تو نہیں گئی وہ بیڈ سے اُٹھا اور زمین پر پاؤں رکھے ایک دم چکر آیا۔ بخار بہت تھا۔ وہ سھمبالتا ہوا نیچے آیا۔ ساری حویلی میں ڈھونڈ لیا مگر وہ کہی نظر نا آئی۔ دل ایک دم ڈوبا۔

برخردار کسے ڈھونڈ رہے ہو۔ جہانگیر خان کی آواز گھونجی۔۔

کسی کو نہیں وہ خود کو سھنمبالتا ہوا بولا۔۔

Zubi Novels Zone

وہ چلی گئی ہے۔ کبھی ناواپس آنے کے لیے۔ جہانگیر خان بولے تو التمش کو لگا بم اسکے سر پر گرا۔

میں نہیں جانتا کل رات کیا ہوا وہ بس روتے ہوئے آئی اور مجھ سے جانے کی آجاذت مانگنے لگی۔ جہانگیر خان اسکے قریب آکر بولے۔۔

کہاں گئی؟ وہ بس اتنا بولا۔۔

میں نہیں بتاؤں گا وہ کہاں گئی۔ مجھ سے وعدہ لے کر گئی ہے۔ تم خوش ہو جاؤ وہ چلی گئی۔اب جگہ جگہ سے اُٹھ کر نہیں جانا پڑے گا۔ نا ہی اس سے بات نا کرنے کے بہانے ڈھنڈنے پڑیں گے۔ خوش رہوں۔ وہ اسکے سر پر یاتھ پھیرتے یوئے بولے اور پلٹ گے۔ وہ وہی گھاس بیٹھتا چلا گیا۔۔۔۔ تم سچ میں چلی گئی۔ وہ آسمان کی طرف دیکھ کر بولا۔ایک آنکھ سے آنسوں

نکلا۔۔وہ وہی گھاس پر لیٹ گیا۔۔۔اتنے تیز بخار میں ٹھنڈی گھاس مزید سردی پیدا کر رہی تھی۔پر وہاں کس کو فرق پڑتا تھا۔

****

*

پانچ سال بعد:

سراج تیار ہو جائیں۔جانا ہے لیٹ ہو رہی ہے۔دیکھیں اپنے بیٹے کو دو دفع تیار کر چکی ہوں۔پھر سے گندہ ہو گیا۔اریشہ اونچی اونچی چلا رہی تھی۔

بیگم ناراض کیوں ہو رہی ہو۔اپنے موٹو کو ابھی تیار کر دیتا ہوں۔سراج اسکے گال کھینچ کر اپنے بیٹے کی طرف بڑھا جس نے اپنے سارے کپڑوں پر چاکلیٹ لگالی تھی۔۔

آپ چھوڑیں میں تیاد کرتی ہوں آپ خود جا رک تیار ہو جائیں۔بارات کسی

بھی وقت آتی ہو گئی۔اریشہ نے اسے واشروم میں دھکہ دیتے ہوئے کہا۔

آج سیرت کی شادی تھی۔اور حازم کا ولیمہ تھا۔حازم دعا کی محبت کے اگے ہار گیا اور کل اس نے اپنے نکاح میں لے لیا۔اج ان دونوں کا ولیمہ تھا۔

سیرت کی شادی شمس سے ہو رہی تھی۔یہ رشتہ تھوڑی مشکل سے ہوا تھا۔ سب کو منانا کافی مشکل کام تھا۔پر شمس نے وہ کر دیکھایا تھا۔آج وہ بارات لے کر آرہے تھے۔

ابھی بھی اریشہ اور التمش کے درمیان سرد دیوار تھی۔باقی سب نے اسے معاف کر دیا تھا۔اسے بھی اپنے کیے پر بہت پشیمان تھا۔

بارات آچکی تھی۔اسکا استقبال بہت بھرپور انداز میں کیاگیا۔تھوڑی ہی دیر میں نکاح کی رسم پوری ہوئی۔۔

Zubi Novels Zone

السلام علیکم ! سراج اسکے پاس آکر بولا۔

وعلیکم السلام ! وہ جوس پیتے ہوئے بولا۔۔

اہممممم وہ کیامیں آپ سے کچھ دیر بات کر سکتاہوں۔وہ اپناگلا کھنگال کر بولا۔۔۔

بولو! وہ اسکی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولا۔انداز بہت لیادیا تھا۔

بولو! وہ اسکی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولا۔انداز بہت لیادیا تھا۔

میں جانتاہوں جو میں نے اور اریشہ نے کیا۔وہ بہت غلط تھا۔پر اب تو پانچ

سال گزر چکے ہیں۔ کیا آپ ان سب باتوں کو بھول نہیں سکتے۔ سراج بہت امید بھرے لہجے میں بولا۔

سراج اگر میں اس وقت یہاں پر اس گھر میں کھڑا ہوں نا تو وہ صرف شمس کی وجہ سے ہے۔ وہ سیرت سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ میں کسی طور اسکے رستے کا کانٹا نہیں بننا چاہتا تھا۔ اسی لیے مان گیا۔ اسکا مطلب یہ نہیں میں وہ سب کچھ بھول گیا ہوں۔ یا بھول جاؤں گا۔ تم بتاؤ۔ اگر تم میری جگہ ہوتے تو کیا تم کیا کرتے؟ وہ جوس کے گلاس کو ٹیبل پر رکھتا اسکی طرف متوجہ ہوا۔

سراج خاموش ہو گیا۔

تم دنوں کی شادی ہو گئی۔ اپنے لائف میں خوش ہو۔ اب تو حویلی میں آنا جانا بھی چالو ہو گیا ہے۔ تو مزید پریشان مت ہو۔ اور زندگی گزارو۔ فنگشن ختم

ہو گیا ہے میں چلتا ہوں۔ وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا اور آگے بڑھ گیا۔۔۔ سراج وہی کھڑا رہا۔

وہ سچ بول رہا تھا۔ کچھ مہینے پہلے ہی تو اریشہ کو آجازت مل گئی تھی حویلی جانے کی۔۔ وہ دونوں اپنی زندگی میں خوش تھے۔ ایک بیٹا اللہ نے دیا تھا۔ اب یہ معملہ اریشہ اور التمش کے درمیان تھا۔ چاہیے وہ بات کریں یا نا کرے یہ اسکی مرضی تھی۔۔

نکاح تو ہو چکا تھا۔ اب رخصتی کا شور اُٹھا۔ رخصتی ہوتے ہی سب گاؤں کی طرف گامزن ہو گے

****
****

حازم آپ اتنا گندہ کیوں پھیلا کر رکھتے ہیں؟ وہ چڑ کر بولی۔ کل سے وہ دیکھ رہی تھی سارا کمرہ گندہ ہی رہتا تھا۔ وہ کئی بار صفائی کر چکی تھی

اللہ نے بھی میرے نصیب میں چن کر ایسی بیوی لکھی ہے۔جو میڈم صاحبہ ایک دن کی دلہن ہونے کے باوجود کمرے کو سر بار صاف کر چکی ہے۔وہ اپنا کوٹ اتارتے ہوئے مسکرا کر بولا۔

تو آپ کو بھی اپنی ایک دن کی دلہن کا خیال رکھنا چاہیے یوں گندے بچوں کی طرح گندہ نہیں پھیلانا چاہیے مجھے سخت چڑ ہے۔اتنی گندی سے۔وہ ساتھ ساتھ بول رہی تھی اور ساتھ ساتھ صفائی کر رہی تھی۔

چھوڑو اسے جاؤ کپڑے بدل لو وہ اسکے ہاتھ سے کپڑے لیتے ہوئے بولا۔

کیوں پیاری نہیں لگ رہی؟وہ منہ بسور کر اپنے کپڑوں کو دیکھتے ہوئے بولی

پیاری سے بھی زیادہ پیاری لگ رہی ہو پر تھک گئی ہو گی۔اسی لیے بولا۔وہ اسکے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے بولا۔۔

کر لوں گئی پر پہلے میری سنیں۔کل سیرت کے ولیمہ پر گاؤں جانا ہے۔اور میں بتا رہی ہوں۔مجھے سارا گاؤں دیکھنا ہے۔وہ بچوں کی طرح ایکسائیٹڈ ہو کر بولی۔حازم محبت بھری نظروں سے اسکا چلبلا انداز دیکھ رہا تھا۔

شکریہ دعا! وہ مسکرا کر بولا۔۔

کس کیے؟ وہ سوالیہ انداز سے بولی۔۔

میری زندگی میں آنے کے لیے۔یہ جانتے ہوئے میرے دل میں کوئی اور تھی۔پھر بھی میرے مشکل وقت میں میرا ساتھ دینے کے لیے۔مجھ سے مخلص بے لوص محبت کرنے کے لیے۔۔اپنی محبت کے دیوں سے میرے دل میں محبت پیدا کرنے کے لیے ہر چیز کے لیے شکریہ۔وہ جذب کے عالم میں بولا۔دعا مسکرا دی۔۔

حازم تب میں نے آپ سے محبت کی تھی۔اور یہ جانے بغیر آپ کے دل میں کیا ہے۔جب مجھے سچائی پتہ چلی تب میں یہاں سے جانا چاہتی تھی۔پر آپ کا ایکسیڈینٹ ہو جانا، مجھ میں ہمت ہی نا ہوئی کہ جاسکوں۔آپ کو اتنے درد میں چھوڑ کر بھلا میں جاسکتی تھی۔وہ نم لہجے میں بولی دعا ان دنوں کو یاد کر کے رو دی تھی۔

پاگل! رونے کے لیے کس نے بولا۔روتے ہوئے بلکل چڑیل لگتی ہو۔وہ

ہنس کر اسے ساتھ لگاتے ہوئے بولا۔

ہاہ حازم میں چڑیل لگتی ہوں۔ ہٹیں دور۔ اب مجھے بلائے گا مت وہ اسے دھکہ دیتی ساتھ بنے واشروم میں گھس گئی۔ حازم کا قہقہ بلند ہوا۔

****

******

وہ ان سب سے پہلے ہی نکل آیا تھا۔ گاؤں کے پاس جا کر اس نے گاڑی ایک طرف کھڑی کر دی اور خود باہر نکل آیا۔ ویس کوٹ نکال کر اس نے ساتھ والی سیٹ پر پھینکی اور خود گاڑی کی بونٹ پر چڑھ کر لیٹ گیا۔ دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے کھولی آنکھوں سے وہ اوپر کالے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ چہرہ ایک دم سنجیدہ تھا۔

اوپر کالے آسمان پر چمکتے ستارے اسے اپنے دل کے بہت قریب لگ رہے تھے۔ وہ یوں محسوس کر رہا تھا۔ جیسے وہ ان چمکتے ستاروں سے دل ہی دل میں بات کر رہا ہے۔ وہ بہت مگن انداز میں اوپر دیکھ رہا تھا۔ یہاں رکے اسے

ناجانے کتنی دیر ہو گئی جب پیچھے سے گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔ اتنے خوبصورت منظر میں خلل ڈالا گیا۔ وہ لمبی سانس لیتا نیچے اترا۔ اور پیچھے دیکھا تو تقریباً ساری بارات پیچھے کھڑی تھی۔ وہ کسی کو کچھ بولے بنا گاڑی میں بیٹھا اور آگے بڑھا۔

اگلے دس منٹ میں گاڑیاں حویلی پہنچ گئیں۔ دلہن کو اندر لے جایا گیا۔

چھوٹی موٹی رسمیں پوریں ہوئیں۔

چھوٹے سائیں! بڑے سائیں بلا رہے ہیں۔ گل خان اسے کمرے میں پہنچ کر بولا۔ وہ سر ہلا کر اسکے ساتھ نیچے جہانگیر خان کے کمرے میں پہنچا۔

جی دادا جی آپ نے بلایا۔ وہ ان کے بیڈ پر بیٹھ کر مخاطب ہوا۔ جہانگیر خان بیڈ پر نیم دراز تھے۔ آجکل ان کی طبعیت کافی خراب رہتی تھی۔

ماجد کا کچھ پتہ چلا۔ وہ آنکھیں کھول کر مخاطب ہوئے۔۔

نہیں دادا جی پتہ نہیں کہاں ہے۔ کچھ معلوم نہیں ہوا۔ وہ نظریں چراتا ہوا بولا

ہمم بدبخت پتہ نہیں کہاں چلا گیا۔پانچ سال ہو گے ہیں۔جہانگیر خان کھانستے ہوئے بولے۔۔التمش نے نظریں چرالیں۔کیونکہ وہ کچھ مہنوں پہلے ہی جان چکا تھا۔ماجد کافی سالوں پہلے سے ہی چھپ چھپا کر ایک کمپنی کے ساتھ انوال تھا جو کہ حرام کا پیسہ کماتے تھے۔وہ کمپنی کے آر میں چھپ چھپا کر سمگلنگ کا کام کرتے تھے۔وہ اس دن پر پکڑے جانے کے ڈر کی وجہ سے یہاں سے بھاگ گیا تھا۔لیکن پچھلے سال ہی وہ پکڑا گیا اتنے سال وہ انہی کے ساتب سمگلنگ کا کام کرتا رہا۔اور پکڑا گیا۔التمش کو بات کچھ مہینے پہلے ہی ارحم نے بتائی اس نے سب سے چھپانا ہی مناسب سمجھا ورنہ سب بہت پریشان ہو جاتے۔ویسے بھی بہت مشکل سے حویلی کا ماحول ٹھیک ہوا تھا۔صائمہ بیگم بہت مشکل سے سنبھلی تھیں۔

صائمہ بہو تمہاری شادی کروانا چاہتی ہے۔جہانگیر خان نے کمان سے تیر

نکلا۔ وہ جانتے تھے یہ بہت برے طریقے سے چھبے گا۔

میں بھی سوچ رہا ہوں کر ہی لوں۔ بہت رہ لیا اکیلا۔ اب اچھی اور سمجھنے والی بیوی لانی ہی چاہیے۔ وہ سوچتے ہوئے بولا۔۔ جہانگیر خان کی آنکھیں حیرت پوری کی پوری کھل گئیں۔

ہمم لگتا ہے اسکو مکمل بھول گے؟ انہوں نے سرد انداز سے کہا۔
کس کو؟ اگے سے بھی ویسا ہی سوال آیا۔

کسی کو نہیں چھوڑ۔ تم جاؤ یہاں سے مجھے سونا ہے۔ انہوں نے کافی غصے سے کہا۔ التمش اُٹھا اور وہاں سے نکل گیا۔
ان کا علاج تو اب مجھے ہی کرنا پڑے گا۔ گل خان! انہوں نے کچھ سوچ کر گل خان کو آواز دی۔۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

****

*****

لندن:

آپ کو یہ کھانا تو پڑے گا۔ورنہ علاج کیسے ہو گا۔۔وہ باؤل پکڑے اسے سوپ پلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

نو نیور! مجھے پتہ ہے آپ بعد میں کڑوی دوائی کھلا دو گئی اگلے سے وی منہ بسور کر بولا۔۔

اب اگر میرے ببلو کو میرے ساتھ پارک میں کھیلنے جانا ہے تو یہ سوپ اور دوائی تو کھانی پڑے گئی۔وہ مسکرا کر بولی۔

سچ میں وہ منہ کھولے بولا۔اگلے نے ہاں میں سر ہلایا۔اس نے جلدی سے سوپ پینا شروع کیا۔۔وہ مسکرا دی۔

ڈاکٹر زویا!وہ منگن انداز میں اسے دیکھ رہی تھی جب پیچھے سے آواز آئی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو نرس کھڑی تھی۔

جی۔وہ چل کر اسکے قریب آئی۔بلو کلر کی فراق پہنے بازو پر وائٹ کوٹ رکھے سر پر سٹالر حجاب کی شکل میں لیے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔وہ مسکرا کر نرس کے قریب آئی۔

ڈاکٹر آپ کے آفس میں بہت دیر سے آپکا فون بج رہا ہے۔جا کر دیکھ لیں۔ آپ کے نانا جی نے کافی دفع ہسپتال کے نمبر پر بھی کال کی ہے۔کافی

پریشان لگ رہی تھے۔نرس نے فوراً سب بتایا۔زویا اسکی سنتے ہی وہاں سے بھاگی۔اوراپنے کمرے میں آئی۔موبائل اُٹھایا تو پچاس مس کالز تھیں۔وہ پریشان ہوگئی جلدی سے کال ملائی۔

ہیلونانو کیا ہوا؟اتنی زیادہ کالز۔۔وہ پریشانی سے بھری آواز میں بولی۔۔

ہیلوبی بی برے سائیں کی طبعیت بہت خراب ہے۔ڈاکٹر نے بولا ہے وہ آخری وقت پر ہیں۔وہ بار بار آپکا نام لے رہے ہیں۔جلدی سے آجائیں۔ آگے سے گل خان کی روتے ہوئے آواز آئی۔زویا کے ہاتھ پاؤں کانپے۔۔

گل خان آپ انہیں بولیں میں میں جلدی ہی آجاتی ہوں۔وہ روتے ہوئے بولی۔اور کال کاٹ دی۔اپنی چیزیں لے کر وہ اگلے دس منٹ میں ہسپتال سے نکلی۔اپنے فلیٹ پر پہنچ کر اس نے اپنی دوست میرب کو بلایا۔۔۔

زویا پانچ سال پہلے جب لندن آئی تو فوراً اس فلیٹ میں پہنچی۔ اسکے بعد وہ کافی دنوں تک بہت ڈسٹرب رہی۔ اپنے آپ پر قابو پا کر اس نے یہاں کے بیسٹ میڈیکل کالج میں ایڈمیشن لے لیا۔ یہاں پر اکیلے رہنا مشکل تھا۔ وہی اسکی دوستی میرب سے ہوئی۔ دونوں ڈاکٹر کے پروفیشن میں تھیں۔ ان سالوں میں پاکستان اسکا رابطہ بس جہانگیر خان کے ساتھ تھا وہی اسکے اکاونٹ میں پیسے بھیجتے جس سے وہ اپنی میڈیکل کی پڑھائی اور باقی خرچے پورے کرتی۔۔ پاکستان میں جہانگیر خان اسکا وعدہ نا نبھا سکے۔ اور کچھ ہفتوں بعد سب کے فورس کرنے پر انہوں نے بتا دیا کہ وہ لندن میں ہے۔ سب نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی پر اس نے نمبر بدل لیا۔ اور صرف جہانگیر خان سے بات کرتی۔ وہ بھی کسی کو معلوم نا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی۔ باقیوں سے بات کرتے وقت التمش کا ذکر نکلے۔۔ اور وہ دوبارہ سے بھٹکے اسنے اپنا سارا وقت میڈیکل کی پڑھائی کو دینا چاہتی تھی۔ اب یوں

آچانک جب اپنے سب سے قریبی رشتے کو کھوتے دیکھ کو بھوکھلا گئی۔ روتے ہوئے وہ میرب کے ساتھ سامان پیک کر رہی تھی۔ ٹکٹ تو وہ ہسپتال سے نکلنے سے پہلے ہی بک کر چکی تھی۔ صبح کے چھے بجے کی فلائیٹ تھی۔اور ابھی رات کے نو بج رہے تھے۔۔

وہ بہت مشکل سے سامان پیک کر رہی تھی۔میرب اسے بہت مشکل سے چپ کروا رہی تھی۔۔

میرب کیا میرا آخری سہارا ابھی چھن جانے والا ہے۔میرے گناہوں کی اتنی سزا کافی نہیں۔وہ روتے ہوئے میرب سے بولی۔

کچھ نہیں ہوگا تم چپ کرو۔میرب اسے چپ کروانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔

اس نے ہسپتال فون کر کے ایمر جنسی میں چھٹی لے لی۔ رات کے تین بج چکے تھے میرب اسے چھوڑنے ایر پورٹ پہنچی۔ وہ اس سے مل کر اندر چلی گئی۔ سب پراسس کمپلیٹ کر کے وہ جہاز میں بیٹھی۔ کچھ ہی دیر میں جہاز آسمان پر اُڑنے لگا۔۔ وہ اپنی نقاب سے جھلکتی آنکھوں کو صاف کرتی دھندلی نظروں سے جہاز کی چھوٹی سے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔۔ اسکے سامنے پانچ سال کا منظر گھوما جب وہ پانچ سال پہلے بالکل اسی طرح افرا تفری میں لندن پہنچی تھی۔ اور آج وہ بالکل اسی طریقے سے واپس پاکستان جارہی تھی۔۔ ان سالوں میں ایک انسان تھا جس نے ہر قدم پر اسکی سوچوں کا پیچھا کیا۔ وہ اس سے بھاگنے کے لیے یہاں آئی تھی اور آج وہ دوبارہ سے اسکی کے ملک جارہی تھی۔ آٹھ گھنٹے کی لمبی مفاست کے بعد جہاز پاکستان کی زمین پر اترا۔ گیارہ بجے کا وقت تھا۔ بلیک برقعے میں چہرے پر نقاب کیے وہ اپنا سامان لیے تیزی سے چلتی ایر پورٹ سے باہر نکلی۔

سامنے گل خان کھڑا تھا۔

گل خان یہ سامان رکھیں اور جلدی سے ہسپتال چلیں۔وہ جلدی سے گل خان کے قریب پہنچ کر بولی۔۔

بی بی جی ہسپتال نہیں حویلی جانا ہے۔ برے سائیں اپنی آخری سانسیں حویلی میں لینا چاہیتے تھے وہ اپنی انکھیں پوچھتے ہوئے بولا۔۔

چلو جلدی سے وہ سھنمبل کر بولی۔۔گل خان اسکا سامان لیے گاڑی کی ڈکی میں رکھا اور خود ڈرائیو نگ سیٹ پر بیٹھا۔زویا پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔وہ جانتی تھی۔یہاں سے دو گھنٹے مزید لگے گے۔وہ چپ کر کے بیٹھ گئی۔آنکھوں سے نظر کا چشمہ اتارا اور بیگ مین رکھا۔۔

گاڑی گاوں کی حدود میں داخل ہو گئی۔زویا نے شیشہ نیچے کر دیا۔اور باہر دیکھنے لگی۔گاوں کی سڑکیں بنی ہوئیں تھیں۔گاڑی تیز رفتار سے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔زویا کی نظر ایک عمارت پر پڑی۔جب اوپر لکھی عبارت پڑھی تو برے برے لفظوں میں مہوش ہسپتال لکھا تھا وہ اتنا برا تو نہیں پر اتنا چھوٹا بھی نا تھا۔تھوڑی دور گاڑی گزری تو سکول اور کالج سے بہت ساری لڑکیاں ہنستی مسکراتیں باہر نکل رہیں تھیں جیسے ابھی ابھی چھٹی ہوئی ہو۔۔ تھوڑی اور دور گاڑی گئی تو جہاں اس وقت میں فیکٹری بن رہی تھی اج وہاں ایک چھوٹا سا پارک اور ایک چھوٹی سے بیکری بنی ہوئی تھی۔زویا حیرانگی سے ان سب تبدیلوں کو دیکھ رہی تھی۔اسکی حیرانگی کا ٹھیکانہ تب نا رہا جب لوگوں کے کافی گھروں کو اچھی شکل میں دیکھا۔اسے اپنے کہے گے الفاظ کانوں میں گھونجے۔وہ انہی سوچوں میں گم تھی جب حویلی جا دروازہ کھولا اور گاڑی اندر داخل ہوئی۔اسکی دل کی ڈھڑکنیں تیز ہو گئیں۔اپنے سامنے وہ مہینے گزرے جب وہ یہاں آئی تھی۔اور کس طریقے سے وہ

یہاں سے گئی تھی۔

لیکن ابھی فل حال وہ صرف جہانگیر خان کے پاس جانا چاہتی تھی۔وہ اپنا پرس کندھے پر ڈالے جلدی سے گاڑی سے نکلی اور بھاگ کر اندر کی طرف بڑھی۔یہ وقت دوپہر ایک بجے کا ہو رہا تھا۔۔

نانو نانو وہ بھاگتی ہوئی جہانگیر خان کے کمرے کی طرف گئی۔اسکی آواز پانچ سالوں بعد حویلی مین گھونجی تھی۔جس جس نے سنی وہ حیرانگی سے اس سمت دیکھ رہا تھا جہاں سے وہ بھاگ رہی تھی۔

زویا! صائمہ بیگم نے حیرانگی سے کہا۔وہ چلتی ہوئی جہانگیر خان کے کمرے کی طرف گئیں۔

نانو آپ ٹھیک تو ہیں نا گل خان نے فون کیا کہ آپ۔۔۔وہ روتے ہوئے اور ہکلاتے کمرے میں داخل ہوئی اور بھاگ کر جہانگیر خان کے بیڈ پر بیٹھی اور جلدی سے ان کی نبض چیک کرنے لگی۔۔وہ بیڈ پر ٹیک بیٹھے ہوئے تھے۔وہی کمرے میں ایک طرف وئیل چیر پر خالد صاحب،اور صوفے پر سہیل صاحب اور رفاقت صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔حویلی میں شادی کی وجہ سے کافی گہما گہمی تھی۔۔

بس بیٹے اپنی آخری سانسوں کے چلتے آخری دفع تمہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ جہانگیر خان بیماروں والا چہرہ بنا کر بولے۔۔

پر آپ کی نبض تو ٹھیک ہے۔وہ حیرانگی سے بولی اور دوبارہ سے نبض چیک کرنے لگے۔

اباجی کیا ہوا آپ کو آخری سانسیں ہمیں کیوں نہیں بتایا رفاقت صاحب جلدی سے ان کے قریب آکر بولے۔۔

نانو آپ نے جھوٹ بولا۔وہ شاک کے انداز میں بولی۔صائمہ اور آئمہ دونوں کمرے میں داخل ہوئیں۔

جھوٹ نہیں بولا بس تمہیں پاکستان بلانے کے لیے چھوٹا سا وہ کیا بولتے ہیں پرینک کیا۔تاکہ تم بھاگی بھاگی اپنے نانو کے پاس آجاؤ۔ورنہ کیا پتہ کس دن آنکھیں بند ہو جائیں۔بچے ہوئے دن یا مہینے ہم اپنی نواسی کے ساتھ گزارنا چاہتے تھے۔۔وہ نم آنکھوں سے بولے۔

آئی ہیٹ یو۔پتہ ہے کتنا ڈر گئی تھی۔۔مجھے لگا آپ بھی چھوڑ کر جا رہے ہیں۔باقی سب کی طرح۔۔وہ روتے روتے جہانگیر خان کے سینے سے لگ

گئی۔ جہانگیر خان نے نم آنکھوں سے اپنا کمزور ہاتھ شفقت سے اسکے سر پر رکھا۔

کس طرح سے لندن سے آئی ہوں آپ کو پتہ بھی نہیں۔ دل کر رہا تھا اُڑ کر آ جاؤ۔ پر آپ کو تو پرینک کی پڑی ہوئی تھی۔۔ اتنے گھنٹے انگاروں پر گزارے ہیں۔ وہ روتے روتے بول رہی تھی۔ تبھی اسکی ہچکی بند گئی۔

زویا اتنا مت رو ابا جی کا دل تو ویسے ہی چھوٹا ہے کہی بی پی لو نا ہو جائے صائمہ بیگم نے اسے چپ کرواتے ہوئے کہا۔

تو ماما آپ بتائیں کیا نانو نے صحیح کیا۔ وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔

جیسا تم نے پانچ سال پہلے یہاں سے جا کر کیا تھا۔ اس سے سب ہرٹ

ہوئے تھے۔ کیا وہ صحیح تھا۔ صائمہ بیگم روٹھے ہوئے لہجے میں بولیں۔

ایم سوری مامی وہ وہی بیٹھی کان پکڑ کر بولی ابھی تک وہ نقاب میں تھی۔
صائمہ بیگم نے شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

دادجی یہ لیں آپ کی بی پی کی دوائی۔ وہ کمرے کے دروازے سے اندر داخل ہوتے مصروف انداز میں بولا۔ سالوں بعد یہ آواز سن کر زویا کو اپنی دل کی دھڑکنیں تیز ہوتے ہوئے محسوس ہوئی۔۔ وہ چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا۔ زویا نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر پلٹ کر دیکھا۔ التمش جہاں تھا وہی رک گیا۔ دونوں کی نگاہیں ملیں۔ سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں وہ اسے پہچان گیا۔ وہی پہلے دن کی ملاقات والا منظر تھا۔ وہی پردے میں لپٹیں نیلی آنکھیں جن میں ایک چمک تھی۔ پر آج اس نے اسکی آنکھوں میں نمی دیکھی۔ پانچ سالوں کا عرصہ ایک پل میں اُڑ گیا۔ وہ شاک سا اپنے سامنے

اسے دیکھ رہا تھا۔

یہ خوبصورت لمحے بس چند ہی پل کے تھے۔ التمش اس کی گہری نگاہوں سے جھٹ سے نکلا اور چلتا ہوا اسکے قریب پہنچا۔

داداجان یہ دوائیاں وہ سائیڈ ٹیبل پر دوائی کا شاپر رکھ کر بنا کسی کی طرف دیکھے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اسکے نکلے ہی جہانگیر خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی۔

زویا نے ان کی طرف دیکھا۔ وہ سمجھ گئی انہوں نے اسے یہاں کیوں بلوایا ہے۔ وہ انہیں ناراضگی بھری نظروں سے دیکھتی رہی۔

زویا چلو باقی سب سے بھی مل لو۔ آئمہ بیگم نے اسے ساتھ لیے کمرے سے

باہر نکل گئیں۔زویا باقی سب سے ملنے لگی۔۔اور کچھ دیر کے لیے اریشہ کے کمرے میں آرام کرنے آگئی۔

چینج کر کے وہ بیڈ پر لیٹی اور آنکھیں بند کیں۔آنکھوں کے پردے پر اسی ظالم کا چہرہ چھا گیا۔جس سے کچھ دیر پہلے نگاہیں ٹکرائیں تھیں۔اسکی بے رخی نے اسے اندر سے دوبارہ چھلنی کر دیا تھا۔پانچ سالوں سے جو بندھ اس نے لگائے تھے آج وہ دوبارہ سے ٹوٹ گے۔وہ چہرہ تکیے میں چھپائے خوب روئی۔۔۔۔

****

وہ حویلی سے نکل کر سیدھا ڈیرے پر آگیا۔درخت کے سائے کے نیچے

چارپائی پڑی ہوئی تھی وہ وہی لیٹ گیا۔

حویلی میں شمس اور سیرت کے ولیمے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ سیرت کو پارلر والی حویلی میں ہی تیار کر رہی تھی۔ باقی سب بھی تیار ہو رہے تھے۔ باہر گارڈن میں دو ٹینٹ لگائے گے تھے ایک طرف مرد اور دوسری طرف عورتیں تھیں۔

تین بجے کے قریب حازم اپنی ساری فیملی اور باقی کچھ رشتے داروں کے ساتھ پہنچ گیا تھا۔ کچھ سالوں پہلے جس خاندان جس حویلی کو وہ برباد کرنا چاہتا تھا۔ آج اسی خاندان می۔ اپنی بہن بیاہی تھی۔ وہ ان سالوں میں وہ سر سے پاؤں تک بدل گیا تھا۔ اور یہ سب کو نظر بھی آرہا تھا۔

چھوٹے سائیں سب مہمان آچکے ہیں۔ آپ کو بھی چلنا چاہیے۔ وہ آنکھیں

بند کیے لیٹا ہوا تھا جب پاس سے گل خان کی آواز آئی۔

ہم چلو وہ اُٹھا اور حویلی کی طرف بڑھ گیا۔ سارے مہمان پہنچ گے تھے۔

حد کرتے ہو التمش مہمان آ گے ہیں تم ابھی تک تیار نہیں ہوئے۔ زویا کو بھی ابھی ابھی تیار ہونے کا بول کر آئی ہوں۔ جاؤ جلدی سے تیار ہو کر آؤ۔ صائمہ بیگم اسے اب حویلی اتے دیکھ کافی غصے میں آئیں۔ وہ سر ہلا کر کمرے میں آیا اور بے دلی سے تیار ہونے لگا۔ تیار ہو کر وہ نیچے آ گیا۔ سیڑھیوں سے نیچے اترتے اسکی نظر سامنے منت اور ناقی سب کو ملتی زویا نظر آئی۔ کچھ دیر پہلے تو وہ اسے نقاب میں دیکھ چکا تھا۔ آج پانچ سالوں بعد وہ اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ بلیک کلر کی سمپل سی فراق چوڑی دار پجامے کے ساتھ پہنے چہرے پر ہمشہ کی طرح اسکاف اوڑھے کندھے پر لال بھاری ڈوپٹہ جس پر خوبصورت کڑھائی ہوئی تھی ڈالے ہلکے سے نیچرل میک اپ کے ساتھ وہ

دل کو چھو جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔ایک ٹھڑاؤ پن اسکی ذات میں دیکھائی دے رہا تھا۔وہ سب سے بہت اچھے سے مل رہی تھی۔دل سے وہ ہر بات نکال چکی تھی۔

سبھی اسے دیکھ کافی سرپرائیز تھے۔وہ مسکرا کر بات کر رہی تھی جبھی اسکے موبائل پر کسی کا فون آیا۔وہ ایکسیوز کر کے ایک طرف چلی گئی۔التمش کافی دیر سے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ اسے بہت بدلی سی لگی۔

اہمم اگر بولیں تو انہیں یہی بلوالوں۔پاس سے سعد کی آواز آئی۔التمش نے پلٹ جرادے آنکھیں دیکھائیں۔

سنا ہے ڈاکٹر بن گئی ہیں۔آپ بھی اپنا دل،دماغ لے کر ان کے پاس جائیں شائذ ٹھیک کر دیں۔ویسے مجھے لگتا ہے ایک وہی انسان ہے جو آپ جیسے کا

دماغ دل ٹھیک کر سکتا ہے۔رکیں میں بلاتا ہوں۔سعد شراتاً انداز میں بولا۔اس سے پہلے التمش اسے رُکتا وہ زویا کی طرف بڑھا۔

ہیلو زویا بھابھی ! سعد مسکراتا ہوا بولا۔۔زویا نے پلٹ کر دیکھا۔تبھی اسکی نظر سامنے التمش پر گئی۔جو کہ اب رفاقت صاحب سے بات کر رہا تھا۔ بلیک کلر کی شلوار قمیض پہنے وہ اسکو آج بھی اپنے دل میں اترتا ہوا محسوس ہوا۔اپنے دل کی دھڑکنوں کو سنبھال کر وہ سعد کی طرف متوجہ ہوئی۔جو اسے اپنی بیٹی سے ملوا رہا تھا۔زویا مسکرا کر اسکی پیاری سی پری کو دیکھ رہی تھی۔۔

اسی طرح ولیمے کا فنگشن اپنے اختتام کو پہنچا۔حازم کی ساری فیملی آچانک ہونے والی زوروں کی بارش کی وجہ سے یہی رک گئے۔باقی سب مہمان چلے گے۔ان کو زبردستی جہانگیر خان نے رُک لیا تھا۔

سب نے کھانا اچھے سے نہیں کھایا تھا اسی لیے صائمہ بیگم نے سب کے لیے کھانا لاونج میں لگوایا۔زمین پر میٹرس بچھوائے ان کے اوپر کھانا لگایا گیا۔

سب مرد ایک طرف اور عورتیں دوسری طرف بیٹھ کر کھانا کھانے لگیں۔

زویا اتنے عرصے بعد سب سے مل کر کافی خوش لگ رہی تھی۔وہ ان سب کو بہت مس کرتی تھی۔

زویا تم ڈاکٹر بن گئی ہو تو اب اسی ہسپتال میں نوکری کر لینا۔کیسا؟منت کچھ سوچ کر بولی۔۔سب اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

نہیں مجھے ایک ہفتے تک واپس جانا ہے۔لندن میں ہی نوکری کروں گئی۔

وہاں سے ایسے نہیں چھوڑ سکتی۔۔وہ مسکرا کر بولی۔

اماں !آپ نے بہت بار شادی کے لیے پوچھا تھانا۔آج صبح ہی دادا جان کو میں ہاں کر آیا ہوں جہاں دل چاہے شادی کر دیجیے گا۔زویا کی بات سن کر التمش نے سنجیدہ انداز مین کہا۔سب نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔زویا اسکا ایک ایک لفظ سن رہی تھی۔چاولوں کا چمچ بھر کر منہ میں ڈالا۔اسے نگل کر پانی پیااور دوسری صف میں بیٹھے التمش کی طرف دیکھا جو اتنی بری بات بول کر اب مزے سے بریانی کھا رہا تھا۔

اپ سب یہی پر موجود ہیں۔تو میں بھی ایک فیصلہ سنانا چاہتی ہوں۔پانچ سال سے مین اس مسلے پر سوچ رہی ہوں۔اور میں نے فیصلہ کیا کے۔مجھے طلاق چاہیے۔میں اپنی نئ زندگی شروع کرنا چاہتی ہوں۔باقی جب خوش ہیں تو میں بھی خوش ہونا چاہتی ہوں۔وہ سمجیدہ انداز میں بولی۔اب سب

نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔ کہ آج ان دنوں نے ناجانے کیا کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ جو ایک ایک کر کے شاک دے رہے تھے۔ التمش نے لال انگاروں بھرے آنکھوں سے اسے دیکھا۔ جواب اُٹھ کر اپنی چپل پہنتی جہانگیر خان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ التمش اگلے ہی پل اُٹھا اور بنا کسی کو دیکھے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

یااللہ یہ دونوں ہی پاگل ہو گے۔ بچوں کی طرح لڑ رہے ہیں۔ مین تو کہتی ہوں کہی بند کر دو۔ لڑ لڑ کے ٹھیک یو جائیں گے۔ صائمہ بیگم اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے بولیں۔

کچھ نہیں ہو گا ٹھیک ہو جائیں گے۔ دونوں کے اندر غصہ بڑھا ہوا ہے۔ ایک دفع غصہ نکلا تبھی دونوں ٹھیک۔ آئمہ بیگم۔ بولیں۔۔

****

ان کا یہی علاج ہے۔ بڑے آئے میں شادی کے لیے تیار ہوں جس سے چاہے کر دو۔ وہ جہانگیر خان کے کمرے مین چکر لگاتے ہوئے التمش کی نقل اتار رہی تھی۔

تم نے ڈائریکٹ طلاق کی بات کر دی وہ ٹھی تھی۔ جہانگیر خان بولے۔

نانو طلاق کی بات پر ان کا چہرہ دیکھنا تھا۔لال ٹماٹر کی طرح بن گیا تھا۔اگر وہ شادی کی بات کر کے میرا دل جلا سکتے ہیں تو طلاق کی بات کر کے میں کیوں نہیں۔وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر غصے سے بولی۔۔

ہاہاہاٹھیک ہے۔اگراس نے سچ میں شادی کرلی تو؟

اس روٹھی محبوبہ کی اتنی ہمت میرے سامنے شادی کرے گلاد بادوں گی۔
اور اگرایسا کر بھی لیاناتوتومین بھی شادی کرلوں گئی۔وہ چڑتے ہوئے
بولی۔۔

یہاں آؤمیری بات سنو۔جہانگیرخان سیریس ہوتے ہوئے بولے۔زویا
چلتی ہوئی ان کے قریب آکر بیٹھی۔۔

تمہیں کیالگتاہے میں نے تمہیں اس طریقے سے کیوں بلوایا؟وہ سنجیدہ
انداز میں بولے۔

کیونکہ اپ کو میری یاد آرہی تھی۔

نہیں کیونکہ وہ تمہیں یاد کرتا ہے۔ جس دن تم گئی تھی۔ وہ سردی میں بخار مین ہونے کے باوجود وہی لیٹا رہا اور وہی بے ہوش ہو گیا۔ کیوں کہ اسے تمہارے جانے کا پتہ لگا تھا۔ میں نے اُسے اسکے بعد بالکل خاموش، دیکھا ہے۔ وہ کام مین ایسا ڈوبا کہ کم ہی حویلی میں نظر آتا۔ سارے گاؤں کو بدل کرر کھ دیا۔ کبھی جو مجھے کرنا چاہیے تھا ان سالوں مین وہ سب اس نے کیا۔ بہت بار اسے راتوں کو ساری ساری رات چھت پر چلتے اوت گم سم دیکھا۔۔ وہ تم سے پاگلوں کی طرح پیار کرتا ہے۔ اب جب یہاں اگی ہو تو اس سے بات کرو اور جاننے کی کوشش کرو وہ کس بات کو دل پر لگائے بیٹھا ہے جہاں تک میں جانتا ہوں التمش جیسا بندہ اگر اتنا ناراض ہے تو اکسے پیچھے وہ وجہ نہیں جو ہم سوچ رہے ہیں۔ اسے ضرور کوئی اور بات ہرٹ کی ہو گی۔ جہانگیر خان نے بہت پیار سے اسے سمجھایا۔

زویا نے سر ہلایا۔

نانو وش می لک میں زندہ واپس آجاؤ۔ وہ ان کی ساری باتیں دھیان سے سنتی سمجھتی اُٹھ کر کھڑی ہوئی اور کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

یا اللہ بہتر کرنا میرے بچوں کی خوشیاں واپس لوٹا دینا۔ جہانگیر خان ہاتھ جوڑ کر دعا کرتے ہوئے بولے۔۔

****

****

حویلی میں خاموشی کا راج تھا۔ سب اپنے اپنے کمروں میں سکون کی نیند سو

رہے تھے۔وہ جہانگیر خان سے بات کر کے اوپر التمش کمرے کی طرف آ گئی۔ کمرے کا دروازہ کھولا ہوا تھا۔اندر جھانک کر دیکھا تو کمرہ پورا خالی تھا۔ وہ کمرے میں چلی آئی۔ کمرہ ویسے کا ویسا ہی تھا۔ جیسا وہ پانچ سال پہلے چھوڑ کر گئی تھی۔

کہاں ہوں گے ؟ کمرے میں اسے نا پاتے ہوئے وہ باہر۔ نکلی۔اور دوسرے کمروں میں جھانکے لگی۔ کچھ سوچ کر وہ حویلی کے چھت پر چلی آئی۔ پورے چھت پر صرف ایک ہی لائیٹ جل رہی تھی۔ جس سے ہلکی سی روشنی چھائی ہوئی تھی۔اسکی نظر سامنے گئی۔وہ سامنے چھت کے بالکل آخری کونے پر کھڑا تھا۔وہ آہستہ سے چلتی اسکے پیچھے آکر کھڑی ہو گئی۔

اب کیا لینے آئی ہو؟ بنا پلٹے وہ بولا۔

مجھے آپ سے بات کرنی ہے؟اسکی سرد آواز سن کر وہ خود میں ہمت پیدا کرتے ہوئے بولی۔

ہنہ بات۔۔کیا بات کرنی؟طلاق لینی ہے؟وہ پلٹ کر طنزیہ انداز میں بولا۔۔

آپ کو سچ میں ایسا لگتا ہے۔میں طلاق لینا چاہتی ہوں۔وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سوالیہ انداز سے بولی۔

تمہارا کیا۔طلاق لینے ہی تو آئی ہو۔تمہیں کونسا کسی چیز سے فرق پڑتا ہے وہ نظریں ہٹاتے ہوئے بولا۔

واؤ مجھے فرق نہیں پڑتا مجھے !التمش خان اگر مجھے فرق نا نا پڑتا ہوتا نا تو یوں

آدھی رات کو یہ ملک چھوڑ کر نا جاتی۔ صرف اپکا نام اپنے نام کے ساتھ جوڑے رکھنے کے لیے ساری زندگی وہاں رہ سکتی تھی۔ کبھی پلٹ کر نا آتی اگر نا تو جھوٹ نا بولتے۔۔وہ نم آنکھوں سے بولی۔۔

کیا فائدہ پانچ سال ضائع کرنے کا اب بھی تو طلاق مانگ رہی ہو۔وہ طنزیہ انداز میں بولا۔۔

جب آپ شادی کی بات کر کے میرا دل جلا سکتے ہیں تو میں طلاق کی بات کیوں نا کرتی ایسے ہی بکواس کی تھی۔وہ اسکی طرف دیکھ کر بولی۔وہ چپ ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ جیسے یہی سننا چاہتا ہو۔

آپ کو طلاق کے نام پر اتنی تقلیف نہیں ہونی چاہے جب اس رات مجھے خود۔۔۔۔۔اگر میں نا رُکتی۔آپ تو اس دن ہی اپنی زندگی سے نکال

دیتے۔وہ بولتے بولتے رو دی۔وہ ابھی بھی کچھ نا بولا۔اسکے سامنے بھی اس رات کا تقلیف دہ منظر آگیا۔

محبت کرتے تھے نا تو کیا محبت میں معافی نہیں دی جاتی۔کتنی دفع معافی مانگی تھی مگر آپ اپنی انا میں رہے۔اور جہاں تک بدلہ لینے کی بات ہے۔اگر میں اپنے ماں باپ کا بدلہ لے رہی تھی۔تو آپ بھی تو روحان سے اپنے بھائی کا بدلہ لے رہے تھے۔تو حساب برابر ہوا نا وہ غصے سے بولی۔

تمہیں ابھی بھی لگ رہا ہے میں تمہارے اس بدلے والے عظیم پلینز کی وجہ سے ناراض تھا وہ زویا بس اتنی ہی سمجھی مجھے۔وہ اسکی بات سن کر بولا۔

تو پھر کیوں ناراض ہیں؟وہ پوری اسکی طرف متوجہ تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

میں ناراض اس لیے ہوں کیونکہ تم نے اس دن بھی آدھی سچائی بتائی۔ تم مجھے اپنے پیار کے جال میں پھسا کر حویلی آنا چاہتی تھی۔ میں اس بات سے ناراض ہوں۔ میرے جذباتوں کو جاننے کے باوجود تم مجھے ایموشنلی یوز کرتی رہی۔۔ تم نے مجھے ہمشہ ایک ذریعہ سمجھا۔ ایک سیڑھی بنا کر اپنے مقصد کو پورا کیا۔ مجھے اپنا آپ بے وقوف دیکھتا ہے جب یہ سوچتا ہوں۔ کیسے تمہارے سامنے اپنے دل کی ہر بات کھول کر رکھ دی۔ اپنی محبت کا اظہار کیا۔ تم تو ہنستی ہو گئی۔ کیسا بے وقوف انسان ملا ہے۔ پیار کے جال میں ڈال کر لٹو کی طرح گھوماؤ۔ وہ اسے کندھوں سے پکڑتے غصے سے سب بول رہا تھا۔ زویا حیرانگی سے سب سن رہی تھی۔ وہ اپنے دل مین سوچ بیٹھی تھی کہ التمش اس سے بدلہ لینے کی وجہ سے ناراض ہے۔ پر وہ تو یہ سب سوچ بیٹھا تھا۔۔

آپ بالکل غلط سوچ رہے ہیں۔ التمش میں نے کبھی آپ کے جذباتوں کا

مزاق نہیں اُڑایا۔ مین مانتی ہوں۔پہلے جس نینت سے میں آپ کے سامنے آئی تھی۔وہ صاف نہیں تھی۔مجھے لگتا تھا۔آپ بھی باقی سب کی طرح ہیں۔بے حس سفاک مرد۔پر آپ نے مجھے ہر قدم پر غلط ثابت کیا۔۔مجھے آپ کے ہر عمل میں اپنے لیے محبت محسوس ہوئی۔اپ کے اظہار سے بھی پہلے مجھے آپ کے احساسات کا علم تھا۔خدا گواہ ہے۔ہر وہ کام جس سے آپ کو تقلیف پہنچی تھی۔وہ کرنے کے بعد میں ایک پل سکون سے نہیں رہی۔۔مجھے آپ اچھے لگنے لگے تھے۔دل کرتا تھا سب چھوڑ دوں۔پر ہمشہ بدلہ درمیان میں آجاتا۔اپنے دل کا جود گلا گھونٹ کر میں نے اس دن آپ کے اظہارے محبت کے بعد انکار کیا تھا۔کیونکہ میں تو اسکے بعد وہاں سے چلی جاتی۔۔ایم سوری ایم سو سوری میری وجہ سے سب نے اور خاص کر آپ نے بہت زیادہ دکھ جھلے ہیں۔پر اب مجھ سے آپ کی یہ نفرت برداشت نہیں ہوتی۔وہ آخر میں روتے روتے زمین ہر بیٹھ گئی۔۔التمش خاموشی سے اسکی بات سن رہا تھا۔وہ اسی کے انداز میں نیچے بیٹھا۔

میں ہوں ہی پاگل۔اپنی بے وقوفیوں میں اپنے سے محبت کرتے والے شخص کا دل دُکھادیا۔آپ نے صحیح فیصلہ کیا مجھے چھوڑ دیں میں مزید آپ کی زندگی جو تقلیف دے نہیں بناؤں گئی۔آپ شادی کر لینا میں چلی جاؤں گئی۔۔وہ زور زور سے روتے ہوئے اپنا چہرہ ہاتوں میں چھپا کر بولی۔۔

ZNZ
Zubi Novels Zone

چھلی !التمش کھڑا ہوا۔اور اسے کندھوں سے پکڑ کر کھڑا کیا۔اور ہنستے ہوئے سینے سے لگالیا۔زویا اسکا سہارا ملتے ہی اور زور زور سے رونے لگی۔التمش اسے چپ کروانے لگا۔وہ مزید اسے تقلیف نہین دینا چاہتا تھا۔

ایم سوری زویا میں نے شائدُ اوور ری ایکٹ کیا۔اور اس بیچ ہمارے

خوبصورت پانچ سال برباد ہو گے۔وہ اسے چپ کرواتے ہوئے بولا۔۔

آپ مجھے چھوڑیں گے تو نہیں؟وہ اپنی تھوری اسکے سینے سے ٹکائے چہرہ اوپر کرتے ہوئے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

اب تو التمش خان کو زویا التمش خان سے اسکی موت ہی علحیدہ کر سکتی ہے۔ ہاں اگر زویا دوبارہ سے اپنے مسٹر خان کو چھوڑ کر جانے کا ارادہ رکھتی ہے تو میں کچھ نہیں کر سکتا۔کیا پتہ راتوں رات ٹکٹ کٹوا کر لندن چلی جائے۔وہ آخر میں اسے چھڑتے ہوئے بولا۔۔

زویا نے جیسے یہ پانچ سال مسٹر خان کے بنا کاٹے ہیں یہ صرف وہی جانتی ہے۔اب تو آپ نکالو گے بھی تب بجی نہیں جاؤں گئ۔وہ اداس لہجے میں بولی۔۔التمش کے دل کی دھڑکن بڑھی۔چاند کی روشنی میں اسکاف کے

ہالے میں چمکتا چہرہ اسے اپنے دل کے بہت قریب لگا۔ایک آنسوں اسکی آنکھ سے نکلا اور زویا کے گال پر گرا۔وہ جھٹ سے علحیدہ ہوئی۔۔

آپ رو کیوں رہے ہو؟ وہ بے چین ہو کر بولی۔

زویا التمش خان آج تمہارا مسٹر خان اس چاند کو گواہ بنا کر کچھ کہنا چاہتا ہے۔ التمش اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔زویا ہم تن اسے سن رہی تھی۔

یہ پانچ سال تمہارے بنا برے سونے سُونے تھے۔ایک دم خالی۔جہاں دیکھتا تھا بس تم ہی نظر آتی تھی۔حویلی میں دل ہی نہیں لگتا تھا۔ہمشہ باہر رہتا تھا۔تمہارے خیال سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتا تھا۔مجھے معلوم تھا تم لندن میں ہو۔کئی بار دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ٹکٹ خرید اپر ہمشہ

غصے آڑے آجاتا تو پھاڑ دیتا۔ غصہ اسی بات پر آتا کہ تم یوں چھوڑ کر کیوں گئی۔ پر اپنی غلطی بھول جاتا تھا۔ یہ جانے بغیر کہ اس دن تم کو کتنا دکھ ہوا ہو گا۔ جب میں نے طل۔۔۔۔ ہمم خیر پرانی بری یادوں کو بھلاتے ہیں اور ایک نئی اور خوبصورت زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔ تو زویا احمد کیا تم اپنے اس مسٹر خان کی غلطیوں کو معاف کر کے میرے ساتھ اپنی آنے والی زندگی خوبصورت بنانا چاہتی ہو۔ وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔ زویا مسکرا رہی تھی

وہ اگے بڑھی اور آہستہ اواز میں بولی۔۔۔۔

زہ ستا سو سرہ مینہ لرم (ائی لویو) زویا التمش خان کی زندگی اپنے خان کے بغیر

بالکل ادھوری ہے۔وہ نم لہجے میں بولی۔۔اسکا یوں پشتو میں اظہارے محبت کرنا التتنس کے دل کو باغ باغ کر گیا۔اس نے اسے اپنے بازوں کے ہالے میں لیا۔

آئی لو یو ٹو میری جان وہ اسکے سر پر بوسہ دیتے ہوئے بولا۔۔زویا کی انکھیں نم ہو گئیں۔آج کے دن کا آغاز جتنی ٹینشن میں ہوا تھا۔اسکا اختتام اتنی ہی خوبصورتی سے ہوا تھا۔

****

****

اگلی صبح کا آغاز بہت خوشگوار ہوا۔التمش اور زویا کے درمیان ناراضگی ختم ہوئی۔وہ دونوں مسکراتے ہوئے سیڑیوں سے نیچے اتر رہے تھے۔

ساری حویلی والے اور مہمان سب ناشتہ کر رہے تھے۔وہ دونوں بھی سب کے پاس آ کر بیٹھے۔

ہاں برخردار! شادی کے لیے لڑکی ڈھونڈیں یا طلاق کے کاغذ تیار کروائیاں۔جہانگیر خان دونوں کو دیکھتے ہوئے سوالیہ انداز میں بولے۔
دونوں نے چہرہ اُٹھا کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

دادا جان آپ ہمارے ولیمے کے فنکشن کی تیاری کروایں۔باقی سب بھول جائیں۔التمش مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔۔

اوہو ہو۔پتر بہت ہی اچھا فیصلہ کیا۔جہانگیر خان نے اسے گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔سب بہت خوش تھے۔

سب نے ہنستے مسکراتے ناشتہ کیا۔ناشتہ کرنے کے بعد دعا نے گاؤں گھومنے کی خواہش کی۔سب بڑے حویلی میں رکے۔باقی سب مل کر گاؤں کی سیر کرنے کے لیے نکل گے۔سب چلتے ہوئے جا رہے تھے۔

ویسے ماننا پڑے گا۔آپ نے سچ میں پورے گاؤں کو بدل دیا۔اور میری بتائی ہوئی ایک ایک چیز بنوا دی۔زویا آس پاس دیکھتے ہوئے اپنے ساتھ چلتے التمش کو داد دیتے ہوئے بولی۔۔

تم تو چھوڑ کر چلی گئی تھی۔اپنا دل میں نے ان سب کاموں میں لگا دیا۔وہ مسکرا کر بولا۔۔سب اگے چل رہے تھے۔وہ دونوں پیچھے تھے۔دعا کافی ایکسائیٹید تھی۔حازم اسے سب دیکھ رہا تھا۔وہی دوسری طرف اریشہ اور کافی اداس لگ رہی تھی۔سب ڈیرے پر پہنچے التمش نے وہاں چارپائیاں

لگوائیں۔سب وہاں بیٹھے کچھ ادھر اُدھر گھومنے لگے۔۔

التمش کی نظر دور کھڑی اریشہ پر گئی جو کافی اداس لگ رہی تھی۔وہ کافی دیر اسے دیکھتا رہا زویا نے اسے یوں دیکھتے محسوس کر لیا۔۔

اگر میں اپنے خان سے کچھ مانگوں گئی تو کیا مجھے ملے گا؟زویا اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

ہر جائز چیز ملے گئی۔وہ جانتا تھا وہ کیا کہنے والی ہے۔

بس کریں اب اتنے سال ہو گے۔ختم کریں نا۔وہ بہت شرمندہ نظر آتی ہے۔وہ اسے منانے لگی۔۔

زویاموڈاف مت کرو۔وہ چڑتے ہوے بولا۔۔

مت کریں ناایسا۔اللہ کو معاف کرنے والا بہت پسند ہے۔اسکی رضا کے لیے معاف کردیں۔اور اسکو اپنی غلطی کا احساس بھی ہے۔وہ دور کھڑی اریشہ کو دیکھ کر بولی۔جو ابھی بھی اداس سی تھی۔ سراج اسے ہنسانے کی کوشش کر رہا تھا۔التمش نے اسکی سمت دیکھا۔

بلاو اسے ! وہ اتنا ہی بولا۔۔

سچ میں ! زویا خوشی سے بولی۔۔التمش نے ہاں میں سر ہلایا۔

ہائے کیوٹ جان ! اپ بہت پیارے ہو۔وہ اسکے گال کھینچتے ہوئے بولی۔۔

شرم کرو زویا! وہ چڑتے ہوئے بولا۔وہ ہنس دی۔

اریشہ یہاں آؤ۔زویا نے اسے آواز دی۔اریشہ اور سراج نے اسے دیکھا۔ وہ اہستہ سے چلتی دونوں کے پاس آئی۔۔

جی وہ پاس آکر کھڑی ہو کر بولی۔۔

تمہارے لالا تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔وہ التمش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔اریشہ نے حیرانگی سے التمش کی طرف دیکھا۔

کافی دیر گزر گئی مگر خاموشی نا ٹوٹی۔زویا دونوں کو اکیلا چھوڑ کر باقی سب کے ساتھ جا کر باتیں کرنے لگی۔

التمش خاموش سا چہرہ نیچے جھکائے زمین کو تک رہا تھا۔جب کسی کے رونے کی آواز کانوں میں پڑی اس نے چہرہ اُٹھا کر دیکھا۔اریشہ اسکی طرف دیکھتے ہوئے رو رہی تھی۔

مجھے معاف کر دیں لالا میں جانتی ہوں مجھ سے کتنی بڑی غلطی ہوئی۔میں نے آپ کا مان توڑا۔اپ کا سر جھکایا۔خدا جانتا ہے ان گزرے سالوں میں ایک دن بھی سکون سے نہیں رہی۔وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔

چپ گڑیا۔سب بھول جاو۔التمش اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔

اپ نے سچ میں مجھے معاف کر دیا۔اریشہ حیرانگی سے بولی۔۔۔

ہاں کر دیا۔اب مزید اپنی گڑیا سے ناراض نہین رہ سکتا۔چلو آنسوں صاف

کرو۔مجھے مسکراتی ہوئی اریشہ چاہیے۔التمش اسکے آنسون صاف کرتے ہوئے بولا۔۔اریشہ کھل کر مسکرایی۔اج اتنے سالوں بعدالتمش کے منہ سے گڑیاسن کروہ مسکرائی۔اسے اپنے کندھوں سے بوجھ اترتاسا محسوس ہوا۔وہ کچھ بولنے والی تھی۔جب اسکے بیٹے کے رونے کی اواز آئی۔

جاؤچپ کرواؤ۔التمش نے مسکرا کر کہا۔وہ خود بھی کافی ہلکا محسوس کررہا تھا اریشہ مسکراتے ہوئے پلٹ گئی۔دور سراج اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اچھالگانازویااسکے جاتے ہی التمش کے پاس آکر بولی۔۔۔

ہاں وہ اپنی انکھ کا کنارہ صاف کرتے ہوئے بولا۔

دوگھنٹے بعد وہ سب واپس حویلی کی طرف پلٹے۔

التمش حویلی اوراس گاوں کا ماحول دیکھ کر میں بہت خوش ہوں۔مجھے ابھی بھی یقین نہیں ہوتا۔واقعی میں میرے سارے خواب سچ ہو گے۔حویلی کے ہر مرد کا رویہ بدل گیا ہے۔حویلی کی ساری خواتین کو ان کا حق عزت سب مل رہا ہے۔۔گاؤں میں سب کو ان کا حق مل رہا ہے۔اور دیکھے۔سب کتنا خوبصورت ہے۔یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔سب سے پہلا قدم آپ نے ہی لیا تھا۔وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔

ہاں بیگم اب تم بھی تیار ہو جاؤ۔آخر کار ڈاکٹر ہو ہسپتال میں جاب کرو۔وہ مسکرا کر اپنے ساتھ چلتی زویا کو دیکھ کر بولا۔۔

افکورس کروں گئی۔وہ ہاں میں در ہلا کر بولی۔۔۔

ویسے اس چشمے میں اچھی لگتی ہو۔وہ اسکا چشمہ اتارتے ہوئے بولا۔

مسٹر خان واپس دیں مجھے نظر نہیں آتا۔وہ غصے سے بولی۔۔

اوخدایا اتنی نظر کمزور کرلی پاگل لڑکی۔التمش نے چشمہ پہن کر کہا۔نظر کافی ویک تھی۔

دن رات پڑھتی تھی۔اوارہ گردی نہیں کی۔وہ چلتے ہوے بولی۔۔۔

لو چشمہ پہنو۔کل ہی اچھے ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتا ہوں۔کمزور بھی لگ رہی ہو۔ڈائیٹ بھی ٹھیک کرواتا ہوں۔طاقت والی چیزیں کھاؤگی اب تم وہ اسے چشمہ پہناتے ہوئے بولا۔۔زویا کو اسکا فکر کرنے والا انداز بہت پیارا لگا۔دونوں باتیں کرتے ایک دوسرے کے قدم سے قدم ملاتے چل رہے

تھے۔

زندگی میں چاہے کتنی پریشانیاں آجائیں۔ اگر آپ ان پریشانیوں کا سامنا ڈٹ کر کرو تو سب خوشیاں مل ہی جاتی ہیں۔ غموں کے بادل دور ہو جاتے ہیں۔

ختم شدہ۔

Zubi Novels Zone

اپ سب لوگوں کا بہت بہت شکریہ جنہوں نے میرا ناول پڑھا۔ میں نے اپنی پوری کوشش کی اس ناول کی کہانی اور کرداروں کے ساتھ انصاف کر سکوں۔ ہمارے معاشرے میں اج بھی ونی جیسی رسمیں چلتی ہیں۔ جو سرے سے بے بنیاد ہوتیں ہیں۔ پر اسے رسموں روائیتوں کا نام دے دیا جاتا ہے۔

ناول کے کرداروں کی بات کریں۔ تو بہت کچھ سیکھنے کو مل سکتا ہے۔ اس ناول میں زویا جیسا کردار تھا۔ جس نے اپنے ماں باپ کا بدلہ لینے کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔ چاہے وہ صحیح تھی یا غلط یہ جانے بغیر کہ سچائی کوئی اور بھی ہو سکتی ہے۔ ہم سب کے ساتھ بھی ایسا ہوتا ہے۔ ہم بہت بار دوسروں کی بتائی ہوئی باتوں کو سچ مان کر ری ایکٹ کرتے ہیں۔ جب سچ معلوم پڑتا ہے تو صرف پچھتایا ہی جاتا ہے۔ اریشہ جیسا کردار بہت عام ہے۔ آجکل لڑکیاں پیار کے چکر مین خود کو اور اپنے گھر والوں کو دھوکہ دے دیتی ہیں۔ لیکن یاد رکھیے گا ہر سامنے ہر لڑکا سراج جیسا نہیں ہوتا۔ جہاں دنیا میں ماجد جیسے مرد ہوتے ہیں وہاں التمش جیسے مرد بھی ملتے ہیں۔ جو حق اور سچ کی لڑائی کے لیے اپنے پیاروں کے سامنے بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔۔ باقی سب کردار کو بھی میں نے اچھے سے لکھنے کی کوشش کی۔

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپکے لیئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا
ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور
ڈاؤنلوڈ کرسکتے ہے جو ناولز آپکو کہی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM 👉 ZNZ.LIFE

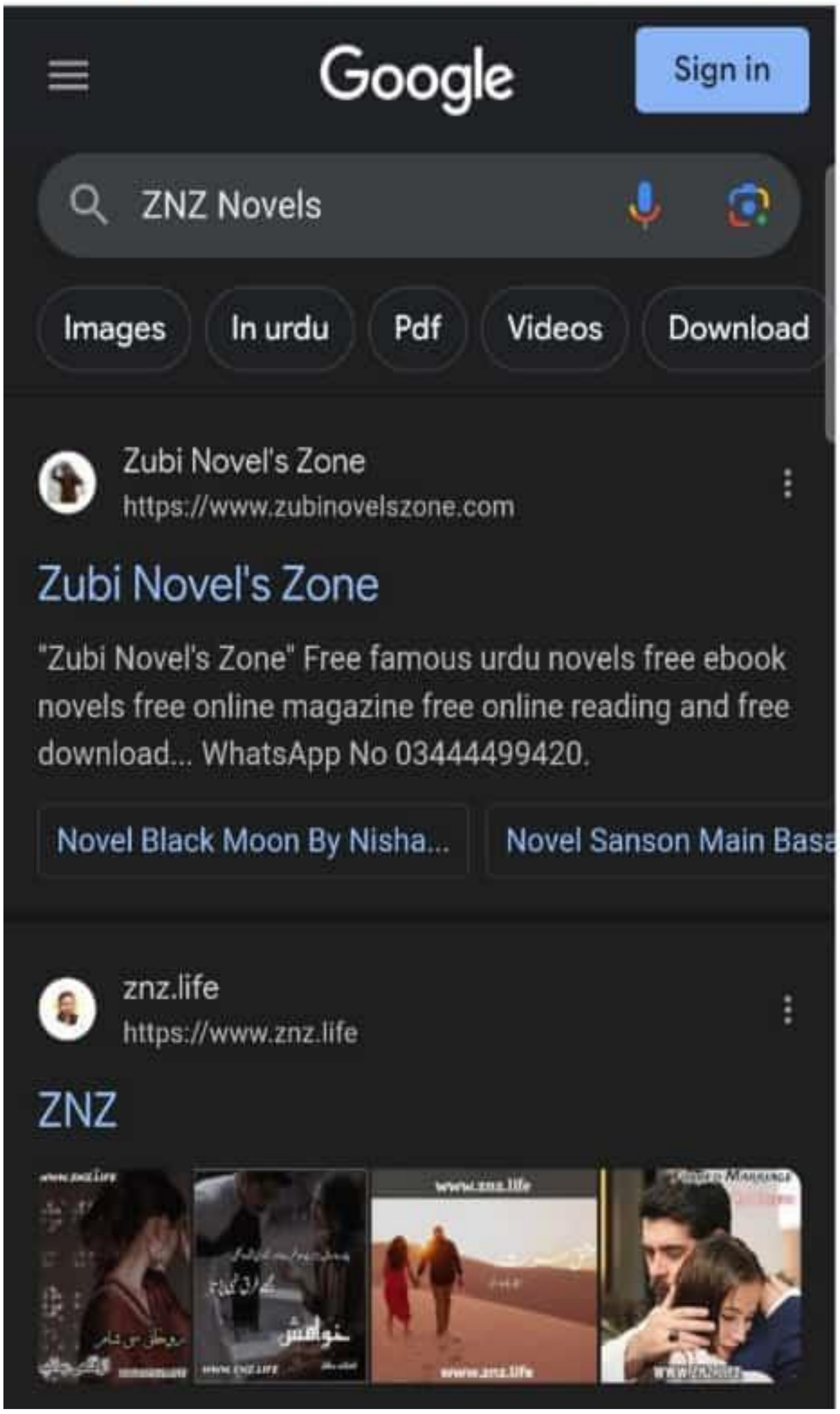

تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کرکے
بآسانی ڈاؤنلوڈ کرکے پڑھ لیں
مزید کے لیئے رابطہ کریں

0344 4499420

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.znzlibrary.com/

https://www.znz.today/

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسیپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now